وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

# اَلْقَوْلِ الْبَدِيْعِ

## فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْحَبِيْبِ الشَّفِيْعِ ﷺ


الحافظ شمس الدين عبد الرحمن
السخاوی الشرقاوی


صِيغَةُ الصَّلَوَاتِ وَالتَّسْلِيمَاتِ


ترتیب نو
افتخار احمد حافظ قادری

تحقیق و تقدیم
محمد ذیشان انجم قادری



المکتبۃ القادریۃ 40
الباکستان
0092-3335187573

# القول البدیع

کتاب مذکورہ بالا شافعی بزرگ حضرت علامہ امام حافظ شمس الدین محمد السخاوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ (المتوفی 902ہجری) کی تصنیفِ لطیف ہے جو فضائلِ دُرود وسلام پر مشہورِ زمانہ ایک منفرد کتاب ہے۔ بحمد اللہ! اِس کتاب کو نئے ترجمے کے ساتھ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل ہورہی ہے۔

دورانِ مطالعہ کتاب مذکورہ کا جونسخہ ہمارے زیرِ نظر رہا، وہ دار الکتاب العربی، بیروت، لبنان کا سال 1985ء کا ایڈیشن ہے، اُس کے سرورق کا عکس ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

القول البديع

في الصلاة على الحبيب الشفيع

للإمام العلامة الحافظ شمس الدين محمد بن عبد الرحمن السخاوي الشافعي

٨٣١ - ٩٠٢ هـ

الناشر

دار الكتاب العربي

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ شَرَّفَ قَدۡرَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الرَّسُوۡلِ الۡکَرِیۡمِ وَخَصَّہٗ بِالصَّلٰوۃِ عَلَیۡہِ وَاَمَرَنَا بِذٰلِکَ فِی الۡقُرۡاٰنِ الۡحَکِیۡمِ وَمَنَّ عَلَیۡنَا بِاَتۡبَاعِ ھٰذَا النَّبِیِّ الرَّحِیۡمِ وَحَبَّبَ اِلَیۡنَا اِقۡتِفَآءَ اٰثَارِہٖ فِی الۡحَدِیۡثِ وَالۡقَدِیۡمِ وَ خَصَّ اَھۡلَ ھٰذَا الشَّانِ بِالۡخِصَالِ الۡجَمِیۡلَۃِ وَ الۡفَضۡلِ الۡجَسِیۡمِ وَ جَعَلَھُمۡ اَوۡلَی النَّاسِ بِرَسُوۡلِہِ السَّیِّدِ الۡعَظِیۡمِ لِاَ کۡثَارِھِمۡ کِتَابَۃً وَّ قِرَآءَۃً وَّ سِمَاعًا مِّنَ الصَّلٰوۃِ عَلَیۡہِ وَالتَّسۡلِیۡمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَصَحۡبِہٖ اُوۡلِی الۡفَضۡلِ الۡعَمِیۡمِ صَلٰوۃً وَّ سَلَامًا دَآئِمَیۡنِ یُضِیۡئُ نُوۡرُھُمَا جُنۡحَ الَّیۡلِ الۡبَھِیۡمِ۔

## مقدمہ

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت وسلطنت اور رأفت واحسان کے ساتھ ہمارے آقا ومولا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شرف، کرم، دین قیم، صراط مستقیم، خلق عظیم اور خلق سلیم کے ساتھ مبعوث فرمایا اور انہیں جہانوں کے واسطے رحمت، موحدین میں سے جو اس پر ایمان لایا ان کے لئے نجات، متقین کا امام، مخلوق پر حجت، شفیع محشر، فخر محشر اور امت سے غم دور کرنے والا بنا کر بھیجا۔ آپ کو تمام رسولوں کے بعد بھیجا اور آپ کی وجہ سے (لوگوں کو) واضح اور سیدھے راستے کی طرف ہدایت دی۔ اپنے بندوں پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت، عزت، توقیر، رعایت، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقوق کا قیام، آپ کے منطوق ومفہوم سے ثابت شدہ امور کی پیروی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلوٰۃ وسلام پڑھنا فرض کیا۔ علم وتعلیم کے ذریعے آپ کی شریعت کو پھیلایا اپنی جنت کے دروازے بند رکھے مگر جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستے پر چلا اور جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا اعتراف کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ کو کشادہ فرمایا۔ آپ کے ذکر کو آپ کی خاطر بلند کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بوجھ کو ہلکا کیا اور ذلت ورسوائی اس شخص کا مقدر بنائی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی مخالفت کی۔ وہ کتنا خوش نصیب ہے جسے آپ کی اطاعت کی توفیق ملی اور کتنا افسوس ہے اس پہ جو اس سے دور ہوا۔ درود بھیجے اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنی بارگاہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت وشرف میں ترقی عطا فرمائے۔

بحمد اللہ تعالیٰ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی تحصیل، ثواب کے حصول اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دروازہ کھٹکھٹانے کا قصد کیے ہوئے تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آثار میں غور وفکر، ان کو جمع کرنے اور تحریر کرنے میں مصروف تھا کہ میرے ایک محبوب دوست (جو عالم، فاضل اور عابد ہیں) نے اپنی فضیلت اور بھلائیوں کے تحقق وکثرت کی وجہ سے مجھے کہا کہ میں سید البشر پر درود پڑھنے کے متعلق اللہ تعالیٰ سے عطیات وبشارت کے حصول کے غرض سے ایک ایسی کتاب لکھوں جو ہر رجوع کرنے والے کا سہارا اور اپنے اعتماد کرنے والے کے لیے کافی ہو۔ جو وسائل کا مرکب، خصائل جمیلہ کا مجموعہ، اہل دارین کیلئے نجات اور بلند صلاحیتوں کی حامل ہو۔ جو ہر عیب سے پاک ہو۔ اسناد کی وجہ سے طویل نہ ہوتا کہ اہل توفیق وسداد کیلئے اس کا حصول آسان ہو اور اس میں ہر حدیث کے بعد اس کے راوی کا بیان ہو۔ عموماً حدیث کے صحیح، حسن یا ضعف ہونے کا بیان ہوتا کہ اشتباہ نہ رہے۔ فوائد ماثورہ، نوادر مشہودہ اور حکایات مسطورہ جو اس موضوع کے مطابق ہوں، ان کو تھوڑا تھوڑا بیان کرنے والی ہو اور مصنف کی بھلائی اور اجر کو کئی گنا زیادہ کرنے والی ہو۔ اس میں اختصار کا خیال رکھا جائے اور بے فائدہ کلام اور کثیر عبارتوں سے خالی ہو۔ میں نے اس کے سامنے کئی عذر پیش کیے مگر اس نے ایک نہ سنی اور اپنے مقصد ومطلب سے پیچھے نہ ہٹا۔ لہٰذا میں نے اس کے اصرار ومحبت کی کمی کے ڈر سے کام شروع تو کر دیا مگر یہ بہت گہرا اور عمیق سمندر ہے۔ مقام نبوت کے فضائل کے مسلمہ ہیں۔ اس میں کچھ کہنے کی کوشش کی مگر اس میدان

کو وسیع پایا۔ لیکن کہاں وہ زبان جو کچھ کہنے کی قدرت رکھے؟ کہاں وہ عبارت جو شفاء کا ذائقہ چکھے اور تنگ بھی نہ ہو؟ مگر یہ تو ایک نسبت و اضافت ہے۔ تصنیف میں ایک رتبہ ہے جو ہر رتبہ سے کم ہے۔ یہاں تو عجز ہی عجز ہے۔ اگر کسی نے اس کا حق ادا کرنے کا وعدہ کیا تو وہ اس کو ہرگز پورا نہ کر سکے گا لیکن محسن اور جواد اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ اس تالیف کو کثیر لوگوں کے لیے رہنمائی اور مقصد عظیم کے حصول کا ذریعہ بنائے گا۔

میں نے اس کتاب کی ترتیب ایک مقدمے، پانچ ابواب اور ایک خاتمہ پہ رکھی ہے۔ مقدمہ میں ان چیزوں کا بیان ہے۔ صلوٰۃ کی لغوی اور اصطلاحی تعریف، صلوٰۃ کا حکم، محل اور اس کے مقصد۔ میں نے اس کا اختتام اس آیت کے فوائد پر کیا ہے جو درود پڑھنے کی اصل ہے۔

## کتاب کے ابواب

پہلا باب: نبی پاک ﷺ پہ درود شریف پڑھنے کا حکم، یہ حکم کب دیا گیا؟ امر کی مختلف اقسام کی بناء پہ یہاں اس کی کیفیت کیا ہے؟ نبی پاک ﷺ پہ خوب اچھی طرح درود پڑھنا، ان مجالس میں حاضری کی ترغیب کہ جن میں نبی پاک ﷺ پہ درود شریف پڑھا جاتا ہو، کثرت سے نبی پاک ﷺ پہ درود شریف پڑھنا اہل سنت کی علامت ہے، فرشتے نبی پاک ﷺ پہ مسلسل درود شریف پڑھتے ہیں، حضرت آدم علیہ السلام نے حق مہر نبی پاک ﷺ پہ درود شریف پڑھنے کی صورت میں ادا کیا، چھوٹے بچے کا ایک مدت تک رونا آپ ﷺ پہ درود پڑھنا ہے، جب کسی اور نبی پہ درود پڑھا جائے تو آپ پہ درود شریف بھیجنے کا امر اور یہ کہ باقی انبیاء اور رسولوں پہ درود پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

دوسرا باب: اس میں رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنے والے کے لیے عطیات و نوازشات کا ذکر ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے اور اس کا رسول رحمت بھیجتا ہے۔ اس کی خطائیں معاف ہوتی ہیں۔ اعمال کو اچھا کر دیا جاتا ہے۔ درجات بلند ہوتے ہیں۔ گناہوں کی مغفرت ہوتی ہے۔ درود بھیجنے والے کے لیے فرشتے استغفار کرتے ہیں۔ اجر میں احد پہاڑ کی مثل ایک قیراط کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیا جاتا ہے۔ اس کا پورا پورا بدلہ دیا جاتا ہے۔ جس نے اپنا تمام وقت درود پڑھنے میں صرف کیا تو یہ اس کے لیے دنیا و آخرت میں کافی ہے۔ خطاؤں کو مٹانے والا ہے۔ درود شریف پڑھنا غلام آزاد کرنے سے بھی افضل ہے۔ یہ سختیوں سے نجات دینے والا ہے۔ اس کی برکت سے نبی پاک ﷺ کی شہادت اور شفاعت واجب ہوگی۔ اللہ کی رضا اور رحمت حاصل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے غضب سے امن نصیب ہوگا۔ عرش کا سایہ حاصل ہوگا۔ یہ میزان بھاری ہے۔ اس کی وجہ سے حوض کوثر پر حاضری ہوگی۔ پیاس اور آگ کے عذاب سے چھٹکارا ملے گا۔ پل صراط سے گزرنا آسان ہوگا۔ مرنے سے پہلے جنت میں اپنا مقام دیکھ لے گا۔ جنت میں کثیر حوریں ملیں گی۔ یہ عمل بیس غزوات میں شمولیت کے عمل سے بھاری ہوگا۔ تنگ دست کا صدقہ اور گناہوں سے پاک کرنے والا ہے۔ اس کی برکت سے مال بڑھتا ہے۔ سو سے زیادہ حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ یہ ایک عبادت، اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ عمل اور محافل کی زینت ہے۔ فقر کو دور اور تنگ دستی کو ختم کرتا ہے۔ اس کے ذریعے بھلائی کے مقامات تلاش ہوتے ہیں۔ درود شریف پڑھنے والے کو نبی پاک ﷺ کا قرب نصیب ہوگا۔ پڑھنے والا خود، اس کے بیٹے اور پوتے سب اس کی برکت سے نفع پائیں گے۔ اگر تو نے اس کا ثواب کسی کو ایصال کیا تو اس شخص کو بھی اس کا نفع پہنچے گا۔ یہ وظیفہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے قرب کا ذریعہ ہے۔ یہ نور ہے۔ دشمنوں کے خلاف نصرت ہے۔ دل کو منافقت اور زنگ سے صاف کرتا ہے۔ لوگوں کی محبت اور خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کا باعث ہے۔ پڑھنے والے کو غیبت سے محفوظ رکھتا ہے۔ یہ تمام اعمال سے بابرکت، افضل اور دونوں جہانوں میں نفع کے لحاظ سے بہتر ہے۔ اعمال کے ذخائر کو جمع کرنے اور امیدوں کے تازہ پھل چننے والے کے لیے عمل میں پسندیدہ ثواب ہے۔ یہ عمل عظیم

فضائل، کریم مناقب اور ایسے کثیر فوائد پر مبنی ہے جو کسی بھی دوسرے عمل میں نہیں۔ کسی دوسرے عمل کے متعلق اتنے اقوال وافعال وارد نہیں جتنے اس کے متعلق ہیں۔ میں نے اس باب کا اختتام بھی کئی اہم فصلوں پر کیا ہے۔

تیسرا باب: اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کے وقت درود نہ پڑھنے والے کو سنائی گئی وعیدوں کا ذکر ہے۔ درود نہ پڑھنے والے کے لیے ہلاکت کی بدعا، شقاوت کا حصول، جنت کا راستہ بھولنے، دوزخ میں دخول، جفا سے متصف ہونے اور بخیل ترین شخص ہونے کا ذکر ہے۔ مجلس میں درود ترک کرنے والے سے نفرت کرنے کا بیان ہے۔ جس نے درود نہیں بھیجا اس کا دین نہیں اور اس کے علاوہ اوراخبار کا ذکر بھی ہے۔ اس باب کو بھی میں نے فوائد نفیسہ پر ختم کیا ہے۔

چوتھا باب۔ اس باب میں اس بات کا بیان ہوگا کہ سلام عرض کرنے والے کا سلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچایا جاتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا جواب بھی دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس باب کا اختتام بھی چند ایک فوائد پہ ہے۔

پانچواں باب: اس میں اوقات مخصوصہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کا ذکر ہے مثلاً وضو سے فارغ ہونے کے بعد، نماز میں اقامت نماز اور اس کے بعد، مغرب اور صبح کی نماز کے بعد اس کی تاکید، تشہد میں، قنوت میں، تہجد کے وقت، نماز تہجد کے بعد، مساجد سے گزرتے ہوئے، ان کو دیکھتے، ان میں داخل ہوتے وقت، ان سے نکلتے وقت، مؤذن کی اذان کا جواب دیتے وقت، جمعۃ المبارک کے دن اور رات، عیدین، استسقاء، کسوفین کے خطبہ میں، عید کی تکبیروں کے دوران، نماز جنازہ میں، میت کو قبر میں اتارتے وقت، رجب اور شعبان میں، کعبہ شریف کو دیکھتے وقت، صفا ومروہ پہ، تلبیہ کے وقت، حجر اسود کے استسلام سے فارغ ہونے کے بعد، التزام میں، وقوف عرفہ کی شام، مسجد خفیف میں، مدینہ شریف دیکھتے ہوئے، قبرانور کی زیارت، اس کے وداع، آثار شریف کو دیکھتے وقت، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستوں اور آرام گاہوں کو دیکھتے وقت مثلاً میدان بدر وغیرہ، ذبح کے وقت، بیع اور وصیت لکھوائی کے وقت، خطبہ نکاح کے وقت، صبح وشام سوتے وقت، سفر کرنے اور سوار ہونے کا ارادہ کرتے وقت، اس شخص کے لئے جسے نیند بہت کم آتی ہو، بازار اور دعوت پہ جاتے وقت، گھر میں داخل ہوتے وقت، خط لکھتے وقت، بسم اللہ کے بعد، غم اور مصیبت کے وقت، شدید غربت اور ڈوبتے وقت، طاعون کی وبا کے وقت، دعا کے آغاز، درمیان اور آخر میں، کانوں کے آواز دینے، پاؤں کے شل ہونے، چھینک مارنے، بھول جانے، کسی چیز کے اچھا لگنے کے وقت، گدھے کے ہینگنے کے وقت، مولی کھانے، گناہ سے توبہ کرنے، کسی ضرورت کے وقت، تمام حالات میں، اس شخص کا درود شریف پڑھنا جس پہ جھوٹی تہمت لگائی جائے حالانکہ وہ اس سے بری الذمہ ہو، بھائیوں سے ملتے وقت، اکٹھا ہونے کے بعد جدا ہوتے وقت، ختم قرآن اور حفظ قرآن کے وقت، مجلس سے اٹھتے وقت، جہاں بھی اللہ کا ذکر ہو، کلام کی ابتداء میں، حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کے وقت، علم پھیلاتے وقت، قرأت حدیث، فتویٰ اور وعظ ونصیحت کے وقت، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک لکھتے وقت، اس کی کتابت کا ثواب اور جو کچھ اس سے غافل ہونے والے شخص کے متعلق وارد ہوا ہے۔ اس کے علاوہ چند اہم چیزوں کا ذکر بھی ہے۔ کلام کے دوران میں کئی فوائد حسنہ اور اہم تنبیہات بھی موجود ہیں۔

خاتمہ: اس کتاب کے خاتمے میں فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کے جواز اور اس کی شرائط کا بیان ہے اور اس کے علاوہ بھی کئی اہم امور کا ذکر ہے۔ پھر میں نے اس موضوع پہ لکھی گئی دیگر کتابوں کے نام لکھے ہیں۔ پہلے صرف ان کتب کا ذکر کروں گا جن پر مجھے آگاہی تھی۔ اس کے بعد ان کتابوں کے نام لکھے جن سے میں نے دارین کی نفع کی غرض سے اس کتاب کی تالیف میں نفع حاصل کیا۔ میں نے جان بوجھ کر اس کتاب کے پانچ باب بنائے ہیں۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے حواس خمسہ کی حفاظت فرمائے۔ میں نے اس کتاب کا نام "القول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع" رکھا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب کے لکھنے، اس کے جمع کرنے، اس

کے دیکھنے اور سننے والے کو نفع دارین عطا فرمائے اور مجھے ظاہر و باطن کا اخلاص دے، دکھ اور مصیبت میں میرا ناصر و مددگار ہو، میرا حشر آپ کے چاہنے والوں کے گروہ میں کرے اور اپنے لطف و کرم سے مجھے کتاب و سنت میں نیک سوچ عطاء فرمائے صلی اللہ علی سیدنا محمد و الہ واصحابہ وسلم تسلیما

## لفظ صلوٰۃ کی لغوی اور اصطلاحی تعریف

لغت کے اعتبار سے اس کے دو معنیٰ ہیں۔ (۱) دعا اور تبرک۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَ صَلِّ عَلَیۡہِمۡ اِنَّ صَلٰتَکَ سَکَنٌ لَّھُمۡ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤی اَحَدٍ مِّنۡھُمۡ۔ نماز جنازہ کو بھی اسی لیے صلاۃ الجنازۃ کہا جاتا ہے کہ اس میں میت کے لیے دعا مانگی جاتی ہے۔ ایک شاعر کا شعر ہے کہ وقائلھا الریح فی دنھا: وصلی علی ونھا و ارتسم۔ اسی طرح اعشی کا بھی ایک شعر ہے کہ لھا حارس لایبرح الدھر ینھا: و ان مادعت صلی علیھا و زمزما۔ دعا کو صلاۃ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ سائلین کے مختلف ہونے کے باوجود ان کا ارادہ اول و آخر اور ظاہر و باطن تمام مقاصد حسنہ اور نوازشات عالیہ کا حاصل کرنا ہوتا ہے۔ پس اس میں مکمل صلاۃ کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ تفصیل آگے آئے گی۔ (۲) عبادت۔ اس مفہوم کا مصداق نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہے اِذَا دُعِیَ اَحَدُکُمۡ اِلٰی طَعَامٍ فَاِنۡ کَانَ صَآئِمًا فَلۡیُصَلِّ (اگر تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو اگر وہ روزہ دار ہو تو اسے عبادت یا دعا کرنی چاہیئے۔ اس کی تفسیر پہلے معنیٰ کے ساتھ بھی کی گئی ہے جو زیادہ بہتر ہے۔ کچھ علماء کا کہنا ہے کہ لغوی اعتبار سے صلاۃ کا معنیٰ دعا ہے اور اس کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ اول دعاءِ عبادت اور دوم دعاءِ مسئلہ (یعنی سوال)۔ پس عابد بھی سائل کی طرح دعا مانگنے والا ہوا۔ جیسا اللہ تعالیٰ کے ارشاد ہے کہ اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ کی تفسیر ان دونوں معانی میں کی گئی ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اس کا معنیٰ اَطِیۡعُوۡنِیۡۤ اُثِبۡکُمۡ (میری اطاعت کرو تو میں تمہیں ثواب دوں گا) ہے جبکہ بعض علماء کہتے ہیں کہ اس کا معنیٰ سَلُوۡنِیۡۤ اُعۡطِکُمۡ (تم مجھ سے مانگو میں تمہیں عطا کروں گا) ہے۔ یہی مفہوم اسی آیت اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ کا ہے۔

ابن قیم نے لکھا ہے کہ دعا کی دو اقسام ہیں۔ پس ان کے لحاظ سے صلاۃ شرعیہ کے اسم پہ ہونے والے اعتراضات ختم ہو جاتے ہیں۔ کیا یہ لغت میں اپنے موضوع سے منقول ہے یا نہیں؟ اس کا معنیٰ حقیقت شرعی ہے مجاز شرعی نہیں۔ اس اعتبار سے صلاۃ لغوی اعتبار سے اپنے مسمی پر باقی رہے گا جو کہ دعا ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک دعاءِ عبادت اور دوم دعاءِ مسئلہ۔ نمازی تکبیر تحریمہ سے سلام تک دعا عبادۃ اور دعا مسئلہ (سوال) کے درمیان ہوتا ہے۔ وہ حقیقی صلاۃ میں ہوتا ہے نہ کہ مجازی یا منقولہ صلاۃ میں۔ لیکن صلاۃ کا اسم اس عبادت کیلئے خاص کیا گیا ہے جیسے باقی الفاظ کو اہل لغت اور عرف بعض مسمی کے ساتھ خاص کرتے ہیں جیسے دابہ، راس وغیرہ۔ لفظ کو خاص اور اپنے بعض موضوع پر محصور کرنے کی یہی وجہ ہے۔ یہ موضوع اصلی سے خروج اور نقل کا موجب نہیں۔ جب علامہ مجد الدین نے علماء کا اختلاف ذکر کیا کہ کیا صلاۃ کا معنی دعا ہے یا یہ اس صلاۃ بالقصر سے مشتق ہے جس کا معنی آگ، ملازمت، ترحم یا تعظیم ہے یا اس کا مطلب وہ مفاہیم ہیں جو حلیمی سے مذکور ہیں تو انہوں نے ہی کہا کہ علما نے کچھ مفہوم ایسے ذکر کیے ہیں جن کا ہم ذکر نہیں کریں گے کیونکہ ہمارے نزدیک اس کا ایک قول ہے اور وہی ان شاء اللہ تعالیٰ صحیح قول ہے۔

## صلوٰۃ کی مادہ اشتقاق کے اعتبار سے تحقیق

(۱) اگر صلوٰۃ کا لفظ ''ص ل و'' اور ''ص ل ی'' سے مشتق ہو تو اس کا مادہ ایک ہی اصل کے لیے وضع کیا گیا اور اس میں مفرد

معنی کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ وہ معنی ہے ملانا، جمع کرنا۔ اس کی تمام تبدیلیوں کی طرح تمام تفریعات بھی اسی معنی کی طرف لوٹتی ہیں جسے بھی تبدیل کیا جائے مثلاً ص ل و سے الصلا بنتا ہے جس کا معنی انسان اور چوپائے کی پشت کا درمیانی حصہ ہے جبکہ بعض کے ہاں اس کا معنی سرین کا نچلا حصہ ہے۔ ان تمام میں اجتماع و انضمام کا مفہوم ہے۔ اسی سے صَلَّاہُ بِالنَّارِ (اس نے اس کو آگ میں جلا دیا)۔ یہاں صلا کہا کیونکہ جلنے کے بعد اس کے تمام حصے جمع ہو جاتے ہیں اور مل جاتے ہیں۔ صلا یدہ سخنہا وادفاھا (ہاتھ کو آگ کی حرارت پہنچی اور اس نے اس کو گرم کیا)۔ وصلاہ (اس نے اس کو دھوکا دیا) یہاں بھی صلا کہا کیونکہ وہ دھوکے کے لیے اکٹھا اور جمع ہوتا ہے یعنی شکاری کی مانند۔ خوشبو کوٹنے والا آلہ الصلایۃ کہلاتا ہے کیونکہ اس میں خوشبو جمع کی جاتی ہے۔ دوڑ میں دوسرے نمبر پر آنے والے گھوڑے کو المصلی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ سبقت لے جانے والے کے ساتھ جمع ہوتا ہے۔ یہودیوں کے کنائس (عبادت گاہیں) کو الصلوت اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں یہودی جمع ہوتے ہیں۔ (۲) ''ص ول'' سے کے مادہ سے۔ لغت عرب میں جب کوئی کسی دوسرے پر حملہ کرے یا جھپٹے تو صَالَ عَلٰی قِرْنِہٖ کہا جاتا ہے۔ جھاڑو کے ساتھ کوڑا جمع کیا جاتا ہے لہذا اس کو المصولۃ کہتے ہیں۔ الصیلۃ کا معنی ہے تنکے میں گرہ لگانا۔ اسی طرح جس چیز میں حنظل جمع کیا جاتا ہے اور اس کی کڑواہٹ دور کرنے کے لیے پانی میں رکھا جاتا ہے اس کو المصول کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں پانی جمع کیا جاتا ہے۔ اسی طرح کھلیان کے اردگرد جھاڑو دینے کو التصوی کہا جاتا ہے کیونکہ جھاڑو دینے سے اردگرد بکھری ہوئی چیزیں جمع ہو جاتی ہیں۔

(۳) ''ل وص'' سے۔ جب کوئی دروازے کی درز سے دیکھے تو لغت عرب میں کہا جاتا ہے لاص لوصا۔ اسی طرح لاوص، ملاوصۃ، اللصوص، اللواص، الملوص۔ الفالوذ بھی کہا جاتا ہے کہ اس میں یہ جمع ہو جاتا ہے۔ اللواص شہد کو اس کے جمع ہونے کی وجہ سے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ خلیہ میں جمع ہو جاتا ہے۔ جب کوئی راستہ سے بھٹک جائے تو لغت عرب میں لاص کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اجتماع اور اختفاء طلب کرتا ہے۔

(۴) ''ل ص وٗ'' اور ''ل ی ص'' سے۔ شک کی وجہ سے ملنے کے لئے لصا یلصو کہا جاتا ہے کیونکہ وہ شک کے ساتھ جمع ہوتا ہے۔ اسی طرح لَصَی یَلْصِیْ اور لَصِیَ یَلْصٰی ہے۔

(۵) ''وص ل'' سے۔ وصلہ، صلا، صلۃ ملامت کرنا۔ اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ اس کے ساتھ ملامت جمع ہو جاتی ہے۔ وصل الشی، وصل الی الشی، وصولا وصلا وصلہ یعنی کسی دوسری چیز تک پہنچنا اور اس کے ساتھ مل جانا۔ اس میں بھی جمع کا معنیٰ پایا جاتا ہے۔ الوصیلۃ اس اونٹنی کو کہتے ہیں جو دس بچے جنم دے چکی ہو۔ اسی طرح اس بکری جو سات مرتبہ دو، دو بچے دے چکی ہو۔ اس گفتگو سے ثابت ہو گیا کہ اس کے تمام مادوں میں ضم اور جمع کا معنیٰ پایا پاتا ہے۔ افعال مشروعہ مخصوصہ کو بھی صلاۃ اسی کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں ظاہری اعضاء اور باطنی خواطر کا اجتماع ہوتا ہے اور اس وجہ سے بھی کہ نمازی اپنے آپ سے تمام مفرقات اور مکدرات کو دور جبکہ دل کو سکون دینے تمام مہمات اور مجتمعات کو جمع کرتا ہے۔ یا اس لئے اس کو صلاۃ کہا جاتا ہے کہ اس میں تمام مقاصد و خیرات جمع ہو جاتے ہیں۔ الصلاۃ کا ایک معنیٰ استغفار بھی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے اِنِّیْ بُعِثْتُ اِلٰی اَھْلِ الْبَقِیْعِ لِاُصَلِّیَ عَلَیْھِمْ (مجھے اہل بقیع کی طرف بھیجا گیا تا کہ میں ان کے لیے استغفار کروں۔ ایک روایت میں اس کی تفسیر اُمِرْتُ اَنْ اَسْتَغْفِرَ لَھُمْ بھی بیان ہوئی ہے۔ اس کا ایک معنیٰ برکت بھی ہے جیسا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰی (اے اللہ آل ابی اوفی میں برکت عطا فرما)۔ الصلاۃ کا لفظ قراۃ کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَلَا تَجْھَرْ بِصَلَاتِکَ وَلَا تُخَافِتْ بِھَا (اپنی قرات کو نہ زیادہ بلند اور نہ زیادہ

پست کرو)۔اسی طرح یہ لفظ رحمت اور مغفرت کے معنیٰ میں بھی استعمال ہوتا ہے۔جس طرح اعشی کہتا ہے،

تَرَاوَحَ مِنْ صَلَاةِ الْمَلِيْكِ فَطَوْرًا سُجُوْدًا وَّطَوْرًا حِوَارًا

اس شعر میں صلاۃ سے مراد نماز ہے کہ اسی میں رکوع و سجود ہوتا ہے۔الحوار سے مراد قیام وقعود کی طرف رجوع ہے۔اس گفتگو سے جب صلاۃ کے معنی کا تعین ہو گیا تو اب اس بات کا بھی علم ہونا چاہیے کہ صلاۃ کی حالت مصلی، مصلی لہ اور مصلی علیہ کی حالت کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے۔بخاری شریف میں ابو العالیہ سے مروی ہے صَلَاتُ اللهِ عَلٰى نَبِيِّهِ۔اس روایت میں صلاۃ کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کرتا ہے۔صَلَاةُ الْمَلَآئِكَةِ عَلَيْهِ کا مطلب ہے کہ فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے دعا کرتے ہیں۔آٹھویں فصل کے آخر میں ہم نے الخراسانی عن الربیع عن انس کی حدیث لکھی ہے کہ انہوں نے اِنَّ اللهَ وَ مَلَآئِكَتَه يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا کی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ کے آپ پہ درود پڑھنے کا مطلب اللہ تعالیٰ کا فرشتوں کے پاس نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کرنا، فرشتوں کے درود سے مراد ان کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے دعا کرنا اور مومنوں کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود بھیجنے کا مطلب ہے اے مومنو! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے دعا کرو۔ابن ابی حاتم کے ہاں اس کی تفسیر میں سعید بن جبیر اور مقاتل بن حیان سے مروی ہے هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ یعنی وہ خود تمہارے گناہ معاف ہے اور فرشتوں کو تمہارے لئے استغفار کا حکم دیتا ہے۔حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما فرماتے ہیں کہ فرشتوں کی صلوۃ سے مراد برکت کی دعا کرنا ہے۔امام بخاری نے بھی آپ کے حوالے سے یہی قول نقل کیا ہے یعنی برکت اور کچھ اہل علم کے نزدیک رب کی صلاۃ سے مراد اس کا رحمت کرنا جبکہ فرشتوں کی صلاۃ سے مراد استغفار ہے۔ضحاک کے مطابق بھی اللہ کی صلاۃ سے مراد اس کی رحمت جبکہ ایک روایت میں مغفرت ہے جبکہ صلاۃ الملائکہ سے مراد دعا ہے۔ان دونوں معانی کو قاضی اسماعیل نے تخریج کیا۔گویا دعا سے مراد مغفرت ہے۔شیخ شہاب الدین القرافی کا میلان بھی یہی ہے کہ اللہ کی صلاۃ سے مراد مغفرت ہے۔یہی تفسیر الارموی اور بیضاوی کی ہے۔امام فخر الدین الرازی اور آمدی کہتے ہیں کہ صلاۃ اللہ سے مراد رحمت ہے۔ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں حضرت حسن سے روایت کیا کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے سوال کہ کیا تمہارا رب صلاۃ بھیجتا ہے؟ آپ علیہ السلام کو یہ بات ناپسند آئی تو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ انہیں بتاؤ کہ میں صلاۃ بھیجتا ہوں۔میری صلاۃ اور میری رحمت میرے غضب سے سبقت لے گئی ہے۔الطبرانی کی معجم اوسط اور صغیر میں عطا بن ابی رباح عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے مرفوع روایت ہے کہ میں نے پوچھا اے جبرائیل! کیا تمہارا رب صلاۃ بھیجتا ہے؟ جبرائیل نے کہا ہاں۔میں نے پھر پوچھا اس کی صلاۃ سے کیا مراد ہے؟ جبرائیل نے کہا سُبُّوح" قُدُّوس" سَبَقَتْ رَحْمَتِيْ غَضَبِيْ۔ابن ابی حاتم نے بھی درود والی آیت کے تحت یہی روایت کیا ہے۔المبرد کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صلاۃ سے مراد اس کی رحمت اور ملائکہ کی صلاۃ سے مراد وہ رقت ہے جو رحمت کو ابھارے۔اس بات میں بحث ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشاد اُولٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَات" مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَة" میں صلاۃ اور رحمت کو علیحدہ علیحدہ ذکر کیا ہے۔جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے بھی اللہ تعالیٰ کے ارشاد صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا سے صلاۃ اور رحمت میں فرق کیا ہے کیونکہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُه میں رحمت کا ذکر ہو چکا تھا مگر پھر بھی انہوں نے درود کی کیفیت کے متعلق سوال کیا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی تفریق کو قائم رکھا۔لہذا اگر صلاۃ کا معنی رحمت ہوتا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تم سلام میں اس کی کیفیت سیکھ چکے ہو۔

ابن الاعرابی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلاۃ رحمت ہے اور انسانوں، ملائکہ اور جنوں وغیرہ کی طرف سے رکوع، سجود، دعا اور تسبیح ہے اور پرندوں اور حشرات کی طرف سے بھی تسبیح ہی مراد ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے كُلّ" قَدْ عَلِمَ صَلَاتَه وَتَسْبِيْحَه (ہر

ایک اپنی تسبیح جانتا ہے )۔ابن عطیہ کہتے ہیں کہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کی صلاۃ کا مطلب اس کا عفو ودرگزر، رحمت، برکت اور دنیا وآخرت میں اس کا اپنے بندوں کو عزت دینا ہے۔مزید اللہ تعالیٰ کے ارشاد هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ بندے پر اللہ تعالیٰ کی صلاۃ کا مطلب اس کا اپنے بندے پر رحمت کرنا، برکت دینا اور اس کی عمدہ تعریف کو پھیلانا جبکہ فرشتوں کی صلاۃ کا مطلب ان کا بندوں کے لیے دعا کرنا ہے۔ایک اور قول ہے کہ فرشتوں کی صلاۃ سے مراد برکت اور دعا ہے۔علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں کہ لغت میں صلاۃ کا معنی دعا، تبریک اور تمہید ہے۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلاۃ کا مطلب تزکیہ، ملائکہ کی طرف سے استغفار اور لوگوں کی طرف سے اس کا مطلب دعا ہے۔علامہ زمخشری کہتے ہیں کہ چونکہ نمازی رکوع وسجود میں جھکتا ہے پس اسی معنی کی وجہ سے بطور استعارہ اس شخص کے لیے بھی استعمال ہونے لگا جو غیر پر مہربانی اور نرمی کے ساتھ متوجہ ہوتا ہو مثلاً مریض کی عیادت کرنے والا اور جیسے عورت اپنے بچے پر شفقت ومحبت سے جھکتی ہے۔پھر اس کا استعمال صرف رحمت ورأفت میں ہونے لگا۔مثلاً عرب جب کسی کو دعا دیتے تو یہ کہتے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ (اللہ تعالیٰ تجھ پر رافت ورحمت فرمائے )۔یہ قول المجد اللغوی نے نقل کیا اور اس کے بعد لکھا کہ اگر سوال ہو کہ تم نے هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ کی تفسیر تو رحمت سے کر دی لیکن وَمَلٰٓئِكَتُهٗ کی کیا تفسیر کرو گے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عربوں کے اس قول کی مثل ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ چونکہ فرشتے مستجاب الدعوات ہیں تو گویا وہ بھی رحمت ورافت کرتے ہیں۔

الماوردی کہتے ہیں یہ لفظ کئی معانی میں مشترک ہے۔ظاہر وجوہ کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلاۃ کا مطلب رحمت، فرشتوں کی طرف سے استغفار اور مومنوں کی طرف سے دعا ہے۔مزید فرماتے ہیں لفظ کے اختلاف کے باوجود عطف کے ساتھ اس کو موکد اس لیے فرمایا کیونکہ یہ زیادہ بلیغ ہے۔الحلیمی نے صلاۃ کا معنی سلام بھی بتایا ہے مگر ہمارے شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ قول محل نظر ہے۔حدیث کعب وغیرہ بھی اس قول کو رد کرتی ہے۔سب سے اولیٰ قول ابو العالیہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اپنے نبی پر صلاۃ کا مطلب اس کی ثنا اور تعظیم فرمانا اور فرشتوں وغیرہ کی صلاۃ کا مطلب ان کا اللہ تعالیٰ سے نبی کریم ﷺ کے لیے صلاۃ طلب کرنا ہے جبکہ یہاں اس سے مراد زیادتی کا طلب کرنا ہے۔بعض علما کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صلاۃ اپنی مخلوق پر خاص بھی ہے اور عام۔پس انبیاء کرام پر اس کی صلاۃ سے مراد اس کی ثنا وتعظیم جبکہ دوسرے لوگوں پر صلاۃ کا مطلب رحمت ہے۔یہ وہ رحمت ہے جو ہر شی پر محیط ہے۔قاضی عیاض نے بکر القشیری سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی صلاۃ کا مطلب شرف وعزت میں اضافہ کرنا اور غیر نبی پر صلاۃ کا مطلب رحمت کرنا ہے۔اس تقریر سے ظاہر ہوا کہ نبی کریم ﷺ اور باقی مومنوں میں فرق ہے۔ارشاد فرمایا اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ اور اسی سورت میں اس آیت سے پہلے فرمایا هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ۔پس معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی قدر ومنزلت دوسروں کی قدر ومنزلت سے بلند ہے۔اس بات پر اجماع ہے کہ اس آیت میں نبی کریم ﷺ کی جو شان اور عظمت بیان کی گئی ہے وہ کسی دوسری آیت میں نہیں ہے۔

الحلیمی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی اپنے نبی مکرم ﷺ پر صلاۃ کا مطلب اس کی عظمت بیان کرنا ہے۔شعب الایمان میں فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب عظمت بیان کرنا ہے۔بعض علماء کہتے ہیں صلاۃ معروفہ کو صلاۃ اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں پیٹھ کا درمیانی حصہ جھک جاتا ہے۔چونکہ چھوٹا جب بڑے کو دیکھے تو وہ تعظیم کے طور بڑے کے لئے جھکتا ہے۔پھر یہ لفظ نمازی کے لیے استعمال ہوا کیونکہ اس میں بھی رکوع وسجود اور قیام وقعود کے ساتھ رب تعالیٰ کی تعظیم مقصود ہوتی ہے کہ اس کی طرف رغبت اور اس کے سامنے اپنی مفلسی کا اظہار کیا جاتا ہے۔تو پس اس طرح اس کی تعظیم ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل اور حسن توجہ کا سوال کرتا ہے۔بعض علماء کہتے ہیں کہ اللہ کی صلاۃ کا مطلب وہ اذکار ہیں جن سے اس کی تعظیم، بلند مرتبہ اور عظیم قدر ومنزلت کا اعتراف ہوتا ہے۔یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور وہی ان کا مستحق ہے۔اس کے سوا کوئی ان

عظمتوں کے لائق نہیں جب ہم اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہتے ہیں تو اس سے ہماری مراد یہ ہوتی ہے اے اللہ! دنیا میں آپ ﷺ کے ذکر، دین اور شریعت کو غلبہ اور بقاء عطا فرما اور آپ ﷺ کو عظمت عطا فرما اور آخرت میں آپ ﷺ کی شفاعت امت کے حق میں قبول فرما۔ آپ ﷺ کے اجر و ثواب کو عظیم فرما۔ مقام محمود پر آپ ﷺ کی فضیلت کو پہلے اور بعد میں آنے والوں میں ظاہر فرما، تمام مقربین پر آپ ﷺ کو مقدم فرما اور آپ ﷺ کی عظمت ظاہر فرما۔

یہ تمام چیزیں اگرچہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے لیے ثابت کر دی ہوئی ہیں مگر جب آپ ﷺ کا کوئی امتی آپ ﷺ پر صلاۃ بھیجتا ہے تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے اور جائز ہے کہ نبی کریم ﷺ کے لیے اس کی صلاۃ سے ہر اس چیز میں اضافہ کیا جائے جو ہم نے دی ہوئی ہے۔ اسی وجہ سے صلاۃ ان افعال سے ہے جن کے ذریعے آپ ﷺ کا حق ادا کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جاتا ہے۔

ہمارا یہ درود اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَاۃً مِنَّا عَلَیْہِ اس بات پر دلیل ہے کہ ہم تو اس بات پہ قادر ہی نہیں ہیں کہ ہم آپ ﷺ کی بارگاہ میں ایسی چیز پیش کریں جس سے آپ ﷺ کی قدر و منزلت اللہ تعالیٰ کے حضور بلند ہو کیونکہ یہ معاملہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور قبضہ میں ہے۔ پس آپ ﷺ پر ہماری صلاۃ (درود) کا مطلب ان چیزوں کے لیے دعا کرنا اور اللہ تعالیٰ سے آپ ﷺ کی ثنا طلب کرنا ہے۔ مزید فرماتے ہیں کبھی اس کی کوئی اور وجہ بھی ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ اَلصَّلَاۃُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ایسے ہے جیسے کہا جاتا ہے اَلسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی فُلَانٍ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوَاتٌ "مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ"۔ یہ آیت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ کے معنی میں ہے یعنی آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی صلاۃ ہو یا ہونی چاہیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تمنا کرنے کا مطلب سوال کرنا ہوتا ہے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ: غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ وَرَحِمَکَ کو اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ، اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ، کے قائم مقام کہا جاتا ہے۔

حلیمی کا قول ہے کہ صلاۃ کا معنیٰ تعظیم ہے۔ ہمارے شیخ کہتے ہیں آپ ﷺ پر درود بھیجتے وقت آپ ﷺ کی آل اور ذریت پر عطف کرنے سے کوئی التباس لازم نہیں آتا کیونکہ ان کے لیے تعظیم کی دعا کرنا ممنوع نہیں۔ ہر ایک کو اس کے مقام و مرتبہ کے مطابق تعظیم پہنچتی ہے۔ اور ابوالعالیہ کا قول بھی یہی ظاہر کرتا ہے کہ لفظ صلاۃ کا اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور مومنین کی طرف سے ایک ہی معنیٰ میں استعمال جائز ہے۔ اس کی تائید اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ غیر انبیاء پر ترحم کے جواز میں کسی کا اختلاف نہیں اور غیر انبیاء پر صلاۃ کے جواز میں اختلاف ہے۔ اگر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کا مطلب یہ ہو کہ آپ ﷺ پہ رحم ہو تو پھر یہ غیر انبیا کے لیے بھی جائز ہے اور اگر یہ تزکیہ اور رحمت کے معنی میں ہو تو تشہد میں اس کے لئے درود کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے جس کے نزدیک اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کہنا واجب ہے۔

فائدہ:۔ ہم نے قاضی اسماعیل کی کتاب فصل الصلوۃ علی النبی سے محمد بن سیرین رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے روایت کیا ہے کہ وہ (نماز جنازہ میں) چھوٹے بچے کے لیے بھی اسی طرح دعا مانگتے تھے جیسے بڑے کے لیے۔ جب ان سے سوال کیا گیا کہ اس بچے کا تو کوئی گناہ ہی نہیں تو پھر اس کے لئے مغفرت کا کیا فائدہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ نبی کریم ﷺ (کے وسیلہ سے اگلی پچھلی قوم) کی خطائیں معاف ہیں مگر پھر بھی مجھے درود بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے۔ میں کہتا ہوں دوسری صورت کی حکمت پیچھے گزر چکی ہے کہ اس کا فائدہ ہمیں پہنچتا ہے۔ مزید ذکر اسی مقدمہ میں آیت کریمہ کی تفسیر میں آئے گا۔ الفاکہانی کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا ہمارے لئے عبادت کا حکم رکھتا ہے اور ہمارے اعمال میں نیکیوں کی زیادتی کا باعث ہے۔ اس میں ایک لطیف نکتہ یہ بھی ہے کہ نبی پاک ﷺ اللہ تعالیٰ کو تمام مخلوق سے محبوب ہیں پس اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا کہ آپ ﷺ پر درود بھیجیں اور ہم اس حکم کے باعث آپ ﷺ کا ذکر کرتے ہیں۔ پس حقیقی ذاکر اللہ تعالیٰ کی ذات خود ہے کہ مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا فَاَکْثَرَ ذِکْرَہٗ (جو کسی سے محبت رکھتا ہے وہ اس کا کثرت سے ذکر کرتا ہے)۔ جب ہم نبی کریم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں تو ہم پر کثرت سے رحمت کی جاتی ہے۔ یہ ہمارے شیخ (ابن حجر) کا قول ہے۔

## چھوٹے بچے کے لیے مغفرت طلب کرنے کا فائدہ

جب چھوٹے بچے کا کوئی گناہ ہی نہیں ہوتا تو پھر اس کے لیے استغفار کرنے میں کیا حکمت ہے؟ جب ہمارے شیخ سے پوچھا گیا کہ نماز جنازہ میں اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِصَغِیْرِنَا وَ کَبِیْرِنَا پڑھنے کا کیا مطلب ہے؟ تو انہوں نے فرمایا اس قول میں کئی احتمال ہیں۔(۱) بچے کے لیے استغفار کا مطلب یہ ہے کہ بلوغت کے وقت وہ جو کچھ کرتا اس کے لئے یہ دعا مغفرت کی گئی ہے۔(۲) بچے کیلئے مغفرت طلب کرنے والا اس کے والدین یا اس کے مربی کے لیے مغفرت کرنے والا ہوتا ہے۔(۳) اس کے مقام کی بلندی کے لیے دعا کرتا ہے جیسے اس شخص کی رفعت منزل کی لئے دعا کی جاتی ہے جس کا کوئی گناہ نہ ہو مثلاً اگر کوئی شخص بالغ ہونے یا اسلام قبول کرنے کے بعد فوراً ہی مرجائے تو اس کے لئے دعا مغفرت کی جاتی ہے۔(۴) یہ دعا اس وجہ ہے تا کہ مراہقین، بچوں اور دس سال کی عمر کو پہنچنے والوں کے متعلق علماء کرام کے دعا کرنے کے قول پر عمل ہو جائے۔ یہ تمام احتمالات ہیں۔ یہ مسئلہ بھی اجتہادی ہے لہذا ان کے لیے دعا کرنا مستحسن ہوگا۔

## درود شریف بھیجنے کا حکم

ہمارے شیخ (ابن حجر) فرماتے ہیں علماء کرام کے طویل کلام کا نچوڑ یہ ہے کہ درود شریف پڑھنے کے متعلق دس مذاہب ہیں۔

1:۔ طبری وغیرہ کا قول یہ ہے کہ درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔ انہوں نے اس پر اجماع کا دعوٰی کیا جس کی وجہ سے ان پر اعتراض بھی کیا گیا۔ اعتراض کرتے ہوئے ابوالیمن بن عساکر فرماتے ہیں بعض نے آیت کریمہ کے لفظ صَلُّوْا کے امر کو مستحب کہا نہ کہ واجب۔ اس قول کے قائل کو تسلیم کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی یہ قول صحیح ہے کیونکہ انہوں نے اس پر اجماع کا دعوٰی کیا ہے حالانکہ یہ مسئلہ محلِ نزاع ہے۔ بعض علماء نے استحباب کے قول کی تاویل ایک مرتبہ سے زائد کے ساتھ کی ہے اور ایک مرتبہ سے زائد کا استحباب تو متعین ہے۔

2:۔ درود شریف پڑھنا بغیر کسی حصر کے واجب ہے لیکن کم از کم مقدار جس سے یہ وجوب حاصل ہوتا ہے وہ ایک بار پڑھنا ہے۔ بعض مالکی علماء نے اس پر اجماع کا دعوٰی کیا ہے۔ ابن القصار (جو ہمارے مشہور اصحاب میں سے ہیں انہوں) نے کہا ہے کہ فی الجملہ انسان پر درود شریف پڑھنا واجب ہے مگر قدرت کے ہوتے ہوئے زندگی میں ایک مرتبہ پڑھنا فرض ہے۔ فاکہانی لکھتے ہیں کہ یہ بھی احتمال ہے کہ یہاں مشہور کا لفظ اس لیے ہوتا کہ طبری کے گزشتہ قول سے احتراز کیا جا سکے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہاں کوئی خاص مفہوم نہ ہو بلکہ صرف ان کے قول مشہور کا ارادہ ہو نہ کہ مخالفت کا۔ القاضی ابو محمد بن نصر فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا فی الجملہ واجب ہے۔ ابن عبدالبر لکھتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا ہر مومن پر فرض ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔

3:۔ پوری زندگی میں نماز کے اندر یا باہر ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا واجب ہے۔ یہ کلمہ توحید کی مثل ہے یہ مسلک امام ابوحنیفہ سے نقل کیا گیا ہے۔ اور ان مقلدین سے ابوبکر الراضی نے اسی قول کی تصریح کی ہے۔ امام مالک، الثوری، اوزاعی سے بھی یہی قول روایت کیا گیا ہے یعنی زندگی میں ایک مرتبہ درود پڑھنا واجب ہے کیونکہ امر مطلق ہے اور مطلق امر تکرار کا تقاضا نہیں کرتا اور اس کی ماہیت ایک مرتبہ پڑھنے سے بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ قاضی عیاض اور ابن عبدالبر فرماتے ہیں جمہور امت کا یہی قول ہے۔ اس کے قائلین میں ابن حزم بھی ہیں۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ پوری عمر میں ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے کے وجوب میں کوئی اختلاف نہیں اور یہ سنن مؤکدہ کے وجوب کی طرح ہر وقت

واجب ہے۔ابن عطیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا سنت مؤکدہ کی طرح ہر حال میں واجب ہے۔اس کا ترک جائز نہیں اور اس سے غافل وہی ہوتا ہے جو بھلائی سے خالی ہو۔

4:۔ تشہد اور سلام تحلیل کے درمیان نماز کے آخر میں واجب ہے۔امام شافعی اور ان کے متبعین کا یہی مذہب ہے۔ابن خزیمہ اور بیہقی جیسے شافعی علماء نے نماز میں درود کے وجوب پر حدیث ابی مسعود کو دلیل بنایا ہے جس میں اِذْ نَحْنُ صَلَّيْنَا عَلَيْكَ فِيْ صَلَاتِنَا کے الفاظ ہیں۔لیکن اس میں ایسی کوئی دلیل نہیں بلکہ یہ فقط تشہد میں ان الفاظ سے درود بھیجنے کا فائدہ دیتی ہے۔اگر تسلیم بھی کر لیا جائے تو یہ درود کے وجوب پر دلالت کرے گی مگر پھر بھی اس مخصوص محل پر نہیں۔جبکہ امام بیہقی نے ثابت کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تشہد میں سلام کی کیفیت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سکھائی اور تشہد بھی تو نماز کا حصہ ہے۔پھر صحابہ کرام نے صلاۃ کی کیفیت پوچھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں صلاۃ کی کیفیت سکھائی۔پس اس سے پتا چلتا ہے کہ اس سے مراد تشہد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود پڑھنا ہے جو کہ اس تشہد سے فارغ ہونے کے بعد ہے جس کی تعلیم پہلے دی جا چکی تھی۔پس نماز سے باہر درود کے وجوب کا اہتمام بعید ہے جیسا کہ قاضی عیاض وغیرہ نے کہا ہے۔ لیکن ابن دقیق العید فرماتے ہیں اس میں اس بات پر کوئی نص نہیں ہے کہ درود کا عمل نماز کے ساتھ مقصود ہے حالانکہ اس پر بہت زیادہ استدلال کیا گیا ہے۔بعض علماء نے یہ ثابت کیا ہے کہ درود کے واجب ہونے کے استدلال پہ اجماع ہے اور نماز کے باہر عدم وجوب پہ۔پس نماز میں درود کا وجوب متعین ہو گیا۔یہ ضعیف ہے کیونکہ انہوں نے جو کہا کہ نماز کے باہر وجوب پہ اجماع ہے، اگر اس سے مراد تعیین ہے تو پھر صحیح ہے لیکن مطلوب اس قول سے بھی حاصل نہیں ہوتا کیونکہ یہ دونوں مقامات میں سے کسی ایک مقام میں وجوب کا فائدہ تو دیتا ہے مگر کسی ایک مقام کی تعیین کا فائدہ نہیں دیتا۔القرافی نے اپنی کتاب الذخیرہ میں خیال ظاہر کیا ہے کہ لگتا ہے کہ امام شافعی وجوب کا قول اپناتے ہیں اور پھر ابن دقیق کی طرح رد بھی کر دیتے ہیں۔ہمارے شیخ فرماتے کہ نماز میں درود کے وجوب کی نسبت امام شافعی کی طرف صحیح نہیں ہے کیونکہ انہوں نے اپنی کتاب الام میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا سے پتا چلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے کے لئے نماز سے بہتر کوئی جگہ نہیں اور اس قول سے ہمیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت پر رہنمائی ملی ہے۔اس کے بعد انہوں حضرت ابو ہریرہ اور حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی احادیث ذکر کیں جو اس کی عظمت کو ظاہر کرتی ہیں اور اس کے بعد لکھا کہ مروی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں تشہد پڑھنا سکھاتے تھے تو درود شریف بھی نماز میں ہی پڑھنا سکھاتے تھے۔پس اب یہ بات جائز نہیں ہے کہ تشہد تو نماز میں واجب ہو مگر درود نہ واجب نہ ہو۔بعض مخالفین نے اس استدلال پہ کئی اعتبار سے اعتراض کیا ہے۔(۱) امام شافعی کے شیخ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ کی حدیث کی طرف ضعف کی نسبت کی ہے۔(۲) اگر فِيْهِ يَعْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ کے قول کی صحت کو تسلیم کر بھی لیا جائے تو ''یعنی'' کے لفظ کے ساتھ قائل کی تصریح نہیں ہے۔(۳) حدیث کعب کے الفاظ اِنَّهٗ يَقُوْلُ فِي الصَّلٰوةِ سے لگ رہا کہ صلوۃ سے مراد نماز ہی ہے لیکن یہ بھی تو احتمال ہے کہ اس سے مراد صلاۃ کی صفت ہو۔اور یہ احتمال زیادہ قوی ہے کیونکہ ان کے اکثر طرق اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ سوال صفتِ صلوۃ کے متعلق ہے نہ کہ محلِ صلوۃ کے متعلق۔(۴) حدیث شریف میں تشہد میں اور بالخصوص تشہد (کے کلمات) اور سلام کے درمیان میں اس کی تعین پہ کوئی دلیل نہیں ہے۔جنہوں نے اس مسئلہ میں امام شافعی کی طرف شذوذ کی نسبت کرنے میں مبالغہ کیا ہے ان میں ابو جعفر الطبری بھی ہیں۔وہ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ ''تمام متقدمین ومتاخرین علماء امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ تشہد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا واجب نہیں اور امام شافعی کے لیے اس مسئلہ کوئی اصل ہے اور نہ ہی کوئی متبوع سنت''۔یہی قول ابو طحاوی، ابو بکر بن المنذ اور الخطابی کا ہے۔قاضی عیاض نے اپنی کتاب شفاء شریف میں اس طرح علماء کے کئی اقوال

لکھے ہیں۔ شارحِ عمدۃ فرماتے ہیں کہ امام شافعی سے پہلے کسی کا ایسا قول نہیں ملتا۔ ابن بطال شرح بخاری میں لکھتے ہیں کہ صحابہ کرام میں سے کسی کے مروی تشہد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے کا ذکر نہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے انصار و مہاجرین کی موجودگی میں منبر پر تشہد کی تعلیم دی مگر کسی نے انکار نہیں کیا۔ جس نے تشہد میں درود کو واجب کہا ہے اس نے آثار کو رد کیا ہے اور گزشتہ اقوال اور اجماع سلف اور جو کچھ امت نے اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے، تمام کو نظر انداز کر دیا ہے۔

شیخ الشیوخ الحافظ ابوالفضل العراقی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے کئی مشائخ سے سنا ہے کہ قاضی عیاض نے امام شافعی پر جو اعتراض کیا ہے، اس کو انہوں نے ناپسند فرمایا ہے اور ان کی شذوذ کی طرف نسبت کو عجیب سمجھا ہے حالانکہ شفاء شریف میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بول اور خون کی طہارت کی مخالفت میں بھی حکایات ذکر کیں مگر اس کے باوجود انہوں نے ان کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرف کی وجہ سے پاک سمجھا ہے تو پھر امام صاحب کے درود کے واجب ہونے کے قول کا انکار کیسے کیا جا سکتا ہے جبکہ اس میں مزید شرف ہے؟۔ یہی وجہ ہے کہ امام شافعی کے متبعین غالب ہیں کہ انہوں نے دلائل نقلیہ اور نظریات پیش کر کے شذوذ کو دور کیا ہے اور اس کے علاوہ انہوں نے صحابہ کرام، تابعین اور فقہاء کرام کی ایک جماعت سے وجوب کا قول بھی نقل کیا ہے۔

صحابہ کرام اور تابعین سے جو کچھ منقول ہے ان میں سب سے صحیح آخری باب میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز میں تشہد پڑھنے کا طریقہ بتایا پھر فرمایا کہ دعا پڑھنی چاہیے۔ اور جب ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے دعا سے پہلے درود پڑھنے کا حکم ثابت ہے تو یہ اس کی دلیل ہے کہ وہ دعا اور تشہد کے درمیان زیادہ کرنے پر مطلع تھے۔ اب ان لوگوں کی حجت دور ہو گئی جنہوں نے اس حدیث سے حجت پکڑی اور امام شافعی کے مسلک کا رد کیا جیسا کہ قاضی عیاض نے یہ کہا کہ یہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا وہ تشہد ہے جو انہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھایا تھا اور اس میں درود شریف پڑھنے کا ذکر نہیں۔

اسی طرح خطابی نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے آخر میں ہے کہ "جب تو یہ کہہ لے تو تم نے اپنی نماز مکمل کر لی"۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ زیادتی مدرج ہے۔ اگر اس کا ثبوت مان بھی لیا جائے تو زیادہ سے زیادہ یوں کہا سکتا ہے کہ درود شریف کی مشروعیت تشہد کے بعد ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی اس بات کو تقویت ملتی ہے جس میں ہے کہ دعا موقوف ہوتی ہے حتیٰ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا جائے۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ درود کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں۔ اسی طرح شعبی کا قول بھی ہے مگر یہ تمام آخری باب میں ذکر کروں گا۔ الماوردی نے محمد بن کعب القرظی تابعی سے بھی امام شافعی کے قول کی مثل ہی روایت کیا۔ ہمارے شیخ نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ میں نے تو صحابہ کرام اور تابعین میں سے سوائے ابراہیم نخعی کے کسی سے بھی عدم وجوب کی تصریح روایت نہیں کی اور ان کے کلام سے بھی یہی سمجھ آتا ہے کہ باقی تمام لوگ وجوب کے قائل تھے۔ فقہاء الامصار بھی امام شافعی کے مخالف نہیں ہیں۔ امام احمد سے دو روایتیں منقول ہیں اور ظاہر یہی ہوتا ہے کہ وجوب کی روایت آخری ہے۔ ابوزرعہ دمشقی کہتے ہیں کہ میں بھی پہلے وجوب کے قول سے گھبراتا تھا مگر پھر مجھ پر ظاہر ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا واجب ہے۔

صاحب المغنی فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ آپ نے پہلے قول سے رجوع کر لیا تھا۔ اسحٰق بن راہویہ سے العمد میں فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص جان بوجھ کر درود شریف چھوڑ دے تو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے اور غلطی سے چھوٹ جائے تو امید ہے کہ جائز ہو گی۔ یہ ان کی آخری روایت ہے جیسا کہ حرب نے بھی اپنی کتاب المسائل میں اشارہ کیا ہے۔ مالکی علماء میں اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ابن حاجب نے درود شریف کو نماز کی سنتوں میں سے ایک سنت اور اسی کو صحیح مسلک کہا ہے۔ ان کے شارح ابن عبد السلام نے فرمایا کہ اس سے

پتا چلتا ہے کہ درود شریف کے واجب ہونے کے متعلق دو قول ہیں۔ ابن المواز کے کلام کا ظاہر بھی یہی ہے۔ قاضی ابو بکر بن العربی نے بھی اسی قول کو پسند کیا۔ ابن ابی زید نے ان کے قول کا جواب اس طرح دیا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ درود شریف نماز کے فرائض میں شامل نہیں ہے۔ ابن قصار قاضی عبد الوہاب نے بیان کیا ہے کہ وہ (ابن المواز) بھی درود شریف کو نماز میں فرض سمجھتے تھے جیسا کہ امام شافعی۔ ابو یعلی العبد المالکی نے مالکی مذہب کے تین اقوال بیان کئے ہیں کہ درود شریف پڑھنا (۱) واجب ہے، (۲) سنت ہے، (۳) مستحب ہے۔ عراقی نے شرح الترمذی میں ان احناف کا ذکر کیا جن کا کہنا ہے کہ جب آپ ﷺ کا ذکر ہو تو درود شریف پڑھنا لازمی ہے۔ امام طحاوی السروجی نے ہدایہ کی شرح میں **المحیط، التحفہ، المفید، الغنیہ** کے مصنفین سے اس قول کی تصحیح نقل کی ہے کہ تشہد میں درود شریف پڑھنا واجب ہے کیونکہ تشہد کے آخر میں اس کا ذکر مقدم ہے۔ ہمارے شیخ فرماتے ہیں علماء احناف نے اس کو لازم کہا نہ کہ نماز کے صحیح ہونے کے لیے شرط۔ امام طحاوی نے روایت کیا ہے کہ درود کے وجوب کو امام شافعی سے روایت کرنے میں حرملہ منفرد ہیں۔

ابن عبد البر نے **الاستذکار** میں حرملہ سے اور انہوں نے امام شافعی سے روایت کیا کہ درود شریف کا محل آخری تشہد ہے۔ اگر کوئی اس سے پہلے پڑھے تو جائز نہ ہوگا۔ وہ فرماتے ہیں اس قول کو ان سے صرف حرملہ نے روایت کیا ہے جبکہ ان کے علاوہ سے یہ منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنا ہر نماز میں فرض ہے اور اس کا محل آخری تشہد میں سلام سے پہلے ہے۔ لیکن یہ ذکر نہیں کیا کہ جو پہلے پڑھ لے وہ اعادہ بھی کرے؟ مگر امام شافعی کے متبعین نے حرملہ کی روایت کی تقلید کی، اس کی طرف رغبت کی اور اس پہ مناظرے بھی کئے۔ میں کہتا ہوں کہ ابن خزیمہ اور ان کے متبعین جیسے بیہقی نے وجوب کے لیے حدیث فضالہ (جو آخری باب میں آئے گی) سے استدلال کیا ہے۔ ابن عبد البر نے اس سے وجوب کے استدلال پر طعن کیا اور فرمایا اگر معاملہ اس طرح ہے تو بھولنے والے کی طرح نمازی کو بھی اعادہ کا حکم دیا جائے۔ ابن حزم نے کہا کہ اس کا جواب یہ ہے کہ تشہد سے فارغ ہوتے وقت یہ واجب ہوا اور اس دعویٰ پہ امر کے صیغہ سے دلیل پکڑنا کافی ہے۔ علماء کی ایک جماعت (جن میں الجرجانی حنفی بھی شامل ہیں) کا قول ہے کہ اگر درود فرض ہو تو حاجت کے وقت سے بیان کی تاخیر لازم آئے گی کیونکہ آپ ﷺ نے تشہد سکھایا اور فرمایا کہ اس کے جو دعا چاہو مانگو۔ اب یہاں درود کا ذکر ہی نہیں فرمایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے کہ اس وقت درود شریف فرض ہی نہ ہوا ہو۔ العراقی لکھتے ہیں کہ **الصحیح** میں بھی اسی طرح کی حدیث وارد ہے اور ثُمَّ تراخی (دیر) کے لیے آتا ہے۔ پس یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تشہد اور دعاء کے درمیان کوئی چیز موجود تھی اور دعا تشہد کے فوراً بعد نہیں تو نمازی کو دعا کا حکم یہ تقاضا کرتا ہے کہ پہلے نبی پاک ﷺ پر درود پڑھا جائے۔ حدیث فضالہ سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ بعض علماء نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث (مسلم شریف) سے استدلال کیا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی آخری تشہد سے فارغ ہو تو چار چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگے۔ جس نے تشہد میں استعاذہ کو واجب کہا ہے اس نے اسی حدیث پر اعتماد کیا ہے۔ پس تشہد کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا مستحب ہے واجب نہیں۔

ابن قیم نے امام شافعی کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ ''تشہد میں درود شریف کی مشروعیت پر علماء کا اجماع ہے مگر اس کے وجوب و استحباب میں اختلاف ہے اور اس میں سلف کے عمل کو وجوب کی دلیل نہ بنانے میں نظر ہے کیونکہ ان کا عمل اتفاق پر مبنی ہے۔ جب عمل سے اعتقاد مراد ہو تو سلف سے کسی صریح دلیل کی نقل کی ضرورت ہے جو موجود ہی نہیں ہے۔ قاضی عیاض کا قول ہے کہ امام شافعی پر لوگوں کی سخت تنقید کا کوئی معنی نہیں کیونکہ اس میں تنقید والی کوئی بات ہی نہیں کیونکہ امام صاحب کا قول نص، اجماع، قیاس اور مصلحت راجحہ میں سے کسی کے خلاف نہیں بلکہ یہ قول تو ان کے مذہب کے محاسن میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شاعر کو خوش رکھے کہ جس نے یہ شعر کہا

إِذَا مَحَاسِنِي اللَّاتِيْ أُدِلُّ بِهَا　　　　كَانَتْ ذُنُوْبًا فَقُلْ لِيْ كَيْفَ أَعْتَذِرُ

اپنے جن محاسن کو میں دلیل بناتا ہوں اگر وہی گناہ ہیں تو پھر آپ ہی بتائیں کہ میں معذرت کیسے کروں؟

قاضی عیاض کے اجماع علیہ قول کا رد پہلے ہو چکا ہے اور جہاں تک ان کے دعویٰ کا تعلق ہے کہ ''امام شافعی نے ابن مسعود کے تشہد کو اختیار کیا ہے'' تو اس کا جواب یہ کہ ان کا یہ دعویٰ امام شافعی کے اختیارات پر ان کی عدم معرفت کی دلیل ہے کیونکہ امام شافعی نے تو تشہدِ ابن عباس کو اختیار کیا ہے۔ اور رہا یہ سوال کہ شوافع نے جن مرفوع احادیث سے حجت پکڑی ہے وہ ضیف ہیں جیسے حضرت سہل بن سعد، حضرت عائشہ، حضرت ابو مسعود اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہم کی احادیث تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کو بیہقی نے الخلافیات میں جمع کیا ہے اور تقویت کے لئے ان کو ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ ان سے دلیل کو طاقت ملتی ہے۔ مشار الیہ احادیث کا ذکر انشاء اللہ اپنی جگہ آئے گا۔ وجوب کے باب میں جو ہم نے ذکر کیا وہی مشہور ہے۔

جرجانی نے الشافی والتحریر میں عجیب بات کی ہے کہ درود کے وجوب کے متعلق امام شافعی کے دو قول بیان کئے ہیں۔ ابن منذر نے عدم وجوب کا قول نقل کیا ہے حالانکہ وہ بھی شافعی المذہب ہیں۔ ابو الیمن بن عساکر لکھتے ہیں کہ ایک امام العصر نے دعویٰ کیا کہ میں نے امام شافعی سے یہ نہیں سنا کہ نماز کے تشہد میں درود کے وجوب پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ ان کے اس قول کو ان کی جماعت نے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں ان کا یہ دعویٰ اپنے امام کی تقلید کو مخدوش کرتا ہے حالانکہ وہ لوگوں کو امام کی اقتداء پر راغب کیا کرتے تھے۔ امام نے اپنی مسند میں اپنی سند کے ساتھ حدیث کا ایک حصہ ذکر کیا جس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جسے ابو حاتم نے اپنی صحیح میں اور دار قطنی نے اپنی سنن میں نہ صرف روایت کیا بلکہ صحیح بھی کہا۔ ان الفاظ سے دلیل قوی ہو جاتی ہے۔ پانچواں مسلک یہ ہے کہ تشہد میں درود شریف واجب ہے اور یہ شعبی اور اسحٰق بن راہویہ کا قول ہے۔ چھٹا قول یہ ہے کہ جگہ متعین کیے بغیر ہی نماز میں واجب ہے۔ یہ ابو جعفر الباقر سے منقول ہے۔ ساتواں قول یہ ہے کہ تعداد کی قید کے بغیر درود کی کثرت واجب ہے۔ یہ ابو بکر بن بکیر مالکی کا قول ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر فرض کیا ہے کہ وہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود و سلام بھیجیں مگر اس کے لئے کوئی وقت متعین نہیں کیا۔ پس ضروری ہے کہ انسان درود شریف میں کثرت کرے نہ کہ غفلت''۔ میں کہتا ہوں بعض مالکی علماء فرماتے ہیں کہ بغیر کسی وقت اور تعداد کی قید کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود بھیجنا فرض اسلامی ہے۔

آٹھویں مسلک یہ ہے کہ جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر ہو تو درود پڑھنا ضروری ہے۔ یہ طحاوی، جماعۃ الحنفیہ، الحلیمی، شیخ ابو حامد الاسفرائینی اور شوافع کی ایک جماعت کا قول ہے۔ ابن المالکی کہتے ہیں یہی احوط مسلک ہے۔ میں کہتا ہوں کہ طحاوی نے فرمایا ہے کہ ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر کسی سے سنے یا خود کرے تو درود شریف پڑھنا واجب ہے''۔ حلیمی نے شعب الایمان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم کو ایمان کا حصہ کہا اور یہ ثابت کیا کہ تعظیم، محبت سے اوپر کی منزل ہے۔ اور ہم پر واجب ہے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ایسی محبت کریں جو اس محبت و تعظیم سے بڑھ کر ہو جو ایک غلام کو اپنے آقا سے اور ایک بچے کو اپنے والد سے ہوتی ہے کہ ہمیں قرآن نے یہی حکم دیا ہے۔ اس پہ اللہ تعالیٰ کے اوامر وارد ہیں۔ پھر انہوں نے وہ آیات اور احادیث اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات ذکر کئے ہیں کہ جو ہر حال اور طریقہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم کے کمال پر دلالت کرتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ یہ تو ان لوگوں کی تعظیم و توقیر کا حال تھا جنہیں مشاہدہ کی دولت سے سرفراز کیا گیا تھا مگر آج آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم کا یہ ہے کہ جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر ہو درود و سلام بھیجا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَآئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرشتوں کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پہ درود

پڑھنے کی خبر دینے کے بعد اپنے بندوں کو درود پڑھنے کا حکم دیا۔ فرشتے شریعت محمدی ﷺ کی قید سے آزاد ہونے کے باوجود آپ ﷺ پر درود پڑھ کر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں تو ہم اس چیز کے زیادہ مستحق ہیں۔

میں کہتا ہوں ان کے اس قول ''کہ فرشتے شریعت محمدیہ ﷺ کی قید سے جدا ہیں'' پہ بیہقی نے تقیید کو ثابت کیا ہے اور اس پر اتفاق نہیں ہے۔ ہاں امام فخر الدین الرازی نے اپنی تفسیر اسرار التنزیل میں اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ فرشتوں کے رسول نہ تھے۔ اسی طرح علامہ نسفی نے بھی لکھا ہے۔ لیکن ہمیں اس پر اختلاف ہے بلکہ شیخ سبکی نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ آپ ﷺ فرشتوں کے بھی رسول تھے اور انہوں نے کئی وجوہ سے حجت پکڑی ہے جن کے ذکر کا یہ محل نہیں۔ جب آپ ﷺ کا ذکر ہو تو آپ ﷺ پر درود بھیجنا واجب ہے اس کی دلیل قرآن کریم کی آیت کریمہ ہے کیونکہ امر وجوب کے لیے ہوتا ہے اور اسے ہمیشہ تکرار پر محمول کیا جاتا ہے کیونکہ امر ہمیشہ اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ شہاب بن ابی حجلہ اپنے قصیدہ میں لکھتے ہیں کہ

صَلُّوْا عَلَيْهِ كُلَّمَا صَلَّيْتُمْ      لِتَرَوْا بِهٖ يَوْمَ النِّجَاتِ نَجَاحًا

جب نماز پڑھو تو آپ ﷺ پر درود بھیجو کہ قیامت کے دن تم اس کی برکت سے کامیابی دیکھو گے

صَلُّوْا عَلَيْهِ كُلَّ لَيْلَةِ جُمُعَةٍ      صَلُّوْا عَلَيْهِ عَشِيَّةً وَ صَبَاحًا

آپ ﷺ پر ہر جمعہ کی رات، صبح اور شام درود بھیجو

صَلُّوْا عَلَيْهِ كُلَّمَا ذُكِرَ اسْمُهٗ      فِيْ كُلِّ حِيْنٍ غُدْوَةً وَّ رَوَاحًا

جب بھی آپ ﷺ کا نام لیا جائے تو آپ ﷺ پر ہر وقت صبح و شام درود بھیجو

فَعَلَى الصَّحِيْحِ صَلَاتُكُمْ فَرْضٌ      اِذَا ذُكِرَ اسْمُ هُوَ سَمِعْتُمُوْهُ صَرَاحًا

صحیح یہ ہے کہ جب آپ ﷺ کا نام لیا جائے اور تم واضح طور پر سنو تو تم پر درود پڑھنا فرض ہے

صَلّٰى عَلَيْهِ اللهُ مَا شَبَّ الدُّجٰى      وَ بَدَا مَشِيْبُ الصُّبْحِ فِيْهِ وَلَاحًا

اللہ تعالیٰ درود بھیجے جب تاریکی سخت ہو اور تاریکی میں صبح کی کمزوری ظاہر ہو

فاکہانی نے یہ حدیث '' بخیل وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پہ درود شریف نہ پڑھے '' ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ یہ حدیث اس بات کو تقویت دیتی ہے جو کہتا ہے کہ آپ ﷺ کے ذکر پہ درود بھیجنا واجب ہے اور میرا رجحان بھی اسی طرف ہے۔ میں کہتا ہوں ابن بشکوال نے محمد بن فرح الفقیہ سے یہ روایت کی ہے کہ وہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے کہ

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا وَّ اَجَبْتُ عَنْهُ      وَ عِنْدَ اللهِ فِيْ ذَاكَ الْجَزَآءُ

تو نے نبی پاک کی ہجو کی اور میں نے آپ کی طرف سے اس کا جواب دیا۔ اس کی جزا اللہ تعالیٰ کے پاس ہے

اس شعر کو پڑھتے ہوئے وہ آپ ﷺ کے اسم مبارک کے ساتھ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا اضافہ کرتے تھے۔ ان سے کہا گیا اس طرح تو شعر کا وزن نہیں بنتا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنے کو ترک نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد ابن بشکوال لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمایا کہ مجھے ان کا یہ فعل بہت پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ان کی نیت کی جزا عطا فرمائے۔

اس بات پہ اختلاف ہے کہ جب بھی آپ ﷺ کا ذکر کیا جائے تو کیا آپ ﷺ پہ درود پڑھنا فرض عین ہے کہ ہر کسی پہ الگ الگ فرض ہوگا یا فرض کفایہ ہے کہ بعض کے ادا کر لینے سے باقیوں سے ساقط ہو جائے گا۔ جمہور پہلے کو اختیار کرتے ہیں اور دوسرے قول کو اختیار

کرنے والوں سے ابولیث سمرقندی حنفی ہیں۔ یہ ہمارے شیخ نے کہا۔ اور وجوب کا قول کرنے والوں نے ان احادیث سے استدلال کیا ہے کہ جن میں نہ پڑھنے والے کو رحمت سے دور، شقی، بخیل اور ظالم جیسی وعیدوں کے ساتھ خاص کیا گیا ہے۔ اور درود پڑھنے کے حکم کا فائدہ مکافات احسان کی وجہ سے ہے اور جب اس کا احسان جاری ہے تو جب بھی آپ ﷺ کا ذکر ہو تو درود کی تاکید بھی ہونی چاہیے۔ اسی ان کا استدلال اس آیت سے بھی ہے کہ لَا تَجْعَلُوا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (نبی پاک ﷺ کا پکارنا آپس میں ایک دوسرے کے پکارنے کی طرح نہ سمجھو)۔ پس اگر آپ ﷺ کا ذکر ہو اور درود نہ پڑھا جائے تو یہ ایک دوسرے کے ذکر کی طرح ہو جائے گا۔ اور یہ معنیٰ اس وقت اور مؤکد ہو جاتا ہے جب دعاء رسول سے مراد ہر وہ دعا ہو جس کا تعلق نبی پاک ﷺ سے ہو۔ حلیمی کہتے ہیں کہ جب ہم ذکر پہ ہر بار درود کے وجوب کا قول کرتے ہیں تو پس اگر مجلس ایک ہو اور مجلس بھی علم و روایت کی ہو تو یہ کہا جائے گا ہر بار ذکر پہ نہ پڑھنے والے غافل کو بھی جب مجلس ختم ہو تو جزا دی جائے گی کیونکہ جب محفل آپ ﷺ کے ذکر کے لیے منعقد کی گئی تو یہ محفل ذکر متکررہ کی طرح ایک ہی حالت ہے پس میری رائے یہ ہے کہ جب بھی آپ ﷺ کا ذکر ہو تو آپ ﷺ پہ درود شریف پڑھا جائے کیونکہ آپ ﷺ کا ذکر بہر حال عاطس سے تو کم نہیں ہے۔ اس کے بعد کہا کہ اگر آپ ﷺ کا ذکر ہوا اور کوئی بندہ درود پڑھنا بھول گیا اور بعد میں توبہ واستغفار کر کے اس کا اعادہ کر لیا تو امید ہے کہ اس کی معافی ہے مگر اس کو قضا کا نام نہیں دیا جا سکتا۔

جو لوگ اس کو واجب نہیں کہتے انہوں نے اس کے بہت سے جواب دیے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ وجوب کا قول صحابہ اور تابعین کرام رضی اللہ عنہم سے معروف نہیں ہے۔ یہ بعد میں گھڑا ہوا قول ہے۔ اگر اس کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر لازم ہے کہ مؤذن اذان، قاری قرآن اور نیا مسلمان ہونے والا کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے بھی آپ ﷺ کا نام آنے پہ درود شریف پڑھے۔ اس میں بہت زیادہ مشقت اور حرج ہے جو خلاف شریعت ہے۔ ہر مرتبہ ذکر پہ اللہ کی ثناء درود کے وجوب سے احق ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس آخری بات میں نظر ہے۔ اسی طرح ایک جماعت نے بھی وجوب کی صراحت کی ہے۔ ہدایہ شریف کی بعض شروح میں ہے کہ اگر ایک ہی مجلس میں بار بار اللہ کا نام لیا جائے تو ایک ہی ثناء کافی ہے اور اگر مجلس الگ الگ ہے تو ہر ایک میں نئی ثناء ہو گی۔ پس صحیح یہی ہے کہ اگر ایک ہی محفل میں بار بار آپ ﷺ کے ذکر مبارک کا تکرار ہو تو ایک ہی بار درود کا پڑھ لینا کافی ہے لیکن المجتب میں ہے کہ تکرار ذکر پہ تکرار درود بھی واجب ہے۔ اللہ کے ذکر کے تکرار پہ صرف ایک مرتبہ ثناء کا کافی ہونا اور آپ ﷺ کے ذکر پہ ہر بار درود کا بھی تکرار کرنا کیوں؟ تو یہ اس لیے ہے کہ آپ ﷺ کے ذکر پہ درود پڑھنے کا حکم ہے مگر اللہ کا نام پہ اس کی ثناء کا حکم نہیں ہے۔ اور اسی طرح اگر اللہ کے ذکر پہ ثناء ترک کر گیا تو لوٹانا نہیں ہے بخلاف درود شریف کے کہ اس میں نہ پڑھنے تک دین رہے گا۔ مزید کہا کہ صحیح فرق یہ ہے کہ اس طرح کہا جاتا کہ اللہ کی نعمتوں کے تجدد سے کسی وقت کے خالی نہ ہونے کی وجہ سے ہر وقت اس کی ثناء کی قضاء کا وقت ہے۔ پس اخیرین میں فاتحہ کی قضاء کی طرح اس کی قضاء کا وقت نہیں ہوتا بخلاف صلوٰۃ کے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ فرق ظاہر نہیں ہے جیسا ہمارے محقق شارحین ہدایہ نے بعض شروحات میں لکھا ہے۔ اور فخر الاسلام کی جامع کبیر میں مسئلہ تکرار کے بارے میں ہے کہ آپ ﷺ کا نام مبارک زبان پہ لانا اور رکھنا دین وشریعت کے لیے لازمی ہے تو اس قول کا موضوع ہونا لازم آتا ہے کہ اس صورت میں درود کے تکرار کا حکم حرج سے خالی نہیں ہے کیونکہ آپ ﷺ کے ذکر سے کوئی وقت خالی نہیں ہے پس اس طرح تو بندہ تمام عمر بھی فراغت ہی نہیں پائے گا؟ تو میں اس کا جواب دیتا ہوں کہ جب ایک ہی مجلس ہو تو اس میں سجدہ تلاوت کی طرح تداخل واجب ہوتا ہے۔ ہاں یہ مستحب ہے۔ اور متقدمین کی طرف یہ بات بھی منسوب ہے کہ وہ تداخل کے بغیر ہی وجوب کے قائل ہیں اور وہ درود پاک کے تکرار اور سجود کے تکرار میں فرق روا رکھتے ہیں۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ سجدہ اللہ پاک کا حق ہے پس اس میں تو تداخل ہو سکتا ہے بخلاف درود کے کہ

یہ بندے کا حق ہے اور ایک بندہ چاہے جتنا بھی قدر و منزلت والا بن جائے وہ اللہ کا مقابلہ نہیں کرسکتا کہ وہ غنی اور بندہ محتاج ہے۔

اور احناف میں سے امام قدوری وغیرہ نے ''ہر بار ذکر پہ درود کا تکرار واجب ہے'' کے بارے میں کہا ہے کہ یہ قول اجماع کے خلاف ہے کیونکہ اس کا قول صحابہ کرام وغیرہ سے محفوظ نہیں ہے کہ وہ جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرتے تھے تو ہر بار درود شریف پڑھتے تھے۔ کیونکہ اگر بات اسی طرح ہوتو پھر سامع کو کسی اور عبادت کی فرصت ہی نہیں ملے گی۔ اور احادیث کا یہ جواب دیا ہے کہ درود کی تاکید، اس کی طلب اور اس کو چھوڑنے والے کو ڈرانے کے لیے یہ احادیث مبالغہ کی حد سے نکل گئیں۔ الغرض ان میں ایسی کوئی دلالت نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کے تکرار سے درود کا تکرار لازم ہے۔ اور طبری نے استدلال کیا ہے کہ یہاں امر کا صیغہ وارد ہی عدم وجوب کے لیے ہوا ہے اور اس پہ متقدمین اور متاخرین کا اجماع ہے کہ یہ ایسا فرض نہیں کہ اس کے تارک کو گناہگار کہا جائے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ اس بات پہ دلیل ہے کہ یہاں امر مندوب کے لیے ہے۔ مگر ان کے اجماع کے معارض ایک اور دعوٰی بھی ہے کہ اجماع تو نماز میں درود پاک کی مشروعیت پہ ہے چاہے وجوباً ہو چاہے ندباً۔ اس میں سلف سے کوئی مخالف روایت نہیں ہے۔ مگر ابن ابی شیبہ ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان کی رائے یہ تھی کہ نمازی کا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ کہنا درود شریف کے قائمقام ہوگا۔ اس سے اصل مشروعیت میں کوئی خلل نہیں ہے۔ اور سلام کے صلوٰۃ کی جزا ہونے کا دعوٰی کیا۔ زمخشری کا کہنا ہے کہ اگر بار بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لیا جائے تو ایک بار پڑھنا کافی ہے۔ امام اوزاعی سے منقول ہے کہ اگر کسی کتاب میں بار بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک ہو تو فقط ایک بار درود شریف کا پڑھ لینا تجھے کافی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ امام ترمذی نے بعض صالحین سے روایت کیا کہ اگر کوئی بندہ ایک بار درود شریف پڑھ لے تو یہ اسے اس تمام محفل کی طرف سے کافی ہوگا کہ جس میں بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا گیا تھا۔

دسواں قول یہ ہے کہ ہر دعا میں پڑھنا چاہیے۔ میں کہتا ہوں کئی مقامات پر درود پڑھنے کے متعلق علماء کا اختلاف ہے اور کئی مقامات پر پڑھنا مؤکد ہے۔ اس کی تفصیل آخری باب میں ذکر کروں گا۔ ہاں اگر درود شریف پڑھنے کی نذر مانی جائے تو پھر واجب ہو جاتا ہے۔ (نذر ماننے سے درود شریف کا واجب ہو جانا) یہاں دو چیزوں کا استفادہ ہے۔ (۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا نذر کے ساتھ واجب ہو جاتا ہے کیونکہ یہ قربت کا عظیم ذریعہ، افضل عبادت اور جلیل اطاعت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے ''جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نذر مانے وہ اس کو پورا کرے''۔ (۲) اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے زمانہ میں کسی نمازی کو خطاب کرتے تو اس نمازی پہ اسی وقت زبان سے جواب دینا لازم تھا۔ لیکن بعض مالکی المذہب علماء فرماتے ہیں کہ اس میں یہ احتمال ہے کہ وہ نوافل کو توڑ کر، درود پڑھ کر یا قرآن کے الفاظ جواب دیتے ہوں۔ مگر یہ تمام باتیں ظاہر کے خلاف ہیں۔ کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی ذات پر درود بھیجنا واجب ہے یا نہیں؟ تو ہدایہ کی بعض شروح میں ہے کہ واجب نہیں ہے جبکہ ہمارے نزدیک نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی اپنی ذات پہ درود بھیجنا واجب ہے۔ درود شریف پڑھنے کا محل ان آراء سے متعین کیا جاسکتا ہے جو اس کے حکم میں بیان کی ہیں۔

## درود پڑھنے کا مقصود

حلیمی فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کا مقصد اللہ تعالیٰ کے حکم کی پیروی کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب مانگنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق کو ادا کرنا ہے۔ عبدالسلام نے کہا ہمارا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا آپ کی سفارش نہیں ہوسکتا کیونکہ ہم جیسے ناقص لوگ آپ جیسے کامل و اکمل کیلئے شفاعت نہیں کرسکتے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کے احسان کا بدلہ ادا کرنے کا حکم فرمایا جو احسان و انعام انہوں نے کیا اور جب ہم احسان

چکانے سے عاجز ہیں تو محسن کیلئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے جب دیکھا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسانات کا بدلہ دینے سے عاجز ہیں تو اس نے درود کی طرف ہماری رہنمائی فرمائی تا کہ یہ آپ کے احسان کا بدلہ بن جائے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسان سے افضل کوئی احسان نہیں ہے۔

ابو محمد مرجانی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تیرا درود بھیجنا حقیقت میں ایسے ہے گویا تو اپنے لئے دعا کر رہا ہے۔ ابن عربی فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود بھیجنے کا فائدہ درود بھیجنے والے کو ہی ہوتا ہے کیونکہ درود پڑھنا اس کے صاف عقیدے، خلوص نیت، اظہار محبت، اطاعت پر مداومت اور وسیلے کے احترام کی دلیل ہے۔ کسی عارف نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت، حق کی ادائیگی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت وتوقیر کے لیے درود پڑھنا ایمان کا بڑا حصہ ہے اور اس پہ مواظبت اختیار کرنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شکر ادا کرنے کا ایک باب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شکر ادا کرنا واجب ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم پہ بہت اہم پر انعام ہیں مثلاً دوزخ سے نجات، جنت میں دخول، آسان ذرائع سے کامیابی کا حصول، ہر طرف سے سعادت کا وصول اور بغیر حجاب کے اعلیٰ مراتب اور مناقب تک پہنچنا۔ ان سب کا وسیلہ آپ ہیں۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا ۔۔۔ الخ (یقیناً اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسان فرمایا جب اس نے ان میں سے ایک مکرم رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں تلاوت کرتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت سکھاتا ہے اگرچہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے)۔

## صلوٰۃ وسلام کا باہم جدا کر کے پڑھنا مکروہ نہیں

تنبیہ: حدیث کعب وغیرہ سے یہ استدلال کیا گیا تھا کہ بغیر سلام کے صلاۃ پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔ اسی طرح بغیر صلاۃ کے صرف سلام پڑھنا بھی مکروہ نہیں ہے کیونکہ صلاۃ کی تعلیم سے پہلے سلام کی تعلیم دی گئی ہے۔ تشہد میں ایک مدت تک صلاۃ سے پہلے صرف سلام ہی پڑھا جاتا تھا مگر امام نووی نے اپنی کتاب الاذکار میں صلوٰۃ وسلام کو علیحدہ علیحدہ پڑھنے کو مکروہ کہا ہے۔ انہوں کہا ہے کہ آیت میں دونوں کا ذکر اکٹھا ہوا ہے۔ ہمارے شیخ نے فرمایا ہے کہ امام نووی کے اس قول میں نظر ہے۔ صرف درود شریف پڑھتے رہنا اور سلام کبھی نہ پڑھنا مکروہ ہے۔ اگر کوئی کسی وقت درود پڑھنے اور کسی وقت سلام پڑھے تو اس نے اللہ کے حکم کی اتباع کی۔ عبد الرحمن بن مہدی فرماتے ہیں کہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کہنا مستحب ہے۔ مگر عَلَيْهِ السَّلَامُ نہ کہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا سلام ہے۔ ابن بشکوال نے بھی یہی کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا کے چند فوائد یہ ہیں۔ یہ آیت مدنی ہے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت اور شان بتادے کہ اس کی بارگاہ میں ان کی کتنی قدر ومنزلت ہے۔ وہ مقرب فرشتوں کے پاس ان کی تعریف کرتا ہے۔ اور فرشتے بھی ان پر درود بھیجتے ہیں۔ پھر عالم سفلی کے باسیوں کو درود وسلام کا حکم دیا تا کہ عالم بالا اور عالم زیریں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ثناء پہ جمع ہو جائے۔

کشاف میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا فرمان اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ نازل ہوا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ جب بھی آپ کو عزت سے نوازتا ہے تو ہمیں بھی اس میں شریک فرماتا ہے (مگر یہاں ایسا نہیں ہے) تو اللہ تعالیٰ نے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا کو نازل فرمایا۔ لیکن مجھے آج تک اس حدیث کی اصل پر آگاہی نہیں ہوئی۔ آیت میں مضارع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے (جو دوام اور استمرار کے لیے ہوتا ہے) تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے سارے فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ ہمیشہ ہمیشہ درود بھیجتے ہیں۔ اولین وآخرین کے مطلوب کی غرض وغایت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس ایک عمل کا حصول ہے اور یہ کیوں نہ ہو کہ کسی بھی عقل مند سے پوچھا جاتا کہ تمہیں اپنے صحیفہ عمل میں ساری مخلوق کے اعمال پسند ہیں یا اللہ تعالیٰ کا درود؟ تو وہ

یقیناً اللہ تعالیٰ کی صلاۃ کو ہی پسند کرتا۔ اب تیرا اس ذات پاک کے متعلق کیا خیال ہے کہ جس پر ہمارا پروردگا اور اس کے تمام فرشتے ہمیشہ سے درود پڑھ رہے ہیں تو پھر ایک مومن کے لیے بھلا یہ کیسے مناسب ہے کہ وہ آپ ﷺ پہ کثرت سے درود نہ بھیجے یا بالکل ہی غافل رہے؟ فاکہانی نے یہ لطیف نکتہ لکھا ہے۔ شاید انہوں نے کلام میں اس طرح غور وفکر کی کہ یہ آیت بطور احسان ہے۔ یا اس طرح کہ جملہ اسمیہ خبریہ کی دو وجوہ ہیں۔ جیسے یہ اپنی خبر کے اعتبار سے تجدد اور حدیث پر دلالت کرتا ہے اسی طرح مبتدا کی حیثیت کا جمع ہونا واقعی استمرار پر دلالت کرتا ہے۔ علماء معانی نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ میں يَسْتَهْزِئُ کی بجائے مُسْتَهْزِىءٌ" نہ فرمانے کی حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے استمرار اور تجدد کا قصد کیا ہے۔ قرآن کریم یا کسی دوسری کتاب میں کوئی ایسا کلام نہیں جس سے یہ معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی مکرم ﷺ کے علاوہ کسی پر درود بھیجا ہو۔ یہ ایک ایسی خصوصیت ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے صرف آپ ﷺ کو خاص فرمایا ہے۔ باقی انبیاء کو یہ شرف حاصل نہیں۔

علماء نے اس آیت کے کئی اور فوائد بھی ذکر کیے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ واحدی نے ابوعثمان الواعظ سے روایت کیا کہ میں نے امام سہل بن محمد سے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ساتھ آپ ﷺ کو جو شرف بخشا وہ اس سے اتم اور اجمع ہے جو فرشتوں کو آدم علیہ السلام کے سامنے سربسجود ہونے کا حکم دے کر ان کو بخشا تھا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کا فرشتوں کے ساتھ اس میں شریک ہونا جائز ہی نہیں تھا مگر آپ ﷺ پر درود بھیجنے کی خود اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق خبر دی ہے۔ پھر فرشتوں کے متعلق خبر دی ہے۔ پس آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو شرف حاصل ہوا وہ اس شرف سے زیادہ ہے جو صرف فرشتوں کی شرکت سے حاصل ہوا اور اللہ تعالیٰ کی ذات خود اس میں شریک نہ ہو۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جسے نیند کم آتی ہو وہ سوتے وقت اس آیت کی تلاوت کرے۔ ابن بشکوال نے عبدوس رازی سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کم نیند والے انسان کے لیے یہی نسخہ بتایا ہے۔ مزید بیان اگلے باب میں ہوگا۔

تیسرا فائدہ ابن ابی الدنیا نے ذکر کیا ہے اور ان سے ابن بشکوال نے ابن ابی فدیک کے حوالہ سے روایت کی کہ میں نے جن لوگوں سے ملا ہوں، ان میں کسی نے بتایا تھا کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ جو نبی کریم ﷺ کی قبر کے پاس کھڑا ہو کر اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا کی تلاوت کرے پھر ستر بار صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ پڑھے تو ایک فرشتہ یوں ندا دیتا ہے "اے شخص! تجھ پر اللہ تو تعالیٰ رحمت ہوگی اور تیری ہر حاجت پوری ہوگی"۔ ابن بشکوال نے احمد بن محمد عمر الیمانی سے سنداً ذکر کیا ہے کہ میں صنعاء کے مقام پر تھا میں ایک شخص کو دیکھا جس پہ (ہر طرف سے) لوگ جمع تھے۔ میں نے اکٹھا ہونے کا سبب پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ یہ شخص رمضان المبارک میں ہمارا امام تھا۔ بہت خوبصورت لہجہ میں قرآن پاک کی تلاوت کرتا تھا۔ ایک دن جب یہ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ پر پہنچا تو اس نے اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلٰى عَلِيِّ النَّبِيِّ پڑھ دیا۔ بس تب سے گونگا، مجزوم، مبروص، اندھا اور اپاہج ہو گیا ہے۔ اب یہ اس کا مکان ہے۔

چوتھا فائدہ قاضی عیاض نے یہ ذکر کیا کہ بعض متکلمین سے كٓهٰيٰعٓصٓ کی تفسیر میں نقل فرمایا ہے کہ "ك" سے مراد ہے کافی ہے اللہ کی ذات اپنے نبی کو جس طرح اللہ کا ایک فرمان بھی ہے کہ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ۔ اور "ھاء" سے مراد ہدایت ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا۔ اور "الیاء" سے مراد اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب کی تائید کرنا ہے جیسے ارشاد فرمایا هُوَ الَّذِيْۤ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ اور "العین" سے مراد آپ کی عصمت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ۔ اور "الصاد" سے مراد آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ کا صلاۃ بھیجنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا

تَسۡلِيۡمًا۔

الشفاء میں قاضی عیاض نے ابوبکر بن فورک سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کے ارشاد قُرَّةُ عَيۡنِيۡ فِي الصَّلٰوةِ سے مراد اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کا آپ پر درود بھیجنا ہے۔ اور جس صلاۃ کا حکم آپ کی امت کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے دیا ہے۔ اس مفہوم کے اعتبار سے الصلاۃ پر الف لام عہدی ہوگا۔ میں کہتا ہوں قاضی عیاض نے اپنی دوسری کتاب المشاروق میں لکھا ہے کہ یہاں صلاۃ سے مراد صلوٰۃ شرعی معہودی ہے کیونکہ اس میں مناجات، کشف معارج اور شرح صدر ہوتا ہے۔

ساتواں فائدہ الواحدی نے الاصمعی کے حوالہ سے ذکر کیا کہ میں نے فہدی کو بصرہ کے منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا ''اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک ایسے کام کا حکم دیا ہے جس کا آغاز اس نے خود کیا ہے اور اس کے بعد وہ کام اس کے فرشتوں نے کیا۔ نبی پاک کو شرف بخشنے کے لیے اللہ پاک نے ارشاد فرمایا اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوۡنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَيۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا اس خصوصیت کے ساتھ تمام انبیاء پہ آپ ﷺ کو ترجیح دی ہے اور تمام لوگوں میں سے اس نے درود کا تحفہ تمہیں دیا ہے۔ پس اس نعمت کا شکر ادا کرو اور آپ ﷺ پر کثرت سے درود بھیجو۔ خطباء اسی طریقہ پر اپنے خطبات میں ذکر کرتے تھے۔ اگر مکمل کرتے تو اور اچھا ہوتا۔ آٹھوں فائدہ یہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اپنا جلالت والا نام اللہ ذکر فرمایا۔ کسی اور اسم کو ذکر نہیں کیا کیونکہ کہا جاتا ہے کہ یہ اسم اعظم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا یہ کسی کا بھی نام نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد هَلۡ تَعۡلَمُ لَهٗ سَمِيًّا کی تفسیر یہی بیان کی گئی ہے۔ کوئی دوسری وجہ بھی ہو سکتی ہے۔

نواں فائدہ یہ ہے کہ اس آیت میں آپ ﷺ کا ذکر لفظ النبی کے ساتھ فرمایا اور محمد نہیں فرمایا جس باقی انبیاء کے نام ذکر فرمائے مثلاً يٰٓاٰدَمُ اسۡكُنۡ اَنۡتَ وَزَوۡجُكَ الۡجَنَّةَ ۔ وَيٰنُوۡحُ اهۡبِطۡ بِسَلٰمٍ مِّنَّا ۔ وَيٰٓاِبۡرٰهِيۡمُ قَدۡ صَدَّقۡتَ الرُّءۡيَا ۔ وَيٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلۡنٰكَ خَلِيۡفَةً فِي الۡاَرۡضِ ۔ وَيٰعِيۡسٰٓى اِنِّيۡ مُتَوَفِّيۡكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ ۔ وَيٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ ۔ وَيٰيَحۡيٰى خُذِ الۡكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۔ اس کے علاوہ کئی دوسری مثالوں میں آپ ﷺ کا نام ذکر نہیں فرمایا تا کہ آپ ﷺ کی عظمت و رفعت ظاہر ہو جائے جو صرف آپ ﷺ کے ساتھ مختص ہے اور اس فضیلت کی خبر دی جائے جو تمام رسولوں میں سے صرف آپ ﷺ کو حاصل ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراھیم علیہ السلام کے ذکر کے ساتھ نبی کریم ﷺ کا ذکر فرمایا تو ان کا نام ذکر فرمایا مگر آپ ﷺ کو لقب کے ساتھ یاد کیا۔ ارشاد فرمایا اِنَّ اَوۡلَى النَّاسِ بِاِبۡرٰهِيۡمَ لَلَّذِيۡنَ اتَّبَعُوۡهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ ۔ یہ ایک عظیم فضیلت ہے جس کو علماء نے اعلیٰ مراتب میں شمار کیا ہے اور اگر کسی جگہ نام کے ساتھ ذکر فرمایا تو وہاں کوئی ایسی خاص مصلحت ہے اس کا تقاضا کرتی ہے۔ پس اس کی اہمیت کے پیشِ نظر ایسا کیا۔ النبی کا الف لام عہدی بھی ہو سکتا ہے کیونکہ اس سے پہلے آپ ﷺ کا ذکر ہو چکا ہے لیکن غلبہ کے لیے ہونا زیادہ بہتر ہے جیسے المدینہ، النجم، الکتاب کا الف لام۔ گویا آپ ہی اس کے ساتھ معروف ہیں اور اس میں تمام انبیاء پر مقدم ہیں۔ تمام انبیاء کرام اور صحابہ پہ اللہ پاک کی رحمتیں ہوں۔

## لفظِ نبی کی تحقیق

نبی کا لفظ ہمزہ کے ساتھ اور ہمزہ کے بغیر دونوں طرح ہے مگر بہتر ہمزہ کے بغیر والا ہے۔ قرآت سبعہ میں دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔ یہ لفظ یا تو النبا سے مشتق ہے۔ اس کا معنی خبر ہے اس صورت میں اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنے غیب پر اطلاع کی اور اس سے آگاہ فرمایا کہ وہ اس کا نبی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے نَبِّئۡ عِبَادِيۡٓ اَنِّيۡٓ اَنَا الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ نبی کا لفظ بروزن فعیل بمعنی مفعول

ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْبَاَكَ هٰذَا قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس لفظ کا مادہ اشتقاق النبو ہے جس کے معنی رفعت و بلندی کے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ آپ کا مقام بلند ہے۔المجد اللغوی فرماتے ہیں کہ یہ عمدہ قول نہیں ہے۔درست بات یہ ہے کہ النباۃ بلند مکان کو کہا جاتا ہے۔میں کہتا ہوں کہ شفاء شریف میں قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ جس نے ہمزہ ذکر نہیں کیا اس کے نزدیک یہاں النبوۃ سے مشتق ہے جو زمین کی بلند جگہ کو کہتے ہیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بلند ہے۔یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ النبی سے مشتق ہو جس کا معنی سیدھا راستہ ہے۔ابن سیدہ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دینے والا ہے۔سیبویہ لکھتے ہیں کہ کم استعمال کی وجہ سے اس میں ہمزہ کا ذکر لغت ردیہ سمجھا جاتا ہے نہ کہ اس اعتبار سے کہ کہ قیاس اس سے مانع ہے۔کیا تم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پڑھا نہیں ہے کہ جب ایک اعرابی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمزہ کے ساتھ پکارا یانبی اللہ (یہ عربوں کے قول نبات من ارض الی ارض اذا حرجت منھا الی خریٰ سے مشتق تھا)(اے مکہ سے مدینہ کی طرف جانے والے) تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمزہ کے ساتھ ناپسند کیا اور فرمایا ہم معشر قریش ہیں۔تو ہمیں غیر مہذب لقب سے یاد نہ کر۔ایک روایت میں ہے کہ میرا نام نہ بگاڑ کہ میں نبی اللہ ہوں۔ایک روایت کے الفاظ میں ہے میں نبیء اللہ نہیں بلکہ نبیء اللہ ہوں۔ابن سیدہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اسم میں ہمزہ کو ناپسند فرمایا اور ہمزہ کے ساتھ پڑھنے والا کا رد فرمایا کیونکہ جو اس نے کہا وہ خود اس کو جانتا نہیں تھا۔پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو ڈرایا کہ وہ یہ کہنے سے رک جائے۔اور اس بات کا تعلق شریعت سے تھا۔پس اس روکنے کی وجہ سے مباح لفظ ممنوع ہوگیا۔اس کی جمع انبیاء، انباء، انباء آئی ہے۔عباس بن مرداس سلمی کہتا ہے،

يَا خَاتَمَ النَّبَا اِنَّكَ مُرْسَلٌ     بِالْحَقِّ كُلَّ هُدَى السَّبِيْلِ هَدَاكَ

اِنَّ اللّٰهَ بَنٰى عَلَيْكَ مَحَبَّةً     فِيْ خَلْقِهٖ وَ مُحَمَّدٌ اَسْمَاكَ

اے خاتم الانبیاء آپ کو حق کے ساتھ بھیجا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں آپ کی محبت ڈال دی اور آپ کا نام محمد رکھا

## رسول اور نبی میں فرق

بعض علماء کہتے ہیں کہ رسول وہ ہوتا ہے جسے مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہو، جبریل کو اس کی طرف وحی دے کر بھیجا گیا ہو، اس نے اس کو دیکھا ہو اور بالمشافہہ گفتگو بھی فرمائی ہو جبکہ نبی وہ ہوتا ہے جس کی نبوت الہامی اور منامی ہوتی ہے۔پس ہر رسول نبی ہوتا ہے مگر ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔یہ قول واحدی وغیرہ نے فراء سے روایت کیا۔امام نووی کہتے ہیں کہ اس کلام میں نقص ہے۔کیونکہ ان کے قول کا خلاصہ یہ ہے کہ مجرد نبوت فرشتے کی پیغام رسانی کا ذریعہ نہیں ہے۔حالانکہ معاملہ ایسا نہیں ہے۔قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ نبی اور رسول ایک اعتبار سے جدا ہیں۔نبوت جس کا مطلب اطلاع علی الغیب کی معرفت کی وجہ سے بلندی و رفعت کے ہر درجہ پر محیط ہوتے ہیں اور رسالت کی زیادتی جو رسول کا حاصل ہوتی ہے۔اس کا مطلب انذار و اعلام کا حکم ہے۔اس میں جدا جدا ہیں۔

بعض علماء کا خیال ہے کہ رسول وہ ہے جو نئی شریعت لے کر آئے۔جو شریعت لے کر نہ آئے وہ نبی ہے رسول نہیں ہے اگرچہ اسے ابلاغ اور انذار کا حکم بھی دیا گیا ہو۔بعض علماء فرماتے ہیں رسول وہ ہے جو صاحب معجزہ، صاحب کتاب اور اپنے سے پہلی شریعت منسوخ کرنے والا ہو۔اور جس میں یہ خصائل نہ ہوں وہ نبی تو ہے مگر رسول نہیں۔زمخشری نے کہا کہ رسول وہ ہے جو صاحب معجزہ ہو اور اس پر کتاب کا نزول بھی

ہواور نبی وہ ہے جس پر کتاب کا نزول نہ بلکہ اسے حکم ہو کہ وہ اپنے سے پہلے رسول کی شریعت کی طرف دعوت دے۔ یہ تمام اقوال المجد اللغوی نے بیان کئے ہیں۔ میں ایک ایسا قول ذکر کروں گا جو تحقیق و تبیین کے قریب ہوگا اور مشکلات کے رخ سے نقاب ہٹا دے گا۔

## نبوت رسالت سے افضل ہے

ابن عبدالسلام قواعد میں فرماتے ہیں کہ اگر پوچھا جائے کہ نبوت افضل ہے یا رسالت؟ تو میں کہوں گا نبوت افضل ہے کیونکہ نبی اللہ تعالیٰ کی ان جلالی صفات اور کمال نعوت کی خبر دیتا ہے جن کا وہ مستحق ہوتا ہے۔ نبوت کا تعلق دونوں طرف سے اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہے لیکن رسالت کا یہ مرتبہ نہیں کیونکہ رسالت میں بندوں کو احکام پہنچانا ہے۔ رسالت ایک طرف سے ہی اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق ہوتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ صفت جس کا تعلق دونوں اطراف سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو وہ اس صفت سے افضل ہے جس کا تعلق صرف ایک جانب سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو۔ نبوت رسالت سے پہلے بھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا اِنِّیٓ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ جو کہ مقدم ہے اور پھر کہا اِذْھَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّہٗ طَغٰی جو موخر ہے۔ اِذْھَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّہٗ طَغٰی سے پہلے جو کچھ فرمایا اس سے مراد نبوت ہے اور اس کے بعد جو تبلیغ احکام کا حکم ہے وہ رسالت ہے۔ الغرض نبوت اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات واجبہ کی معرفت کی طرف راجع ہے اور ارسال کا مرجع یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا کہ وہ اس کے تمام یا بعض بندوں کی طرف معرفت، اطاعت اور اجتناب معصیت میں سے مأمور چیزوں کے احکام پہنچائے۔ اس قول میں فکر ہے۔ آیت میں اللہ تعالیٰ نے مَلٰٓئِکَتُہٗ فرمایا ہے اَلْمَلٰٓئِکَۃُ نہیں کیونکہ دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ دونوں عموم کا فائدہ دیتے ہیں۔ پہلا اضافت کی وجہ معرفہ ہے جو تشریف و تعظیم کا فائدہ دیتا ہے اور دوسرا الف لام کے ساتھ معرفہ ہے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ آیت میں حذف ہے۔ اصل عبارت ایسے ہے اِنَّ اللّٰہَ یُصَلِّیْ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ یُصَلُّوْنَ۔

ملائکہ کی تعداد سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی شمار نہیں کرسکتا کیونکہ کچھ مقربین، کچھ حاملین عرش، کچھ ساتویں آسمانوں میں رہنے والے، کچھ جنت کے پہرے دار، کچھ دوزخ کے داروغے، کچھ یَحْفَظُوْنَہٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ کے تحت بنی آدم کے اعمال محفوظ کرنے والے، کئی سمندروں، پہاڑوں، بادلوں، بارشوں، رحموں، نطفوں، تصویروں کے موکل، کچھ جسموں میں روح پھونکنے، نباتات کو پیدا کرنے، ہواؤں کو چلانے، افلاک و نجوم پر مامور، کچھ رسول اکرم پر ہمارے درود کو پہنچانے، نماز جمعہ میں آنے والوں کے نام لکھنے، نمازیوں کی قراءت پر آمین کہنے والے، کچھ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ کہنے والے، کچھ نماز کے منتظرین کیلئے دعا کرنے والے اور کچھ اس عورت پر لعنت کرنے والے ہیں جو اپنے خاوند کا بستر چھوڑ کر غیر کے پاس جائے۔ ان کے علاوہ بھی کئی فرشتوں کا ذکر ہے جن کے متعلق احادیث ہیں۔ اکثر کا ذکر ابوالشیخ بن حیان الحافظ کی کتاب العظمہ میں ہے۔ تفسیر طبری میں کنانہ عدوی سے مروی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے نبی کریم ﷺ سے انسان پر متعین فرشتوں کی تعداد پوچھی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "ہر آدمی پر رات کو دس فرشتے اور دن میں بھی دس فرشتے متعین ہیں۔ ایک دائیں طرف، ایک بائیں طرف، دو آگے پیچھے، دو اس کے ہونٹوں پر جو صرف محمد ﷺ پر پڑھا جانے والا درود محفوظ کرتے ہیں، دو پیشانی پر، ایک اس کی پیشانی کے بالوں کو پکڑے ہوئے ہے اگر وہ تواضع کرتا ہے تو اسے بلند کرتا ہے اور اگر تکبر کرتا ہے تو اسے جھکا دیتا ہے جبکہ دسواں اس کی حفاظت کرتا ہے جب وہ سویا ہوا ہو کہ کہیں کوئی سانپ اس کے منہ میں داخل نہ ہو جائے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہر انسان کے ساتھ 360 فرشتے ہیں۔ عالم سفلی اور عالم علوی میں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جو فرشتوں سے بھری ہوئی نہ ہو۔ جن کی صفت قرآن پاک میں اس طرح بیان ہوئی ہے لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ۔ مستدرک حاکم میں

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے دس حصے بنائے جن میں سے نو حصے فرشتے ہیں اور ایک حصہ باقی تمام مخلوق ہے۔ حدیث معراج (جس کے صحیح ہونے پہ سب کا اتفاق ہے) میں ہے کہ بیت معمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے صلاۃ پڑھتے ہیں۔ ایک دفعہ وہ چلے جائیں تو پھر واپس نہیں آتے (یعنی دوبارہ ان کا نمبر نہیں آتا)۔ ترمذی و ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ آسمان چرچراتا ہے اور چرچرانا اس کا حق ہے کیونکہ چار انگلیوں کے برابر بھی جگہ ایسی نہیں جہاں کوئی فرشتہ سر بسجود نہ ہو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث طبرانی نے نقل کی ہے اور اسی طرح حدیث عائشہ میں ہے کہ ساتوں آسمانوں میں قدم، بالشت اور ہتھیلی کی مقدار کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں کوئی فرشتہ قیام، رکوع یا سجود میں نہ ہو۔ یہ بات قرآن سے بھی معلوم ہے کہ تمام فرشتے جہاں بھی ہیں ہمارے نبی پاک ﷺ پہ درود بھیجتے ہیں۔ یہ ایسی خصوصیات ہے جن کے ساتھ تمام انبیاء و مرسلین میں سے صرف آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے خاص فرمایا ہے۔

اس آیت کا ایک فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یَآاَیُّهَا النَّاسُ کی بجائے یَآاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فرمایا۔ اگرچہ صحیح مسلک کے مطابق فروعات اسلامیہ کے کفار بھی مخاطب ہیں مگر چونکہ حضور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا ایک بڑے قرب کا ذریعہ ہے اس لیے اس کا حکم صرف مومنوں کے ساتھ خاص فرمایا۔ شیخ الاسلام البلقینی نے علماء کے قول ''فروعات اسلامیہ کے کفار بھی مخاطب ہیں'' سے چند مسائل کو خارج قرار دیا ہے۔ مثلاً معاملات فاسدہ، مقبوضہ، ان کے نکاح فاسدہ، شراب پینے پر انہیں حد کا نہ لگنا۔ بہرحال یَآاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے خطاب میں کفار داخل نہیں ہیں۔

تنبیہ اول: اس حکمت کے متعلق اکثر سوال ہوتا ہے کہ سلام کی تَسْلِیْمًا کے مصدر سے تاکید کیوں آئی ہے جبکہ صلاۃ کی نہیں؟۔ فاکہانی کے جواب کا نچوڑ یہ ہے کہ صلاۃ لفظ اِنَّ کے ساتھ مؤکد ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کے خود کرنے کی وجہ سے بھی اس میں تاکید ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے سارے فرشتے آپ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں جبکہ سلام میں اس طرح تاکید نہیں ہے۔ پس اس کو مصدر کے ساتھ مئوکد کرنا ہی بہتر ہے کیونکہ یہاں اور کوئی ایسی چیز نہیں جو تاکید کے قائم مقام ہو۔ ہمارے شیخ نے ایک اور جواب دیا جس کا حاصل یہ ہے کہ جب صلاۃ کو سلام پر مقدیم کیا اور تقدیم میں ہمیشہ فضیلت وعظمت ہوتی ہے۔ اس لیے بہتر یہی تھا موخر ہونے کی وجہ سے سلام کو مصدر کے ساتھ مؤکد کیا جائے تا کہ اس تاخیر کی وجہ سے قلت اہتمام کا شبہ نہ رہے۔ میں نے ابن بنون کی کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ سلام اسی تاکید کے ساتھ آیا ہے جس کا مقتضی تھا مثلاً حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو زمین میں سیاحت کرتے رہتے ہیں اور جب کوئی امتی سلام پیش کرتا ہے تو وہ مجھ کو پہنچاتے ہیں۔ لیکن ''جب کوئی مجھ پہ سلام بھیجتا ہے تو اللہ روح کو میری طرف لوٹا دیتا ہے'' میں نظر ہے۔

دوسری تنبیہ : یہ ہے کہ ہمارے شیخ سے سوال ہوا کہ صلاۃ کی نسبت اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی طرف ہے اور سلام کی نہیں۔ جبکہ مومنین کو صلاۃ اور سلام دونوں کا حکم دیا گیا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ سلام کے دو معانی ہیں۔ (۱) التحی اور (۲) الانقیاد۔ پس مومنوں کو سلام کا حکم ہے کیونکہ ان کے لیے دونوں معانی صحیح ہیں اور اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی طرف سے الانقیاد جائز نہیں ہے۔ اس وہم کو دور کرنے کیلئے سلام کی نسبت اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی طرف نہیں ہے۔

## پہلا باب

## رسول پاک ﷺ پر درود پڑھنے کا حکم

نبی پاک ﷺ پہ درود شریف پڑھنے کا حکم، یہ حکم کب دیا گیا؟ امر کی مختلف اقسام کی بناء پہ یہاں اس کی کیفیت کیا ہے؟ نبی پاک ﷺ پہ خوب اچھی طرح درود پڑھنا، ان مجالس میں حاضری کی ترغیب کہ جن میں نبی پاک ﷺ پہ درود شریف پڑھا جاتا ہو، کثرت سے نبی پاک ﷺ پہ درود شریف پڑھنا اہل سنت کی علامت ہے، فرشتے نبی پاک ﷺ پہ مسلسل درود شریف پڑھتے ہیں، حضرت آدم علیہ السلام نے حق مہر نبی پاک ﷺ پہ درود شریف پڑھنے کی صورت میں ادا کیا، چھوٹے بچے کا ایک مدت تک رونا آپ ﷺ پہ درود پڑھنا ہے، جب کسی اور نبی پہ درود پڑھا جائے تو آپ پہ درود شریف بھیجنے کا امر اور یہ کہ باقی انبیاء اور رسولوں پہ درود پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

ابوذر رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ نبی پاک ﷺ پہ درود شریف پڑھنے کا حکم ہجرت کے دوسرے سال آیا۔ جب کہ یہ بھی کہا جاتا ہے شب معراج یہ حکم دیا گیا۔ ابن ابی الصیف نے اپنی کتاب فضیلت شعبان میں لکھا ہے کہ شعبان کا مہینہ محمد مختار ﷺ پہ درود شریف پڑھنے کا مہینہ ہے کیونکہ درود والی آیت اسی مہینے میں نازل ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر درود پڑھو اللہ تم پہ رحمت کرے گا۔ اس حدیث کو ابن عدی نے الکامل میں روایت کیا ہے اور النمیر ی نے بھی ان ہی کے واسطہ سے نقل کیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھ پر درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا مجھ پہ درود پڑھنا تمہارے گناہوں کے لئے کفارہ ہے۔ اس حدیث کی تخریج دوسرے باب میں مذکور ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت ہے (کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا) کہ مجھ پر درود شریف پڑھا کرو بے شک ایسا کرنا تمہارے دوگنا اجر (کا باعث) ہے۔ اس حدیث کو دیلمی نے اپنے والد کی اتباع میں سند کے بغیر ذکر کیا ہے۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے مجھے وصیت کی میں سفر و حضر میں نماز یعنی نماز چاشت پڑھوں اور سونے سے پہلے وتر کی نماز اور نبی پاک ﷺ پہ درود پڑھوں۔ اس حدیث کو بقی بن مخلد اور ابن بشکوال نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث کی سند میں ایک راوی یعلی بن اشدق ہیں جو کہ ضعیف ہیں۔ نبی پاک ﷺ سے روایت کیا جاتا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھا کرو کہ قبر میں تم سے سب پہلا سوال میرے بارے میں ہی ہوگا۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ (آپ بدری صحابی ہیں اور آپ کا نام عقبہ بن عمرو ہے) سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ اس وقت ہم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں تھے۔ حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے نبی پاک ﷺ سے کہا اے اللہ کے رسول! اللہ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم آپ پہ درود شریف پڑھیں تو (آپ فرمائیں کہ) ہم آپ پہ درود کیسے پڑھیں؟ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ سن حضور پاک ﷺ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہم تمنا کرنے لگے کہ کاش وہ نبی پاک ﷺ سے یہ سوال نہ کرتے۔ (خاموشی کے بعد) نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس طرح پڑھا کرو جس طرح تمہیں سکھایا گیا ہے۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ"

یا اللہ! حضرت محمد ﷺ اور ان کی اولاد پہ درود بھیج جس طرح تو نے حضرت ابراہیم کی اولاد پہ بھیجا۔ اے اللہ تو حضرت محمد ﷺ اور ان کی اولاد پہ برکت نازل کر جس طرح تو نے برکت نازل کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد پہ"

اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے اور امام مالک نے موطا میں ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور بیہقی نے الدعوات میں اسی طرح روایت

کیا ہے۔ان محدثین نے فِي الْعَالَمِينَ اِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ کے الفاظ بھی روایت کئے ہیں جبکہ ابوداؤد کی روایت میں وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ کے الفاظ بھی مذکور ہیں۔اور ابوداؤد نے یہی حدیث الصلوة على النبی ﷺ بعد التشهد کے باب میں ذکر کی ہے۔علمتم کے لفظ کو عین کی زبر اور تخفیف لام جبکہ عین کے ضمہ اور لام کی شد کے ساتھ بھی روایت کیا گیا ہے۔اسی حدیث کو امام احمد، ابن حبان، دارقطنی اور بیہقی نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ ایک آدمی نبی پاک ﷺ کے پاس آیا جبکہ ہم بھی وہاں ہی تھے۔اس نے کہا یارسول اللہ! ہم آپ پہ سلام پیش کرنا جانتے ہیں مگر آپ بتائیں کہ درود شریف کیسے پڑھیں؟ تو (یہ سن کر) آپ خاموش ہو گئے یہاں تک ہم چاہنے لگے کہ کاش اس بندے یہ سوال نہ کیا ہوتا۔پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم درود شریف پڑھو تو اس طرح پڑھا کرو

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ

اس حدیث کو امام ترمذی، ابن خذیمہ اور امام حاکم نے صحیح کہا جبکہ دارقطنی نے اس کی سند کو حسن متصل اور امام بیہقی نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔میرا یہ کہنا ہے کہ ایک راوی ابن اسحق ہیں مگر چونکہ اس بات کی تصریح موجود ہے لہذا امام مسلم کی شرائط کے مطابق یہ حدیث بھی صحیح ٹھہرتی ہے اور امام حاکم نے اس کا ذکر اسی طرح کیا ہے۔اور قاضی اسماعیل نے اپنی کتاب فضل الصلوة میں حضرت بشیر بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی پاک ﷺ سے کہا گیا کہ یارسول اللہ! ہمیں آپ پہ سلام وصلوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے۔سلام کا طریقہ تو پتا ہے آپ ہمیں درود کا بتائیں کہ کیسے پڑھیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح پڑھا کرو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ قاضی اسماعیل نے اس حدیث کے کئی طرق میں قلنا او قیل کے الفاظ ذکر کئے ہیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ مجھے ملے تو کہنے لگے کہ میں تمہیں ایک تحفہ نہ دے دوں؟ (استفہام انکاری ہے یعنی دیتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ) ایک دفعہ نبی پاک ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے ان سے کہا کہ یارسول اللہ! ہم آپ پہ سلام (کا طریقہ) تو جانتے ہیں آپ بتائیں کہ درود شریف کیسے بھیجیں؟۔آپ نے اس طرح ارشاد فرمایا اس طرح پڑھو،

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ وَآلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ۔

امام بخاری اس حدیث اس حدیث کی روایت عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ کا اضافہ کیا ہے۔طبری نے بھی انہی الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے۔نیز امام احمد اور صحاح ستہ کے محدثین نے اس حدیث کی تخریج کی مگر ابوداؤد اور ترمذی نے {هدية} کا لفظ ذکر نہیں کیا۔ان دو کی روایت میں باقی الفاظ تو وہی ہیں مگر پہلا حصہ اس طرح شروع ہوتا ہے۔اِنَّ كَعْبَ ابْنَ عُجْرَةَ قَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ۔جبکہ امام ترمذی نے نَحْنُ نَقُوْلُ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ کے الفاظ زائد ذکر کئے ہیں۔السراج نے امام ترمذی والے طریق سے ہی روایت کی ہے۔جبکہ قاضی اسماعیل نے بھی اس حدیث کو عن یزید بن زیاد عن عبدالرحمن کے طرق سے نقل کیا۔ان دونوں کو امام احمد نے اپنی مسند میں

حدیث یزید سے ذکر کیا ہے مگر ان الفاظ کا آخر میں اضافہ کیا کہ میں نہیں جانتا کہ یزید نے کہا کہ عبدالرحمن نے اپنی طرف سے کچھ اضافہ کیا یا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے یہ کہا تھا۔ امام مسلم نے بھی یزید سے استشہاد کیا ہے۔ اس زیادتی کوالحکم کے واسطہ سے طبرانی نے بھی ایک ایسی سند میں ذکر کیا ہے کہ جس کے راوی ثقہ ہیں۔ تمام درود وہی ہے مگر آخر میں وَبَارِكْ عَلَيْنَا مَعَهُمْ کے الفاظ بھی ہیں۔ امام شافعی نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے واسطے سے ذکر کیا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں یہ (درود شریف) پڑھا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ وَآلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

امام بیہقی نے اس حدیث کو اپنے طریقے سے روایت کیا ہے جبکہ اسی حدیث کے بعض طرق سعید بن منصور، احمد، ترمذی، قاضی اسماعیل، سراج، ابی عوانہ، بیہقی، خلعی اور طبرانی نے بھی جید سند کے ساتھ ذکر کئے ہیں۔

☆ وضاحت۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ سوال کیوں کرتے تھے کہ درود شریف کیسے پڑھیں؟ اس کا سبب یہ تھا کہ جب آیت مبارکہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ پوچھنا شروع کیا کہ درود کیسے بھیجا جائے؟ قاضی اسماعیل نے حسن سے مرسل روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ سلام کا (طریقہ) تو ہمیں پتا ہے۔ آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں کہ درود شریف کس طرح بھیجا جائے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح (پڑھنے کا حکم) فرمایا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتَكَ وَبَرَكَاتَكَ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ "اے اللہ اپنی رحمتیں اور برکتیں حضرت محمد اسی طرح نازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیم پہ نازل کی تھیں۔

ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے یہی روایت کی ہے لیکن آل کا دونوں جگہ زائد ذکر کیا ہے۔ اسماعیل نے ابراہیم سے مرسل روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہمیں سلام کا (طریقہ) تو پتا ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں درود شریف (پڑھنے کے طریقہ) کا بھی بتا دیں۔ تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (اس طرح) کہو "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ" اے اللہ! اپنے بندے اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی اولاد پہ درود بھیج جس طرح تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم علیہ السلام پہ بے شک تو قابل تعریف اور بزرگ ہے"۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ (آپ کا نام گرامی سعد بن مالک بن سنان ہے) سے روایت ہے کہ ہم کہا یارسول اللہ! ہم جانتے ہیں کہ سلام کس طرح پیش کیا جاتا ہے۔ (آپ فرمائیں) درود شریف کس طرح بھیجیں؟۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا اس طرح بھیجا کرو۔

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ"

ایک روایت میں آل ابراھیم کے الفاظ مذکور ہیں۔ اس حدیث کو امام بخاری، احمد، نسائی، ابن ماجہ، بیہقی اور ابن عاصم نے بھی روایت کیا ہے۔

حضرت حمید الساعدی رضی اللہ عنہ (جن کے نام میں اختلاف پایا جاتا ہے) سے مروی ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس طرح پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ

اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ"

اس حدیث کوامام بخاری اور مسلم کے علاوہ امام مالک، احمد، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ نے روایت کیا لیکن امام احمد اور ابوداؤد نے دونوں جگہ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ کے الفاظ جبکہ ابن ماجہ نے كَمَا بَارَكْتَ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ کے الفاظ بھی ذکر کیے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم سے کوئی نماز میں تشہد کرے تو یوں درود پڑھے۔

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ"

اے اللہ! حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل پہ درود، برکت اور رحم فرما جس طرح تو نے درود، برکت اور رحم فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد پہ بے شک تو تعریف کیا گیا اور بزرگ ہے"۔

الحاکم نے مستدرک میں بطور شاہد اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ محدثین سے اس حدیث کو صحیح کہنے میں تسامح ہوا ہے کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی یحییٰ ابن السباق نام کا بھی ہے جو خود بھی مجہول ہیں اور ایک مبہم راوی سے روایت کرتا ہے۔ اس حدیث کو امام بیہقی نے حاکم سے، دارقطنی اور ابی حفص بن شاہین نے ایک سند سے روایت کیا مگر اس میں عبدالوہاب بن مجاہد نام کا ایک راوی ضعیف ہے۔ وہاں الفاظ یہ ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے تشہد اسی طرح سکھایا جس طرح قرآن کی سورت سکھاتے تھے۔ شہادتین کے درود شریف اس طرح سکھایا

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْنَا مَعَهُمْ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَيْنَا مَعَهُمْ صَلَوَاتُ اللهِ وَصَلٰوةُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ"

ابن عاصم کی روایت کی عبارت اس طرح ہے کہ ہم نے عرض کی یارسول اللہ! ہمیں آپ پر سلام تو معلوم ہے مگر آپ پر درود کیسے بھیجیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس طرح پڑھو۔

"اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتَكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ اِمَامِ الْخَيْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا يَّغْبِطُهُ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَبْلِغْهُ الْوَسِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ مِنَ الْجَنَّةِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ مَحَبَّتَهٗ فِي الْمُصْطَفِيْنَ وَفِي الْمُقَرَّبِيْنَ مَوَدَّتَهٗ وَفِي الْاَعْلِيِّيْنَ ذِكْرَهٗ اَوْ قَالَ دَارَهٗ وَالسَّلَامُ عَلَيْهِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ"

اے اللہ! اپنے درود، رحمتیں اور برکتیں مرسلین کے سردار، متقین کے امام، نبیوں کے خاتم حضرت محمد پر نازل فرما جو تیرا بندہ، رسول، خیر کا امام اور رسول رحمت ہے۔ اے اللہ! انہیں مقام محمود پر فائز فرما تا کہ اگلے اور پچھلے سارے ان کے پہ

رشک کریں۔ انہیں وسیلہ اور جنت میں درجہ رفیعہ عطا فرما۔ اے اللہ! اپنے برگزیدہ بندوں کے دلوں میں اس کی محبت، مقربین کے دلوں میں اس کی مودت اور الاعلیٰ لوگوں میں ان کا ذکر فرما۔ ان پر سلام ہو، اللہ کی رحمت اور برکت ہو۔ اے اللہ! درود بھیج محمد اور آل محمد پر جیسے تو نے درود بھیجا ابراہیم اور آل ابراہیم پر بیشک تو ہی تعریف کیا گیا اور بزرگ ہے۔ اے اللہ! حضرت محمد اور آل محمد پر برکتِ نازل فرما جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم اور آل ابراہیم پر بیشک تو خوبیوں والا اور بزرگ ہے''

اس سند میں المسعودی ہے جو ثقہ ہیں مگر آخر میں ان سے خلط ہو جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! ہمیں آپ پر سلام عرض کرنے کا طریقہ معلوم ہے۔ آپ پر درود کیسے پیش کیا جائے تو آپ نے فرمایا ان الفاظ میں پڑھو

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ"

اس کو النمیری نے فصل الصلوٰۃ میں ذکر کیا ہے کہ یہ غریب ہے۔ میں کہتا ہوں یہی حدیث انہوں نے یونس بن خباب سے ایک سند سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فارس میں خطبہ دیا اور آیت اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا تلاوت کی۔ پھر کہا کہ مجھے اس آدمی نے خبر دی ہے جس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ہم نے کہا (یا صحابہ نے فرمایا) کہ یارسول اللہ! ہمیں آپ پر سلام عرض کرنے کا طریقہ معلوم ہے۔ آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ تو آپ ﷺ ارشاد فرمایا ان الفاظ میں پڑھو۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ" وَارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ" وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ"

اس حدیث کو ابن جریر نے بھی روایت کیا۔ اس کی سند بعض راویوں کی وجہ سے ضعیف ہے کیونکہ یونس نے اس آدمی کا نام نہیں لیا جس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی اور یہ روایت اسی سند کے ساتھ ہی مروی ہے۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں پہ شمار کیا اور فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام نے اسی طرح میرے ہاتھ پر شمار کیا اور جبرائیل نے کہا کہ میں اسی طرح اللہ سے ان کلمات کو لے کر آیا ہوں

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ" وَتَرَحَّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ" وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ" اَللّٰھُمَّ تَحَنَّنْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ" اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ"

اے اللہ! نبی پاک ﷺ اور ان کی آل پہ اسی طرح درود نازل فرما جس طرح تو نے نازل کیا حضرت ابراہیم اور ان کی

آل پہ۔اے اللہ! نبی پاک ﷺ اوران کی آل پہ اسی طرح برکت نازل فرما جس طرح تو نے نازل کی حضرت ابراہیم اوران کی آل پہ۔اے اللہ! نبی پاک ﷺ اوران کی آل پہ اسی طرح شفقت فرما جس طرح تو نے فرمائی حضرت ابراہیم اوران کی آل پہ۔اے اللہ! نبی پاک ﷺ اوران کی آل پہ اسی طرح سلامتی نازل فرما جس طرح تو نے نازل کی حضرت ابراہیم اوران کی آل پہ''

محمد حاکم نے اس حدیث کو علوم ما اعدت لہ بالع میں تخریج کیا ہے۔ان کے طریق سے قاضی عیاض نے شفاء شریف میں، ابوالقاسم تیمی اور ابن بشکوال وغیرہ نے ذکر کیا۔اس کی سند میں ایسے راوی بھی ہیں جن پہ وضع اور کذب کی تہمت لگی ہے۔اس وجہ سے مانوس نہیں ہے۔نسائی اور خطیب نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ پر درود کیسے بھجیں؟۔آپ ﷺ فرمایا اس طرح پڑھو۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَاٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَاٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ"

اے اللہ دورد بھیج نبی پاک ﷺ اوران کی آل پہ جس طرح تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم اوران کی آل پہ اور برکت نازل فرما نبی پاک ﷺ اوران کی آل پہ جس طرح تو نے نازل فرمائی حضرت ابراہیم اوران کی آل پہ''

حضرت حبان بن یسار رضی اللہ عنہ کی روایت پر اس حدیث کی سند میں اختلاف ہے کیونکہ وہ عبید اللہ بن طلحہ عن محمد بن علی عن نعیم المجمر عن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کی روایت ہے۔اس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔اس میں یہ لفظ بھی ہیں: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِهٖ وَاَھْلِ بَیْتِهٖ اے اللہ! حضرت محمد نبی امی، آپ کی ازواج امہات المومنین، آل اور اہل بیت پر درود بھیج۔حبان بن یسار رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمن بن طلحہ عن محمد بن الحنفیہ عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے روایت کی جو ہم نے پیچھے ذکر کی ہے۔نسائی نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے۔پہلی روایت راجح ہے۔ہوسکتا ہے کہ حبان سے دو سندیں ہوں۔دوسرے الفاظ کے ساتھ والی روایت کا آگے ذکر آئے گا۔موسیٰ بن طلحہ بن عبداللہ تیمی رضی اللہ عنہم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا نبی اللہ! آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اس طرح بھیجو

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ" وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَاٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ"

اس روایت کو احمد اور طبری نے ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آیا اور پوچھا کہ میں نے اللہ کا کلام (یعنی درود والی آیت کو) سنا ہے تو آپ فرمائیں کہ آپ پر صلوۃ کیسے پڑھیں؟۔ابونعیم نے یہی روایت الحلیہ میں نقل کی۔اس کی سند صحیح ہے مگر اس میں علت ہے۔

حضرت موسیٰ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ (یا ابی خارجہ ہے اور یہی صحیح ہے) سے روایت کیا ہے۔اس کو طحاوی، نسائی، احمد، بغوی نے معجم الصحاح میں اور ابونعیم اور دیلمی سے نقل کیا۔حضرت زید سے یہ الفاظ مروی ہیں کہ میں نے رسول ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر درود بھیجو اور دعا میں خوب محنت کرو پھر یوں کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔اور ایک روایت میں اس طرح ہے اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ"۔حضرت زید کی اس روایت کو علی بن

المدینی اور امام احمد نے ترجیح دی ہے اور سمویہ نے ان الفاظ میں روایت کیا ہے کہ میں نے رسول ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ مجھ پر درود بھیجو پھر یوں کہو اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ"۔ ابن ابی عاصم نے موسیٰ کے طریق سے اس کو روایت کیا ہے اور فرمایا خارجہ بن زید مقلوب ہے۔ بغوی کی روایت میں یزید بن خارجہ اول میں یا کی زیادتی کے ساتھ جبکہ ابی نعیم کی دوسری روایت میں یزید بن خارشہ ہے مگر یہ دونوں وہم ہیں۔ میں کہتا ہوں ترمذی کے طریق سے پتا چلتا ہے کہ اس حدیث کی دو سندیں ہیں۔ ایک وہ اپنے باپ سے اور دوسری زید سے روایت کرتے ہیں۔ امام ترمذی کا وفی الباب فی طلحه بن عبید الله و زید بن خارجه و یقال له جارثه کہنا اس بات پہ دلالت کرتی ہے کہ طلحہ اور زید دونوں کی حدیث محفوظ ہے اور یہ کہ ایک حدیث دوسری پر زیادتی ہے۔ نسائی نے ایک حدیث کو دوسری حدیث پر غلبہ دیئے بغیر دونوں اکٹھا ذکر کیا ہے۔ گویا ان کے نزدیک یہ دونوں احادیث برابر ہیں۔ دار قطنی کے مذہب سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے کسی جہت پہ فیصلہ نہیں دیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (ان کے نام میں بہت زیادہ اختلاف ہے) سے مروی ہے کہ عرض کی گئی یا رسول ﷺ! ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایسے پڑھو اور اس کے بعد سلام پیش کرو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ۔ اس حدیث کو امام شافعی نے ذکر کیا ہے مگر اس سند میں اس کا شیخ ضعیف ہے جن پہ مقدمہ میں کلام گزر چکا ہے۔ یہی حدیث بزار اور سراج نے بھی ذکر کی مگر ان کی سند شرط صحیح پہ ہے۔ امام طبری نے ایک اور طریق سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول ﷺ! ہم آپ پر درود کیسے پڑھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا سلام کا تو تمہیں پتا ہے درود اس طرح پڑھو۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِی الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ"

اے اللہ! تمام جہانوں میں حضرت نبی پاک اور ان کی آل پر درود اور برکت فرما جیسے تو نے درود بھیجا اور برکتیں نازل کیں حضرت ابراہیم پر بیشک تو حمید و مجید ہے"

امام بخاری نے الادب المفرد، طبری نے تہذیب اور عقیلی نے اس کو ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے یہ درود پڑھا قیامت کے دن میں اس کی شہادت دوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔ درود شریف یہ ہے،

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَتَرَحَّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ"

یہ حدیث حسن ہے اور اس کے راوی صحیح ہیں لیکن ان میں سعید بن عبد الرحمن مولی آل سعید بن العاص عن حنظلہ مجہول ہے جس کے متعلق ہم جرح و تعدیل نہیں جانتے۔ ہاں ابن حبان نے ان کو اپنے قاعدے پر ثقہ کہا ہے۔ ابن ابی عاصم نے اسی حدیث کو ایک اور ضعیف سند سے اس طرح روایت کیا کہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی گئی کہ اللہ نے ہمیں آپ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ آپ فرمائیں ہم درود کیسے بھیجیں؟ تو آپ ﷺ فرمایا کہ یوں پڑھو اور سلام تو تم جانتے ہو،

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّ

عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا رَحِمْتَ اِبْرَهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ "

''اے اللہ! نبی پاک ﷺ اوران کی آل پہ اسی طرح درود بھیج جس طرح تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم اوران کی آل پہ اور برکت نازل کر نبی پاک ﷺ اوران کی آل پہ جس طرح حضرت ابراہیم اوران کی آل پہ کی تھی''

حضرت بریدہ بن الحصیب الاسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کی یارسول! ہمیں سلام عرض کرنے کا طریقہ تو معلوم ہے مگر ہمیں یہ معلوم نہیں کہ ہم آپ پر صلوٰۃ کیسے پڑھیں؟۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم یوں کہو اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ" مَّجِيْدٌ" (اے اللہ اپنے درود، رحمتیں اور اپنی برکتیں نبی پاک ﷺ اوران کی آل پر نازل فرما جیسے تو نے نازل کیں حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم پر بے شک تو حمید و مجید ہے)۔اس حدیث کو ابوالعباس السراج، احمد بن منیع، احمد بن حنبل اور عبد بن حمید نے اپنی اپنی مسانید میں جبکہ المعمری اور قاضی اسماعیل نے بھی روایت کیا۔تمام نے ضعیف سند کے ساتھ روایت کی ہے۔ہم نے الثامن میں ایک حدیث خراسانی سے روایت کی ہے۔حضرت جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے بھی حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی گزشتہ حدیث کی طرح روایت کی گئی ہے مگر اس میں وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ کے الفاظ بھی آئے ہیں۔بیہقی نے بھی شعب الایمان میں اس کو نقل کیا ہے مگر یہ حدیث ضعیف ہے۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دفعہ) ہم رسول ﷺ کے ساتھ نکلے حتیٰ کہ ہم ایک محفل میں آپہنچے۔ایک اعرابی آیا اور عرض کی یارسول ﷺ! اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه۔حضور ﷺ نے فرمایا وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ۔(سلام کا جواب دینے کے بعد پوچھا) جب تو نے مجھ پر درود بھیجا تو کن الفاظ میں بھیجا تھا کیونکہ میں نے دیکھا کہ فرشتوں نے افق کو گھیرے میں لیا ہے۔تو اس اعرابی نے جواب دیا کہ میں یہ (درود) پڑھا تھا،

" اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا تَبْقٰى صَلٰوة" اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا تَبْقٰى بَرَكَة" اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا تَبْقٰى سَلَام" وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا حَتّٰى لَا تَبْقٰى رَحْمَة"

"اے اللہ! نبی پاک پہ اتنا درود بھیج کہ کوئی درود باقی نہ رہے۔اے اللہ! نبی پاک پہ اتنی برکت بھیج کہ کوئی برکت باقی نہ رہے۔اے اللہ! نبی پاک پہ اتنا سلام بھیج کہ کوئی سلام باقی نہ رہے۔اے اللہ! نبی پاک پہ اتنا رحم کر کہ کوئی رحم باقی نہ رہے''

یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ افق کو گھیرے ہوئے ہیں۔یہ حدیث ضعیف سند کے ساتھ ہے۔حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے پوچھا کہ حضور ﷺ پر درود کیسے پڑھا جائے؟۔انہوں نے اس طرح بتایا

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ اِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا يَّغْبِطُهُ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ" مَّجِيْدٌ"

اس حدیث کو امام احمد بن منیع نے اپنی مسند، بغوی نے اپنے فوائد اوران کے طریق سے نمیری نے ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا جبکہ اسی حدیث کو قاضی اسماعیل نے ابن عمر یا ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔اس طرح ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی گزر چکی

ہے کہ

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی وَ اَھْلِ بَیْتِہٖ وَعَلٰی اَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَ اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ" وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اَھْلِ بَیْتِہٖ وَعَلٰی اَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَاٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ"

"اے اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی اہل بیت، ازواجِ مطہرات اور ذریت اسی طرح درود بھیج کہ جس طرح تو نے درود بھیجا ابراہیم اور آل ابراہیم پر بے شک تو حمید و مجید ہے۔ اور حضرت نبی پاک، اہل بیت، ازواج اور ذریت پہ برکتیں نازل فرما جس طرح تو نے برکتیں نازل کیں ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر بے شک تو حمید و مجید ہے"

اس حدیث کو عبدالرزاق نے اپنی جامع میں ابن طاؤس عن ابی بکر ابن محمد بن عمر حزم عن رجل کی سند سے روایت کیا اور فرمایا کہ ابن طاؤس نے فرمایا کہ میرے والد صاحب نے اس کو ایسے ہی پڑھا۔ رویفع بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا جس نے اس طرح درود پڑھا میری شفاعت اس کے لیے ثابت ہوئی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اے اللہ! نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود بھیج اور قیامت کے دن ان کو اپنی طرف سے خاص قربت عطا فرما۔ اس کو بزاز، ابن ابی عاصم، احمد بن حنبل، اسماعیل القاضی، طبرانی نے اپنی کتاب معجم کبیر اور معجم اوسط، ابن بشکوال نے القربہ اور ابن ابی الدنیا نے بھی روایت کیا مگر ان کے بعض اسانید ہی حسن ہے۔ یہ منذری نے کہا ہے۔

تنبیہ:۔ میں نے شفا شریف کے کئی نسخے دیکھے ہیں جن میں یہی حدیث زید بن الحباب کی طرف منسوب ہے کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ یہ غلط ہے کیونکہ وہ نہ صحابی ہے، نہ تابعی ہے اور نہ ہی تبع تابعین سے ہے۔ اصل میں یہ حدیث انہوں نے ابن الہیہ عن بکر بن سوادہ میں زیاد بن نعیم عن وفا ابن وفا بن شریح الحضرمی عن رویفع کی سند سے روایت کی ہے۔ میں نے اس پر تنبیہ کر دی ہے تا کہ کوئی اس سے دھوکا نہ کھائے۔ المقعد المقرب سے مراد وسیلہ، مقام محمود، عرش پر بیٹھنا، اونچی منزل یا قدر رفیع بھی ہو سکتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے اس طرح درود پڑھا اس نے فرشتوں کو بھی تھکا دیا جَزَی اللّٰہُ عَنَّا مُحَمَّدًا کَمَا ھُوَ اَھْلُہٗ (اے اللہ تعالیٰ! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہماری طرف سے وہ جزا دے جس کے وہ اہل ہیں)۔ اس حدیث کو ابو نعیم نے الحلیہ، ابن شاہین نے الترغیب، الخلعی نے اپنے فوائد، طبرانی نے معجم کبیر اور اوسط، ابو الشیخ، ابن بشکوال اور الرشید العطار نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں ایک نام ہانی بن المتوکل ہے جو ضعیف ہے۔ اس حدیث کو ابو القاسم تیمی نے اپنی ترغیب میں اور ان سے ابو القاسم بن عساکر نے اور ان کے واسطہ سے ہانی کے طریق کے علاوہ سے ابو الیمن نے روایت کی ہے لیکن اس میں بھی رشدین بن سعد ہیں جو ضعیف ہیں۔ اس روایت کو احمد بن حماد وغیرہ نے معاویہ بن صالح سے روایت کر کے تابع ذکر کیا ہے۔ یہ حدیث ان سے مشہور ہے جیسا کے ابو الیمن نے کہا کہ انہوں نے فرمایا جب وہ اندلس میں قضاء کے عہدہ پر فائز تھے۔ اہل کے ضمیر کا مرجع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے یا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ المجد اللغوی نے یہی کہا ہے لیکن ظاہر وہی ہے جو بعض اساتذہ نے بتایا ہے کہ ضمیر کا مرجع آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل کی ضمیر کا مرجع ما ہے یا اس کے برعکس۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ جس نے یہ درود پڑھا وہ میری زیارت سے نیند میں مشرف ہو گا اور جس نے مجھے نیند میں دیکھا وہ قیامت کے روز میری زیارت کرے گا اور جو قیامت کے دن میری زیارت کرے گا میں اس کی شفاعت کروں گا اور جس کی میں شفاعت کروں

گا وہ میرے حوض سے سیراب ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو آگ پر حرام کر دے گا۔ درود شریف یہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِي الْاَرْوَاحِ وَعَلٰى جَسَدِهٖ فِي الْاَجْسَادِ وَعَلٰى قَبْرِهٖ فِي الْقُبُوْرِ (اے اللہ! درود بھیج محمد کی روح پر تمام ارواح میں آپ کے جسم پر تمام اجساد میں اور آپ کی قبر پر تمام قبور میں)۔ اس حدیث کو ابوالقاسم نے اپنی کتاب الدر المنظم فی المولد المعظم میں ذکر کیا ہے مگر مجھے ابھی تک اس کی اصل نہیں ملی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا جسے یہ پسند ہے کہ اسے پورا پورا اجر ملے تو جب وہ درود بھیجے تو اس طرح بھیجے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ ذُرِّيَّتِهٖ وَ اَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (اے اللہ! درود بھیج آپ ﷺ پہ، آپ کی ازواج امہات پر المومنین پر اور آپ کی ذریت پر اور آپ کی اہل بیت پر جیسے تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم پر بیشک تو ہی بزرگ و برتر ہے)۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے اپنی سنن، عبد بن حمید نے مسند اور ابونعیم نے طبرانی سے روایت کیا۔ ان تمام نے نعیم المجمر عن ابی ہریرہ سے روایت کی ہے۔ اس کو ہم نے حدیثِ ابن علم الصغار عن ابی بکر عن ابی خیثمہ کے واسطہ سے بھی روایت کیا ہے۔ یہ امام بخاری اور ابوحاتم نے کہا کہ یہ اصح ہے۔ اس میں خلاف بعد کا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جسے یہ پسند ہے کہ اسے اجر کا بھرا ہوا پیمانہ ملے تو وہ جب ہم پر درود بھیجے تو اس طرح پڑھے۔

"اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ ذُرِّيَّتِهٖ وَ اَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ"

اس حدیث کو ابن عدی نے الکامل میں اور ابن عبدالبر اور نسائی نے مسند علی میں روایت کیا ہے اس کی سند میں ایک راوی مجہول ہے اور دوسرا ایسا ہے جو آخر میں تمیز نہیں کر سکتا تھا۔ اس حدیث میں ایک علت یہ بھی ہے کہ اس حدیث کو عمرو بن عاصم نے حبان سے روایت کر کے مسند ابو ہریرہ میں شمار کیا ہے جیسا کہ ابھی گزرا ہے۔ اس کے علاوہ بھی اختلاف ہے مگر موسیٰ بن اسماعیل کی روایت ارجح ہے کیونکہ وہ عمرو بن عاصم سے زیادہ ضبط اور حفظ والے ہیں۔ اس کے علاوہ ابھی دوسرے الفاظ میں حدیث علی گزر چکی ہے۔ ابن زنجویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کو موقوفاً روایت کیا ہے کہ جسے یہ پسند ہو کہ اس کو پورا پورا اجر ملے تو وہ یہ آیات تلاوت کرے سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ "عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

رسول ﷺ سے مروی ہے (اس کی سند پر میں آگاہ نہیں ہوں) کہ مجھ پر درود پڑھنا قیامت کے دن پل صراط سے گزرتے وقت تاریکی میں نور ہوگا اور جسے یہ پسند ہے کہ اسے قیامت کے دن پورا پورا اجر ملے تو اسے چاہیے کہ مجھ پر کثرت سے درود بھیجے۔ اس حدیث کو صاحب المنظم نے ذکر کیا ہے۔ یزید بن عبداللہ سے مروی ہے کہ وہ یہ درود شریف پڑھنا مستحسن سمجھتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اس حدیث کو قاضی اسماعیل نے نقل کیا ہے۔ سلامہ الکندی سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگوں کو ان الفاظ میں درود پڑھنا سکھاتے تھے،

"اَللّٰهُمَّ دَاحِيَ الْمَدْحُوَّاتِ وَبَارِئَ الْمَسْمُوْكَاتِ وَ جَبَّارَ الْقُلُوْبِ عَلٰى فِطْرَتِهَا شَقِيِّهَا وَّ سَعِيْدِهَا اِجْعَلْ شَرَآئِفَ صَلَوَاتِكَ وَنَوَامِيَ بَرَكَاتِكَ وَرَاْفَةَ تَحَنُّنِكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ الْخَاتِمِ لِمَا سَبَقَ وَالْفَاتِحِ لِمَا اُغْلِقَ وَالْمُعْلِنِ الْحَقَّ بِالْحَقِّ وَالدَّافِعِ لِجَيْشَاتِ الْاَبَاطِيْلِ لِمَا حُمِّلَ فَاضْطَلَعَ بِاَمْرِ رَبِّكَ بِطَاعَتِكَ مُسْتَوْفِزًا فِيْ مَرْضَاتِكَ بِغَيْرِ نَكْلٍ عَنْ قَدَمٍ وَاعِيًا لِوَحْيِكَ حَافِظًا لِعَهْدِكَ

مَاضِيًا عَلٰى نِفَاذِ اَمْرِكَ حَتّٰى اَوْرٰى قَبَسًا لِّقَابِسٍ آلَآءَ اللهِ تَصِلُ بِاَ هْلِهِ اَسْبَابَه، بِهٖ هُدِيَتِ الْقُلُوْبُ بَعْدَ خَوْضَاتِ الْفِتَنِ وَالْاِثْمِ وَاَبْهَجَ مُوْضِحَاتِ الْاَعْلَامِ وَ مُنِيْرَاتِ الْاِسْلَامِ وَ دَائِرَاتِ الْاَحْكَامِ فَهُوَ اَمِيْنُكَ الْمَامُوْنُ وَخَازِنُ عِلْمِكَ الْمَخْزُوْنِ وَ شَهِيْدُكَ يَوْمِ الدِّيْنِ وَ بَعِيْثُكَ نِعْمَةً وَّرَسُوْلُكَ بِالْحَقِّ رَحْمَةً اَللّٰهُمَّ اَفْسَحْ لَه، مُهَنِّئَاتٍ لَّه، غَيْرَ مُكَدَّرَاتٍ مِّنْ فَوْزِ ثَوَابِكَ الْمَضْنُوْنِ وَ جَزِيْلِ عَطَآئِكَ الْمَعْلُوْلِ اَللّٰهُمَّ اَعْلِ عَلٰى بِنَآءِ الْبَنَّآئِيْنَ بِنَآءَه، اَكْرِمْ مَثْوَاه، لَدَيْكَ وَ نُزُلَه، وَاَتْمِمْ لَه، نُوْرَه، وَاَجْزِهُ مِنِ اِبْتِعَاثِكَ لَه، مَقْبُوْلُ الشَّهَادَةِ وَ مَرْضَى الْمَقَالَةِ ذَا مَنْطِقٍ عَدْلٍ وَّ خُطَّةٍ فَصْلٍ وَّ حُجَّةٍ بُرْهَانٍ عَظِيْمٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ''

''اے زمینوں کو بچھانے والے، بلند آسمان کو پیدا کرنے والے، دلوں کو ان کی فطرت کے مطابق نیک اور بد تخلیق کرنے والے، نازل فرما اپنے بزرگ درودوں، بڑھنے والی برکتوں اور اپنی شفقتوں کو ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پہ جو تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں۔ کھولنے والے ہیں اس چیز کو جو بند کر دی گئی۔ مہر لگانے والے ہیں جو گزر چکا ہے۔ اعلان کرنے والے ہیں حق کا۔ کچلنے والے ہیں باطل کے لشکروں کو۔ آپ پر جو بوجھ ڈالا گیا انہوں نے اسے اُٹھالیا بندگی کرتے ہوئے، چستی کرتے ہوئے، تیری رضا کے حصول میں بغیر قدم کی تھکاوٹ اور عزم کی کمزوری کے۔ وہ تیری وحی کو یاد کرنے والے ہیں۔ تیرے عہد کی مستعدی دکھانے والے ہیں۔ تیرے حکم کے نافذ کرنے میں یہاں تک کے روشن کر دیا ہدایت کے چراغ کو اس کے طلبگار کیلئے۔ حق داروں کو ان کے سبب سے اللہ کی نعمتیں پہنچی ہیں۔ آپ کے ذریعے دلوں کو ہدایت دی گئی جبکہ وہ گمراہی، فتنوں اور گناہوں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ روشن کر دیا حق کی واضح نشانیوں کو۔ احکام کو چمکانے اور اسلام کو روشن کرنے والے ہیں۔ پس یہ تیرے قابل اعتماد امین، تیرے علم کے خزانچی، قیامت کے دن تیرے گواہ، تیرے بھیجے ہوئے، حق کے ساتھ بھیجے گئے اور سراپا رحمت ہیں۔ اے اللہ! کشادہ فرما ان کی جگہ جنت میں، اور جزا دے ان کو کئی گنا اپنے فضل سے جو خوشگوار ہو۔ کدورت سے پاک ہو۔ آپ کو وہ ثواب ملے جو محفوظ ہو۔ اے اللہ! بلند کر آپ کی منزل کو تمام لوگوں کی منزل پر اور آپ کی آرام گاہ کو اپنے پاس اور آپ کی مہمانی کو اور مکمل فرما آپ کے نور کو اور آپ کو جزا دے اس حال میں کہ ان کی شہادت مقبول، ان کا قول پسندیدہ، ان کی گفتگو سچی، ان کا طریقہ حق کو باطل سے جدا کرنے والا اور ان کی دلیل بزرگ ہو۔ اللہ درود و سلام بھیجے آپ پر''

اس حدیث کو طبرانی، ابن ابی عاصم، سعید بن منصور اور الطبرانی نے مسند طلحہ میں جبکہ ابو جعفر احمد بن سنان قطان نے اپنی مسند اور ان سے یعقوب بن شیبہ نے اخبار علی اور اسی طرح ابن فارس اور ابن بشکوال نے ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا۔ بیہقی نے کہا اس حدیث کے راوی صحیح کے جیسے مگر معلل ہیں کیونکہ سلامہ کی روایت حضرت علی سے مرسل ہے۔ اسی حدیث کو التحشی نے العاشر من الحسنایا میں نقل کیا اور کہا کہ حضرت سلامہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہما سے سماع ثابت نہیں اور یہ حدیث مرسل ہے۔ ابن کثیر کا کہنا ہے کہ یہ حضرت علی کے کلام سے مشہور ہے۔ ابن قتبہ نے **مشکل الحدیث** میں اس پر بحث کی ہے۔ اس حدیث کو ابو الحسن احمد بن فارس اللغوی نے اپنی کتاب میں روایت کیا جو درود پڑھنے کی فضیلت کے بارے میں ہے مگر اس کی اسناد میں نظر ہے۔ الحافظ ابو الحجاج المزی نے کہا ہے سلامہ الکندی معروف نہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس سے ملاقات بھی ثابت نہیں۔

ابن عبدالبر نے ابوبکر بن ابی شیبہ سے روایت کی مگراس کی سند میں بھی اسی طرح ایک غیر معروف راوی ہے۔اس میں یہ الفاظ زائد ہیں اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا سَامِعِیْنَ مُطِیْعِیْنَ وَاَوْلِیَآءَ مُخْلِصِیْنَ وَ رُفَقَآءَ مُصَاحِبِیْنَ اَللّٰھُمَّ بَلِّغْ مِنَّا السَّلَامَ وَاَوْرِدْ عَلَیْنَا مِنْہُ السَّلَامَ (یا اللہ! ہمیں سننے والا، اطاعت گزار، مخلص اولیاء اور سچے رفقاء بنا۔ اے اللہ! ہمارے سلام آپ ﷺ کی بارگاہ میں اور ہم پر آپ ﷺ کا سلام لوٹا)۔اس باب کی سولہویں فصل میں مشکل الفاظ کی وضاحت ہوگی۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نبی پاک ﷺ پہ اس طرح درود پڑھتے تھے۔

"اِنَّ اللہَ وَ مَلَآئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ رَبِّیْ وَسَعْدَیْکَ صَلَوَاتُ اللہِ الْبَرِّ الرَّحِیْمِ وَ الْمَلَآئِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَالنَّبِیِّیْنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصَّالِحِیْنَ وَمَا سَبَّحَ لَکَ مِنْ شَیْءٍ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ عَلٰی مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللہِ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ اِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَرَسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ الشَّاھِدِ الْبَشِیْرِ الدَّاعِیْ اِلَیْکَ بِاِذْنِکَ السِّرَاجِ الْمُنِیْرِ وَعَلَیْہِ السَّلَامُ"

"بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے سارے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی کریم پر۔اے ایمان والو! تم بھی درود بھیجو ان پر اور خوب سلام عرض کرو۔حاضر ہوں میں اے اللہ! اے میرے پروردگار! سعادت حاصل کرتا ہوں فرمانبرداری سے، درود ہوں اللہ کے جو احسان اور رحم فرمانے والا ہے اور مقرب فرشتوں، انبیاء، صدیقین، شہداء، نیک لوگوں اور تیری پاکی بیان کرنے والی ہر چیز کے۔اے رب العالمین! ان سب کے درود ہوں ہمارے نبی محمد بن عبداللہ ﷺ پر جو خاتم النبیین، سید المرسلین، امام المتقین، رب العالمین کے رسول، گواہ، خوشخبری دینے والے، تیری طرف تیرے حکم سے بلانے والے اور روشن چراغ ہیں۔اور ان پر سلام ہو۔میں نے یہ حدیث شفاء شریف سے نقل کی مگر ابھی تک اس کی اصل پر آگاہ نہیں"

نبی پاک ﷺ سے مروی ہے (اس کی سند پہ مجھے واقفیت نہیں) کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھ پر صلوٰۃ بتیرانہ پڑھو۔صحابہ نے عرض یارسول اللہ! وہ کیا ہے؟ فرمایا یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ یہ درود پڑھتے تھے اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ شَفَاعَۃَ مُحَمَّدٍ الْکُبْرٰی وَارْفَعْ دَرَجَتَہُ الْعُلْیَا وَاَعْطِہٖ سُؤْلَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ وَالْاُوْلٰی کَمَا اٰتَیْتَ اِبْرَاھِیْمَ وَ مُوْسٰی (اے اللہ! آپ ﷺ کی شفاعت کبریٰ قبول کر، ان کے درجے بلند اور آخرت اور دنیا میں جو کچھ انہوں نے مانگا ہے انہیں عطا فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمایا۔اس کو عبد بن حمید نے اپنی مسند اور قاضی اسماعیل نے روایت کیا اور اس کی سند جید، قوی اور صحیح ہے۔حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب وہ درود پڑھتے تو یوں پڑھتے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَاتَکَ وَبَرَکَاتِکَ عَلٰٓی اٰلِ اَحْمَدَ کَمَا جَعَلْتَھَا عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (اے اللہ! اپنے درود اور اپنی برکات نازل فرما آل محمد ﷺ پر جس طرح تو نے نازل کیں حضرت ابراہیم پر بیشک تو ہی بزرگ و برتر ہے۔نمیری نے ایک اور طریق سے اس کو ذکر کیا جس میں عَلٰی مُحَمَّدٍ کے الفاظ بھی ہیں اور یہ الفاظ مزید بھی ہیں،

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ وَ مَغْفِرَتُہُ اللہِ وَرِضْوَانُہٗ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ مُحَمَّدًا مِّنْ اَکْرَمِ عِبَادِکَ عَلَیْکَ وَمِنْ اَرْفَعِھِمْ عِنْدَکَ دَرَجَۃً وَّ اَعْظَمِھِمْ خَطَرًا وَّاَمْکَنِھِمْ عِنْدَکَ شَفَاعَۃً

اَللّٰهُمَّ اَتْبِعْهُ مِنْ اُمَّتِهٖ وَ ذُرِّيَّتِهٖ مَا تُقِرُّ بِهٖ عَيْنَهٗ، وَ اَجْزِهٖ عَنَّا خَيْرَ مَا جَزَيْتَ نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهٖ وَ اَجْزِ الْاَنْبِيَآءَ كُلِّهِمْ خَيْرًا وَّ سَلَامًا عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ"

''اے نبی! آپ پر سلام ہو۔ اللہ کی رحمت، برکات، مغفرت اور اس کی رضا ہو۔ اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تو ان میں شامل کر جو شرف اور کرامت کے لحاظ سے تیری بارگاہ میں معزز ہیں، جن کا درجہ تیری جناب میں اونچا ہے، جن کی تیرے ہاں بڑی قدر و منزلت ہے اور جن کی شفاعت تیری بارگاہ میں یقینی ہے۔ یا اللہ! آپ کی اولاد اور آپ کی امت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نصیب فرما جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ ہر نبی کو اپنی امت کی طرف سے جو جزا تو نے دی ہے ہماری طرف سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بہترین جزا عطا فرما اور سارے انبیاء کو جزائے خیر دے۔ سلام ہو اللہ کے رسولوں پہ۔ سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں''

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر اس طرح درود پڑھتے تھے،

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ اَصْحَابِهٖ وَ اَوْلَادِهٖ وَ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَ ذُرِّيَّتِهٖ وَ مُحِبِّيْهِ وَ اَتْبَاعِهٖ وَ اَشْيَاعِهٖ وَ عَلَيْنَا مَعَهُمْ اَجْمَعِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ"

اے اللہ! نبی پاک، آپ کے اصحاب، اولاد، اہل بیت، ذریت، محبین، متبعین اور ان کے ساتھ ہم پر درود بھیج اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے!

اس کو بھی النمیر ی نے نقل کیا ہے۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ جو چاہتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کوثر سے بھرا ہوا پیالا پیئے اسے چاہیے ان الفاظ میں درود پڑھے۔

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ اَصْحَابِهٖ وَ اَوْلَادِهٖ وَ اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّتِهٖ وَ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَ اَصْهَارِهٖ وَ اَنْصَارِهٖ وَ اَشْيَاعِهٖ وَ مُحِبِّيْهِ وَ اُمَّتِهٖ وَ عَلَيْنَا مَعَهُمْ اَجْمَعِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ"

اس روایت کو قاضی عیاض نے شفا شریف میں ذکر کیا۔ نمیری اور ابن بشکوال نے ابوالحسن بن الکرخی سے نقل کیا ہے کہ وہ ان الفاظ میں درود بھیجتے تھے۔

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ مِّلْءَ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ مِلْءَ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ ارْحَمْ مُحَمَّدًا مِّلْءَ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ سَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ مِلْءَ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ

اے اللہ! نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنی مقدار میں درود، سلام، رحم اور برکتیں بھیج کہ پوری دنیا اور آخرت بھر جائے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات ارشاد فرمائے

"اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ يَا جَارَ الْمُسْتَجِيْرِيْنَ يَا اَمَانَ الْخَائِفِيْنَ يَا عِمَادَ مَنْ لَا عِمَادَ لَهٗ، يَا سَنَدَ مَنْ لَّا سَنَدَ لَهٗ، يَا ذُخْرَ مَنْ لَّا ذُخْرَ لَهٗ، يَا حِرْزَ الضُّعَفَآءِ يَا كَنْزَ الْفُقَرَآءِ يَا عَظِيْمَ الرَّجَآءِ يَا مُنْقِذَ الْهَلْكٰى يَا مُنْجِي الْغَرْقٰى يَا مُحْسِنُ يَا مُجْمِلُ يَا مُنْعِمُ يَا مُفَضِّلُ يَا عَزِيْزُ يَا جَبَّارُ يَا مُنِيْرُ اَنْتَ الَّذِيْ سَجَدَ لَكَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَ ضَوْءُ النَّهَارِ وَ شُعَاعُ الشَّمْسِ وَ حَفِيْفُ الشَّجَرِ وَ دَوِيُّ الْمَآءِ وَ نُوْرُ الْقَمَرِ يَا اَللّٰهُ اَنْتَ اللّٰهُ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، اَسْئَلُكَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُوْلِكَ وَ عَلٰى اٰلِ

مُحَمَّدٍ"

''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے اللہ، اے رحمن، اے رحیم، اے پناہ طلب کرنے والوں کو پناہ دینے والے، اے خوفزدوں کی امن گاہ، اے بے سہاروں کے سہارے، اے بے کسوں کے سہارے، اے بے ذخیرہ کے ذخیرہ، اے ضعیفوں کی حفاظت فرمانے والے، اے فقیروں کے خزانے، اے سب سے بڑی امید، اے ہلاک شدہ کو بچانے والے، اے ڈوبنے والوں کے نجات دینے، اے محسن، اے مجمل، اے منعم، اے فضل فرمانے والے، اے عزیز، اے جبار، اے منیر، تیری ہی ذات کورات کی تاریکی، دن کی روشنی، سورج کی شعاعوں، درختوں کی سرسراہٹ، پانی کے شور اور چاند کے نور نے سجدہ کیا۔ اے اللہ! تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ درود بھیج حضرت محمد ﷺ پر جو تیرے بندے اور رسول ہیں اور ان کی آل پہ''

حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول ﷺ نے جب حضرت فاطمہ، علی، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو اپنے کپڑے کے نیچے جمع کیا تو اللہ تعالیٰ سے ان الفاظ میں دعا کی۔

"اَللّٰهُمَّ قَدْ جَعَلْتَ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَمَغْفِرَتَكَ وَرِضْوَانَكَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُمْ فَاجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَمَغْفِرَتَكَ وَرِضْوَانَكَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ"

''اے اللہ! تو نے اپنے درود، رحمتیں، مغفرت اور رضا حضرت ابراہیم اور ان کی آل پہ نازل کی۔ اے اللہ! یہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ پس اپنے درود، رحمتیں مغفرت اور رضوان مجھ پر اور ان پر بھی نازل فرما''

حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں دروازے پر کھڑا دیکھ رہا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان مجھ پر بھی (یہ کرم ہو) تو حضور ﷺ نے فرمایا اَللّٰهُمَّ وَعَلٰى وَاثِلَةَ۔ اے اللہ! واثلہ پر بھی۔ ان کو دیلمی نے اپنی مسند میں روایت کیا مگر یہ دونوں ضعیف ہیں۔ ابوالحسن البکری، ابوعمارہ بن زید مدنی اور محمد بن اسحٰق المطلبی فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص (جس نے اپنے منہ پر کپڑا باندھا ہوا تھا) آیا، چہرے سے کپڑا کھولا اور بڑی فصاحت کے ساتھ کلام کیا اور کہا کہ اے بلند عزت اور اکرام والو! تم پہ سلام ہو۔ حضور ﷺ نے اسے اپنے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے درمیان بیٹھایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس اعرابی کو رشک سے دیکھا اور عرض کی کہ مجھ سے زیادہ آپ کو کوئی محبوب نہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے اس اعرابی کے بارے بتایا ہے کہ اس نے مجھ پر ایسا درود پڑھا ہے جو اس سے پہلے کبھی کسی نے نہیں پڑھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عرض کی یا رسول! ہمیں بھی بتائیں یہ کیسے درود پڑھتا ہے تا کہ میں بھی یہ سعادت حاصل کرسکوں اور آپ پر ویسے ہی درود پڑھوں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اے ابوبکر! یہ اس طرح درود پڑھتا ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ فِي الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَفِي الْمَلَاءِ الْاَعْلٰى اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ اے اللہ! اولین، آخرین اور ملاء اعلیٰ میں قیامت کے دن تک نبی پاک اور ان کی آل پہ درود بھیج۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اس کا ثواب کیا ہے؟۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے ابوبکر! تو نے اس کے ثواب کا سوال کیا جس کے ثواب کا شمار احاطہ سے باہر ہے۔ اگر سات سمندر سیاہی، تمام درخت قلمیں بن جائیں اور تمام فرشتے اس کا ثواب لکھنا شروع کر دیں تو سیاہی ختم ہو جائے اور قلم ٹوٹ جائیں مگر فرشتے پھر بھی اس کے ثواب کو تحریر نہ کرسکیں۔ اس حدیث کو ابوالفرج نے اپنی کتاب المطرب میں روایت کیا ہے مگر یہ منکر بلکہ موضوع ہے۔ ابن سبع کی شفا میں ایک حدیث ہے (جس کی سند کا مجھے پتا نہیں) کہ نبی پاک ﷺ اور

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے درمیان کوئی شخص نہیں بیٹھتا تھا مگر ایک دن ایک شخص آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے درمیان میں بٹھایا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس پر تعجب کیا۔ جب وہ رخصت ہو گیا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مجھ پر اس طرح درود شریف پڑھتا ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَہٗ اَوْ نَحْوَ ذَالِکَ اے اللہ! نبی پاک اور ان کی آل پہ ایسا درود نازل کر جو تجھ کو پسند ہو اور جس سے تو راضی ہو یا اسی جیسا کوئی اور۔ میں کہتا ہوں اگر یہی بات ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ عمل اس لیے کیا ہوگا تا کہ اس کے دل کی تالیف ہو اور وہ ہمیشہ اسلام پہ رہے اور تعلق کو پختہ رکھے اور حاضرین کو اس کی طرح درود پڑھنے کی ترغیب ہو۔ اس کے علاوہ وہ کوئی اور حکمت بھی ہو سکتی ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک حضرت صدیقِ اکبر سے زیادہ بھی کوئی محبوب تھا۔ ابن ابی عاصم نے اپنی ایک کتاب میں ایک سند کے ساتھ مرفوع روایت ذکر کی ہے (جس سند پر مجھے ابھی تک آگاہی نہیں) کہ جس نے یہ درود سات جمعوں تک پڑھا اور ہر جمعہ کو سات مرتبہ پڑھا اس کیلئے میری شفاعت واجب ہے۔ درود شریف یہ ہے۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تَکُوْنُ لَکَ رِضًا وَّ لِحَقِّہٖ اَدَاءً وَّ اَعْطِہِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ وَاَجْزِہٖ عَنَّا مَا ھُوَ اَھْلُہٗ وَاَجْزِہٖ عَنَّا مِنْ اَفْضَلِ مَا جَزَیْتَ نَبِیًّا عَنْ اُمَّتِہٖ وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ اِخْوَانِہٖ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصَّالِحِیْنَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ"

"اے اللہ! نبی پاک پہ ایسا درود بھیج جو تیری رضا کا سبب اور آپ کے حقوق کو ادا کرنے والا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ اور وہ مقام محمود عطا فرما جس کا تو نے وعدہ کیا ہے۔ ہماری طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ جزا دے جس کے آپ اہل ہیں۔ ہماری طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس جزا سے افضل جزا دے جو تو نے کسی بھی نبی کو اس کی امت کی طرف سے دی ہو۔ اور سارے نبیوں اور صالحین پر بھی اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے!

ابو محمد عبد اللہ الموصلی المعروف بابن المشتہر ایک فاضل شخص تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جو چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد کرے کہ اس سے افضل حمد اگلوں، پچھلوں، ملائکہ مقربین، زمین و آسمان کے رہنے میں سے کسی نے نہ کی ہو اور وہ ایسا درود پڑھنا چاہتا ہو جو کسی اور نے نہ پڑھا ہو اور جو اللہ تعالیٰ سے ایسا سوال کرنا چاہتا ہو کہ اس جیسا سوال مخلوق میں سے کسی نے نہ کیا ہو تو اسے چاہیے کہ یہ کلمات ادا کرے "اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا اَنْتَ اَھْلُہٗ فَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا اَنْتَ اَھْلُہٗ وَافْعَلْ بِنَا مَآ اَنْتَ اَھْلُہٗ فَاِنَّکَ اَھْلُ التَّقْوٰی وَاَھْلُ الْمَغْفِرَۃِ" اے اللہ! سب تعریفیں تیرے لیے ہیں کہ جس کا تو اہل ہے پس نبی پاک پہ اس طرح درود بھیج جو تیری شان کے لائق ہو اور ہمارے ساتھ اس طرح سلوک فرما جو تیری شان کے مناسب ہے۔ بیشک تو اہل تقویٰ اور اہل مغفرۃ ہے۔ اس کو نمیری نے روایت کیا ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم مجھ پر درود پڑھو تو عمدہ طریقہ سے پڑھو۔ شاید تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ پس مجھ پر درود اس طرح پڑھا کرو،

"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَاتِکَ وَ رَحْمَتَکَ وَ بَرَکَاتِکَ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَ رَسُوْلِکَ اِمَامِ الْخَیْرِ وَقَائِدِ الْخَیْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَۃِ اَللّٰھُمَّ ابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا یَغْبِطُہٗ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ"

اس کو دیلمی نے مسند فردوس میں اور ابن ابی عاصم نے بھی روایت کیا جیسا کہ تشہد والی حدیث میں گزرا۔ میں (مصنف) کہتا ہوں کہ ابو موسیٰ مدنی نے اپنی کتاب الترغیب میں لکھا کہ یہ حدیث اپنی سند کے لحاظ سے مختلف ہے مگر یہ موقوف ہے۔ ابن ماجہ نے اپنی سنن میں،

طبری نے التھذیب میں، عبد نے اپنی مسند میں، بیہقی نے الدعوات اور الشعب میں، المعمری نے الیوم و اللیلۃ میں، دارقطنی نے الافراد اور ابن بشکوال نے القربۃ میں ذکر اس کو نقل کیا۔ آخر میں یہ الفاظ ہیں،

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

الشیخ علاؤالدین مغلطای نے اس کو صحیح لیکن بعض متاخرین نے المنذری پہ اعتراض کیا کہ یہ حسن کیسے ہوسکتی ہے؟ جبکہ اس کی سند میں المسعودی بھی ہے اور اس کے متعلق ابن حبان نے کہا کہ ان سے آخر میں خلط ہوتا تھا اور وہ اپنی پہلی اور دوسری حدیث میں تمیز نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے اس کو چھوڑنا بہتر ہے۔ عبدالرزاق نے مجاہد کے واسطہ سے مرسل روایت کی ہے کہ تم اپنے ناموں اور پیشانیوں سمیت مجھ پر پیش کیے جاتے ہو تو مجھ پر ادب کے ساتھ عمدہ الفاظ میں درود پڑھا کرو۔ اس حدیث کو نمیری نے مجاہد سے روایت کیا۔ حضرت امام سجاد رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے (جس کی سند مجھ پر واقفیت نہیں ہے) کہ جب آپ اپنے جدِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتے (اور لوگ بھی سن رہے ہوتے تھے) تو یوں پڑھتے تھے،

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ فِی الْاَوَّلِیْنَ وَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ شَابًّا فَتِیًّا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَھْلًا مَرْضِیًّا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ رَسُوْلًا نَبِیًّا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی تَرْضٰی وَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بَعْدَ الرِّضٰی وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اَبَدًا اَبَدًا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَآ اَمَرْتَ بِالصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ وَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَآ اَرَدْتَّ اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْہِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ خَلْقِکَ وَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ رِّضٰی نَفْسِکَ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ زِنَۃَ عَرْشِکَ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ مِّدَادَ کَلِمَاتِکَ الَّتِیْ لَا تُنْفَدُ اَللّٰھُمَّ وَ اَعْطِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَ الْفَضِیْلَۃَ وَ الدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ اَللّٰھُمَّ عَظِّمْ بُرْھَانَہٗ وَ اَبْلِجْ حُجَّتَہٗ وَ اَبْلِغْہُ سُؤْلَہٗ مِنْ اَھْلِ بَیْتِہٖ وَ اُمَّتِہٖ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِکَ وَ بَرَکَاتِکَ وَرَافَتَکَ وَرَحْمَتَکَ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَبِیْبِکَ وَصَفِیِّکَ وَعَلٰی اَھْلِ بَیْتِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ مِّثْلَ ذَالِکَ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا مِّثْلَ ذَالِکَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ فِی اللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ فِی النَّھَارِ اِذَا تَجَلّٰی صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ فِی الْاٰخِرَۃِ وَ الْاُوْلٰی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ الصَّلٰوۃَ التَّآمَّۃَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدِنِ الْبَرَکَۃَ التَّآمَّۃَ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدِنِ السَّلَامِ التَّآمِّ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اِمَامِ الْخَیْرِ وَقَآئِدِ الْخَیْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَۃِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اَبَدَ الْاٰبِدِیْنَ وَ دَھْرَ الدَّاھِرِیْنَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْعَرَبِیِّ الْقُرَشِیِّ الْاَبْطَحِیِّ التِّھَامِیِّ الْمَکِّیِّ صَاحِبِ التَّاجِ وَالْھَرَاوَۃِ وَالْجِھَادِ الْمَغْنَمِ صَاحِبِ الْخَیْرِ وَ الْمِنْبَرِ صَاحِبِ السَّرَایَا وَ الْعَطَایَا وَالْاٰیَاتِ وَ الْمُعْجِزَاتِ وَالْعَلَامَاتِ الْبَاھِرَاتِ وَالْمَقَامِ الْمَشْھُوْدِ وَالْحَوْضِ الْمَوْرُوْدِ وَالشَّفَاعَۃِ وَالسُّجُوْدِ لِلرَّبِّ الْمَحْمُوْدِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ وَعَدَدَ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْہِ

"اے اللہ! درود بھیج ہمارے نبی پاک پہ اولین اور آخرین میں۔ درود بھیج نبی پاک پر قیامت کے دن تک۔ اے اللہ! درود بھیج نبی پاک کی جوانی پہ۔ درود بھیج ان کی میانہ سالی پہ۔ درود بھیج ہمارے نبی پر جو رسول اور نبی ہیں۔ اے اللہ! درود بھیج ان پہ جتنا تجھے پسند ہے۔ درود بھیج ان پر

اپنی رضا کے بعد۔ درود بھیج ان پہ ہمیشہ ہمیشہ۔ درود بھیج ان پہ جیسا تو نے حکم فرمایا ہے۔ درود بھیج ان پہ جیسے تجھے مقصود ہے۔ اے اللہ! درود بھیج ان پہ اپنی مخلوق کے۔ درود بھیج اپنی ذات کی خوشنودی کے برابر۔ درود بھیج ان پہ اپنے عرش کے وزن کے برابر۔ درود بھیج ان پہ اپنے کلمات کی سیاہی کی مقدار برابر جو نہ ختم ہونے والے ہیں۔ اے اللہ! ان کو وسیلہ، فضیلت اور اونچا درجہ عطا فرما۔ اے اللہ! ان کی عظمت اور ان کی حجت کو روشن اور اپنے اہل بیت اور اپنی امت کے بارے میں آپ کی آرزو کو پورا فرما۔ اے اللہ! اپنے درود، اپنی برکات، اپنی مہربانیاں اور اپنی رحمتیں نبی پاک پہ نازل فرما جو تیرے حبیب اور صفی ہیں اور آپ کی طیب طاہر اہل بیت پر بھی۔ اے اللہ! درود بھیج نبی پاک پر اس درود سے افضل جو تو نے مخلوق میں کسی پر بھیجا اور برکتیں اور رحمت۔ درود بھیج ان پہ جب رات چھا جائے۔ درود بھیج ان پہ جب دن روشن ہو جائے۔ درود بھیج ان پہ آخرت اور دنیا میں۔ اے اللہ! ان پہ مکمل درود، مکمل برکتیں، اور مکمل سلام بھیج۔ اے اللہ! درود بھیج ان پہ جو بھلائی کے امام، نیکیوں کے رہنما اور رحمت کے رسول ہیں۔ اے اللہ! درود بھیج ان پہ ہمیشہ ہمیشہ۔ اے اللہ! درود بھیج ان پہ جو نبی امی، عربی، قرشی، ہاشمی، ابطحی، تہامی، مکی اور تاج، ہراوہ، جہاد، مغنم، خیر، منبر، سرایا، عطایا، آیات، معجزات، علامات باہرہ، (ایسے) حوض (کہ جس پہ لوگ پیاس بجھانے آئیں گے)، شفاعت کے مالک اور رب محمود کو سجدہ کرنے والے ہیں۔ اے اللہ! درود بھیج ان پہ ان کی مقدار برابر جنہوں نے آپ پر درود بھیجا اور جنہوں نے نہیں بھیجا'' فاکہانی نے ذکر کیا کہ اسے یہ درود شریف الہام ہوا،

''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ اَشْرَقَتْ بِنُوْرِهِ الظُّلَمُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الْمَبْعُوْثِ رَحْمَةً لِّکُلِّ الْاُمَمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الْمُخْتَارِ لِلسِّیَادَةِ وَالرِّسَالَةِ قَبْلَ خَلْقِ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الْمَوْصُوْفِ بِاَفْضَلِ الْاَخْلَاقِ وَالشِّیَمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الْمَخْصُوْصِ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَ خَوَآصِّ الْحِکَمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ کَانَ لَا تَنْتَهِكُ فِیْ مَجَالِسِهِ الْحُرُمُ وَلَا یُغْطٰی عَنْ مَّنْ ظَلَمَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ کَانَ اِذَا مَشٰی تُظَلِّلُهُ الْغَمَامَةُ حَیْثُ مَا یَمَّمَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ انْشَقَّ لَهُ الْقَمَرُ وَ کَلَّمَهُ الْحَجَرُ وَاَقَرَّ بِرِسَالَتِهٖ وَ صَمَّمَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ اَثْنٰی عَلَیْهِ رَبُّ الْعِزَّةِ نَصًّا فِیْ سَالِفِ الْقِدَمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ رَبُّنَا فِیْ مُحْکَمِ کِتَابِهٖ وَ اَمَرَ اَنْ یُّصَلِّیَ عَلَیْهِ وَیُسَلِّمَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَ اَزْوَاجِهٖ مَا انْهَلَّتِ الدِّیَمُ وَمَا جَرَتْ عَلَی الْمُذْنِبِیْنَ اَذْیَالُ الْکَرَمِ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا وَ شَرَّفَ وَ کَرَّمَ''

''اے اللہ! درود بھیج ان پہ جن کے نور سے اندھیرے دور ہوئے، درود بھیج ان پر جو تمام امتوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے تھے، درود بھیج ان پر جو سیادت و رسالت کیلئے لوح و قلم کی تخلیق سے بھی پہلے چنے گئے تھے، درود بھیج ان پر جو عمدہ اخلاق اور خصائل سے موصوف ہوئے، درود بھیج جامع الکلم پہ اور خواص الحکم کے لیے مخصوص ذات پہ، درود بھیج ان پر جن کی مجالس میں حرم کی بے حرمتی نہیں کی جاتی، درود بھیج ان پر جن پہ بادل سایہ کرتا تھا، درود بھیج ان پر جن کے اشارہ سے چاند دولخت ہو گیا اور جن سے پتھروں نے کلام کیا۔ اے اللہ! درود بھیج ان پر جن کی تعریف اللہ نے کھلے الفاظ میں فرمائی، درود بھیج ان پر جن پر درود بھیجا پروردگار نے اپنی کتاب کی محکم آیت میں اور ان پر درود اور سلام پیش کرنے کا حکم دیا، درود ہو آپ پر، آپ کے آل، آپ کے اصحاب اور آپ کی ازواج مطہرات پر جب تک بارش سیراب کرتی رہے

اور گنہگاروں پر کرم ہوتا رہے اور سلام بھی ہو''

پھر فرماتے ہیں کہ اس درود پاک کو کئی لوگوں نے لکھا اور یاد کیا اور مجھے معلوم ہوا کہ ایک مالکی طالب علم نے خواب میں دیکھا کہ وہ اسی درود پاک کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پہ پڑھ رہا ہے۔ میں کہتا ہوں اس باب کے آخر میں درود شریف کی مزید کیفیات بھی ذکر کروں گا۔ مجھے ایک درود پاک کی کیفیت ملی جو ہمارے ایک قابل اعتماد شیخ نے بتائی۔ جس کے ایک قصے سے پتا چلتا ہے کہ اس طرح ایک مرتبہ پڑھنے سے دس ہزار مرتبہ درود پڑھنے کا ثواب ملتا ہے مگر انہوں نے وہ بیان نہیں کیا۔ درود یہ ہے،

''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ السَّابِقِ لِلْخَلْقِ نُوْرُهٗ وَرَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ ظُهُوْرُهٗ عَدَدَ مَنْ مَّضٰی مِنْ خَلْقِكَ وَمَنْ بَقِیَ وَمَنْ سَعِدَ وَمَنْ شَقِیَ صَلَاةً تَسْتَغْرِقُ الْعَدَّ وَ تُحِیْطُ بِالْحَدِّ صَلَاةً لَّا غَایَةَ لَهَا وَلَا اِنْتِهَآءَ وَلَا اَمَدَ لَهَا وَلَا اِنْقِضَآءَ صَلَاةً دَآئِمَةً بِدَوَامِكَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ كَذٰلِكَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰالِكَ''

''اے اللہ! درود بھیج ان پر جن کا نور سب سے پہلے پیدا ہوا اور جن کا ظہور سارے جہانوں کیلئے رحمت ہے اتنی تعداد میں جتنی تیری مخلوق مر چکی ہے اور جتنی ابھی باقی ہے۔ جس قدر ان میں نیک ہوئے اور جتنے بد بخت ہوئے۔ ایسا درود جو سارے اعداد کا احاطہ کر لے اور ساری حدوں کو گھیر لے۔ ایسا درود جس کی کوئی انتہاء نہ ہو، جس ختم ہونے کا کوئی وقت مقرر نہ ہو اور نہ وہ اختتام پذیر ہو۔ ایسا درود جو تیرے دوام کے ساتھ دائم ہو۔ اور آپ کی آل اور صحابہ پر بھی اسی طرح کا درود ہو۔ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں''

یہ درود پاک الرشید العطار نے ذکر کیا ہے۔ التیمی نے الترغی میں ابوالیمن زنجانی تک اس کی سند لکھی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص مصر میں ہمارے پاس ہی رہتا تھا جو بہت نیک تھا۔ اسے ابوسعید الحیات کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ وہ لوگوں سے میل جول رکھتا اور نہ ہی کسی محفل میں آتا جاتا تھا۔ مگر پھر وہ ابن رشیق کی مجلس میں حاضر ہونے لگا۔ لوگ بڑے حیران ہوئے۔ انہوں نے وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ ان کی مجلس میں حاضر رہا کرو کیونکہ یہ مجھ پر کثرت سے درود پڑھتے ہیں۔

ابوالقاسم تیمی نے کتاب الترغیب میں علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ کثرت سے درود پڑھنا اہل سنت کی علامت ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہونے لگا تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہر صبح ستر ہزار فرشتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر نازل ہوتے ہیں اور اپنے پروں سے قبر شریف کو ڈھانپ لیتے ہیں اور درود پڑھتے ہیں۔ جب شام ہوتی ہے تو وہ اُوپر چلے جاتے ہیں اور نئے ستر ہزار فرشتے آتے ہیں۔ وہ بھی قبر انور کو اپنے پروں کے ساتھ ڈھانپ کر صبح تک درود پڑھنے میں مصروف رہتے ہیں۔ ستر ہزار فرشتے رات اور اتنے ہی دن کو درود پڑھتے ہیں اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور شق ہو گی تو ستر ہزار فرشتوں کا ایک جھرمٹ نکلے گا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرے گا۔ اس کو اسماعیل القاضی، ابن بشکوال، بیہقی نے الشعب میں، دارمی نے اپنی جامع میں اور المبارک نے الدقائق میں روایت کیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بچے کا دو ماہ تک رونا لا الہ الا اللہ کی شہادت، چار ماہ تک اللہ پہ پختہ یقین کے اظہار، آٹھ ماہ تک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے لیے ہے اور دو سال تک اس کا رونا اپنے والدین کیلئے استغفار ہوتا ہے۔ جب وہ پیاسا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ماں کہ پستان کے ذریعے جنت کا ایک چشمہ جاری کرتے ہیں جس سے وہ سیراب ہوتا ہے اور جو اس کے کھانے

پینے کے لیے کافی ہوتا ہے۔اس حدیث کو دیلمی نے ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ دوسرے محدثین نے یہ لفظ بھی لکھے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ایک سال تک بچے کے رونے پر اسے نہ مارو کیوں کہ چار ماہ تک اس کا رونا لا الہ الا اللہ کی شہادت، چار ماہ مجھ پر درود اور چار ماہ اپنے والدین کے لیے دعا کرتا ہے۔ایک حدیث میں ہے کہ بچے کا جھولے میں رونا چار ماہ تک اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے لیے، چار ماہ تک تمہارے نبی ﷺ پر درود پڑھنے کے لیے اور چار ماہ اپنے والدین کیلئے استغفار ہوتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا جب تم مرسلین پر درود پڑھو تو ان کے ساتھ مجھ پر بھی درود پڑھو کیونکہ میں بھی ان سے ہوں۔اس حدیث کو دیلمی نے مسند الفردوس اور ابویعلیٰ نے اپنی حدیث کے فوائد میں روایت کیا۔اس کا بیان دوسرے میں باب ہوگا۔اس حدیث کو انس عن ابی طلحہ کی روایت سے ابی عاصم نے اپنی کتاب میں روایت کیا جو پیچھے گزر رہا ہے۔دوسرے الفاظ اس طرح ہیں جب تم مجھ پر سلام پڑھو تو باقی مرسلین پر بھی پڑھو۔المجد اللغوی نے کہا کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہے اور اس کے رجال سے امام بخاری اور مسلم نے بھی حجت پکڑی۔اس کو تاریخ السجان سے الاحمدین میں ابونعیم نے روایت کیا۔حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب تم مرسلین پر درود بھیجو تو مجھ پر ان کے ساتھ درود بھیجو کیونکہ میں بھی مرسلین میں سے ایک رسول ہوں۔اس حدیث کو ابو عاصم نے روایت کیا۔اس کی سند حسن لیکن مرسل ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء و رسل پر درود بھیجو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی ایسے ہی مبعوث کیا جیسے مجھے۔اس کو عدنی، احمد بن منیع، طبرانی اور قاضی اسماعیل نے نقل کیا مگر ہم نے فوائد العیسوی اور الترغیب التیمی سے روایت کیا۔اس کی سند میں موسیٰ بن عبیدہ اگرچہ ضعیف ہیں مگر ان کی حدیث مانوس ہے اور ان سے روایت کرنے والے عمر بن ہارون بھی ضعیف ہیں مگر عبد الرزاق نے اسی حدیث کو الثوری عن موسیٰ کے واسطے روایت کیا ہے جس کے لفظ بھی مرفوع ہیں کہ جب آدمی اپنے بھائی کو جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا کہتا ہے تو وہ مکمل تعریف کرتا ہے اور پھر رسول ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور رسولوں پہ درود بھیجو کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معبوث فرمایا ہے جیسے مجھے معبوث فرمایا۔اور ہم نے حدیث الثوری کو حدیث علی بن حرب عن ابی داؤد عنہ کی سند سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے موسیٰ سے بھی روایت کیا۔ہم نے اس حدیث کو رابع المخلصیات میں روایت کیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قرآن پاک حفظ کرنے کی جو دعا مروی ہے اس میں بھی ہے کہ مجھ پر اور تمام انبیاء پر درود پڑھو۔یہ حدیث ترمذی اور حاکم نے روایت کی جس کا ذکر آخری باب میں ہوگا۔حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ جب تم مجھ پر درود بھیجو تو اللہ تعالیٰ کے باقی انبیاء پر بھی بھیجو کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث کیا جیسے انہیں کیا۔طبرانی نے اس حدیث کو نقل کیا مگر اس کی سند میں بھی موسیٰ ہے۔حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تشہد میں مجھ پر اور اللہ تعالیٰ کے انبیاء کرام پر درود ترک نہ کرو۔اس کو بیہقی نے کمزور سند کے ساتھ نقل کیا۔حافظ ابو موسیٰ مدنی نے کہا کہ مجھے ایک سند کے ساتھ یہ بات پہنچی ہے کہ انہوں نے آدم علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ وہ نبی پاک ﷺ اور جملہ انبیاء کرام پر کم درود پڑھنے کی شکایت کر رہے ہیں۔حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ کے سوا کسی پہ درود بھیجنا جائز بلکہ مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے استغفار کرنا ہے۔اس حدیث کو ابن ابی شیبہ اور قاضی اسماعیل نے احکام القرا اور الصلوۃ النبویہ میں روایت کیا۔طبرانی، بیہقی، سعید بن منصور اور عبد الرزاق نے ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا کہ کسی کے لیے کسی پر درود بھیجنا جائز نہیں ہے سوائے نبی پاک کے۔اس روایت کے راوی صحیح ہیں۔قاضی اسماعیل کی روایت اس طرح ہے۔لَا تَصْلُحُ الصَّلٰوةُ عَلٰى اَحَدٍ اِلَّا عَلَى النَّبِيِّ وَلٰكِنْ لِلْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ۔ نبی پاک ﷺ کے لیے درود اور مومن مردوں اور عورتوں کے لیے استغفار ہے۔ہم نے امالی الہاشم سے ابتداء میں ان الفاظ کے ساتھ روایت کی

ہے۔ لَا یَنۡبَغِیۡ اَنۡ یُّصَلِّیَ عَلٰی اَحَدٍ اِلَّا عَلَی النَّبِیِّ (سوائے نبی کریم ﷺ کی ذات کے کسی پر درود نہیں بھیجنا چاہیے)

## کیا غیر انبیاء پر درود پڑھنا جائز ہے؟

حضرت سفیان ثوری کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے سوا کسی اور پر درود پڑھنا مکروہ ہے۔ اس حدیث کو بیہقی نے روایت کیا۔ ان کی اور عبدالرزاق کی ایک روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ کے علاوہ کسی اور پر درود پڑھنا مکروہ ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما سے حسن اور صحیح اسناد کے ساتھ ایک روایت مروی ہے جس کو ہم نے ابوبکر بن ابی شیبہ کے واسطہ سے قاضی اسماعیل کے **احکام القران** اور **فضل الصلوۃ** سے روایت کیا ہے کہ قصاص کے لوگوں نے اپنے خلفاء اور امراء پر صلوۃ پڑھنا شروع کر دی تو انہوں نے صلاۃ کو فقط نبی کریم ﷺ کیلئے خاص کیا۔ انہوں نے لکھا کے جب میرا خط پہنچے تو انہیں فوراً یہ حکم دو کہ صلوۃ کو انبیاء سے ساتھ خاص کرو اور عام مسلمانوں کے لیے صرف دعا کرو اور باقی کو چھوڑ دو۔ میں کہتا ہوں کہ قاضی عیاض نے اس کے متعلق لکھا کہ کیا غیر انبیاء پر صلوۃ پڑھنا جائز ہے؟ اہل علم جائز سمجھتے ہیں۔ میں نے مالکی المذہب کی تحریر میں پایا ہے کہ نبی پاک ﷺ کے علاوہ کسی پر صلاۃ پڑھنا جائز نہیں۔ یہ غیر معروف ہے کیونکہ انہوں نے فرمایا ہے کہ غیر انبیاء پر صلاۃ بھیجنا مکروہ ہے۔ ہمارے لئے حکم سے تجاوز کرنا مناسب نہیں۔ یحییٰ بن یحییٰ نے ان کی مخالفت کی ہے اور فرمایا لا باس بہ یعنی غیر انبیاء پر صلوۃ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ صلوۃ سے مراد رحمت کی دعا ہے اور دعا کسی نص یا اجماع سے ہی ممنوع ہو سکتی ہے۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ میرا میلان بھی حضرت امام مالک اور سفیان کے قول کی جانب ہے جو کہ متکلمین اور فقہاء میں سے محققین کا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ غیر انبیاء کے ساتھ رضا اور غفران کا ذکر کیا جائے اور غیر انبیاء پر مستقل صلوۃ معروف نہیں ہے۔ یہ عمل بنی ہاشم کے عہد حکومت میں جاری ہوا تھا۔ اور جو امام مالک سے منقول ہے کہ وہ غیر انبیاء پر درود نہیں بھیجتے تھے تو اس قول کی تاویل ان کے اصحاب نے اس مفہوم کے ساتھ کی کہ ہم غیر انبیاء پر صلوۃ پڑھنے کے مکلف نہیں ہیں جیسے ہم حضور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کے مکلف ہیں۔ جب یہ معلوم ہو گیا تو ہمارے شیخ نے فرمایا کہ ملائکہ پر درود پڑھنا نص سے معروف نہیں ہے۔ بلکہ یہ پہلے فرمان صَلُّوْا عَلٰی اَنۡبِیَآءِ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ سے ماخوذ ہے جب کہ یہ ثابت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں رسول بنایا ہے۔ ہاں مومنین پر صلوۃ بھیجنے میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ صلوۃ حضور ﷺ کے ساتھ خاص ہے۔ امام مالک کا بھی یہی مسلک ہے۔ علماء کے ایک گروہ کا خیال ہے کہ مطلق صلوۃ مستقل جائز نہیں مگر صرف ان کے لیے جن کے متعلق نص آئی ہے یا جن کو آپ کے ساتھ ملایا گیا ہے کیونکہ ارشاد ہے لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَيۡنَكُمۡ اور آپ ﷺ نے بھی صحابہ کرام کو اسی طرح سکھایا کہ اَلسَّلَامُ عَلَيۡنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِيۡنَ مگر جب درود سکھایا تو اپنے اور اپنے اہل بیت پر مخصوص فرمایا۔ علامہ القرطبی نے **المفہم** میں اور ابوالمعالی نے اس قول کو پسند کیا اور یہی قول متاخرین میں ابن تیمیہ کا ہے۔ پس ابوبکر ﷺ نہیں کہا جائے گا۔ اگر چہ معنی کے اعتبار سے صحیح بھی ہے۔ اور صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ وَعَلٰی صِدِّيۡقِہٖ اَوۡ خَلِيۡفَتِہٖ وغیرہ بھی نہیں کہا جا سکتا۔ اس کا قریبی مفہوم ہے کہ جس طرح غیر خدا کے لیے عَزَّ وَجَلَّ نہیں کہا جائے گا اگر چہ معناً صحیح بھی ہے کیونکہ یہ ثناء اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہے اور کوئی غیر اس میں شریک نہیں۔ ایک گروہ کا کہنا ہے کہ استقلالاً صلوۃ مکروہ ہے مگر تبعاً نہیں۔ یہ قول امام احمد سے مروی ہے۔ امام ثوری کے مطابق یہ خلاف اولیٰ ہے۔ ایک نے کہا کہ تبعاً مطلقاً جائز مگر استقلالاً جائز نہیں۔ یہ قول ابوحنیفہ اور ان کی جماعت کا ہے۔ ابوالیمن بن عساکر نے فرمایا کہ ایک طائفہ کہتا ہے کہ مطلقاً جائز ہے۔

بخاری کے طریقہ کا بھی یہی تقاضا ہے کیونکہ اللہ پاک کا فرمان ہے وَصَلِّ عَلَيْهِمْ پھر امام بخاری نے مطلق درود کے جواز پر ایک حدیث لکھی اور اس کے بعد وہ حدیث ذکر کی ہے جو تبعاً صلاۃ کے جواز پر ان کی دلیل ہے۔انہوں نے هَلْ يُصَلّٰى عَلٰى غَيْرِ النَّبِيِّ اَىْ اِسْتَقْلَالًا اَوْ تَبِعًا کے نام سے ایک مسقل باب باندھا جس میں انہوں نے غیر انبیاء، ملائکہ اور مومنین کو داخل صلوۃ کیا۔ ہمارے شیخ نے کہا کہ جواز پر دلالت کرنے والی حدیث کے ساتھ حدیث عبداللہ بن ابی اوفی کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ اَبِىْ اَوْفٰى اس کی مثل حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ بلند کرتے ہوئے یہ کلمات ارشاد فرمائے تھے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتَكَ وَرَحْمَتَكَ عَلٰى اٰلِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ۔ اے اللہ! اپنی صلاۃ اور رحمتیں آل سعد بن عبادہ پہ نازل فرما۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے ذکر کیا۔ اس کی سند جید ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ایک عورت نے حضور ﷺ سے درخواست کی مجھ پر اور میرے شوہر پر درود بھیجو تو آپ نے ایسا کیا۔ اس حدیث کو امام احمد نے مطول اور مختصر نقل کیا اور ابن حبان نے اس کی تائید کی۔ حضرت حسن اور مجاہد کا بھی یہی قول ہے۔ امام احمد نے ابوداؤد کی روایت سے اپنے اس قول پر نص قائم کی ہے۔ یہی قول حضرت اسحق، ابوثور، داؤد اور طبرانی کا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان هُوَ الَّذِىْ يُصَلِّىْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ سے دلیل پکڑی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحیح مسلم میں مروی ہے کہ فرشتے مومن کی روح سے مخاطب ہو کے کہتے ہیں صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى جَسَدِكَ ۔غیر انبیاء پر صلاۃ بھیجنے کو منع کرنے والوں نے ان تمام دلائل کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ تمام فرمان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے ہیں۔ ان کے لیے تو خاص ہے کہ وہ جو چاہیں کہہ سکتے ہیں مگر کسی غیر کو بغیر اجازت کے ایسا کرنا جائز نہیں جب تک کہ ثبوت نہ ہو۔ قاضی الحسین نے اپنی تعلیقات میں باب الزکاۃ میں اور التولی نے باب الجمعہ میں ذکر کیا ہے کہ حضور ﷺ کے لیے جائز تھا کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَصَلِّ عَلَيْهِمْ پر عمل کرتے ہوئے مقصوداً اپنے سوا کسی پر صلاۃ بھجیں جیسا کہ آپ ﷺ نے ابن ابی اوفی کے بارے میں کیا مگر کسی غیر کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں ہاں اگر جس پر درود پڑھا جائے اس کا ذکر انبیاء کی تبع میں کیا جائے تو جائز مگر ارادے کے ساتھ مستقل پڑھنا جائز نہیں ہے۔

الشاشی نے المعتمد میں باب الجمعہ میں خراسانین سے قول نقل کیا پھر کہا کہ اس قول میں نظر ہے کیونکہ صلوۃ کا معنی دعا ہے۔ اللہ کی طرف سے صلاۃ کا مطلب رحمت ہوتا ہے اس لئے اس میں کوئی ایسا امر حرام نہیں۔ حضور ﷺ کا اپنا فعل جواز پر دلالت کرتا ہے اور اس میں کوئی خصوصیت کی دلیل بھی نہیں ہے۔ امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ثوری کے منع کے قول کے بعد لکھا کہ ان کی مراد یہی ہے اللہ ورسولہ اعلم۔ جب نبی پاک ﷺ کے ذکر پر تعظیم اور تکریم کے لیے درود پڑھا جائے تو اس وقت صلاۃ صرف حضور ﷺ کے ساتھ خاص ہوگی اور اگر دعا اور تبرک کی صورت میں ہو تو اس وقت غیر کے لیے بھی جائز ہوگی۔ یہ عبارت امام بیہقی نے شعب اور سنن کبریٰ میں ذکر کی۔ علامہ ابن قیم نے کہا کہ اس میں قول فیصل یہ ہے کہ غیر نبی پہ صلوۃ بھیجنے سے مراد آپ ﷺ کی آل، ازواج، اور ذریت ہے یا ان کے علاوہ ہیں۔ اگر آل، ازواج اور ذریت ہو تو ان پر درود پڑھنا حضور ﷺ پر درود پڑھنے کے ساتھ اور منفرد بھی جائز ہے۔ ان کے علاوہ اور ہوں تو وہ اگر ملائکہ و اہل اطاعت ہوں جن میں انبیاء وغیرہ بھی داخل تو ان کے لیے بھی تبعاً اور مستقلاً دونوں طرح پڑھنا جائز ہے جیسے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مَلٰٓئِكَتِكَ الْمُقَرَّبِيْنَ وَاَهْلِ طَاعَتِكَ اَجْمَعِيْنَ ۔ اگر کوئی معین شخص یا گروہ ہو تو ان پر صلاۃ بھیجنا مکروہ ہے۔ اگر حرام کہا گیا ہے تو اس کی ایک خاص وجہ ہے کہ وہ کسی کا شعار نہ بن جائے اور اس کی مثل یا اس سے بہتر شخص کے لیے جائز نہ سمجھا جائے جیسے رافضی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے کرتے ہیں ہاں اگر کبھی کبھی صلاۃ پڑھی جائے اور اس کو کسی کا شعار نہ بنایا جائے جیسے حضور ﷺ نے عورت اور اس کے

شوہراوراسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر صلاۃ بھیجی تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔اس پر اتفاق ہے اور علی وجہ الصواب ظاہر ہے۔

اسی طرح سلام کے متعلق بھی اختلاف ہے کہ کیا صلاۃ کے معنی میں ہے یعنی کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ علیہ السلام یا اس طرح کے الفاظ کہنا مکروہ ہے؟۔ایک گروہ نے سلام کو بھی غیر نبی کے لیے مکروہ کہا۔ان میں سے ایک ابومحمد الجوینی ہیں۔انہوں نے اس طرح کہنے سے منع کیا۔دوسرے علماء نے کہا کہ صلوۃ اور سلام میں فرق ہے کیونکہ سلام ہر مومن زندہ، مردہ، غائب اور حاضر کے لیے جائز ہے اور یہ اہل اسلام کی دعا ہے بخلاف صلاۃ کے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل کے حقوق میں سے ہے۔اس لیے نمازی کہتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ مگر اَلصَّلَاةُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ کہنا جائز نہیں۔پس فرق واضح ہوگیا۔

## نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے کی افضل کیفیات

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے درود پاک کے متعلق سوال کرنے کے بعد نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعلیم دینے سے یہ دلیل لی جاتی ہے کہ وہی کیفیت افضل ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کو بتائی کیونکہ اپنے لیے افضل واشرف کو ہی پسند کیا جاتا ہے۔پھر اس پر یہ مسئلہ مرتب ہوا کہ اگر کوئی قسم اٹھائے کہ وہ افضل ترین کیفیت میں درود پڑھے گا تو قسم تب پوری ہوگی جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بتائی ہوئی کیفیت پر پڑھے۔امام نووی نے الروضہ میں رافعی کی حکایت کے بعد اسی صورت کو درست کہا۔ابراہیم المروزی سے مروی ہے کہ وہ اس کیفیت سے پڑھ کر قسم کو پورا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَكُلَّمَا سَهٰى عَنْهُ الْغَافِلُوْنَ اے اللہ! درود بھیج ان پہ اور ان آل پہ ہر بار جبکہ یاد کریں ان کو یاد کرنے والے اور بھول ان کو غافل لوگ۔امام نووی کہتے ہیں انہوں نے یہ کیفیت امام شافعی سے اخذ کی کیونکہ سب سے پہلے انہوں نے یہ کیفیت استعمال کی۔ہمارے شیخ نے فرمایا کہ یہ کیفیت ان کی کتاب الرسالہ کے خطبہ میں درج ہے لیکن وہاں سَهٰى کی جگہ غَفَلَ کا لفظ آیا ہے۔امام اوزاعی نے لکھا کہ ان تمام لوگوں کی کلام کا ظاہر یہی لگتا ہے کہ ذَكَرَهٗ کی ضمیر کا مرجع نبی پاک کی ذات ہے کیونکہ التفات کے طور اللہ کی طرف لوٹانا مناسب نہیں۔پھر کہتے ہیں میرا خیال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹانا زیادہ اوجہ ہے اور الرسالہ کے کلام کے بھی زیادہ قریب ہے۔ہمارے شیخ نے بھی اسی طرح ذکر کیا کہ امام شافعی کے کلام کا ظاہر بھی یہی ہے کہ ضمیر کا مرجع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے کیونکہ ان کے الفاظ یہ ہیں فَصَلَّى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى نَبِيِّنَا كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ پس عبارت کو تبدیل کرنے والے پہ لازم ہے کہ وہ یوں پڑھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى نَبِيِّنَا كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ الْغَافِلُوْنَ۔ میں کہتا ہوں امام شافعی کا باقی درود یہ ہے،

"وَصَلَّى اللّٰهُ فِي الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ اَفْضَلَ وَاَكْثَرَ وَاَزْكٰى مَا صَلّٰى عَلٰى اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِهٖ وَزَكَّانَا وَاِيَّاكُمْ بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ اَفْضَلَ مَا زَكَّا اَحَدًا مِنْ اُمَّتِهٖ بِالصَّلٰوةِ وَالسَّلَامُ عَلَيْهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ وَجَزَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَزٰى مُرْسَلًا عَنْ مَّنْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ فَاِنَّهٗ اَنْقَذَنَا مِنَ الْهَلَكَةِ وَجَعَلَنَا فِيْ خَيْرِ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ دَآئِنِيْنَ بِدِيْنِهِ الَّذِي ارْتَضٰى وَاصْطَفٰى بِهٖ وَمَلَآئِكَتُهٗ وَمَنْ اَنْعَمَ عَلَيْهِ مِنْ خَلْقِهٖ فَلَمْ تَمَسَّ بِنَا نِعْمَتُهٗ ظَهَرَتْ وَلَا بَطَنَتْ نِلْنَا بِهَا حَظًّا فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ وَدُنْيَانَا دُفِعَ عَنَّا مَكْرُوْهٌ" فِيْهِمَا اَوْفِيْ وَاحِدٍ مِّنْهُمَآ اِلَّا وَ مُحَمَّدٍ سَبَبُهَا الْقَآئِدُ اِلٰى خَيْرِهَا وَالْهَادِيْ اِلٰى رُشْدِهَا

الزَّائِدُ عَنِ الْهَلَكَةِ وَمَوَارِدِ السُّوْءِ فِي خِلَافِ الرُّشْدِ الْمُبَيِّنَةِ لِلْاَسْبَابِ الَّتِي تُوْرِدُ الْهَلَكَةَ الْقَائِمُ بِالنَّصِيحَةِ فِي الْاِرْشَادِ وَ الْاِنْذَارِ فِيْهَا فَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَسَلَّمَ كَمَا صَلَّى عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ"

بعض علماء نے امام شافعی کے کلام کی تاویل اس طرح کی ہے کہ عموماً اللہ تعالیٰ کا ذکر اس کی صفت کے ساتھ ہوتا ہے اور اسی طرح غفلت بھی اس سے ہو۔ اگرچہ تمام تاویلات صحیح ہیں اور معنی میں بھی اختلاف نہیں مگر درود پیش کرنے والا اگر دونوں کو ذہن میں رکھے تو اچھا ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنے والا اللہ کا ذکر کرنے والوں میں شمار کیا جاتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے غافل کا شمار غافلین میں ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں اوزاعی نے کہا ہے کہ ابراہیم (جن کا ذکر یہاں ہے) قاضی حسین کی تعلیمات بہت زیادہ نقل کرتے تھے۔ اس کے علاوہ قاضی حسین نے قسم کو پوری کرنے کے لیے اس کیفیت سے پڑھنے کا بھی کہا " اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا هُوَ اَهْلُهٗ وَ مُسْتَحِقُّهٗ اے اللہ! درود بھیج ان پہ اس طرح جس کے وہ اہل اور مستحق ہیں"۔ کسی اور نے بھی اس طرح کا درود قسم کو پورا کرنے کے لیے صحیح کہا۔ البارزی نے کہا میرے نزدیک قسم مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ پوری ہو جاتی ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ صَلَاتِكَ۔ چونکہ یہ درود زیادہ فصاحت و بلاغت رکھتا ہے اس لیے یہی افضل ہے۔

المجد اللغوی نے بعض علماء سے نقل کیا کہ اگر کوئی قسم اٹھائے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر افضل ترین کیفیت میں درود بھیجے گا تو اگر وہ اس طرح درود بھیجے تو اس کی قسم پوری ہو جائے گی اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى كُلِّ نَبِيٍّ وَّ مَلَكٍ وَّوَلِيٍّ عَدَدَ الشَّفْعِ وَالْوَتْرِ وَ عَدَدَ كَلِمَاتِ رَبِّنَا التَّآمَّاتِ وَ الْمُبَارَكَاتِ۔ بعض علماء سے یہ کیفیت منقول ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ نَبِيِّكَ وَ رَسُوْلِكَ النَّبِيِّ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّتِهٖ وَ سَلِّمْ عَدَدَ خَلْقِكَ وَ رِضٰى نَفْسِكَ وَزِنَةَ عَرْشِكَ وَ مِدَادَ كَلِمَاتِكَ اے اللہ! درود بھیج ان پہ جو تیرے بندے، نبی اور رسول ہیں اور نبی امی ہیں اور آپ کی آل پہ، آپ کی ازواج پر اور آپ کی ذریت پر اور سلام بھی بھیج اپنی مخلوق اور اپنی خوشنودی کے اور اپنے عرش کے وزن کے برابر اور اپنے کلمات کی سیاہی کے برابر۔

میں کہتا ہوں جو مجھے معلوم ہے اس سے لگتا ہے کہ ہمارے شیخ کا میلان بھی اسی درود پاک کی افضیلت کی طرف ہے کیونکہ انہوں نے اس کو زیادہ بلیغ کہا اگرچہ اس کے علاوہ ایک اور کیفیت کو بھی انہوں نے ترجیح دی ہے جیسے کہ آگے ذکر ہو گا۔ المجد نے کہا کہ کچھ علماء نے اس کیفیت کو اختیار کیا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً دَآئِمَةً بِدَوَامِكَ اے اللہ! نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پہ اپنے دوام سے دائمی درود بھیج۔ اور بعض نے اس کو اختیار کیا ہے اَللّٰهُمَّ يَارَبِّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ اِجْزِ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَا هُوَ اَهْلُهٗ۔ اے اللہ! نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پہ درود بھیج اور ان کو ایسی جزا عطا فرما جس کے وہ اہل ہیں۔ مختلف کیفیتیں اور الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ درود پاک کے الفاظ میں کمی یا زیادتی کرنے کا معاملہ نہایت وسیع ہے۔ کسی مخصوص الفاظ اور زمانے کے ساتھ مختص نہیں لیکن افضل و اکمل وہی کیفیت ہے جو ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی جیسا کہ ہم نے پیچھے ذکر کیا۔ امام عفیف الدین الیافعی کہتے ہیں کہ درود پاک کی تین کیفیات کو جمع کر کے پڑھنا زیادہ مناسب ہے۔ لہذا پڑھنے والا اس طرح پڑھے،

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَفْضَلَ صَلَاتِكَ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِكَ كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَ غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ"

ہمارے شیخ کا بھی یہی کہنا ہے کہ اگر قاری حدیث میں آیا ہوا درود، امام شافعی کا یا پھر قاضی حسین کا بیان کردہ درود اکٹھا کرکے پڑھے تو زیادہ بہتر ہوگا۔ کہتے ہیں یہ بھی ہو سکتا ہے ان درودوں پر اعتماد کرے جن کے متعلق روایات ثابت ہیں اور ایسا ذکر ہو جائے کہ اس سے قسم پوری ہو جائے۔ مزید کہا وہ چیز جس کی طرف دلیل رہنمائی کرتی ہے وہ یہ ہے کہ قسم وہ درود پاک پڑھنے سے پوری ہوگی جو حدیث ابوہریرہ سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے اجر کا بھرا ہو پیمانہ پسند ہے وہ یوں درود پڑھے "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ وَ اَزْوَاجِهٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ ذُرِّیَّتِهٖ وَ اَھْلِ بَیْتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ"

ہمارے محقق شیوخ میں علامہ کمال الدین ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسری کیفیت بھی ذکر کی جس میں درود پاک کے تمام کیفیات جمع ہیں وہ درود پاک یہ ہے،

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ اَبَدًا اَفْضَلَ صَلَاتِكَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ نَبِیِّكَ وَ رَسُوْلِكَ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ سَلِّمْ عَلَیْهِ تَسْلِیْمًا وَّ زِدْهُ شَرَفًا وَّ تَكْرِیْمًا وَّ اَنْزِلْهُ الْمَنْزِلَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ"

میں نے التاج سبکی کی کتاب الطبقات میں پڑھا کہ ان کے باپ سے مروی ہے کہ درود پاک کی احسن ترین صورت وہ ہے جو تشہد میں پڑھی جاتی ہے۔ پس جس نے وہ درود پڑھا اس نے یقینا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا اور اس کے لیے احادیث میں بھی جزا کا ذکر ہے۔ جو اس کے علاوہ کوئی درود پڑھتا ہے تو یہ بات مشکوک ہے کہ اس نے مطلوبہ صلوۃ کو پورا کیا کہ نہیں؟ کیونکہ صحابہ نے عرض کی یارسول! ہم آپ پہ درود کس طرح بھیجیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ والا درود پڑھنے کا حکم دیا جو تشہد میں ہے۔ پس یہی درود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ زبان کبھی اس درود پاک کی ادئیگی سے کوتاہ نہ رہے۔ یہ درود پڑھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے،

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ بَارِكْ وَتَرَحَّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ نَبِیِّكَ وَ رَسُوْلِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ اِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ اِمَامِ الْخَیْرِ وَ قَائِدِ الْخَیْرِ وَ رَسُوْلِ الرَّحْمَةِ وَ عَلٰی اَزْوَاجِهٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ ذُرِّیَّتِهٖ وَاَھْلِ بَیْتِهٖ وَ اٰلِهٖ وَ اَصْھَارِهٖ وَاَنْصَارِهٖ وَ اَتْبَاعِهٖ وَ اَشْیَاعِهٖ وَ مُحِبِّیْهٖ کَمَا صَلَّیْتَ وَ بَارَکْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ" وَ صَلِّ وَبَارِكْ وَتَرَحَّمْ عَلَیْنَا مَعَھُمْ اَفْضَلَ صَلَاتِكَ وَاَزْکٰی بَرَکَاتِكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاکِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِکْرِكَ الْغَافِلُوْنَ عَدَدَ الشَّفْعِ وَالْوَتْرِ وَ عَدَدَ کَلِمَاتِ التَّامَّاتِ الْمُبَارَکَاتِ وَ عَدَدَ خَلْقِكَ وَ رِضٰی نَفْسِكَ وَزِنَةَ عَرْشِكَ وَ مِدَادَ کَلِمَاتِ صَلَاةً دَائِمَةً بِدَوَامِكَ اَللّٰھُمَّ ابْعَثْهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا یَّغْبِطُ بِهِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ وَاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَ تَقَبَّلْ شَفَاعَتَهُ الْکُبْرٰی وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ الْعُلْیَا وَاَعْطِهٖ سُؤْلَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰی کَمَا اٰتَیْتَ اِبْرَاھِیْمَ وَ مُوْسٰی اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِی الْمُصْطَفِیْنَ مَحَبَّتَهٗ وَفِی الْمُقَرَّبِیْنَ مَوَدَّتَهٗ وَفِی الْاَعْلِیِّیْنَ ذِکْرَهٗ وَاَجْزِهٖ عَنَّا مَا ھُوَ اَھْلُهٗ خَیْرَ مَا جَزَیْتَ نَبِیًّا عَنْ اُمَّتِهٖ وَ اجْزِ الْاَنْبِیَآءَ کُلَّھُمْ خَیْرًا صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَصَلَاةُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ وَ مَغْفِرَتُهٗ وَ رِضْوَانُهٗ اَللّٰھُمَّ اَبْلِغْهُ مِنَّا السَّلَامَ وَ اَوْرِدْ عَلَیْنَا مِنْهُ السَّلَامَ وَاَتْبِعْهُ مِنْ اُمَّتِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ مَا تُقِرُّ بِهٖ عَیْنُهٗ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ"

تنبیہ : اگر سوال کیا جائے کہ غَفَلَ کہا ہے سَکَتَ کا لفظ نہیں کہا حالانکہ ایسا کہنا ممکن تھا (اللہ بہتر جانتا ہے) بہرحال اس وجہ سے نہیں کہا کہ بعض اوقات ساکت (خاموش) دل میں ذکر کر رہا ہوتا ہے تو اسے بھی ذاکر شمار کیا جاتا ہے۔ تو ایک فاضل کیلئے یہ اعتراض کرنا مناسب نہیں۔ غافل وساکت کہ درمیان عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے۔ ہر غافل ساکت ہوتا ہے لیکن ہر ساکت غافل نہیں ہوتا۔ یہ اس وقت ہوگا جب غافل سے مراد ایسا غافل ہو جو دل اور زبان سے غافل ہو۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ غافل سے مراد حق کے راستے بھٹکا ہوا ہو جیسے اللہ تعالیٰ فرمایا ذَالِكَ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ اس کی وضاحت کے بعد اب ہم پہلی بات کے اختتام کی طرف آتے ہیں۔

حضرت امام شافعی کہتے ہیں کہ افضل یہ ہے کہ تشہد میں یہ درود پڑھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ" اسی درود پاک کو امام نووی نے شرح المهذب میں امام شافعی اور اُن کے اصحاب سے روایت کیا کہ یہی درود پڑھنا بہتر ہے لیکن انہوں نے دونوں جگہ آل ابراہیم کے ساتھ عَلٰی ذکر کیا۔ یہی درود پاک ابن حبان کی صحیح، حاکم کی مستدرک اور امام بیہقی کے ہاں بھی ہے۔ امام نووی نے شرح المهذب میں یہ بھی کہا کہ جو درود پاک صحیح احادیث میں ثابت ہیں ان کو جمع کر کے پڑھنا زیادہ مناسب ہے یعنی اس طرح پڑھا جائے،

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ"

امام نووی نے اپنی کتاب الاذکار میں اسی طرح لکھا مگر وہاں نبی پاک ﷺ کے اسم گرامی کے بعد عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ کے الفاظ زیادہ ہیں مگر وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ کے بعد الفاظ زیادہ نہیں کئے۔ التحقیق والفتاوی میں اسی طرح درود ذکر فرمایا مگر وہاں وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ کے بعد النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ کے الفاظ نہیں ہیں۔ شیخ نے فرمایا کہ امام نووی کے ذکر کردہ درود سے بہت سی چیزیں رہ گئی ہیں۔ شاید ان کی زیادتی اسی کمی کے برابر ہو۔ مثلاً ازواج کے بعد امهات المومنين، ذرية کے اهل بيت کے الفاظ ترک کر دیئے حالانکہ دارقطنی کی روایت کردہ حدیث ابومسعود میں تو ہیں۔ اسی طرح وبارك على محمد کے بعد عبدك ورسولك کے الفاظ بھی نہیں۔ پہلی صورت میں فی العالمین اور حمید مجید چھوڑ دیا۔ اسی طرح اللهم صل على وبارك اکٹھا ذکر نہیں کیا حالانکہ یہ دونوں صیغے نسائی کی روایت میں ہیں۔ اسی طرح و ترحم على محمد چھوڑ دیا ہے اور تشہد کے آخر میں وعلينا معهم ذکر نہیں کیا حالانکہ یہ بھی ترمذی اور السراج کی حدیث میں مذکور ہیں۔

ابن عربی نے اس زیادتی کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ یہ متفرد بات ہے لہذا اس پہ کلام نہیں۔ آل کے معنی میں بہت زیادہ اختلاف ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آل سے مراد آپ کی امت ہے پس تکرار کا کوئی فائدہ نہیں۔ جس طرح غیر انبیاء پر صلاۃ کے جواز میں اختلاف ہے۔ ہم اس میں نبی کریم ﷺ اور آپ کی آل کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔ العراقی نے شرح ترمذی میں ابن عربی کے قول کا تعاقب کیا کہ جو زیادتی ثابت ہے اسکو امام ترمذی نے ذکر کیا۔ اول یہ ہے کہ وہ اس زیادتی میں اکیلے نہیں اور اگر ہوں بھی تو اس کا کوئی نقصان نہیں۔ قاضی اسماعیل نے اپنی کتاب الصلوۃ میں دو واسطوں سے عن یزید ابن ابی زیاد عن عبد الرحمن بن ابی لیلٰی سے ذکر کی اور یزید سے مسلم نے بھی استشہاد کیا ہے۔ اس درود کو بیہقی نے الشعب میں حدیث جابر میں ذکر کیا۔ پہلا ایراد اس کا ہے جس کے ہاں آل سے مراد تمام امت ہے۔ اس کے باوجود عام پر خاص کا عطف کرنا منع نہیں خصوصاً دعا میں۔ دوسرے ایراد کی صورت تو کوئی ایسا شخص معلوم نہیں کہ اس نے تبعاً غیر انبیاء

پر صلوۃ سے منع کیا ہو۔ اختلاف صرف مستقلاً غیر انبیاء پر درود بھیجنے میں ہے۔ آحاد کیلئے ان الفاظ کے ساتھ جائز ہے کہ جن کے ساتھ حضور ﷺ نے اپنے لیے دعا مانگی کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡأَلُكَ مِنۡ خَیۡرِ مَا سَئَلَكَ مِنۡهُ مُحَمَّدٌ"۔ یہ حدیث صحیح ہے جس کو امام مسلم نے نقل کیا۔ مذکورہ زیادتی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی ہے جیسے پیچھے آ چکا۔ علامہ الاسنوی نے امام نووی کے قول کا تعاقب کیا اور کہا کہ امام اذرعی نے کہا کہ پہلے ایسا کسی نے نہیں کیا۔ ظاہر بات یہی ہے کہ تشہد پڑھنے والے کے لیے بہتر ہے کہ وہ ایسا درود پڑھے جو مکمل روایت سے ثابت ہو۔ کبھی وہ پڑھ لیا کرے اور کبھی دوسرا مگر تمام درودں کو ملا کر پڑھنے سے تشہد میں ایک نئے طریقہ کو لازم آئے گا حالانکہ کسی ایک حدیث میں بھی ان درودں کا مجموعہ ثابت نہیں۔

ہمارے شیخ کہتے ہیں کہ لگتا ہے کہ ان کا کلام ابن قیم کے کلام سے ماخوذ ہے کیونکہ اس نے لکھا کہ کسی روایت میں بھی مجموعی طور پر تمام درودں کو ملا کر پڑھنے کا ذکر نہیں۔ پس بہتر یہی ہے کہ ہر ایک کو الگ الگ پڑھے کیونکہ اس سے تمام احادیث کے درود پڑھے جائیں گے بخلاف اس کے کہ تمام کو ایک ہی مرتبہ ملا کر پڑھ لے کیونکہ زیادہ گمان یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ملا کر نہیں پڑھا۔ الاسنوی نے یہ بھی کہا کہ شیخ پہ لازم ہے کہ وہ تمام احادیث جمع کریں جو تشہد میں کے باب میں ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس لزوم کی تصریح نہ کرنے کی وجہ سے ان پر یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ایسا کریں۔ ابن قیم نے کہا کہ امام شافعی نے واضح طور پر لکھا کہ تشہد کے الفاظ کا اختلاف قرأۃ کے اختلاف کی طرح ہے اور وہاں کسی امام نے بھی تمام مختلف الفاظ کو جمع کر کے تلاوت کرنے کو مستحب نہیں کہا اگر چہ بعض نے مشق کے وقت ایسا کرنے کو جائز قرار دیا۔ ہمارے شیخ فرماتے ہیں کہ ظاہر بات یہ ہے کہ اگر ایک لفظ دوسرے لفظ کا ہم معنی ہو تو پھر جائز ہے جیسے **ازواجہ اور امہات المومنین**۔ مگر بہتر یہی ہے کہ ہر بار صرف ایک پہ اکتفاء کرے۔ اگر ایک لفظ میں معنی کی زیادتی مستقل ہے اور دوسرے میں نہیں تو اس زیادتی والے لفظ کا پڑھنا اولیٰ ہے اور اس طرح کرنے کو اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ ہوسکتا ہے کہ بعض راویوں نے یاد رکھا اور بعض بھول گئے ہوں۔ اگر معنی میں ایک لفظ دوسرے پر کچھ زیادہ ہے تو پھر احتیاطاً اس لفظ کے پڑھنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ ایک گروہ (جن میں علامہ طبرانی بھی ہیں) نے کہا کہ یہ اختلاف مباح ہے۔ انسان جو لفظ بھی پڑھ دے جائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ وہ لفظ استعمال کرے جو کامل اور فصیح و بلیغ ہو۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرام سے مختلف الفاظ مذکور ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث موقوف ہے اور اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اور ان کی حدیث کے بعد حضرت کعب رضی اللہ عنہ والی حدیث بھی کہ جس سے ان الفاظ کی تعیین پر استدلال کیا گیا جو حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو تعلیم کیے تھے۔ خواہ ہم امر کے وجوب کو مطلق رکھیں یا نماز کے ساتھ مقید کریں۔ درود پاک کی نماز کے ساتھ تقیید امام احمد سے مروی ہے اور ان کے اتباع کے نزدیک واضح یہ ہے کہ درود ابراہیمی واجب نہیں بلکہ دونوں طرح کے الفاظ میں درود بھیجنا جائز ہے۔ ہاں افضلیت میں اختلاف ہوسکتا ہے۔ امام احمد کے نزدیک کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰی اِبۡرَاهِیۡمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبۡرَاهِیۡمَ کے الفاظ واجب نہیں۔ ان سے یہ بھی مروی ہے کہ قاری کو اختیار ہے۔ ان سے اس کے بارے اور بھی مروی ہے۔ شوافع کہتے ہیں کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہ دینا ہی کافی ہے۔ اس بات میں اختلاف ہے کہ کیا وہ صیغہ بھی پڑھنا کافی ہے جو اس مفہوم پر دلالت کرتا ہو۔ جیسے کیا نمازی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کی جگہ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ پڑھ لے؟۔ صحیح یہی ہے کہ جائز ہے کیونکہ دعا خبر کے الفاظ کے ساتھ زیادہ بہتر ہے۔ پس خبر کے الفاظ کے ساتھ پڑھنا بدرجہ اولیٰ جائز ہے۔ صیغوں کی تبدیلی کے قائلین نے تکلیف پر وقف کیا ہے۔

ابن عربی نے اس قول کو ترجیح دی ہے بلکہ ان کا کلام اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ درود پڑھنے والے کے لیے جو ثواب کہا گیا وہ اسے حاصل ہوگا جو امر کے صیغہ کے ساتھ پڑھے گا۔ ہمارے اصحاب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ خبر پر اکتفا جائز نہیں مثلاً کوئی اَلصَّلَاۃُ عَلٰی

مُحَمَّدٍ کہہ دے کیونکہ اس میں صلوۃ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں ۔لفظ محمد کے تعیین میں بھی اختلاف ہے لیکن اسم کے بغیر وصفی نام جیسے النبی اور رسول اللہ پر اکتفا کرنا جائز ہے کیونکہ لفظ محمد کا مکلف بنایا گیا ہے۔لہذا وہ لفظ جائز ہوگا جو اس سے ارفع واعلیٰ ہو۔اس لیے علماء نے فرمایا کہ ضمیر اور لفظ احمد کا ذکر کرنا جائز نہیں۔صحیح روایت کے مطابق تشہد میں بھی النبی اور محمد کے الفاظ آئے ہیں۔جمہور علماء اس لفظ کے جواز کے قائل ہیں جس سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا ہو۔حتیٰ کہ بعض علماء نے فرمایا تشہد میں اگر اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ پڑھا جائے تو یہ بھی جائز ہے۔اسی طرح اگر اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کہا جائے تب بھی جائز ہے بخلاف اس کے کہ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کو پہلے ذکر کیا جائے۔

ہمارے شیخ کہتے ہیں کہ تشہد کے الفاظ میں ترتیب شرط نہیں۔یہی قول اصح ہے لیکن ان کے قول کے مقابل صحابہ کرام کا قول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں تشہد اس طرح سکھایا جیسے قرآن کی صورت سکھاتے تھے اور یہ ایک قوی دلیل ہے۔اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کلمات کو میرے ہاتھ پر شمار کیا۔ہمارے شیخ فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ پر متاخرین سے ایک عالم کی پوری کتاب دیکھی ہے۔جمہور علماء کے اس پر اکتفا کرنے کی دلیل نص قرآنی صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا ہے۔پھر جب صحابہ کرام نے درود کی کیفیت پوچھی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں سکھائی۔الفاظ کی نقل میں اختلاف کی وجہ سے صرف ان الفاظ پر اکتفا کیا گیا جن پر روایات متفق ہیں اور زائد کو چھوڑ دیا گیا جیسا کہ تشہد میں ہوا۔اگر متروک واجب ہوتا تو اس سے سکوت نہ کیا جاتا۔ابن الفرکاح نے الاقلید میں لکھا کہ جمہور کا اس کی کم از کم مقدار اور اس کو مسمیٰ بالصلاۃ بنانا دلیل کا محتاج ہے کیونکہ صحیح احادیث میں اقتصار نہیں۔جن احادیث میں مطلق صلاۃ کا ذکر ہے ان میں بھی کوئی ایسی چیز نہیں جو نماز میں واجب درود کی طرف اشارہ کرے اور روایت میں کم از کم وارد مقدار یہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ۔الفوارنی نے صاحب الفروع سے لفظ ابراهیم کے وجوب میں دو وجوہات نقل کی جن کو میں عنقریب ذکر کروں گا۔ جنہوں نے عدم وجوب کا قول کیا ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اس کے ذکر کے بغیر ہے کہ وہاں صرف صَلُّوْا عَلَيَّ وَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ کے الفاظ آئے ہیں۔ہمارے شیخ کہتے ہیں کہ اس میں نظر کیونکہ بعض روایات میں اختصار ہوتا ہے۔نسائی نے اس طریق سے مکمل تخریج کی جیسا کہ طحاوی نے جس کا ذکر پیچھے ذکر ہو چکا۔

## اس میں کیا حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں درود پڑھنے کا حکم دیا اور ہم اس کو کہتے ہیں (صَلِّ کہ تو پڑھ)

میں نے امیر المصطفیٰ ترکمانی کے مقدمة ابی اللیث کی شرح میں پڑھا کہ اگر سوال کیا جائے کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے کا حکم دیا اور ہم کہتے ہیں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ اے اللہ! تو ان پر اور آل محمد پر درود بھیج یعنی ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ درود بھیجے ہم نہیں پڑھتے۔بندے کو اُصَلِّيْ عَلٰى مُحَمَّدٍ کہنا چاہیے تھا کہ میں پڑھتا ہوں۔اس کا جواب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے طاہر اور پاکیزہ ہیں جہاں نقص کا گمان بھی نہیں اور ہم نقص اور عیب والے۔پس طیب و طاہر ذات کی تعریف وہ کیسے کرے جو خود عیب والا ہو؟ اس لیے ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ وہ درود بھیجے تاکہ پاک رب کی طرف سے پاک نبی پر درود ہو جائے۔المرغینانی نے بھی یہی کہا۔نیشاپوری کی کتاب اللطائف والحکم میں بھی اسی طرح رقم ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ بندے کو صَلَّيْتُ عَلٰى مُحَمَّدٍ کہنا کافی نہیں کیونکہ وہ درود بھیجنے سے قاصر ہے بلکہ وہ اپنے رب سے سوال کرے کہ وہ ان پہ پر درود بھیجے تاکہ غیر کی زبان سے صلاۃ ہو جائے۔اس صورت میں حقیقی درود پڑھنے والا اللہ تعالیٰ ہوتا ہے اور بندے کی طرف نسبت سوال کی وجہ سے

مجازی ہوتی ہے۔ ابن ابی حجلہ نے اس حکمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ امت کو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کی تعلیم دینے میں ایک خاص حکمت ہے کہ ہمیں درود بھیجنے کا حکم ملا لیکن ہم شان رسالت کو کما حقہ نہیں جانتے اور نہ اس کا حق ادا کر سکتے ہیں۔ تو اس عاجزی کا اعتراف کرتے ہوئے ہم نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ تو ان کی شان کو سب سے زیادہ جاننے والا ہے کہ وہ کس صلاۃ کے مستحق ہیں اس لیے تو ہی ان پہ پر صلاۃ بھیج۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی کہے میں تیری تعریف بیان نہیں کر سکتا۔ لہذا اے مخاطب! جب تمہیں درود وسلام کی اہمیت معلوم ہو گئی ہے تو اب ان پہ اس طرح درود پیش کر جیسے تجھے حکم ملا۔ اس سے تیری عزت آپ ﷺ کی بارگاہ میں زیادہ ہو جائے گی۔ پس کثرت سے درود پڑھ اور ہمیشہ پڑھتا رہ۔ تمام روایات کو جمع کر کے پڑھ کیونکہ کثرت سے درود پڑھنا محبت کی نشانی ہے۔ جو جس سے محبت کرتا ہے اُسی کا ذکر کرتا ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ تم میں سے کسی کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ میں اسے اس کے والد، بیٹے اور تمام لوگوں سے محبوب نہ ہو جاؤں۔ اب ان چند فصلوں کا بیان کہ جن پر ہم پہلے باب کا اختتام کریں گے۔

## پہلی فصل: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ

یہ فصل اس بارے میں ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے قول اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ (یعنی سلام کا تو پتا ہے درود کس طرح پڑھیں؟) سے کیا مراد ہے؟ تو اس سے مراد وہ سلام ہے جو صحابہ کرام کو تشہد میں پڑھنے کے لیے تعلیم دیا گیا تھا یعنی اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهٗ۔ اور كَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْكَ سے کیا مراد ہے؟۔ بعض کے مطابق تشہد والے درود کے متعلق سوال تھا۔ یہ قول امام بیہقی کا ہے۔ اور ہمارے شیخ فرماتے ہیں السلام کی تفسیر اس مفہوم کے ساتھ ظاہر ہے۔ ابن عبد البر نے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ اس سلام سے مراد وہ سلام ہو جس سے ساتھ انسان نماز سے فارغ ہوتا ہے۔ پھر فرماتے ہیں پہلا قول اظہر ہے۔ قاضی عیاض اور دوسرے علماء نے بھی اسی طرح کا قول ذکر کیا۔ بعض علماء نے اس احتمال رد کیا کہ آخری سلام اتفاقاً ان الفاظ کے ساتھ مقید نہیں۔ ہمارے شیخ کا کہنا ہے کہ اس میں نظر ہے کیونکہ امام مالک کی متبع ایک پوری جماعت کا اس بات پہ یقین ہے کہ نمازی کے لیے مستحب ہے کہ نماز سے فارغ ہوتے وقت اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ کہے۔ قاضی عیاض کے علاوہ کئی علماء نے یہی کہا۔ میں کہتا ہوں حضور ﷺ پر درود پڑھنے کی فضیلت کے متعلق بہت سی حدیثیں ہیں جو گذشتہ اور آمدہ کے علاوہ ہیں۔ ایک حدیث جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول ﷺ کو یہ فرماتے سُنا کہ جس رات مجھے بعثت ملی تو میں جس درخت اور پتھر کے پاس سے گزرتا تو وہ کہتا تھا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللهِ۔ حدیث یعلیٰ بن مرۃ میں ہے کہ ہم رسول ﷺ معیت میں سفر میں تھے۔ ہم نے ایک جگہ قیام کیا۔ حضور ﷺ محو استراحت ہو گئے۔ ایک درخت زمین کو چیرتے ہوئے آیا اور آپ ﷺ پر سایہ فگن ہو گیا اور تھوڑی دیر بعد اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ جب حضور ﷺ بیدار ہوئے تو میں نے درخت کا ماجرا عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس درخت نے مجھ پر سلام کی اجازت طلب کی۔ جب اجازت ملی تو ایسا کیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مکہ مکرمہ میں میری بعثت سے پہلے مجھ پر سلام کرتا تھا اور اب بھی اسے پہچانتا ہوں۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ مکہ پاک میں ایک پتھر بعثت کی راتوں میں مجھے سلام کرتا تھا جب بھی میں اس کے پاس سے گزرتا اور میں اب بھی اسے پہچانتا ہوں جب اس کے پاس سے گزرتا ہوں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ جبرائیل نے حضور ﷺ کو وضو کے طریقے سے آگاہ کیا۔

آپ ﷺ نے وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی۔ جب واپس لوٹے تو جس پتھر اور سنگریزے کے پاس سے گزرتے وہ کہتا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللهِ۔

ہم نے ان احادیث کی تخریج نہیں کی کیونکہ یہ ہماری کتاب کی شرائط میں داخل نہیں۔ قاضی عیاض نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی تشہد میں یہ الفاظ ذکر کیے ہیں،

"اَلسَّلَامُ عَلٰى نَبِيِّ اللهِ، اَلسَّلَامُ عَلٰى اَنْبِيَآءِ اللهِ وَرُسُلِهِ اَلسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ مَنْ غَابَ مِنْهُمْ وَ شَهِدَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِمُحَمَّدٍ وَّ تَقَبَّلْ شَفَاعَتَهٗ وَ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَيْتِهٖ وَ اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَ مَا وَلَدَا وَ ارْحَمْهُمَا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ"

''اللہ کے نبی پر سلام ہو، سلام ہو اللہ کے انبیاء اور رسولوں پر، سلام ہو اللہ کے رسول پر، سلام ہو محمد بن عبداللہ پر، سلام ہو ہم پر اور مومن مردوں اور عورتوں غائب اور موجود سب پہ۔ اے اللہ! آپ کی شفاعت قبول فرما اور مغفرت فرما آپ کے اہل بیت کی اور میری اور میرے والدین کی اور جن کو انہوں نے جنا۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ سلام ہو اے نبی پاک! آپ پہ اور اللہ کی رحمت ہو اور اس کی برکتیں ہوں''

## کیا آپ ﷺ پہ سلام عرض وجوب تک پہنچتا ہے؟

جاننا چاہیے کہ کئی مقامات پر آپ ﷺ کی ذات اقدس پر سلام پڑھنا واجب کی حیثیت رکھتا ہے۔ آخری تشہد میں سلام پڑھنا واجب ہے۔ اس پر امام شافعی نے نص قائم کی۔ الحلیمی نے نقل فرمایا کہ آپ ﷺ کے ذکر کے وقت آپ ﷺ پر سلام پڑھنا واجب ہے۔ شفاء شریف میں القاضی ابوبکر ابن بکیر سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا نازل فرما کر صحابہ کرام اور بعد والے لوگوں کو نبی ﷺ پہ درود پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ لہذا جب نبی کریم ﷺ کے مزارِ اقدس پر حاضری نصیب ہو یا آپ ﷺ کا ذکر ہو تو ضرور سلام عرض کرو۔ الطرطوشی مالکی کی رائے بھی یہی ہے کہ سلام پڑھنا واجب ہے۔ ابن فارس اللغوی نے صلوٰۃ وسلام دونوں کی فرضیت کو برابر کہا ہے۔ مزید فرماتے ہیں جس طرح درود پڑھنا فرض ہے اس طرح سلام بھی فرض ہے کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ نظر ماننے سے بھی آپ ﷺ پر سلام عرض کرنا واجب ہو جاتا ہے کیونکہ سلام عظیم عبادات اور قربت کے اسباب میں سے ہے۔ کسی مالکی و حنفی کا اس کے خلاف قول نہیں۔ صاحب الشفاء نے کہا ہے کہ ابن وہب سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے مجھ پر دس بار سلام عرض کیا گویا اس نے ایک گردن آزاد کی۔ اس کی فضیلت کا ذکر دوسرے باب میں حدیث ابوبکر کے ضمن میں ہوگا۔ سلام کے معنی میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض کے ہاں یہ اللہ تعالیٰ کا اسم ہے جس کا مطلب یہ ہے ثمرات و برکات سے آپ خالی نہ ہوں اور مصیبتوں اور آفتوں سے امن میں رہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اسم کو کاموں میں خیر و برکت جمع کرنے اور خلل اور فساد کو دور کرنے کیلئے توقع اور امید کے لیے ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ احتمال بھی ہوسکتا ہے کہ یہ سلام کے معنی میں ہو اور مقصد یہ ہو کہ تجھ پر اللہ کا فضل اور سلامتی کا ہو۔ سلام کا السلام کے معنوں ہونا ایسے ہی ہے جیسے مقام ومقامه اور سلام وسلامه۔ یعنی اللہ تعالیٰ تجھے مذمت ونقائص سے محفوظ کرے۔ جب تو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ کہتا

ہے تو گویا تیری مراد ہے اے اللہ! نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت، امت اور ذکر کو ہر نقص اور عیب سے سلامت رکھ اور آپ کی دعوت میں بتدریج اضافہ فرما۔ آپ کی امت کو مزید بڑھا اور آپ کے ذکر کو بلند فرما۔ ان دونوں مفہوموں کو امام بیہقی نے ذکر کیا۔ پھر کہتے ہیں کہ کوئی ایسا امر لاحق نہ ہو جو کسی وجہ سے بھی کمزوری و کمی کی وجہ بنے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے السلام بمعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسالمہ کے لیے ہو اور انقیاد جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے " فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا آپ کے رب کی قسم وہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے جب تک آپ کو اپنے جھگڑوں میں حَکَم نہ مان لیں اور آپ کے فیصلوں کو کھلے دل سے تسلیم نہ کریں"۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ السلام علیك ذکر فرمایا السلام لك کیوں نہیں فرمایا؟ اس کا جواب یہ ہے اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے اور اللہ کا فیصلہ بندے میں بادشاہ اور سلطان کی حیثیت سے نافذ ہے جو اس پر مکمل طور پر غالب ہے۔ گویا اللہ کا تجھ پر سلامتی کا فیصلہ اللہ کا تیری خاطر سلامتی کا فیصلہ کرنے کی مثل ہے۔

## دوسری فصل: صحابہ کرام کے قول كَيْفَ سے کیا مراد ہے؟

اس میں بھی اختلاف ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ یہ سوال اس صلاۃ کے معنی کے متعلق تھا جس کا انہیں حکم تھا اور ان الفاظ کے متعلق تھا جن کے ساتھ صلاۃ پڑھی جائے۔ اور بعض نے کہا اس سے سوال صلاۃ کی صفت کے متعلق تھا۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد صَلُّوْا عَلَيْهِ میں صلاۃ کا حکم رحمت، دعا اور تعظیم اور ان تمام کا احتمال رکھتا تھا اس لیے صحابہ نے عرض کی کہ ہم کن الفاظ میں صلاۃ عرض کریں؟ بعض مشائخ نے یہی کہا اور الباجی نے بھی اس قول کو ترجیح دی کہ سوال صفت صلاۃ سے متعلق تھا نہ جنس صلاۃ کے متعلق۔ حضرت شیخ کہتے ہیں یہی اظہر ہے کیونکہ کیف کا ظاہر استعمال صفت میں ہوتا ہے اور جنس کے متعلق سوال مَا کے ساتھ ہوتا ہے۔ علامہ قرطبی نے بھی اس قول پر جزم کیا ہے اور کہا کہ یہ اس شخص کا سوال ہے جس نے اصل سمجھ لی لیکن کیفیت اس پر مشکل ہوگئی۔ صحابہ کرام نے صلاۃ کی مراد جان لی تھی پھر اس کی اُس صفت کو دریافت کیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے لائق ہوتا کہ وہ اُسے ہی استعمال کریں۔ صحابہ کرام کو اس کی کیفیت پر ابھارنے والی چیز وہ سلام تھا جو اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهُ کے مخصوص الفاظ میں تھا۔ انہوں نے سوچا کے صلاۃ بھی مخصوص الفاظ میں ہوگی تو انہوں نے نص پر آگاہ ہونے کے امکان سے قیاس چھوڑ دیا۔ خصوصی اذکار کے الفاظ میں قیاس کو ترک کرنا پڑتا ہے۔ عمومی اذکار قیاس سے خارج ہوتے ہیں۔ پس معاملہ وہی ہوا جو صحابہ کرام نے سمجھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سلام کی طرح نہیں بلکہ ایک نئی صورت بتائی۔

## تیسری فصل: اَللّٰهُمَّ کی تحقیق؟

اَللّٰهُمَّ اکثر دعا میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کا معنی ہے اے اللہ! اس کے آخر میں م حرف ندا کے قائم مقام ہے۔ اس کے ساتھ غفور الرحیم کہنا جائز نہیں ہے بلکہ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَ ارْحَمْنِيْ کہا جائے۔ اس پر حرف ندا داخل نہیں ہوگا مگر شاذ ہی، جیسے الراجز کا قول ہے

اِنِّيْ اِذَا مَا حَادِثٌ اَلَمَّا اَقُوْلُ يَآ اَللّٰهُمَّ يَآ اَللّٰهُمَّ

ندا کے وقت اس اسم کو ہمزہ قطعی اور ل کی تفخیم کے وجوب کے ساتھ مختص کیا گیا ہے۔ فراء اور کوفیوں میں سے اس کا متبعین کا قول یہ ہے کہ اصل میں یا اللہ تھا۔ یا کو حذف کر دیا گیا۔ اور بعض علماء کے قریب "م" "آمَنَّا بِخَيْرٍ" کے جملے سے ماخوذ ہے۔ بعض نے فرمایا یہ "م" زیادہ ہے جیسا الزرقہ کو شدید زرق کی وجہ سے زرقم کہا جاتا ہے۔ یہاں عظمت کیلئے ذکر کیا گیا۔ بعض علماء نے فرمایا یہ اس "و" کی طرف ہے جو جمع پر دلالت کرتی ہے گویا دعا مانگنے والا عرض کرتا ہے اے وہ ذات! جو تمام اسماء حسنیٰ کی مالک ہے۔ "م" پہ شد بھی اسی لیے ہے تاکہ

علامت جمع کے عوض پر دلالت کرے۔ حضرت حسن بصری سے اَللّٰهُمَّ کا معنی مجتمع الدعاء مروی ہے۔ حضرت النضر بن شمیل سے مروی ہے کہ جس نے اَللّٰهُمَّ کہا یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء حسنیٰ کے واسطہ سے سوال کیا۔ ابو رجاء العطاروی سے مروی ہے کہ اَللّٰهُمَّ کے میم میں اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسماء حسنیٰ کا جامع ہے۔

## چوتھی : فصل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء کے بیان میں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء میں مشہور ترین اسم محمد ہے۔ قرآن مجید میں کئی مقامات پر اس کا ذکر آتا ہے مثلاً (۱) مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ (۲) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (۳) وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ۔ یہ حمد کی صفت منقولی ہے جس کے معنی محمود ہے اور اس میں مبالغہ ہے۔ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں علی بن زید سے نقل فرمایا ہے کہ ابو طالب نے سرکار دو جہان کی یوں مدح سرائی فرمائی ہے۔

وَ شَقَّ لَهٗ مِنْ اِسْمِهٖ لِيُجِلَّهٗ　　فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَ هٰذَا مُحَمَّدٌ

اس نے تعظیم کی خاطر اس کے نام کو اپنے نام سے مشتق کیا پس عرش والا محمود ہے اور یہ محمد ہے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس نام سے موسوم کیا گیا کیونکہ آپ اللہ، فرشتوں، مرسلین اور تمام اہل زمین کے نزدیک محمود ہیں۔ اگرچہ بعض نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار بھی کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس میں ایسی صفات ہیں جو ہر عاقل کے نزدیک محمود ہیں اگرچہ وہ اپنے عناد، جہالت، سرکشی کی وجہ سے اس کا انکار بھی کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی حمد سے متصف ہیں جو کسی غیر کو میسر نہیں۔ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی محمد اور احمد ہے اور آپ کی امت حمادون ہے جو ہر غم اور خوشی میں اللہ کی حمد کرتے ہیں۔ آپ نے تمام لوگوں سے پہلے اپنے رب تعالیٰ کی حمد فرمائی۔ آپ کی اور آپ کی امت کی صلاۃ حمد سے شروع ہوتی ہے اور خطبہ بھی حمد سے شروع ہوتا ہے۔ اسی لوح محفوظ میں آپ کی حمد سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفاء اور اصحاب اپنے مصاحب کو حمد سے شروع کرتے تھے۔ قیامت کے روز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں میں لواء الحمد ہوگا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت کی غرض سے اپنے رب تعالیٰ کے حضور سجدہ کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذن شفاعت ملے گا تو اپنے رب کی ایسی حمد فرمائیں گے جو آپ کو القاء ہوگی۔ آپ صاحب مقام محمود ہیں جن پر پچھلے اور اگلے تمام لوگ رشک کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔ جب آپ اس مقام محمود پر فائز ہوں گے تو اہل موقف مسلم، کافر، اگلے پچھلے سب آپ کی حمد کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تمام معانی اور اقسام حمد کی جمع تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خصائل و کمالات کے ساتھ محمود تھے کہ جن کی برکت سے زمین ہدایت و ایمان سے بھر گئی اور علم نافع اور عمل صالح سے لبریز ہوگئی، بند دل کھل گئے، زمین سے ظلمت دور گئی، اہل زمین شیطان، شرک اور کفر سے محفوظ ہو گئے، جہالت دور ہوگئی حتیٰ کے آپ کے متبعین نے دنیا اور آخرت کی سعادت پالی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام اہل زمین کو پہنچا جتنی کہ انہیں ضرورت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے لوگوں پہ کرم کیا اور ان سے اندھیرے دور ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے موت کے بعد زندگی اور گمراہی کے بعد ہدایت ملی۔ جہالت کو معرفت ملی، قلت کثرت میں بدلی، افلاس کو تمنا میں بدل دیا، گمنامی کے بعد رفعت، نکارت کے بعد شہرت اور فرقت کے بعد ملاقات ہوئی، بکھرے دلوں میں الفت ڈال دی، اور متفرق امتوں کو ایک کلمے کے تحت جمع کر دیا۔ آنکھ کو نور ملا، کانوں کو سماعت ملی، گمراہ دلوں کو نور ملا، لوگوں کو آپ کی وجہ سے اللہ کی وہ معرفت ملی کہ جتنی ان کی طاقت تھی۔ ہمیشہ ہمیشہ اور بار بار مختصر اور طویل ہر طرح اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام، صفات اور اسماء کا ذکر فرمایا تا کہ مومن بندوں کے دلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت روشن ہوگئی۔ شبہات دور ہو گئے۔ آپ کی عظمت ایسے چمکی جیسے چودھویں کا چاند۔ اس تعریف میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کے لیے نہ اولین اور نہ ہی

آخرین کے لیے کوئی گنجائش چھوڑی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جوامع الکلم عطا فرمائے جن کی وجہ سے اولین و آخرین میں ہر متکلم سے ان کو مستغنی کر دیا ہے۔ کیا یہ تعریف کافی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اَوَلَمۡ یَکۡفِہِمۡ اَنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ یُتۡلٰی عَلَیۡہِمۡ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَرَحۡمَۃً وَّ ذِکۡرٰی لِقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ کیا ان کے لیے کافی نہیں کہ ہم نے آپ پہ ایک کتاب نازل کی جس کی آیات ان پہ تلاوت کی جاتی ہیں اور اس میں رحمت، ذکر اور شفا ہے اس قوم کے لیے جو ایمان لائے۔

تورات میں آپ کی صفت یوں ہے کہ محمد میرا بندہ اور میرا رسول ہے میں نے اس کا نام المتوکل رکھا جو نہ تند مزاج، نہ سخت دل اور نہ بازاروں میں غوغا کرنے والا ہے۔ جو برائی کا بدلہ نہیں بلکہ معاف کر دیتا ہے۔ بیشک دینا اس کا شیوہ ہے۔ میں اسے اپنی جناب میں نہ بلاؤں گا حتیٰ کے اس کی برکت سے بگڑی قوم درست کرلوں۔ میں اس کے ذریعے اندھی نگاہوں کو روشن کروں گا۔ بہرے کانوں کو سننے کی قوت بخشوں گا۔ گمراہ دلوں کو منور کروں گا حتیٰ کہ وہ کہنے لگیں گے "لا الہ الا اللہ"۔ میرا محبوب تمام مخلوق سے زیادہ رحیم ہے اور ان کے لیے مہربان ہے۔ دنیا اور دین میں ان کے لیے فائدہ مند ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے۔ زیادہ کلام کو مختصر الفاظ سے بیان کرنے میں سب آگے ہے۔ سب سے زیادہ صبر کرنے والا ہے۔ ملاقات کے وقت سب سے زیادہ سچا ہے۔ عہد اور ذمہ داری کو سب سے زیادہ پورا کرنے والا ہے۔ احسان کا سب سے زیادہ بدلا دینے والا ہے۔ انتہائی تواضع اور تمام سے زیادہ اپنے نفس پر ایثار کرنے والا ہے۔ اپنے ساتھیوں کے لیے احساس کرنے والا، حمیت رکھنے والا اور ان کا دفاع کرنے والا ہے۔ مَامُور بہ امور کو بجالانے والا اور مُنْھی عنہ امور سے رکنے والا ہے۔ سب سے زیادہ صلہ رحمی والا ہے۔ بہت سی ایسی صفات کا مالک ہے جو حقیقت میں صفات کمالیہ ہیں۔ آپ ﷺ کی صفات کا شمار ممکن نہیں ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما کثیرا

قاضی عیاض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد اور احمد دونوں ناموں کو آپ ﷺ سے پہلے اپنی حفاظت میں رکھا۔ کسی نے بھی یہ دو نام نہیں رکھے۔ احمد نام کا ذکر سابقہ کتب میں تھا۔ جس کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی تو اس کی خاطر اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے ہر کسی کو یہ نام رکھنے سے روکا۔ آپ سے پہلے کسی نے دعویٰ ہی نہیں کیا تاکہ کمزور دل میں شک کا شائبہ تک داخل نہ ہو۔ محمد عرب و عجم میں کسی کا نام بھی نہ تھا مگر جب آپ ﷺ کی پیدائش سے پہلے یہ مشہور ہو گیا کہ ایک نبی اس نام کا معبوث ہونے والا ہے تو عربوں کے کئی افراد نے اپنے بیٹوں کے نام محمد رکھے اس امید پر کہ ہو سکتا ہے وہ ہمارا بچہ ہی ہو۔ پھر چھ ایسے اشخاص کا ذکر کیا جن کا نام محمد تھا۔ کہتے ہیں ساتواں کوئی نہ تھا۔ پھر فرماتے ہیں اس نام کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو اس بات سے محفوظ رکھا کہ وہ خود نبوت کا دعویٰ کرتا یا کوئی اور اس کی نبوت کا دعویٰ کرتا یا کوئی ایسا سبب ظاہر ہوتا جو اس بات کو مشکوک بنا تا حتیٰ کہ آپ ﷺ کیلئے یہ عظمت متحقق ہو گئی اور کسی نے ان دونوں عظمتوں میں جھگڑا نہیں کیا۔ ابو عبداللہ بن خالویہ نے اپنی کتاب میں اور السہیلی نے الروض میں لکھا کہ حضور ﷺ سے پہلے صرف ایک شخص کا نام محمد تھا۔ لیکن ہمارے شیخ فرماتے ہیں یہ حصر نا قابل قبول ہے۔ تعجب تو اس بات پر ہے کہ السہیلی قاضی عیاض سے متاخر طبقہ سے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ علامہ السہیلی قاضی عیاض کی کلام پر آگاہ نہ ہوں۔ میں نے ایک الگ کتاب میں وہ سارے نام لکھے ہیں کہ جن کا نام محمد تھا۔ ان کی تعداد بیس تک ہے۔ مگر بعض میں تکرار ہے اور بعض کے متعلق صرف وہم ہے مگر پندرہ اشخاص کا نام واقعی محمد تھا۔ ان میں سے مشہور یہ تھے۔ (۱) محمد بن عدی ابن ربیعہ بن سواۃ بن جشم بن سعد بن زید مناۃ تیم التیمی السعدی۔ (۲) محمد بن احیحہ بن الجلاح۔ (۳) محمد بن اسامہ بن مالک بن حبیب بن العنبر۔ (۴) محمد بن البراء بعض نے البرین کہا ہے وطریف بن عتوارۃ بن عامر بن بکر عبد مناۃ بن کنانہ البکری بن العتواع۔ (۵) محمد بن الحاث بن خدیج حویض۔ (۶) محمد بن حرماز بن مالک الیعمری۔ (۷) محمد بن حمران بن ابی حمران ربیعہ بن مالک الجعفی المعروف بالشویعر

(ع،ص)۔(۸) محمد بن خزاعی بن علقمہ بن خزابہ السلمی من بنی ذکوان (ع)۔(۹) محمد بن خوالی الہمدانی (ع)۔(۱۰) محمد بن سفیان بن مجاشع۔(۱۱) محمد بن یحمد الازدی۔(۱۲) محمد بن یزید بن عمرو بن ربیع۔(۱۳) محمد الاسیدی۔(۱۴) محمد الفقمی۔ان تمام نے زمانہ اسلام نہیں پایا سوائے پہلے اور چوتھے کے۔پہلے محمد کی خبر کے سیاق سے ان کے اسلام کا پتہ ملتا چلتا ہے اور چوتھے صحابی تھے۔قاضی عیاض نے محمد بن مسلمہ الانصاری کا ذکر کیا ہے حالانکہ اس کا ذکر نہیں کرنا چاہیے تھا کیونکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیس سال سے زائد عرصہ بعد پیدا ہوا۔لیکن قاضی عیاض نے اپنی پہلی کلام کے متصل محمد بن یحمد کا ذکر کیا پس ان کے شمار میں ان کے ساتھ چھ ہوئے اور ساتواں کوئی نہیں ہے۔میں نے ان ناموں پر کہیں (ع) اور کہیں (ص) لکھا ہے۔(ص) ان ناموں کے ساتھ ہے جن کو سہیلی نے ذکر کیا ہے۔

یہاں ایک لطیفہ نکتہ یہ ہے کہ سُبْحَانَ اللهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ آدمیوں کا افضل ترین کلام ہے اور افضل ترین ذکر احمد ہے کیونکہ یہ کلمہ اوپر والے چاروں معنی کا جامع ہے اس میں تین مذکور بالا معانی بھی ہیں اور ایک معنی کی زیادتی بھی۔گویا یہ ان سے اعم ہے کیونکہ التسبیح مقام تنزیہ یعنی نقائص کی نفی کرنا، التہلیل مقام توحید ہے یعنی شرک کی نفی کرنا اور التکبیر کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام حمدوں سے بلند ہے جو لوگ سمجھتے ہیں۔اس کے حقیقت کے ادراک تک کسی بشر کا پہنچنا ممکن ہی نہیں ہے۔اس لیے تکبیر کو کسی چیز کی طرف نسبت کئے بغیر ذکر کیا جاتا ہے یعنی وہ بڑا ہے ہر اس چیز سے جو دل میں کھٹکتی ہے اور خیال سے گزرتی ہے۔کسی اعتبار سے بھی اس کا ادراک نہیں ہوسکتا اور اسے سمجھا نہیں جاسکتا۔احمد کا کلمہ تمام محامد کے اثبات کو مکمل کرتا ہے اس میں تنزیہ، توحید اور صفات کمال میں سے ہر چیز داخل ہے۔اس میں تمام نقائص کی نفی اور ہر چیز کا اثبات ہے جس سے عقلیں قاصر ہیں۔پس احمد کا کلمہ اس اعتبار سے چاروں معانی کو شامل اور مکمل ہے۔یہ امت بھی حمد کے لیے مخصوص ہے جس طرح ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حمد کی صفت سے موصوف ہیں۔اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کو لواء الحمد کا نام دیا جس کے نیچے آدم و بنی آدم تمام جمع ہوں گے۔حمد کے عظیم موقع پر دلالت کرنے والی یہ چیز بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حمد کا الہام فرمائے گا جب آپ سجدہ کئے ہوئے ہوں گے۔

## نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء مبارکہ

ابن دحیہ نے اپنی تصنیف الاسماء النبوی میں لکھا ہے کہ بعض علماء نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء کی تعداد اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کی تعداد 99 کے برابر ہے۔پھر کہتے ہیں اگر کوئی مزید جستجو کرے تو یہ تعداد تین سو ہے۔ابن دحیہ نے اپنی تصنیف میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء کا تعین بھی کیا جو قرآن مجید یا اخبار میں ہیں۔اور ان الفاظ کا ضبط اور معانی کی شرح بھی کی اور اپنی عادت کے مطابق بہت سے فوائد کا بھی اضافہ بھی کیا۔وہ اسماء جو انہوں نے ذکر کیے ہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ وصفی نام ہیں۔اور جو بطور تسمیہ تھے ان کو ذکر نہیں کیا۔ابن عربی نے شرح ترمذی میں بعض صوفیاء سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ کے بھی ہزار نام ہیں اور نبی پاک کے بھی۔میں نے ان اسماء کو جمع کیا ہے جو قاضی، ابن عربی، ابن سید الناس، ابن، الربیع بن سبع، مغلطای اور الشرف البارزی (جو انہوں نے توثیق الایمان میں اپنے والد سے نقل کئے ہیں) اور البرهان الحلب اور اپنے شیخ جو کچھ ملا اس کو جمع کر دیا ہے اور معجم کے طریقہ پر ترتیب دیا ہے۔وہ اسماء یہ ہیں ۱۔الابر باللہ ۲۔الابطح ۳۔اتقی للہ ۴۔اجود الناس ۵۔اتقی الناس ۶۔الاحد ۷۔احسن الناس ۸۔احمد ۹۔احید امۃ عن النار ۱۰۔الاحذ بالحجرات ۱۱۔الاخذ الصدقات ۱۲۔الاخشی للہ ۱۳۔الآخر ۱۴۔اذن خیر ۱۵۔ارجح الناس ۱۶۔ارحم الناس ۱۷۔ارحم الناس بالعیال ۱۸۔اشجع الناس ۱۹۔الاصدق فی اللہ ۲۰۔اطیب الناس ریحا ۲۱۔الاعز ۲۲۔الاعلم باللہ ۲۳۔اکثر الانبیاء تبعا ۲۴۔اکرم الناس ۲۵۔اکرم ولد

آدم ۲۶۔امام الخیر ۲۷۔امام المرسلین ۲۸۔امام المتقین ۲۹۔امام النبیین ۳۰۔الامام ۳۱۔الامر ۳۲۔الامن ۳۳۔آمن اصحابہ ۳۴۔الامین ۳۵۔الامی ۳۶۔انعم اللہ ۳۷۔الاول ۳۸۔اول شافع ۳۹۔اول المسلمین ۴۰۔اول مشفع ۴۱۔اول المومنین ۴۲۔البارقلیط ۴۳۔الباطن ۴۴۔البرھان ۴۵۔البرقیطس ۴۶۔البشر ۴۷۔بشریٰ عیسٰی ۴۸۔البشیر ۴۹۔البصیر ۵۰۔البلیغ ۵۱۔البیان ۵۲۔بیان البینہ ۵۳۔التالی ۵۴۔التذکرہ ۵۵۔التقی التنزیل ۵۶۔التھامی ۵۷۔ثانی اثنین ۵۸۔الجبار ۵۹۔الجد ۶۰۔الجواد ۶۱۔حاتم ۶۲۔الحاشر ۶۳۔الحافظ ۶۴۔الحاکم بماارادالله ۶۵۔الحامد ۶۶۔حامل لواء ۶۷۔الحبیب ۶۸۔حبیب الرحمن ۶۹۔حبیب اللہ ۷۰۔الحجازی ۷۱۔الحجۃ ۷۲۔الحجۃ البالغہ ۷۳۔حرزالامین ۷۴۔الحرمی ۷۵۔الحریص علی الایمان ۷۶۔الحفیظ ۷۷۔الحق ۷۸۔الحکیم ۷۹۔الحلیم ۸۰۔حماد ۸۱۔حمطایاحمیاطا ۸۲۔حمعسق ۸۳۔ الحمید ۸۴۔الحنیف ۸۵۔خاتم النبیین ۸۶۔الخاتم ۸۷۔الخازن لمال اللہ ۸۸۔الخاشع ۸۹۔الخاضع ۹۰۔الخالص ۹۱۔الخبیر ۹۲۔خطیب الانبیاء ۹۳۔خلیل الرحمن ۹۴۔خلیل اللہ ۹۵۔خیرالانبیاء ۹۶۔خیرالبریہ ۹۷۔خیرخلق اللہ ۹۸۔خیرالعالمین ۹۹۔خیرالناس ۱۰۰۔خیرالنبیین ۱۰۱۔خیرۃ الامہ ۱۰۲۔خیرۃ اللہ ۱۰۳۔دارالحکمہ ۱۰۴۔الداعی الی اللہ ۱۰۵۔دعوۃ ابراھیم ۱۰۶۔دعوۃ النبیین ۱۰۷۔الدلیل ۱۰۸۔الذاکر ۱۰۹۔الذکر ۱۱۰۔ذوالحق المورد ۱۱۱۔ذوالحوض المورد ۱۱۲۔ذوالخلق العظیم ۱۱۳۔ذوالصرط المستقیم ۱۱۴۔ذوالقوہ ۱۱۵۔ذوالمعجزات ۱۱۶۔ذوالمقام المحمود ۱۱۷۔ذوالوسیلہ ۱۱۸۔الراضع ۱۱۹۔الراضی ۱۲۰۔الراغب ۱۲۱۔الرافع ۱۲۲۔راکب البراق ۱۲۳۔راکب البعیر ۱۲۴۔راکب الجمل ۱۲۵۔راکب الناقہ ۱۲۶۔راکب النجیب ۱۲۷۔الرحمۃ ۱۲۸۔رحمۃ الامہ ۱۳۰۔رحمۃ للعالمین ۱۳۱۔رحمۃ مھداۃ ۱۳۲۔الرحیم ۱۳۳۔الرسول ۱۳۴۔رسول الراحۃ ۱۳۵۔رسول الرحمۃ ۱۳۶۔رسول اللہ ۱۳۷۔رسول الملاحم ۱۳۸۔الرشید ۱۳۹۔رفیع الذکر ۱۴۰۔الرقیب ۱۴۱۔روح الحق ۱۴۲۔روح القدس ۱۴۳۔الرؤف ۱۴۴۔الزاھد ۱۴۵۔زعیم الانبیاء ۱۴۶۔الزکی ۱۴۷۔الزمزمی ۱۴۸۔زین من فی القیامہ ۱۴۹۔السابق بالخیرات ۱۵۰۔سابق العرب ۱۵۱۔الساجد ۱۵۲۔سبل اللہ ۱۵۳۔السراج ۱۵۴۔السعید ۱۵۵۔السیع ۱۵۶۔السلام ۱۵۷۔سیدولدآدم ۱۵۸۔سیدالمرسلین ۱۵۹۔سیدالناس ۱۶۰۔سیف اللہ المسلول ۱۶۱۔الشارع ۱۶۲۔الشاخ ۱۶۳۔الشاکر ۱۶۴۔الشاھد ۱۶۵۔الشفیع ۱۶۶۔الشکور ۱۶۷۔الشمس ۱۶۸۔الشھید ۱۶۹۔الصابر ۱۷۰۔الصاحب ۱۷۱۔صاحب الآیات والمعجزات ۱۷۲۔صاحب البرھان ۱۷۳۔صاحب التاج ۱۷۴۔صاحب الجھاد ۱۷۵۔صاحب الحجہ ۱۷۶۔صاحب الحطیم ۱۷۷۔صاحب الحوض المورود ۱۷۸۔صاحب الخیر ۱۷۹۔صاحب الدرجہ الرفیعہ العالیہ ۱۸۰۔صاحب السجود للرب المحمود ۱۸۱۔صحب السرایا ۱۸۲۔صاحب الشرع ۱۸۵۔صاحب الشفاعۃ الکبریٰ ۱۸۶۔صاحب العطایا ۱۸۷۔صاحب العلامات ۱۸۸۔صاحب الباھرات ۱۸۹۔صاحب الفضیلہ ۱۹۰۔صاحب القضیب الاصغر ۱۹۱۔صاحب القضیب ۱۹۲۔صاحب قول لاالہ الااللہ ۱۹۳۔صاحب الکوثر ۱۹۴۔صاحب اللواء ۱۹۵۔صاحب المحشر ۱۹۶۔صاحب المدینہ ۱۹۷۔صاحب المعراج ۱۹۸۔صاحب المغنم ۱۹۹۔صاحب المقام المحمود ۲۰۰۔صاحب المنبر ۲۰۱۔صاحب النعلین ۲۰۲۔صاحب الھراوہ ۲۰۳۔صاحب الوسیلہ ۲۰۴۔الصادع بماامر ۲۰۵۔الصادق ۲۰۶۔الصبور ۲۰۷۔الصدق ۲۰۸۔صراط الذین انعمت علیھم ۲۰۹۔الصراط المستقیم ۲۱۰۔الصفوح ۲۱۱۔الصفوۃ ۲۱۲۔الصفی ۲۱۳۔الضحاک ۲۱۴۔الضحوک ۲۱۵۔طاب طاب ۲۱۶۔الطاھر ۲۱۷۔الطیب ۲۱۸۔طسم ۲۱۹۔طہ ۲۲۰۔الظاھر ۲۲۱۔العابد ۲۲۲۔العادل ۲۲۳۔العافی ۲۲۴۔العاقب

۲۲۵۔العالم ۲۲۶۔العامل ۲۲۷۔عبداللہ ۲۲۸۔العدل ۲۲۹۔العربی ۲۳۰۔العروۃ الوثقی ۲۳۱۔العزیز ۲۳۲۔العظیم
۲۳۳۔العفو ۲۳۴۔العفیف ۲۳۵۔العلیم ۲۳۶۔العلمی ۲۳۷۔العلامہ ۲۳۸۔الغالب ۲۳۹۔الغنی باللہ ۲۴۰۔الغیث
۲۴۱۔الفاتح ۲۴۲۔الفارقلیط ۲۴۳۔الفارق ۲۴۴۔الفتاح ۲۴۵۔الفخر ۲۴۶۔الفرط ۲۴۶۔الفصیح ۲۴۷۔فضل اللہ
۲۴۸۔فواتح النور ۲۴۹۔القاسم ۲۵۰۔القاضی ۲۵۱۔القانت ۲۵۲۔قائد الغر المحجلین ۲۵۳۔قائد الخیر ۲۵۴۔القائل
۲۵۵۔القائم ۲۵۶۔القتال ۲۵۷۔القتول ۲۵۸۔قثم ۲۵۹۔القثوم ۲۶۰۔قدم صدق ۲۶۱۔القرشی ۲۶۲۔القریب
۲۶۳۔القمر ۲۶۴۔القیم ۲۶۵۔کافۃ الناس ۲۶۶۔الکامل فی جمیع امورہ ۲۶۷۔الکریم ۲۶۸۔کندیدہ ۲۶۹۔کھیعص
۲۷۰۔اللسان ۲۷۱۔المجد ۲۷۲۔الماحی ۲۷۳۔ماذماذ ۲۷۳۔المامون ۲۷۴۔ماء معین ۲۷۵۔المبارک
۲۷۶۔المبتھل ۲۷۷۔المبشر ۲۷۸۔المبعوث ۲۷۹۔المبلغ ۲۸۰۔المبیح ۲۸۱۔المبین ۲۸۲۔المتبتل ۲۸۳۔المتبسم
۲۸۴۔المتربص ۲۸۵۔المترحم ۲۸۶۔المتضرع ۲۸۷۔المتقی ۲۸۸۔المتلو علیہ ۲۸۹۔المتھجد ۲۹۰۔المتوسط
۲۹۱۔المتوکل ۲۹۲۔المثبت ۲۹۳۔المجتبیٰ ۲۹۴۔المجیر ۲۹۵۔المحرض ۲۹۶۔المحرم ۲۹۷۔المحفوظ ۲۹۸۔المحلل ۲۹۹۔محمد
۳۰۰۔المحمود ۳۰۱۔المخبر ۳۰۲۔المختار ۳۰۳۔المخلص ۳۰۴۔المدثر ۳۰۵۔المدنی ۳۰۶۔مدینۃ العلم ۳۰۷۔المذکر
۳۰۸۔المذکور ۳۰۹۔المرتضیٰ ۳۱۰۔المرتل ۳۱۱۔المرسل ۳۱۲۔المرفع الدرجات ۳۱۳۔المزکی ۳۱۴۔المزمل
۳۱۵۔المزیل ۳۱۶۔المسبح ۳۱۷۔المستغفر ۳۱۸۔المستقیم ۳۱۹۔المسری بہ ۳۲۰۔المسحور ۳۲۱۔المسلم ۳۲۲۔المشاور
۳۲۳۔المشفع ۳۲۴۔المشفوع ۳۲۵۔المشقع ۳۲۶۔المشھور ۳۲۷۔المشیر ۳۲۸۔المصارع ۳۲۹۔المصافح
۳۳۰۔المصدق ۳۳۱۔المصدوق ۳۳۲۔المصری ۳۳۳۔المطاع ۳۳۴۔المطھر ۳۳۵۔المطھر ۳۳۶۔المطلع
۳۳۷۔المعصوم ۳۳۸۔المعطی ۳۳۹۔المعقب ۳۴۰۔المعلم ۳۴۱۔معلم امتہ ۳۴۲۔المفضل ۳۴۳۔المقتصد
۳۴۴۔المقتنی ۳۴۵۔المقدس ۳۴۶۔المقری ۳۴۷۔المقصوص علیہ ۳۴۸۔المقفی ۳۴۹۔مقیم السنۃ بعد الفترۃ
۳۵۰۔المقیم ۳۵۱۔المکرم ۳۵۲۔المکتفی ۳۵۳۔المکین ۳۵۴۔المکی ۳۵۵۔الملاحی ۳۵۶۔ملقی القران ۳۵۷۔المنوع
۳۵۸۔المنادی ۳۵۹۔المنتصر ۳۶۰۔المنذر ۳۶۱۔المنزل علیہ ۳۶۲۔المنحمنا ۳۶۳۔المنصف ۳۶۴۔المنصور
۳۶۵۔المنیب ۳۶۶۔المھتدی ۳۶۷۔الموحی ۳۶۸۔الموقر ۳۶۹۔المولی ۳۷۰۔المومن ۳۷۱۔الموید
۳۷۲۔المیسر ۳۷۳۔النابذ ۳۷۴۔الناجز ۳۷۵۔الناس ۳۷۶۔الناشر ۳۷۷۔الناصر ۳۷۸۔الناطق ۳۷۹۔النا
ھی ۳۸۰۔نبی الاحمر ۳۸۱۔نبی الاسود ۳۸۲۔نبی التوبہ ۳۸۳۔نبی الراحہ ۳۸۴۔نبی الرحم ۳۸۵۔نبی الصالح
۳۸۶۔نبی اللہ ۳۸۷۔نبی الرحمہ ۳۸۸۔نبی الصالح ۳۸۹۔نبی اللہ ۳۹۰۔نبی الرحمہ ۳۹۱۔نبی الملحمہ ۳۹۲۔نبی الملاحم
۳۹۳۔النبی ۳۹۴۔النجم الثاقب ۳۹۵۔النجم ۳۹۶۔النسیب ۳۹۷۔النعمہ ۳۹۸۔نعمہ اللہ ۳۹۹۔النقیب ۴۰۰۔النقیق
۴۰۱۔النور ۴۰۲۔الھادی ۴۰۳۔الھاشمی ۴۰۴۔الواسط ۴۰۵۔الواسع ۴۰۶۔الواضع ۴۰۷۔الواعد ۴۰۸۔الواعظ
۴۰۹۔الورع ۴۱۰۔الوسیلہ ۴۱۱۔الوفی ۴۱۲۔وفی الفضل ۴۱۳۔الولی ۴۱۴۔الیثربی ۴۱۵۔یس ۴۱۶۔صلی اللہ علیہ
وسلم تسلیما کثیرا۔

یہ اسماء چار سو سے زائد ہیں۔ میں نے ابن وحیہ کی تصنیف میں ان اسماء کو جمع پایا اور نہ کسی اور نے مجھ سے پہلے اس ترتیب کے ساتھ

لکھا۔ مجھ سے ایک پوری جماعت نے یہ اسماء نقل کیے۔ یہ اسماء اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ انہیں ایک علیحدہ کتاب میں شرح کے ساتھ لکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی مہربانی واحسان سے آسان فرمائے۔ جن حضرات نے صرف 99 اسماء پر اقتصار کیا انہوں نے ان اسماء کی تعداد کی مناسبت کا لحاظ رکھا ہے جن کے بارے میں احادیث ہیں۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ انہوں نے ان تمام سے 99 اسماء چنے ہوں اور زائد کو حذف کر دیا ہو جو واضح طور پر اسمیت پر دلالت نہ کرتے تھے یا جن کا معنی ومفہوم ایک تھا۔ پھر مجھے قاضی ناصرالدین ابن الحلیق کی ایک کاپی ملی جو ابن وحیہ کی کتاب کا خلاصہ تھا۔ جو کچھ اس میں زائد تھا وہ بھی میں نے اپنی کتاب میں شامل کر دیا۔ یہاں تک کہ یہ تعداد بن گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اکثر اسماء ان افعال سے مشتق ہیں جن کی نسبت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف تھی۔ اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ابن فارس کی اسماء کے متعلق **المبنی فی اسماء النبی** کی پوری تصنیف ہے۔ میں کہتا ہوں ابوعبداللہ القرطبی نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء کو ایک کتاب میں اشعار کی صورت میں جمع کیا ہے اور ان کی شرح بھی کی۔ ان کی کتاب بھی 300 سے زائد اسماء پر مشتمل ہے مگر مجھے ملی نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو کنیتیں تھیں۔ ایک ابوالقاسم جو بہت سی احادیث صحیحہ میں مشہور ہے اور دوسری ابوابراہیم جیسا کہ حدیث انس میں ہے جو جبرائیل امین کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آمد کے متعلق ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوں پکارا **اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَآ اَبَآ اِبْرَاهِيْمَ**۔ ابن وحیہ نے ابوالارامل بھی ذکر کی ہے۔ ابن وحیہ کے علاوہ علماء نے ابوالمومنین بھی ذکر کی ہے۔

محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب شیبۃ الحمد بن ہاشم ان کو عمرو بن عبدمناف کہا جاتا تھا اور عبدمناف کو مغیرہ بن قصی کہا جاتا تھا اور قصی کا نام زید بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر تھا یہاں تک قریش ہیں۔ اور فہر سے اوپر کنانی ہیں۔ کنانہ بن مالک بن نضر ان کا نام قیس بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ تھا مدرکہ کا نام عمرو بن الیاس بن مضر بن نزار بن عدنان تھا، یہاں تک کی نسبت متفق علیہ ہے مگر اس سے اوپر یعنی عدنان اور حضرت اسماعیل کے درمیان کے نسب کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے۔

لطیفہ: الحسن بن محمد الدامغانی نے اپنی کتاب "**شوق العروس وانس النفوس**" میں حضرت کعب الاحبار سے نقل کرتے ہوئے ذکر کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام جنتیوں کے ہاں عبدالکریم، دوزخیوں میں عبدالجبار، اہل عرش میں عبدالحمید، ملائکہ میں عبدالمجید، انبیاء میں عبدالوہاب، شیاطین میں عبدالقہار، جنوں میں عبدالرحیم اور پہاڑوں میں عبدالخالق، خشکی میں عبدالقادر، سمندروں میں عبدالمہین، مچھلیوں میں عبدالقدوس، حشرات میں عبدالغیاث، وحشیوں میں عبدالرزاق، درندوں میں عبدالسلام، چوپایوں میں عبدالمومن، پرندوں میں عبدالغفار، توراۃ میں موذموذ، انجیل میں طاب طاب، الصحف میں عاقب، الزبور میں فاروق، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں طٰہٰ، یٰس، مومنین کے ہاں محمد ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم اس لیے ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل جنت میں جنت تقسیم کریں گے۔

## پانچویں فصل: لفظ ''امی'' کی تحقیق

لفظ ''امی'' یاء کی شد کے ساتھ نسبت کا صیغہ ہے۔ امی سے مراد وہ شخص ہے جو نہ لکھتا ہو اور نہ لکھی ہوئی چیز کو پڑھ سکتا ہو گویا کتابت کی نسبت کے لحاظ سے وہ نومولود ہے۔ اس کی نسبت ام کی طرف ہے کیونکہ وہ ماں کی مثل ہوتا ہے کیونکہ عورتوں کی اکثریت ان پڑھ ہوتی ہے۔ بعض نے کہا کہ اس کی نسبت ام القریٰ کی طرف ہے۔ بعض نے کہا کہ اس کی نسبت اس امت کی طرف ہو جو لکھنا پڑھنا نہیں جانتی تھی یعنی اہل عرب۔ اور بعض کے مطابق اس کی نسبت امت کی طرف ہے جس کا بہت اہتمام کیا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کی نسبت ام الکتاب کی طرف ہے یا اس اعتبار سے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کی گئی یا اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس کے ذریعے تصدیق کی گئی یا تصدیق کی طرف دعوت دی گئی۔ بعض نے کہا کہ یہ امت کی طرف منسوب ہے جس کا مطلب القامۃ والخلقۃ ہے۔ بعض نے کہا اس امت کی طرف منسوب ہے جو اشیاء کو

جاننے سے پہلے اپنے گمان پر قائم تھی۔ بہرحال یہ لفظ ہر صورت میں حضور ﷺ کا ایک معجزہ ہے کیونکہ امی ہونے کے باوجود علوم باہرہ سے نوازا گیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَا كُنْتَ تَتْلُوا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ۔ اور قرآن کریم میں یہ بھی ہے اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ۔

## چھٹی فصل: حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کا ذکر

حضور ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے پہلی حضرت خدیجہ بنت خویلد اسد بن عبدالعزی بن قصی بن کلاب ہیں۔ ان کی کنیت ام ہند تھی۔ جب آپ ﷺ نے ان سے عقد نکاح فرمایا تو آپ ﷺ کی عمر مبارک 25 سال اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر 40 سال تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اعلان رسالت کا شرف بخشا تو یہ آپ ﷺ پر ایمان لے آئیں اور ہر مشکل میں مدد فرمائی۔ یہ زوجہ محترمہ آپ ﷺ کا سچا اور مخلص وزیر تھیں۔ حضور ﷺ کی سوائے حضرت ابراہیم کی تمام اولاد ان ہی سے ہوئی۔ حضرت ابراہیم حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا سے تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا صحیح روایت کے مطابق ہجرت سے تین سال قبل انتقال ہوا۔ ان کے انتقال کے بعد آپ ﷺ نے حضرت سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور انہیں چار سو درہم مہر دیا۔ یہ القطب الحلبی نے شرح سیرت میں ذکر کیا ہے اور اسی طرح کا قول الدمیاطی کا بھی ہے۔ یہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وصال فرما گئیں۔ ان کے بعد آپ ﷺ نے حضرت عائشہ بنت ابی بکر عبداللہ الصدیق بن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن عمر بن کعب بن سعد بن مرہ بن تیم بن لوی رضی اللہ عنہا سے عقد فرمایا۔ ان کے علاوہ کسی باکرہ عورت سے حضور ﷺ نے شادی نہیں فرمائی تھی۔ ہجرت کے آٹھویں ماہ شوال میں آپ ﷺ نے ان کے ساتھ ازدواجی تعلقات قائم فرمائے جبکہ ان کی عمر 9 سال تھی۔ بعض نے کہا کہ ان کا بچہ ساقط ہو گیا تھا۔ رمضان 58ھ کو ان کا انتقال ہوا۔ ان کے بعد حضرت حفصہ بنت امیر المومنین ابی حفص عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزی بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی رضی اللہ عنہا سے ہجرت کے 30 ماہ بعد شعبان میں نکاح فرمایا۔ ایک روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ان کو طلاق دی تھی پھر اللہ تعالیٰ کے حکم کے بعد رجوع فرمالیا۔ یہ 45ھ شعبان میں فوت ہوئیں۔ پھر زینب بنت خزیمہ بن الحارث بن عبداللہ بن عمرو بن عبدمناف بن ہلال بن عامر بن معصعہ بن معاویہ الہلالیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ ان کی کنیت ام المساکین تھی۔ حضور ﷺ کے عقد میں صرف آٹھ ماہ رہیں اور ربیع الثانی کے آخر میں ان کا وصال ہو گیا۔ اس کے بعد ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ عمر و مخزوم ابن یقظہ بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر رضی اللہ عنہا سے عقد نکاح فرمایا جبکہ شوال 6ھ کی چند راتیں باقی تھیں ان کا وصال 62ھ کو ہوا۔ پھر زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بن ریاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ سے نکاح کیا۔ حضرت زینب کا اصل نام برہ تھا مگر رسول ﷺ نے ان کا نام زینب رکھا۔ ہجرت کے چھٹے سال حضور ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا تھا۔ آپ کا وصال 56ھ کو ہوا۔ پھر ریحانہ بنت شمعون رضی اللہ عنہا بن زید من بنی نضیر اخوۃ قریظہ سے نکاح کیا۔ آپ بنی قریظہ کی فتح کے دن قیدیوں میں آئی تھیں۔ حضور ﷺ نے انہیں آزاد کیا اور 12 اوقیہ اور بیس درہم مہر دیا جیسے حضور ﷺ نے دوسری عورتوں کو مہر دیا کرتے تھے۔ ہجرت کے چھٹے سال محرم میں ان سے ازدواجی زندگی کا آغاز کیا وہ حضور ﷺ کے وصال سے پہلے وصال فرما گئیں۔ بعض نے فرمایا ہے کہ حضور ﷺ نے ان سے نکاح نہیں فرمایا تھا بلکہ ملک یمین کی وجہ سے وطی فرماتے تھے۔ لیکن پہلا قول اثبت ہے جیسا کہ حفاظ حدیث کی ایک پوری جماعت نے پہلے قول کی ترجیح دی۔ پھر ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے 7 ہجری میں نکاح فرمایا۔ ان کا نام رملہ بنت

ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن شمس بن عبد مناف بن قصی القرشیہ الامویہ تھا۔ ان کا تعلق حبشہ کی زمین سے تھا۔ النجاشی نے چار سو دینار مہر بھیجا۔ مدینہ طیبہ میں 40ھ کے بعد وفات پائی۔ ان کے بعد صفیہ بنت حی رضی اللہ عنہا بن اخطب بن شعبہ بن عبید بن کعب بن الخزرج بن ابی حبیب بن النضیر بن النجام بن تخوم من بنی اسرائیل ولد ہارون بن عمران اخی موسیٰ سے 6 ہجری میں نکاح فرمایا۔ 50 یا 52ھ کو وفات پائی۔ ان کے بعد میمونہ بنت الحارث الھلالیہ رضی اللہ عنہا سے موضع سرف سے نکاح فرمایا۔ ان کی وفات 51ھ میں ہوئی۔ یہ تمام ازواج مطہرات جن کے ساتھ آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مصاحبت فرمائی ان کی کل تعداد بارہ ہے۔ الحافظ ابو محمد المقدسی اور دوسرے کئی حضرات نے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات اور عورتوں سے عقد نکاح فرمایا مگر انہیں مصاحبت کا شرف نہ مل سکا۔ ازواج مطہرات پر ان کے احترام اور تحریم کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبع میں صلاۃ پڑھی جائے گی۔ دنیا وآخرت میں یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج ہیں۔ زوج کی جمع ازواج ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں ہے۔ يَآ اٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ۔

## ساتویں فصل: ذریت کی تحقیق

اس میں بضم ذال معجمہ اور بکسر ذال دو لغتیں ہیں۔ جنہیں محکم نے ذکر کیا۔ لیکن اول افصح واشہر ہے۔ صحاح میں فرمایا کہ اس سے مراد جن وانس کی اولاد اور مشارق میں مطلق نسل ہے۔ لیکن کبھی کبھی اس کا اطلاق عورتوں اور بچوں پر ہوتا ہے۔ اسی سے کہا جاتا ہے ذراری المشرکین یعنی مشرکین کی عورتیں اور بچے۔ منذری نے لکھا ہے کہ یہ لفظ انسان کی نسل مذکر ومونث دونوں کو شامل ہے۔ صحاح میں ہے یہ ذَرَاَ اللّٰهُ الْخَلْقَ سے مشتق ہے جس کا معنی ہے کہ اللہ نے ان کو پیدا فرمایا۔ لیکن عربوں نے اس کے ہمزہ کو ترک کردیا۔ محکم میں ہے کہ الذرء خلق ذریت کے ساتھ مختص ہے۔ المشارق میں فرمایا اس کا اصل ہمزہ کے ساتھ الذراء سے مشتق ہے جس کا معنی خلق ہے۔ یعنی تخلیق کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تخلیق فرمائی ہے۔ ابن دریدہ نے کہا کہ ذَرَاَ اللّٰهُ الْخَلْقَ ۔ یہ ان الفاظ میں سے ہے جن کا ہمزہ عربوں نے ترک کردیا۔ الزبیدی نے کہا ہے کہ یہ ذر سے مشتق ہے جس کا معنی فرق ہے یعنی جدا جدا ہونا۔ اس کے علاوہ علماء نے اس کا اصل الذر لکھا ہے۔ جس کا معنی چھوٹی چیونٹی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ابتداء میں مخلوق کے چیونٹیوں کی شکل میں پیدا فرمایا تھا۔ آخری دو صورتوں میں ہمزہ کی کوئی اصل نہیں بنتی۔ جب یہ امر ثابت ہوگیا کہ ذریت سے مراد اولاد اور اولاد کی اولاد ہے۔ اختلاف اس بات میں ہے کہ کیا اس میں لڑکیوں کی اولاد بھی شامل ہے یا نہیں؟ امام احمد کی ایک روایت امام مالک اور امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت میں داخل ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ جنکے لیے صلاۃ بھی مطلوب ہے۔ ابن الحاجب نے مالکیوں سے بیٹیوں کی اولاد کے داخل ہونے پر اتفاق نقل کیا ہے۔ فرمایا عیسیٰ علیہ السلام ابراہیم کی ذریت سے تھے۔ اتفاق کے نقل کرنے میں سے تسامح ہوا ہے۔ امام ابوحنیفہ کا مذہب اور امام احمد کی ایک روایت یہ ہے کہ لڑکیوں کی اولاد ذریت میں داخل نہیں مگر وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرف کی وجہ سے اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا کا استثناء کرتے ہیں کہ یہ وہ عظیم والد ہے جس کے مرتبہ کے قریب بھی کوئی نہیں ہوسکتا۔

## آٹھویں فصل لفظ "آل" کے باب میں

اس میں بھی علماء کا اختلاف ہے۔ بعض فرماتے ہیں اس کی اصل اھل ہے۔ ہا کو ہمزہ سے بدل دیا گیا پھر اس کا پڑھنا آسان ہوگیا۔ دلیل یہ ہے کہ جب تصغیر بنائی جاتی ہے تو وہ اصل کا پتہ دیتی ہے اور اس کی تصغیر علماء اُھَیْل" ہے۔ بعض نے فرمایا اس کی اصل اول ہے جو آل یوول سے مشتق ہے جس کا معنی لوٹنا ہے۔ پس ہر وہ ذات جو کسی کی طرف رجوع کرے، منسوب ہو یا اسے تقویت دیتی ہے وہ اس کی آل کہلاتی

ہے۔ یہ لفظ ہمیشہ اہل شرف اور عظیم لوگوں کے لیے استعمال ہوتا ہے جیسے حاملین قرآن کو آل اللہ کہا جاتا ہے۔ اسی طرح آل محمد، آل مومنین، آل صالحین اور آل قاضی کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ آل حجام، آل خیاط نہیں بولا جاتا۔ بخلاف اہل کے کیونکہ یہ ہر ایک کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ آل کا لفظ غیر عاقل اور ضمیر کی طرف بھی اکثر علماء کے نزدیک مضاف نہیں ہوتا۔ بعض علماء نے اس کے جواز کا بھی ذکر کیا۔ حضرت عبد المطلب کے شعر میں اس کا ثبوت ملتا ہے جو انہوں نے اصحاب الفیل کے قصہ کے وقت تحریر کئے تھے۔

وَ انْصُرْ عَلٰی اٰلِ الصَّلِیْبِ وَ عَابِدِیْهِ الْیَوْمَ اٰلَكَ

آل کے لفظ کا اطلاق اپنی ذات پر بھی ہوتا ہے اور ہر اس شخص پر بھی بولا جاتا ہے جو اس کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ جب فَعَلَ آلُ فُلَانٍ کہا جائے تو وہ جس کی آل ہیں وہ بھی اس میں شامل ہوتا ہے مگر جب کوئی قرینہ یا شواہد پائے جائیں تو استثناء ہوسکتا ہے جیسے حضور ﷺ کا ارشاد ہے جو آپ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا اٰلُ مُحَمَّدٍ لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ ہم آل محمد ہیں ہمارے لیے فرضی صدقہ حلال نہیں ہے۔ اگر فلاں اور آل فلاں کا ذکر اکٹھا ہو تو پھر وہ فلاں آل میں شامل نہ ہوگا۔ یہ ایسا ہے جیسے فقیر و مسکین، اسی طرح ایمان، اسلام الفسوق اور العصیان ہے۔

آل محمد سے کون مراد ہیں؟ اس کے متعلق بھی علماء اکرام کا اختلاف مروی ہے، ارجح قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ نفوس قدسیہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔ اس پر امام شافعی نے نص قائم کی۔ جمہور علماء نے بھی اسی قول کو پسند کیا۔ حضور ﷺ کا حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے خطاب بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اِنَّ الصَّدَقَةَ اِنَّمَا هِیَ اَوْسَاخُ النَّاسِ وَ اِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَّلَا لِاٰلِ مُحَمَّدٍ یہ صدقہ فرضیہ لوگوں کی میل کچیل ہے۔ اس لیے یہ محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کے لیے حلال نہیں۔ حضرت امام احمد فرماتے ہیں کہ حدیث تشہد میں آل محمد سے مراد آپ ﷺ کی اہل بیت ہیں۔ اسی بنا پر اختلاف ہے کہ کیا آل کی جگہ اہل کا لفظ استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟۔ اس میں علماء کی دو روایتیں ہیں۔ بعض نے فرمایا آل محمد سے مراد آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اور ذریت ہے کیونکہ اکثر طرق حدیث میں ''وآل محمد'' کے الفاظ آئے ہیں اور ابی حمید کی حدیث میں اسی جگہ وازواجه وذریته کے الفاظ ہیں۔ پس یہ الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہاں آل سے مراد آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اور ذریت ہے۔ اس پر اعتراض ہے کہ حدیث پاک میں تو تینوں چیزوں کا جمع ہونا بھی ثابت ہے جیسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی گزشتہ حدیث میں گزر چکا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کو اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ بعض حفاظ نے وہ الفاظ یاد رکھے جو دوسروں نے یاد نہیں رکھے۔ تشہد میں آل سے مراد ازواج مطہرات اور نفوس قدسیہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔ ان میں ذریت بھی داخل ہے۔ اسی طرح تمام احادیث کی تطبیق ہو جائے گی۔ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات پر بھی آل کا اطلاق ہوا ہے مثلاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ مِنْ خُبْزٍ مَّا دُوْمَ ثَلَاثًا اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا میں ازواج مطہرات کا علیحدہ ذکر ان کی عظمت کے لیے ہے جیسے الذریت کا۔ عبد الرزاق نے اپنی جامع میں ثوری سے روایت فرمایا ہے کہ میں نے ان کو سنا کہ ایک شخص نے ان سے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کے قول میں آل محمد کی مراد پوچھی تو انہوں نے فرمایا اس کے متعلق علماء کا اختلاف ہے۔ کچھ حضرات آل محمد سے مراد اہل بیت لیتے ہیں اور کچھ علماء آل سے مراد آپ ﷺ کے پیروکار اور بعض آل سے خاص اولاد فاطمہ مراد لیتے ہیں۔ امام نووی نے شرح المھذب میں یہ قول نقل کیا۔

بعض کہتے ہیں کہ آل سے مراد تمام قریش ہیں۔ ابن الرفیعہ نے الکفایہ میں یہ قول حکایت کیا ہے، بعض کے نزدیک آل سے مراد

ساری امتِ اجابت ہے۔ ابوالطیب الطبری نے بعض شوافع سے یہی قول حکایت کیا۔ شرح مسلم میں امام نووی نے اس قول کو ترجیح دی۔ القاضی حسین اور الراغب نے امت اجابت سے صرف متقین کو مراد لیا ہے۔ جنہوں نے تمام امت اجابت کہا ان کا کلام بھی اسی پر محمول ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنْ اَوْلِيَآءُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ یہ قول بھی متقین کی تقید کے قول کی تائید کرتا ہے۔

ابوالعیناء کی نوادر میں ہے کہ اس نے ایک ہاشمی شخص کی تحقیر کی تو اس نے کہا تو میری تحقیر کرتا ہے حالانکہ کہ ہر نماز میں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ پڑھ کر مجھ پر درود پڑھتا ہے۔ میں نے کہا میری مراد پاک اور نیک آل ہوتے ہیں تو ان میں سے نہیں ہے۔ الخطیب نے حکایت کی ہے کہ یحییٰ بن معاذ ایک علوی کی ملاقات اور سلام کی غرض سے بلخ میں آئے تو اس علوی نے کہا کہ تم ہم اہل بیت کے متعلق کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا کہ وحی کے پانی سے گندھی ہوئی مٹی کے بارے کیا کہوں جس میں نبوت کا درخت لگایا گیا اور اس کو رسالت کا پانی دیا گیا۔ ایسے درخت سے ہدایت کی خوشبو کے سوا اور کیا متوقع ہے؟۔ التقی نے الفاظ تبدیل کئے ہیں کہ علوی نے یحییٰ سے کہا، اگر تم ہماری زیارت کرو تو بھی تمہیں فضیلت ملے گی اور اگر ہم تمہاری زیارت کریں تو بھی۔ زائر و مزور ہر لحاظ سے تمہیں فضیلت ہوگی۔ ہمارے شیخ فرماتے ہیں ہوسکتا ہے کہ جنہوں نے آل محمد سے مراد مطلق امت اجابت لی ہے ان کا کلام اس بات پر محمول ہو کہ صلاۃ سے مراد رحمت مطلق ہے پس اتقیاء کی قید کی ضرورت ہی نہیں۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث سے استدلال کیا کہ ہر متقی نبی پاک ﷺ کی آل ہے۔ اس حدیث کو الطبرانی نے نقل کیا مگر اس کی سند انتہائی کمزور ہے۔ امام بیہقی نے بھی اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ضعیف سند کے ساتھ ایک ارشاد نقل کیا۔

حضرت ابراہیم بن تارح بن حور بن شاروخ بن فالخ بن عبیر (انہیں عابر بھی کہا جاتا ہے) بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح۔ بعض اسماء کے تلفظ میں اختلاف ہے مگر اس نسب میں کوئی اختلاف نہیں۔ آل سے مراد حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہما السلام اور ان کی اولاد ہیں۔ جیسا کہ ایک جماعت نے اس پر پختہ قول کیا۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد حضرت سارہ اور ہاجرہ کے علاوہ کسی بطن سے بھی تھی تو وہ بھی یقینا آل ابراہیم میں شامل ہوں گے۔ پھر مراد مسلمان بلکہ متقی ہوں گے۔ ان میں تمام انبیاء، صدیقین، شہداء اور نیک لوگ شامل ہیں ان کے علاوہ نہیں۔ آل پر درود پڑھنے کے وجوب کے بارے میں اختلاف ہے۔ شوافع اور حنابلہ کے نزدیک درود متعین کرنے میں دو روایات ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ آل پر صلوۃ پڑھنی واجب نہیں ہے جمہور علماء کا بھی یہی قول ہے۔ ان میں سے اکثر علماء نے اس بات پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے اور اکثر شوافع جنہوں نے وجوب کا ثابت کیا ہے انہوں نے وجوب کے ثبوت کو الترنجی کی طرف منسوب کیا ہے۔ شرح المھذب والوسیط میں ابن صلاح کی پیروی میں لکھا ہے کہ آخری تشہد میں صلاۃ کے وجوب کا قائل الترنجی ہے اور ان سے پہلے اجماع کا قول مردود ہے کیونکہ آل پر صلاۃ واجب نہیں۔ لیکن امام البیہقی نے الشعب میں ابواسحق المروزی (جو کہ شافعی المذہب ہیں) سے روایت کیا ہے کہ میرا اعتقاد یہ ہے کہ آخری تشہد میں حضور ﷺ کی آل پر درود پڑھنا واجب ہے۔ امام بیہقی نے فرمایا کہ وہ احادیث جن میں نبی کریم ﷺ پر صلاۃ کی کیفیت ثابت ہے وہ بھی اسی قول کی تصحیح پر دلالت کرتی ہیں۔ ہمارے شیخ فرماتے ہیں کہ طحاوی کا قول اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حرملہ نے یہی قول امام شافعی سے روایت کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ المجد الشیرازی نے محمد بن یوسف الشافعی سے یہ اشعار روایت کئے ہیں

يَآ اَهْلَ بَيْتِ رَسُوْلِ اللهِ حُبُّكُمْ ‌ ‌ ‌ فَرْضٌ مِنَ اللهِ فِي الْقُرْاٰنِ اَنْزَلَهٗ

اے رسول اللہ کے اہل بیت! اللہ تعالیٰ نے اپنے نازل کردہ قرآن میں تمہاری محبت کو فرض قرار دیا ہے

كَفَاكُمْ عَنْ عَظِيْمِ الْقَدْرِ اِنَّكُمْ　　　　مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لَا صَلَاتَ لَهٗ

بات آپ کی قدر و منزلت کے لیے یہی کافی ہے۔ جو تم پر درود نہیں پڑھتا اس کی نماز ہی نہیں ہوتی

پہلے تشہد میں آل پر درود پڑھنا آخری تشہد میں آل پر درود پڑھنے پر موقوف ہے۔ یہی قول اصح ہے۔ علامہ زرکشی نے ان کا پیچھا کیا ہے کہ جو کچھ فی الصلاۃ علی الال میں کہا کہ مستحب نہیں ہے تنفیح میں اس پر اشکال ظاہر کیا کہا کہ ینبغی ان لیسنا جمیعا و لا لیسنا جمیعا۔ احادیث میں تو ان کے جمع ہونے کی صراحت ہے۔ ان کے ہوتے ہوئے کوئی فرق نہیں اور ان کا قول ظاہر ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر درود کے وجوب میں بھی اختلاف ہے۔ البیان میں صاحب الفروع سے اس کے متعلق دو قول ہیں۔ یہ اسی طرح کا اختلاف ہے جیسے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کے متعلق تھا۔ مقدمہ میں اس کی طرف اشارہ ہو چکا ہے۔

تنبیہ : اگر اعتراض ہو کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کی آل پر درود پڑھنے کے وجوب میں کیوں فرق کرتے ہو حالانکہ حضور ﷺ اور آل کے درود میں عطف معطوف کا تعلق ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ''اس طرح کہو'' اس کے وجوب کی دلیل بھی ہے تو پھر تم کیوں فرق کرتے ہو کہ نصف حصہ پر وجوب کا قول کرتے ہو جبکہ دوسرے نصف کے لیے وجوب کو تسلیم نہیں کرتے۔ اس کا جواب دو اعتبار سے کیا گیا ہے۔ (۱) وجوب میں اعتماد والی بات اللہ تعالیٰ کا فرمان يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ہے اس میں آل نبی پر درود پڑھنے کا حکم نہیں مگر حضور ﷺ سے جب کیفیت صلوۃ کے متعلق سوال کیا گیا اور آپ ﷺ نے ان کو واجب کی مقدار بتائی پھر اس کو رتبہ کمال تک پہنچانے کیلئے اضافہ بھی فرمایا حالانکہ انہوں نے سوال صرف آپ ﷺ پر درود پڑھنے کے متعلق پوچھا تھا۔ امر کو حقیقت اور مجاز پر محمول کرنے کے جواز میں اختلاف کی بنیاد یہی ہے اور اس کا جواز صحیح ہے۔ کبھی کسی مصلحت کی وجہ سے سوال سے زیادہ جواب دیا جاتا ہے۔ ایسا جواب اکثر رسول ﷺ کے اقوال میں ملتا ہے۔ جیسے جب حضور ﷺ سے سمندری پانی کی طہارت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ سمندر کا پانی پاک مگر اس کا مردہ حلال ہے۔ حالانکہ سوال سمندر میں مرنے والے جانور کے بارے میں تھا ہی نہیں۔ (۲) دوسرا جواب یہ ہے کہ سائل کے جواب میں حضور ﷺ کے ارشاد میں زیادتی اور کمی وارد ہے۔ پس جس بات پر تمام روایت متفق ہیں اس کو وجوب پر محمول کیا جائے گا۔ اگر پوری صلاۃ واجب ہوتی تو بسا اوقات آپ ﷺ بعض افراد پر اکتفا نہ فرماتے بعض صحیح طرق میں آل پر صلاۃ کے سقوط پر اکتفا نہ ہوتا۔ اور یہی چیز صحیح بخاری میں ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے کہ اس میں برکت کو بھی ذکر کیا حالانکہ صحابہ کرام نے برکت کے متعلق سوال نہیں پوچھا تھا اور نہ اس کے متعلق حکم ہے۔ اسی طرح ابو حمید کی متفق علیہ حدیث ہے۔ اس میں بھی آل پر صلاۃ کا ذکر ہے اور نہ ہی برکت کا بلکہ فرمایا عَلٰٓى اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّتِهٖ۔ آل اور ذریت کے درمیان عموم خصوص کی نسبت ہے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ تم نے کیفیت صلاۃ میں وجوب کی حالت میں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ پر کیوں اکتفا کیا؟۔ تشبیہ میں بقیہ کلام کا وجوب کیوں نہیں؟۔ تو ہم کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے بعض کے جواب میں تشبیہ کو ساقط فرمایا ہے جیسا کہ زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں گزر چکا ہے۔ وہ بھی عدم وجوب پر دال ہے۔

## نویں فصل : تشبیہ صلاۃ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کیوں خاص کیا گیا؟

یہاں دو اہم سوال ہیں۔ (۱) تشبیہ صلاۃ میں باقی انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تشبیہ صلاۃ کیلئے مخصوص کیا گیا یا تو ان کے اکرام کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ انہوں نے امت محمدیہ ﷺ کے لیے دعا کی تھی کہ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ

وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ تو ہوسکتا ہے کہ یہ اس کا بدلہ ہو یا باقیوں کا ان کے ساتھ عدم مشارکت اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کے صلاۃ کے ساتھ خاص ہونے کی وجہ سے ہے۔ یا اس لیے تشبیہ میں مخصوص ہیں کہ آپ خلیل ہیں اور حضرت محمد ﷺ حبیب ہیں۔ یا اس لیے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے ارشاد اَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا کے اعتبار سے منادی شریعت ہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے فرمان رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ کی وجہ سے منادی دین ہیں۔ یا اس وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تشبیہ صلوٰۃ میں مخصوص کیا گیا ہے کیونکہ انہوں نے خواب میں جنت کو دیکھا اور اس کے درختوں پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا پایا تو جبریل علیہ السلام سے اس کے متعلق پوچھا انہوں نے حضور ﷺ کی شان بتائی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا یَا رَبِّ اَجْرِ ذِكْرِيْ عَلٰى لِسَانِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ کہا اے اللہ! امت محمدیہ کی زبان پر میرا ذکر جاری فرما۔ یا اس لیے کہ آپ نے وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ کی دعا مانگی تھی۔ یا اس لیے کہ آپ باقی انبیاء کرام سے افضل ہیں۔ یا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ (مومنوں کے باپ) کا لقب دیا ہے۔ یا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان کی اتباع کا حکم دیا خصوصاً ارکان حج میں۔ یا اس لیے کہ جب انہوں نے بیت اللہ بنایا تو دعا کی مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ مِنْ شُيُوْخِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ فَهَبْهُ مِنِّيْ وَمِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بوڑھی عمر والوں، حضرت اسحق علیہ السلام نے نوجوانوں، حضرت سارہ علیہا السلام نے آزاد عورتوں اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے غلام عورتوں کیلئے دعا کی۔ اس لیے آپ کو اور آپ کی اہل بیت کو صلوٰۃ کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے۔ ان جوابات میں اکثر نقل کی صحت کے محتاج ہیں۔

(۲) ہمارے شیخ فرماتے ہیں کہ درود پاک میں تشبیہ کے قاعدہ کے مطابق ایک سوال ہوتا ہے کہ تشبیہ میں ہمیشہ مشبہ بہ سے کم مرتبہ ہوتا ہے لیکن یہاں معاملہ برعکس ہے کیونکہ حضرت محمد ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل سے افضل ہیں جبکہ آپ کی آل بھی آپ کی طرف منسوب ہے اور آپ ﷺ کے لیے صلاۃ ہر اس صلاۃ سے افضل ہے جو پڑھی جا چکی ہے یا کسی غیر کے لیے پڑھی جاتی ہے یا پڑھی جائے گی۔ اس سوال کے کئی جواب ہیں (۱) یہ کہ حضور ﷺ کا اس طرح درود سکھانا اس علم سے پہلے تھا کہ آپ ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے افضل ہیں۔ صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ ایک آدمی نے حضور ﷺ کو یوں پکارا يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ تو آپ نے فرمایا کہ یہ شان تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہے۔ ابن عربی نے بھی اس قول کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اسی کی تائید میں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مرتبہ کے برابر مرتبہ کا سوال کیا اور امت کو بھی حکم دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے سوال کیے بغیر آپ ﷺ کو ان پہ فضلیت عطا فرمائی۔ اس پر یہ اعتراض کیا گیا کہ اگر ایسا ہوتا تو حضور ﷺ اپنی فضیلت کا پتہ ملنے پر صفت صلاۃ کو تبدیل فرما دیتے۔ (۲) یہ کہ آپ ﷺ نے یہ بطور تواضع فرمایا ہو اور امت کے لیے اس کو مشروع رکھا ہو تاکہ اس سے فضیلت حاصل کریں۔

(۳) یہ کہ تشبیہ صلوٰۃ کے درمیان ہے نہ کہ قدر کے درمیان۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ اور كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ۔ ان دونوں آیات میں مختار و مراد صیام اور وحی ہے۔ اسی طرح کسی کا قول کہ اَحْسِنْ اِلٰى وَلَدِكَ كَمَآ اَحْسَنْتَ اِلٰى فُلَانٍ اور ایسا ہی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ۔ یہاں بھی مراد احسان ہے۔ اسی جواب کو قرطبی نے المفہم میں ترجیح دی۔ صحابہ کرام کے قول كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ کا مطلب ہے کہ یا اللہ! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ جو تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پہ صلوٰۃ بھیجی وہی

صلوٰۃ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بدرجہ اولیٰ بھیج۔ جو فاضل کے لیے ثابت ہو وہ افضل کیلئے بدرجہ اولیٰ اور اکمل ہے۔ اس جواب کا حاصل یہ ہے کہ تشبیہ اکمل کے ساتھ کامل الحاق کرنے کے لیے نہیں ہے بلکہ امت کو درود پاک پڑھنے پہ ابھارنے کے لیے ہے۔ یا اس جیسے کسی اور مفہوم کے لیے ہے یا معروف چیز کے ساتھ غیر معروف چیز کی حالت بیان کرنے کے لیے ہے۔ کیونکہ جو چیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہے وہ پہلے ہی کامل اور قوی ہے۔

(۴) یہ کہ درود میں ''کاف'' تعلیل کے لیے ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْکُمْ رَسُوْلًا مِّنْکُمْ اور وَ اذْکُرُوْهُ کَمَا هَدٰىكُمْ میں کاف تعلیل کے لیے ہے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ ''کاف'' تشبیہ کے لیے تھا پھر مطلوب کی خصوصیت پر آگاہ کرنے کیلئے اسی معنی سے معدول کیا گیا۔ (۵) کہ یہاں تشبیہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی مقام خلت عطا فرمائے جیسے ان کو اپنا خلیل بنایا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی لسان صدق کا مرتبہ عطا فرمائے جیسے ان کو محبت کی وجہ سے عطا فرمایا تھا۔ یہ چیز بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل تھی کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرمایا تھا کہ تمہارا رسول اللہ کا خلیل ہے۔ مگر اس پر بھی پہلے والا اعتراض وارد ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کا مطلب وہی ہے جو القرافی نے اپنے قواعد میں دیا ہے جسے میں ذکر کروں گا۔ یعنی یہاں تشبیہ قریب کرنے کے لیے ہے مثلاً دو آدمیوں کی مثال کہ ایک آدمی ہزار کا مالک ہے اور دوسرا دو ہزار کا۔ دو ہزار والا شخص سوال کرتا ہے کہ اس کو بھی ایک ہزار اور ملے جیسا پہلے کو عطا کیا گیا ہے تو اس طرح دوسرے شخص کے پاس پہلے کی نسبت تین گنا مال ہو جائے گا۔

(۶) یہ کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ تشبیہ میں شامل ہی نہیں بلکہ تشبیہ صرف وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ کے ساتھ خاص ہے۔ ابن دقیق العید نے اس جواب پر اعتراض کیا کہ غیر انبیاء کے لیے انبیاء کے مساوی ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔ پس ان کے لیے اس چیز کا طلب کرنا کیسے ممکن ہوگا جس کا وقوع ہی ممکن نہیں۔ ہمارے شیخ نے اس کا جواب اس طرح دیا کہ جب غیر انبیاء کے لیے انبیاء کے مقام کے مساوی ہونا ممکن ہی نہیں ہے تو پھر ان کے لیے ایسی صلاۃ کا سوال کیسے کیا جا سکتا ہے جو اللہ کی طرف سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور باقی انبیاء کرام پر ہوئی۔ پھر فرماتے ہیں کہ اس کا جواب یوں ہو سکتا ہے کہ غیر انبیاء کے لیے وہ ثواب مطلوب ہوتا ہے جو انہیں صلاۃ سے حاصل ہوتا ہے نہ کہ تمام صلاۃ جو ثواب کا سبب ہوتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ جواب بلقینی کے جواب سے ملتا ہے جو انہوں نے لکھا ہے کہ یہاں تشبیہ عزت یا مرتبہ میں نہیں بلکہ آل نبی پاک کی تشبیہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل کی صلوٰۃ کے ساتھ ہے۔ لہذا یہ اعتراض ہی نہیں ہوتا کہ غیر انبیاء کا انبیاء کے مساوی ہونا ممکن ہی نہیں ہے بلکہ یہاں تشبیہ فقط اصل صلوٰۃ میں ہے اور اصل صلاۃ انبیاء اور آل کے درمیان وجہ شبہ یعنی مطلق صلاۃ میں اشتراک ہے۔ جب یہ مطلب لیا جائے تو پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل کی صلاۃ جیسی صلاۃ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے طلب کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ ایسی چیز طلب کر رہے ہیں جس کا وقوع ممکن ہی نہیں۔ یعنی انبیاء اور غیر انبیاء میں مساوات لازم نہیں آتی۔ پس اس طرح سوال ساقط ہو جائے گا۔ العمرانی نے البیان میں الشیخ ابو حامد سے روایت کیا ہے انہوں نے امام شافعی کی نص سے نقل فرمایا کہ جب ان سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء سے افضل ہیں تو پھر صلاۃ پڑھتے وقت یوں کیوں کہا جاتا ہے کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ تو جواب دیا کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ ایک علیحدہ مکمل کلام، اٰلِ مُحَمَّدٍ اس پر معطوف اور كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ قریب کی طرف راجع ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ابن قیم نے دعویٰ کیا کہ امام شافعی سے اس کا نقل ہونا باطل ہے کیونکہ عربی زبان میں فصاحت و بلاغت رکھنے کی وجہ سے وہ ایسی بات نہیں کر سکتے جو کلام عرب میں رکیک ہو۔ ہمارے شیخ فرماتے ہیں اس بات میں کوئی رکیکانہ پن نہیں بلکہ اس میں تقدیر ہے۔ اصل کلام یوں ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ تو دوسرے جملے کے

ساتھ تشبیہ کے معلق ہونے میں کوئی مانع نہیں۔ علامہ زرکشی نے اس جواب پر یہ اعتراض کیا کہ یہ بات تمام جملوں کے متعلقات کے رجوع کے اصولی قواعد کے مخالف ہے اور بعض روایات میں آل کے ذکر کے بغیر بھی تشبیہ آئی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ابن عبد السلام کا قول بھی اس جواب کے قریب ہے کہ آل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلاۃ بھیجنے کی تشبیہ آل ابراہیم پر صلاۃ بھیجنے کے ساتھ ہے۔

(۷) یہ ہے کہ یہاں جمع کو جمع کے ساتھ تشبیہ ہے کیونکہ آل ابراہیم میں اکثر انبیاء کرام ہیں۔ پس جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم میں سے ان ذوات کثیرہ کا مقابلہ ان صفات کثیرہ کے ساتھ ہو جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل تھیں تو تفاضل ممکن ہوگا۔ اسی طرح کا ایک جواب ابن عبد السلام سے بھی مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ آل ابراہیم انبیاء ہیں اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء نہیں ہیں۔ پس تشبیہ نبی پاک علیہ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حاصل شدہ مجموعی قدر کے درمیان ہے۔ پس اس عطیہ کے لحاظ سے ان کا حصہ زیادہ ہوا مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کو اس حصے کے مل جانے کے بعد ان کا حصہ عظیم ہوا۔ جب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عطیہ عظیم ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی عظیم و افضل ہوئے۔ پس تمام اشکال دور ہو گئے۔ میں کہتا ہوں کہ ابن عبد السلام نے **اسرار الصلوۃ** میں بھی اس کو بیان کیا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل پر پڑھی جانے والی صلاۃ کی تشبیہ اس صلٰوۃ کے ساتھ ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم پر پڑھی جاتی ہے تو اس طرح ہمارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور آپ کی آل کو رحمت ورضوان کا وہ حصہ ملتا ہے جو آل ابراہیم اور معظم انبیاء (جو آل ابراہیم میں ہیں) کے حصہ کے قریب ہے۔ تو جب ہم اس مجموعہ کو تقسیم کرتے ہیں تو آل محمد کو وہ مقام نہیں ملتا جو آل ابراہیم کو حاصل تھا اور آل محمد کبھی بھی انبیاء کو نہ پہنچیں گے۔ تو اس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل محمد کو بقیہ رحمت کا وافر حصہ ملے گا۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے افضل ہیں۔ ابوالیمن ابن عساکر فرماتے ہیں ان کا پیچھا ہمارے شیخ نے کیا کہ اس جواب پر یہ اعتراض واقع ہوتا ہے کہ حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ میں اسم کے مقابلہ میں اسم ہے۔ حدیث یہ ہے کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ۔ میں کہتا ہوں کہ قواعد القرافی کا اس پر تعاقب گزر چکا ہے لیکن اس کی وجہ اور ہے کہ انہوں نے تشبیہ فی الدعاء کو تشبیہ فی الخبر کی طرح بنایا حالانکہ معاملہ ایسا نہیں کیونکہ تشبیہ فی الخبر ماضی حال مستقبل میں صحیح ہے اور تشبیہ فی الدعاء صرف مستقبل میں ہوتی ہے۔ یہاں تشبیہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عطیہ اور حضرات ابراہیم علیہ السلام کے عطیہ کے درمیان ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعا کے بعد حاصل ہوا کیونکہ دعا کا تعلق مستقبل کی معدوم چیز سے ہوتا ہے۔ اسی طرح جو دعا سے پہلے اصل ہے وہ تشبیہ میں داخل نہیں ہے۔ اسی کے ساتھ حضرت ابراہیم کو فضیلت حاصل ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس اصل سے سوال ہی اُٹھ جائے گا کیونکہ تشبیہ دعا میں ہے خبر میں نہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ خبر میں تشبیہ کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عطیہ حضرت ابراہیم کے عطیہ کی مثل ہے تو پھر اشکال وارد ہوتے ہیں لیکن تشبیہ کا وقوع ہی دعا کے لیے ہے۔

(۸) یہ ہے کہ اگر تشبیہ کو درود پاک کی اس مقدار سے دیکھا جائے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل کے ہر فرد کو حاصل ہے تو تمام درود پڑھنے والوں کے درود کا مجموعہ اول سے آخر زمان اس صلاۃ سے زیادہ ہو جائے گا جو آل ابراہیم کو حاصل ہے۔ اس کا شمار اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لیے ممکن ہی نہیں۔ ابن عربی نے اس جواب کو اس طرح ذکر کیا کہ اس تشبیہ سے مراد ہمیشہ ہمیشہ درود پڑھنے کی دعا کرنا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ شیخ الاسلام تقی الدین سبکی نے فرمایا کہ جب بندہ اُپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتا ہے تو گویا وہ سوال کر رہا ہوتا ہے کہ اے اللہ! نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایسا درود بھیج جیسا تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی آل پر بھیجا۔ جب یہی دعا ایک دوسرا شخص مانگتا ہے تو وہ اس صلاۃ کے علاوہ صلاۃ کو طلب کر رہا ہوتا ہے جو پہلے شخص نے طلب کی تھی۔ یہ اگرچہ ملتی جلتی ہیں لیکن طالب کے علیحدہ علیحدہ ہونے کی وجہ سے جدا جدا ہیں۔ پس بے شک دونوں دعائیں مقبول ہیں۔ چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلاۃ پیش کرنا مقبول دعا ہے پس ضروری ہے کہ جو کچھ اس شخص نے

طلب کیا وہ اس سے علیحدہ ہو جو اس دوسرے شخص نے طلب کیا تا کہ تحصیل حاصل لازم نہ آئے۔ اسی طرح ان کے بیٹے التاج نے بھی یہی کہا ہے کہ جب کبھی بندہ یہ دعا مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ، حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی آل کی صلاۃ کی مثل صلاۃ بھیجتا ہے۔ پس ان صلواتوں کا شمار ہی ممکن نہیں جو حضور ﷺ پر اپنے رب تعالیٰ کی طرف سے بھیجی جاتی ہیں۔ جن میں سے ہر ایک حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل کی صلاۃ کی مقدار کے برابر ہوتی ہے تو اب نبی پاک ﷺ پہ اس کیفیت سے درود پیش کرنے والوں کی تعداد کا شمار ہی نہیں ہو سکتا۔

(۹) یہ کہ تشبیہ کا مرجع صلوۃ بھیجنے والے کا ثواب ہے نہ کہ اس کا تعلق حضور ﷺ کے ساتھ ہے۔ ہمارے شیخ فرماتے ہیں کہ یہ جواب بھی ضعیف ہے۔ اس طرح تو گویا نمازی کہہ رہا ہوتا ہے کہ اے اللہ! مجھے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کی وجہ سے ایسا ثواب عطا فرما جس طرح تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر۔ ہاں یہ جواب ممکن ہے کہ اس سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام پر درود بھیجنے والے کے ثواب جیسے ثواب کا سوال ہو۔ یعنی اے اللہ! مجھے نبی کریم ﷺ پہ صلاۃ بھیجنے کی وجہ سے ایسا ثواب عطا فرما جو تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر درود پڑھنے والے کو عطا کیا۔

(۱۰) یہ ہے کہ مشبہ بہ مشبہ سے اعلیٰ ہو یہ قاعدہ عام نہیں بلکہ کبھی کبھی تشبیہ برابر کے ساتھ بلکہ کم مرتبہ کے ساتھ بھی دی جاتی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ (اللہ کا نور چراغ کی طرح ہے) حالانکہ مشکاۃ کا نور اللہ کے نور کا کب مقابلہ کر سکتا ہے لیکن جب تشبیہ کا مقصود و مراد سامع کیلئے واضح اور ظاہر ہو تو نورِ الٰہی کو مشکاۃ سے تشبیہ دینا جائز ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی تعظیم تمام اطراف عالم میں صلاۃ پڑھنے کے ساتھ مشہور ہے تو بہتر ہے کہ حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل کے لیے ایسی صلاۃ طلب کی جائے جو ان کی صلاۃ کے مشابہ ہو۔ فی العالمین پہ اختتام اس کی تائید کرتا ہے۔ یعنی تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر درود بھیجنا ظاہر کیا تمام جہانوں میں اسی لیے فی العالمین کا ذکر آل ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہے آل محمد ﷺ کے ساتھ نہیں۔ یعنی اس حدیث میں جو ابو سعید سے مروی ہے اور جسے امام مالک و مسلم وغیر نے روایت کیا۔ علامہ الطیبی نے اسی طرح تعبیر کیا کہ یہاں تشبیہ ناقص کو کامل کے ساتھ جوڑنے کے لیے نہیں ہے بلکہ غیر مشہور کو مشہور کے ساتھ تشبیہ دینے کے لیے ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ملائکہ نے بیت ابراہیم میں کہا رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ یہ تو معلوم ہے کہ حضرت محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ اہل بیت ابراہیم علیہ السلام میں سے ہیں۔ پس گویا کہنے والا کہہ رہا ہے یا اللہ! حضرت محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کے حق میں فرشتوں کی دعا قبول فرما جیسے تو نے آل ابراہیم کے بارے میں قبول کی جو اس وقت موجود تھے۔ اس لیے درود پاک کا اختتام "اِنَّهٗ حَمِيْدٌ، مَّجِيْدٌ" پہ کیا۔

امام نووی ان جوابات کو منقول کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ سب سے بہتر جواب امام شافعی کی طرف منسوب شدہ جواب ہے یا جس میں اصل صلوٰۃ کو اصل صلاۃ یا مجموع کو مجموع سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ابن قیم ان جوابات کا رد کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ سوائے تشبیہ المجموع بالمجموع والے جواب کے۔ یہ کہنا بہتر ہے کہ حضرت محمد ﷺ آل ابراہیم میں سے ہیں جیسا کہ اللہ پاک کے ارشاد اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ پر خصوصی درود بھیجیں جیسا کہ ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل کے ساتھ آپ ﷺ پر عموماً درود بھیجا۔ پس آپ ﷺ کی آل کو وہ حصہ ملے گا جس کے وہ اہل ہونگے اور باقی تمام حصہ نبی پاک ﷺ کے لیے بچ جائے گا۔ یہ مقدار یقیناً اس حصہ سے زیادہ ہوگی جو آل ابراہیم میں سے کسی کو حاصل ہوئی۔ اس وقت تشبیہ کا فائدہ ظاہر ہوگا۔ اور آپ ﷺ کے لیے ان الفاظ کے ساتھ صلاۃ کا حصول دوسرے الفاظ

سے افضل ہے۔ ہمارے شیخ نے المجد اللغوی کا اہل کشف سے حاصل کیا گیا ایک جواب نقل کیا جس کا حاصل یہ ہے کہ یہاں مشبہ بہ کے الفاظ کے ساتھ اور نہ ہی مشبہ کے عین کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے بلکہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کا مقصد یہ ہے کہ اے اللہ! آپ ﷺ کے متبعین کو امر دین میں انتہائی مقام پر پہنچا جیسے حضور ﷺ کی شریعت کے علماء جو شریعت کے معاملات کو قائم کرنے والے ہیں اور کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ سے مراد یہ کہ جیسے تو نے آل ابراہیم میں ایسے انبیاء پیدا فرمائے جو غیب کی خبریں دیتے تھے۔ پس آل محمد کو بھی وہ صفات حاصل ہوں جو دین میں آپ ﷺ کے پیروکار ہیں جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سوال سے ثابت ہے۔ یہ المجد اللغوی کے جواب کا نچوڑ ہے۔ ہمارے شیخ نے فرمایا کہ یہ جواب نہایت عمدہ ہے اگر یہ مان لیا جائے کہ صلاۃ کا وہی مفہوم ہے جو انہوں نے بیان کیا ہے۔ اس میں ایک اور جواب بھی ہے کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کا مطلب ہے کہ اے اللہ! حضرت محمد ﷺ کی دعا آپ کی امت کے حق میں قبول فرما جیسے تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ان کے بیٹوں کے حق میں قبول کی تھی۔ اس صورت میں دونوں جگہ آل کے لفظ کے عطف التباس اور اختلاط ہوگا۔ میں کہتا ہوں کہ المجد اللغوی کے گزشتہ طویل جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ درود بھیجنے والا جب اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہتا ہے تو اس کی مراد یہ ہوتی ہے کہ اے اللہ! آپ ﷺ کی امت میں اسے علماء اور صالحین پیدا فرما جو تیری جناب میں انتہائی بلند مرتبہ ہوں اور کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ کا مطلب یہ کہ جیسے تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل میں ایسے رسول اور نبی پیدا فرمائے جو تیری بارگاہ میں انتہائی مرتبے والے تھے۔ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ کا مطلب ہے ہوگا کہ آل محمد ﷺ کو حدیث پاک کے حفظ و تدوین کی نعمت عطا فرما جیسے تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وحی کی نعمت سے نوازا۔ (اس دعا کی وجہ سے) ان میں سے کچھ محدثین بنے، اجتہاد بھی ان کے لیے مشروع ہوا اور اس کو حکم شرعی کہا گیا۔ پس اس لحاظ سے آل محمد ﷺ انبیاء کے مشابہ ہوئے پس اے مخاطب حق کو سمجھ لے۔ اس میں ایک عظیم فائدہ بھی ہے اور اللہ حق کہتا ہے اور اسی کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

## دسویں فصل: وَبَارِكْ کا مفہوم

اس سے مراد خیر و کرامت میں نمو اور زیادتی ہے۔ بعض نے کہا کہ اس سے مراد عیوب سے صاف اور پاک ہونا ہے۔ بعض نے کہا کہ اس سے مراد برکت کا ثبوت، دوام اور استمرار ہے۔ اور یہ عربوں کے قول برک الابل سے مشتق ہے جس کا مطلب ہے کہ اونٹ زمین پر بیٹھ گیا۔ پانی کے حوض کو بھی برکة الماء کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں پانی ٹھہرتا ہے۔ اسی مفہوم پہ یہ بھی جزم کیا گیا ہے۔ کبھی تَیَمُّن" کی جگہ بولا جاتا ہے، جیسے میمون کو مبارک (محبوب و مرغوب معنوں میں) کہا جاتا ہے۔ الغرض کہ برکت سے مراد خیر کی وافر مقدار اور پھر اس میں ثبات و استمرار کا ہونا ہے۔ جب ہم اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہتے ہیں تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ اے اللہ! حضرت محمد ﷺ کے متبعین احباب میں اضافہ فرما، آپ ﷺ کی یمن و سعادت سے آپ کی امت کے حق میں آپ کی شفاعت قبول فرما، آپ ﷺ کو اپنی مخصوص جنت میں جگہ عطا فرما، اپنی رضا کا مقام عطا فرما اور آپ کی امت کو شہرت دے۔ التبريك میں دوام، زیادت اور سعادت تینوں معانی جمع ہیں۔ ہماری تحقیق کے مطابق ابن حزم کے سوا کسی نے بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ کو واجب نہیں کہا۔ ابن حزم کے کلام سے اس کے وجوب کا مفہوم ملتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ انسان کے لیے حضور ﷺ پر برکت بھیجنا لازم ہے اگرچہ عمر میں ایک ہی مرتبہ ہو اور لازم ہے کہ وہ حضرت ابو مسعود یا ابو حمید یا کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی حدیث کے الفاظ کے ساتھ درود بھیجے۔ صاحب المغنی حنبلی کے کلام کا ظاہر بھی نماز میں اس کے وجوب پہ دال ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ درود پڑھنے کا طریقہ وہی ہے جو الخرقی نے ذکر کیا کہ جو حدیث کعب میں آیا ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ صرف یہاں تک

وجوب کا مفہوم ملتا ہے۔ المجد الشیر ازی کہتے ہیں کہ فقہاء میں سے کسی نے اس کے وجوب کے ساتھ موافقت نہیں کی۔

## گیارہویں فصل: "تَرَحُّم" کی زیادتی

گزشتہ احادیث میں تشہد میں رسول ﷺ پر درود بھیجنے میں ترحم کی زیادتی وارد ہے۔ ابن عربی نے ان کے انکار پر مبالغہ کرتے ہوئے کہا کہ ابن ابی زید نے تشہد میں رحم کی جو زیادتی نقل کی ہے اس سے بچو۔ جو کچھ الرسالہ میں مستحب ذکر کیا گیا ہے وہ یہ ہے۔ انہوں نے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ کے بعد وَتَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ (آخر تک) زیادتی کی ہے۔ یہ بدعت کے قریب ہے کیونکہ نبی پاک ﷺ نے وحی کے واسطے سے درود پڑھنے کی کیفیت صحابہ کو سکھائی۔ مگر اس زیادتی میں استدراک ہے یعنی یہ اتباع وتکلیف کا مقام ہے۔ پس اس میں نص پہ ہی اکتفا کیا جائے گا۔ جنہوں نے زیادتی کی ہے انہوں نے ایک نیا کام ایجاد کیا ہے کیونکہ انہوں محل مخصوص میں ایک ایسی عبارت بنائی کہ جس کے متعلق کوئی نص بھی وارد نہیں ہوئی۔ کچھ لوگ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اور رحمت کی زیادتی کرتے ہیں مگر یہ بھی حدیث میں نہیں۔ رَحِمْتَ عَلَيْهِ نہیں کہا جائے گا بلکہ رَحِمَهٗ کہا جائے گا۔ ترحم میں تکلف وتصنع کا مفہوم ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حق میں اس کا استعمال درست نہیں ہے۔

علامہ نووی الاذکار میں لکھتے ہیں کہ ہمارے اصحاب اور ابن ابی زید المالکی نے درود پاک میں اِرْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ کی زیادتی کو جو مستحب کہا ہے یہ بدعت ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں۔ وہ شرح مسلم میں کہتے ہیں کہ پسندیدہ بات یہ ہے کہ رحمت کا ذکر نہ کیا جائے کیونکہ نبی پاک ﷺ نے درود پاک ان الفاظ کے بغیر سکھایا۔ اگر چہ ان کے معانی دعاء اور رحمت کے ہیں مگر علیحدہ ذکر نہیں فرمایا۔ ان کے علاوہ بھی کئی علماء نے یہی کہا اور یہی ظاہر ہے۔ اس کی زیادتی کے متعلق احادیث نہیں ہیں۔ چونکہ یہ ضعیف ہے جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے لیکن ان کلمات کی وجہ یہ نہیں کہنا چاہیے کہ خبر میں اس کا ذکر نہیں۔ قاضی عیاض کا قول بہت عمدہ ہے کہ اس کے متعلق کوئی صحیح خبر نہیں ہے۔ جب یہ امر ثابت ہو چکا تو پھر شاید ابی زید اسے فضائل اعمال میں شمار کرتے ہوں جن میں حدیث ضعیف پر بھی عمل کیا جاتا ہے۔ رحمت کی دعا کی اصل کا منکر تو کوئی بھی نہیں اور اس مخصوص مقام میں ضعیف حدیث موجود ہے اس لیے اس پر عمل کیا جائے گا۔ یا یہ بھی احتمال ہے کہ ابن زید کے نزدیک وہ حدیث صحیح ہو جو ہدایہ کی شرح میں فقیہ ابوجعفر سے منقول ہے کہ اِرْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ۔ اور یہ کہ مجھے اپنے شہر اور باقی مسلمانوں کے شہروں میں درایۃً بات ملی ہے اور اس پر میرا اعتبار ہے۔ اسی طرح سرخسی مبسوط میں کہتے ہیں کہ اس طرح پڑھنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق اثر وارد ہے اور جو اثر کی اتباع کرے اس پر کوئی عتاب نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کوئی بھی مستغنی نہیں۔ اسی طرح الرستغفنی کا قول ہے کہ اِرْحَمْ مُحَمَّدًا کا معنی امت کی طرف ہے۔ یہ ایسا ہے کہ کسی نے کوئی جرم کیا ہو اور مجرم کا باپ بہت ہی بوڑھا ہو۔ جب مجرم کو سزا دی جانے لگے تو کہا جاتا ہے کہ بوڑھے پر رحم کرو حالانکہ درحقیقت رحم کا مرجع بیٹا ہوتا ہے۔ اسی طرح المحیط میں بھی ہے۔ ابن عربی نے تشہد کے علاوہ ہر وقت حضور ﷺ کیلئے ترحم کے جواز کی تصریح کی ہے مگر بعض نے ان کی مخالفت کی۔ پس صلوٰۃ کے لفظ کے ساتھ حضور ﷺ کیلئے دعا کا متعین ہونا آپ کے خصائص میں شمار کرو۔ آپ ﷺ کے لیے رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ نہ کہا جائے کیونکہ اس میں تعظیم کا معنیٰ نہیں ہے جبکہ صلاۃ میں تعظیم کا معنیٰ موجود ہے۔ غیر انبیاء پر صرف تبعاً صلوٰۃ پڑھی جاسکتی ہے اور غیر انبیاء پر رحم کے لفظ کا اطلاق بالکل جائز ہے۔ قاضی عیاض نے ابن عبد البر سے نقل کیا کہ آپ کے لیے رحمت کا لفظ استعمال نہ کیا جائے بلکہ صلاۃ اور برکت کے ساتھ دعا کی جائے۔ حضور ﷺ کے علاوہ باقیوں کے لیے رحمت ومغفرت کا لفظ استعمال کیا جائے۔ امام تقی الدین بن دقیق العید شرح

الالمام میں اس کے پڑھنے کی طرف راغب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ صلاۃ من اللہ رحمت کی تفسیر ہے کیونکہ اس کا مقتضی بھی اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ مُحَمَّدًا ہے کیونکہ جب دو مترادف الفاظ کی دلالت ایک ہو تو وہ ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہو سکتے ہیں۔ ہمارے شیخ کا جھکاؤ بھی اسی طرف ہے۔ فرماتے ہیں ابن ابی زید کے کلام کا انکار غیر مسلمہ ہے۔ اگر وہ صحیح نہ ہو تو پھر انکار کا کوئی وجود ہو سکتا ہے۔ جس نے اِرْحَمْ مُحَمَّدًا نہ کہنے کا دعویٰ کیا ہے وہ مردود ہے کیونکہ بہت سی احادیث میں اس کا ثبوت ہے جن میں سب سے صحیح تشہد میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ موجود ہے۔ المجد اللغوی کا میلان بھی جواز کی طرف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کے جواز پر دلالت ہے۔ ان میں سے ایک دلیل تقریری حدیث ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس اعرابی کا قول سن کر خاموش رہے کہ جس نے کہا تھا اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ وَ مُحَمَّدًا ۔ اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کہ رات کی نماز کے بعد ایک لمبی دعا سکھاتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِكَ ۔ یا اللہ! میں تجھ سے تیری رحمت کا سوال کرتا ہوں۔ اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں بھی یہ ارشاد ہے کہ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِيْ وَ اَسْئَلُ رَحْمَتَكَ۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد بھی ہے يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد بھی رحمت طلب کرنے کی دلیل ہے کہ اَللّٰهُمَّ اَرْجُوْ رَحْمَتَكَ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا کہ اِلَّآ اَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِرَحْمَتِهٖ۔

میں کہتا ہوں کے گزشتہ احادیث اور اس کے علاوہ وہ کئی احادیث میں (نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے رحمت کا) کا ثبوت ہے۔ نسائی نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے ظہار کیا مگر کفارہ ادا کرنے سے پہلے مصاحبت کر لی۔ یہ مسئلہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تجھے کس چیز نے اس فعل پر اکسایا تو اس نے اپنی بات کے شروع میں یہ کہا رَحِمَكَ اللّٰهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ۔ یہ حدیث سنن اربعہ میں بھی ہے لیکن الفاظ یہ نہیں۔ ہمارے امام شافعی کی کتاب الرسالہ کے خطبہ میں مُحَمَّدٌ عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ وَ رَحِمَ وَ كَرَّمَ کے الفاظ ہیں۔ اس کے جواز یا عدم جواز کا مسئلہ اس صورت میں ہے جب صلاۃ وسلام ملا کر پڑھا جائے جیسا کہ ہمارے شیخ اور ان کے علماء نے کہا۔ جواز کی تصریح فرمانے والوں میں ابوالقاسم الانصاری صاحب الارشاد بھی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ترحم کو صلوٰۃ کے ساتھ ملا کر پڑھنا جائز مگر اکیلا پڑھنا جائز نہیں۔ اس مسئلہ میں ابن عبدالبر اور قاضی عیاض نے ''کمال'' میں ان کی موافقت کی۔ انہوں نے اس مسئلہ کو جمہور سے نقل کیا۔ علامہ قرطبی المفھم میں لکھتے ہیں کہ الترحم کا پڑھنا صحیح ہے کیونکہ اس کے متعلق احادیث آئی ہیں۔ امام غزالی نے بھی اکیلا ترحم پڑھنے کے عدم جواز کا عزم ظاہر کرتے ہوئے فرمایا کہ ترحم ''تاء'' کے ساتھ جائز نہیں۔ اسی طرح ابن عبدالبر نے بھی عدم جواز کا جزم کرتے ہوئے کہا کہ کسی کے لیے جائز نہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرے تو رحمہ اللہ کہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تو فرمایا مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مگر مَنْ تَرَحَّمَ عَلَيَّ اور مَنْ دَعَا لِيْ نہیں فرمایا اگرچہ صلاۃ کا معنی بھی رحمت ہے لیکن اس لفظ کو تعظیماً مخصوص فرمایا۔ اس لیے اس کو چھوڑ کر کسی اور لفظ کی طرف نہیں پھیرا جائے گا۔ اس کی تائید اللہ تعالیٰ کے فرمان سے بھی ہوتی ہے کہ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۔ یہ اچھی بحث ہے جیسا ہمارے شیخ نے کہا لیکن پہلی تعلیل میں نظر ہے مگر دوسری پہ اعتماد کیا جا سکتا ہے۔

احناف کی معتبر کتاب الذخیرہ میں محمد بن عبداللہ بن عمر سے ترحم کی کراہت منقول ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس میں نقص کا گمان ہے کیونکہ رحمت ایسے فعل پر طلب کی جاتی ہے جس پر ملامت ہوتی ہو اور ہمیں انبیاء اکرام کی تعظیم کا حکم ملا ہے۔ جب انبیاء کا ذکر ہو تو رَحِمَهُمُ اللّٰهُ نہ کہا جائے بلکہ ان پر درود بھیجا جائے۔ اگر کہا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے رحمت کی دعا کیسے کی جا سکتی ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو خود رحمت ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ اس کا جواب یہ ہے جیسا کہ ابوذرعہ ابن العراقی نے کہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رحمت ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ کیونکہ رحمت کا تفسیری معنی جو ہمارے حق میں ہے یعنی دل کا پسیج جانا اللہ تعالیٰ کے حق میں محال

اور مشکل ہے۔ رحمت اللہ تعالیٰ کے حق میں یا تو ذات کی صفت کے اعتبار سے ہے جس کا مطلب اپنے بندے کے لیے بھلائی کا ارادہ کرنا ہے یا اس کے فعل کی صفت کے اعتبار سے ہے جس کا مطلب بندے کے ساتھ بھلائی کرنا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے ارادہ خیر اور فعل خیر کا زیادہ حصہ پانے والے ہیں۔ تو یہ نہ کہا جائے کہ یہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہے تو ہم آپ کی آل کیلئے اس کا مطالبہ کیسے کریں؟۔ اس لیے کہ اس کا ثمر تو ہمارے ثواب پر مرتب ہوتا ہے جیسا کہ مقدمہ میں گزر چکا ہے۔ امام بیہقی کہتے ہیں کہ رحمت دو معانی کا جامع لفظ ہے۔ (۱) علت کا دور کرنا (۲) عمل کو قبول کرنا۔ یہ صلاۃ سے مختلف مفہوم رکھتا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ میں صلوٰۃ و رحمت کو الگ الگ ذکر کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک ارشاد مروی ہے جو ان کے نزدیک بھی ان کے جدا مفہوم پر دلالت کرتا ہے کہ نِعْمَ الْعِدْلَانِ وَنِعْمَ الْعَلَاوَةُ لِلَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ۔ یعنی ان کے اللہ کی طرف سے ثناء، مدح، تزکیہ اور رحمت یعنی مصیبت کا دور کرنا اور حاجت کا دور کرنا۔

## تَرَحَّمْتَ عَلَيْهِ کی تحقیق

تنبیہ: الصفانی نے بعض متقدمین آئمہ لغت سے حکایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ لوگوں کا تَرَحَّمْتَ عَلَيْهِ کہنا غلطی ہے۔ درست کلمہ رَحَّمْتَ عَلَيْهِ تَرْحِيمًا ہے۔ یہ صیدلانی کے گزشتہ قول کا رد ہے۔ ہمارے علم کے مطابق مشاہیر آئمہ لغت میں سے کسی نے بھی رَحِمْتَ عَلَيْهِ نہیں کہا۔ اگر اس کی نقل صحیح ہو تو پھر بھی ضعیف و شاذ ہے۔ یہ مجد لغوی کا قول ہے۔ زرکشی نے صیدلانی کے قول کو تضمین کہہ کر رد کیا ہے۔ مثلاً اللہ کے فرمان وَصَلِّ عَلَيْهِمْ کا مطلب اُدْعُ لَهُمْ ہے اگر چہ یہ بولا نہیں جاتا۔ اسی طرح رحمت اپنے ضمن میں صلاۃ کا معنی لیے ہوئے ہے۔ ابن یونس شارح الوجیز نے بھی اس کا رد کرتے ہوئے کہا کہ صیدلانی کے قول کا وقوع ممنوع ہے۔ علامہ جوہری نے نقل فرمایا کہ ان کا قول تکلف کا شعور دیتا ہے اور ابن نشیب کے قول کے مخالف ہے۔ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو متکلم نہ کہا جائے کیونکہ اس میں بھی تکلف کا خاصہ ہے مگر متکبر اور متفضل کے الفاظ سے اس کا رد ہوتا ہے۔

## بارہویں فصل: اَلْعٰلَمِيْنَ کی تحقیق

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق اس سے مراد اصناف خلق ہے۔ اس کے متعلق کئی دوسرے اقوال بھی موجود ہیں۔ بعض نے کہا اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جو فلک کے گھیرے میں ہے۔ بعض نے کہا کہ اس سے مراد ہر روح والی چیز ہے۔ بعض نے کہا کہ ہر نئی پیدا ہونے والی چیز کو کہا جاتا ہے۔ بعض نے کہا کہ ہر عقل والی چیز مراد ہے۔ یہ دونوں قول المشارق میں ہیں۔ بعض کے مطابق اس سے مراد انسان اور جن ہیں۔ یہ قول المنذری نے نقل کیا۔ ایک اور قول بھی انہوں نے حکایت کیا کہ اس سے مراد جن، انسان، فرشتے اور شیاطین ہیں۔ صحاح میں ہے کہ عالم کا مطلب خلق ہے۔ اس کی جمع عوالم اور عالمون ہے۔ اس سے مراد مخلوق کی تمام قسمیں ہیں۔ محکم میں ہے کہ عالم سے مراد تمام مخلوق ہے۔ بعض نے کہا ہر وہ چیز جو فلک کے گھیراؤ میں ہو عالم کہلاتی ہے۔ لفظاً اس کا واحد نہیں کیونکہ عالم مختلف اشیاء کے مجموعہ کا نام ہو گا۔ پھر اگر ان مختلف اشیاء میں کسی ایک چیز کو نام دیا جائے تو اشیاء متفقہ کے مجموعہ ہو گا۔ اس کی جمع عالمون ہے۔ فاعل کی جمع ''و، ن'' سے نہیں بنائی جاتی مگر صرف اس صورت میں۔ اَلْعٰلَمِيْنَ کا اشارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر برکت و صلاۃ کے عالم میں مشہور ہونے اور آپ کے شرف و تعظیم کے پھیلے ہوئے ہونے کی طرف ہے۔ اور ہمارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بھی ایسی ہی صلاۃ اور برکت مطلوب ہے جو مخلوق میں

شہرت اور پھیلاؤ کے اعتبار سے اسی جیسی ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وَ تَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِيْنَ ٥ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۔ اس سے پہلے بھی اس طرح کا مفہوم گزرا ہے۔

## تیرہویں فصل: حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ کی تحقیق

حمید بروزن فعیل بمعنی محمود ہے جو حمد سے مشتق ہے مگر اس میں محمود سے زیادہ بلاغت ہے۔ اس سے مراد وہ ذات ہے جو تمام صفات حمد کی مالک ہو۔ بعض نے کہا کہ یہ بمعنی حامد ہے یعنی وہ اپنے بندوں کے افعال کی تعریف کرنے والا ہے۔ مجید کا لفظ مجد سے نکلا ہے جو اکرام کی صفت ہے۔ دعا کا ان دو عظیم ناموں پر اختتام کرنے کی مناسبت یہ ہے کہ اس دعا میں مطلوب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ سے اس کے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے عزت، ثناء اور قرب مانگا جائے تو اس کے لیے حمد و مجد کا طلب کرنا لازمی ہے۔ اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ آخر میں دونوں اسم مطلوب کے لیے تعلیل یا تذییل جیسے ہیں اور ان کا مفہوم یہ ہے کہ اے اللہ! بے شک تو طرح طرح کی نعمتیں عطا کرنے کی وجہ سے بڑا اکریم ہے۔

## چودھویں فصل: اَلْاَعْلِيِّيْنَ وَ الْمُصْطَفِيْنَ وَ الْمُقَرَّبِيْنَ کی تحقیق

گزری ہوئی بعض احادیث میں اعلین، مصطفین ارو مقربین کے الفاظ گزرے ہیں۔ ان کی وضاحت یہ ہے کہ اعلین سے مراد ملاء اعلی یعنی ملائکہ ہیں کیونکہ وہ آسمانوں میں رہتے ہیں اور جن ملاء اسفل ہیں کیونکہ وہ زمین کے رہنے والے ہیں۔ مصطفین کے بارے میں علامہ زمحشری فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَ اِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارُ کا معنی یہ ہے کہ وہ ان کی جنس کے بیٹوں میں سے چنے ہوئے لوگ ہیں۔ اس صورت میں اس سے مراد اولوالعزم رسول حضرت نوح، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت ابراہیم علیہم السلام، سب کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ملائکہ کی جماعت مراد ہے جیسے حاملین عرش، حضرت جبریل اور حضرت میکائیل اور شہداء بدر ہیں۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ مصطفین سے مراد وہ پاکیزہ نفوس ہیں جنہیں اللہ تعالی نے اپنا صفی بنایا اور انہیں ہر کمی اور عیب سے پاک فرمایا۔ بعض نے کہا کہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والے لوگ مراد ہیں۔ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ بعض کے مطابق اس سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام ہیں اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہے۔ مقربین سے مراد فرشتے ہیں۔ ان کے متعلق بھی علماء کا اختلاف ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان سے مراد عرش اٹھانے والے فرشتے ہیں۔ علامہ البغوی کا بھی یہی خیال ہے۔ بعض نے فرمایا ان سے مراد ملائکہ کروبیون ہیں یعنی وہ فرشتے جو اللہ تعالیٰ کے عرش کے ارد گرد رہتے ہیں جیسے حضرت جبریل، حضرت میکائیل اور اس طبقہ کے دوسرے فرشتے۔ بعض کے مطابق اس سے مراد اجرام فلکی کی تدبیر کرنے والے فرشتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ۔ بعض نے کہا کہ مقربون سات فرشتے ہیں: اسرافیل، میکائیل، جبریل، رضوان، مالک، روح القدس، اور ملک الموت علیہم السلام۔ انسانوں میں بھی مقربون ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ٥ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ٥ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ٥ بعض کے مطابق اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اسلام قبول کرنے میں سبقت لے گئے۔ حضرت مقاتل سے مروی ہے سابقون وہ ہیں جو انبیاء کرام پر ایمان لانے میں پہلے تھے۔ بعض نے فرمایا کہ اس مراد صدیقین مراد ہیں۔

## پندرہویں فصل: مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّكْتَالَ بِالْمِكْيَالِ الْاَوْفٰى کا مفہوم

گزشتہ بعض احادیث میں یہ الفاظ آئے۔ اور وہاں لفظ اوفی سے پہلے اجر اور ثواب کے الفاظ معروف و معلوم ہونے کے باعث

حذف کر دیئے گئے ہیں۔ یہ الفاظ کثرت ثواب سے کنایہ ہیں کیونکہ زیادہ اشیاء کا اندازہ عموماً مکیال (ناپ، تول) کے ساتھ اور تھوڑی اشیاء کا اندازہ میزان سے لگایا جاتا ہے۔ پھر الاوفی کا لفظ ذکر کیا تا کہ مزید تاکید آجائے۔ مقدر کلام یہ بھی ہوسکتا ہے کہ نبی پاک ﷺ کے حوض سے اسے پورا پیمانہ بھر کر دیا جائے گا۔ شفاء شریف میں موجود قاضی عیاض کا کلام بھی اس پہ دال ہے۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو چاہتا ہے کہ وہ پیالا بھر کر پیے۔ آگے یہی حدیث ہے۔ یہی بات شیخ الاسلام ابوذرعہ ابن العراقی نے لکھی ہے کہ پہلی تقدیر مفہوم کے زیادہ قریب ہے کیونکہ دوسری تقدیر خاص پر کوئی دلیل موجود نہیں۔ اس فرمان میں لفظ اهل البيت اختصاص کی وجہ سے منصوب ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ اسی طرح آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نَحْنُ مَعَاشِرُ الْاَنْبِيَآءِ۔

## سولھویں فصل: مشکل الفاظ کی تشریح

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث کے مشکل الفاظ کی تشریح یہ ہے۔(۱) داح المدحوات اے زمینوں کو بچھانے والے۔ مدحوات کا مطلب زمینیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو ایک ٹیلے کی طرح پیدا کیا۔ پھر اس کو پھیلایا۔ اللہ کا ارشاد ہے کہ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا۔ ہر وہ چیز جو پھیلی ہوئی ہو اور اس کو وسیع کر دیا گیا ہو اس کے لیے دَحیٰ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اسی لیے شتر مرغ کے انڈے دینے کی جگہ کے لیے بھی یہی لفظ استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ وہ بھی انڈوں کو پھیلا دیتا ہے۔ المدحیات کا لفظ بھی مروی ہے۔(۲) باری السموات آسمانوں کے خالق۔ مسموکات سے مراد آسمان ہیں۔ جیسا کہ فرزدق نے کہا

اِنَّ الَّذِیْ سَمَكَ السَّمَآءَ بَنٰی لَنَا　　بَيْتًا دَعَآئِمُهٗ اَعَزُّ وَ اَطْوَلُ

بے شک اس نے ہمارے لیے آسمان کو ایسا گھر بنایا جس کے ستون عزت والے اور بہت طویل ہیں

باری کی جگہ سامک بھی مروی ہے اور اس کا معنی رافع یعنی بلند کرنے والا ہے۔(۳) وَجَبَّارُ الْقُلُوْبِ عَلٰى فِطْرَتِهَا جبر کا معنی ٹوٹی ہوئی ہڈی کو جوڑنا ہے۔ تو اب اس کا مطلب یہ ہوگا کہ گویا کہ اس نے دلوں کو اپنی فطرت پر قائم کیا اور پھر انہیں اپنی شقاوت اور سعادت کے مطابق قرار دیا۔ قتیبی نے کہا کہ میں اس کو اجبر سے مشتق نہیں مانتا کیونکہ اس سے افعل کا صیغہ نہیں۔ مگر نہایہ میں اس قول کا پیچھا کیا گیا کہ دوسری لغت میں اس کا وجود پایا جاتا ہے۔(۴) جَبَرْتُ وَ اَجْبَرْتُ کو قَهَرْتُ کے معنیٰ میں لیا جاتا ہے۔(۶) وَاُغْلِقَ فعل مجہول کا صیغہ ہے۔(۷) وَالدَّامِغُ کا مطلب ہے اَلْمُهْلِكُ (دَمَغَ يَدْمَغُهٗ دَمْغًا) عرب میں اس وقت کہتے ہیں جب دماغ میں چوٹ لگے اور قتل کر دے۔(۷) اَلْجَيْشَاتُ یہ جمع ہے اس کی واحد جَيْشَة" ہے۔ اس کا معنی بلند ہونا ہے۔(۷) وَحُمِلَ ماضی مجہول کا صیغہ ہے۔ اس کا مطلب ہے کسی کام کی قوت رکھنا۔(۸) بِغَيْرِ نَكْلٍ کا معنی ہے بغیر بزدلی اور رکاوٹ کے۔(۹) وَلَا وَهْنٍ رائے میں کمزوری نہ ہو۔(۱۰) واھیا یا کسی کے ساتھ بھی آیا ہے۔(۱۱) نِفَاذ"۔(۱۲) وَاَوْرٰی صحاح میں ہے وری یری وریاً اس وقت کہتے ہیں جب آگ نکلے۔ اس میں ایک اور لغت بھی ہے جو زیر کے ساتھ ہے۔(۱۳) اَلْقَبَس کا مطلب ہوگا آگ کا شعلہ۔ یہ تمام استعارے ہیں۔(۱۴) آلَآءُ اللّٰهِ بمعنی نعمتیں ہے۔ یہ مبتدا ہے اور اس کی خبر تَصِلُ بِاَهْلِهٖ اَسْبَابُهٗ ہے۔ اس کے واحد میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں فتحہ اور تنوین کے ساتھ جیسے رحی۔ بعض نے کہا کسرہ اور تنوین کے ساتھ ہے جیسے معی۔ بعض کے مطابق کسرہ اور لام کے سکون اور تنوین۔ آخری صورت ابن اثیر نے ذکر کی ہے۔ بعض نے کہا کہ اس کا واحد الو بروزن امن ہے۔ البرہان الحلبی نے یہی وزن لکھا ہے۔ یہ پانچ لغتیں ہیں اور میں نے اپنے

شیخ کے خط کے ساتھ پانچ لغتیں دیکھی ہیں۔ الی ہمزہ کی زیر اور زبر کے ساتھ اور تنوین کے ساتھ۔ اور پانچویں صورت الی ہے۔ (۱۵) هُدِيَتْ یہ لفظ ہ کی پیش اور دال کی زیر کے ساتھ ماضی مجہول کا صیغہ ہے۔ (۱۶) اَلْقُلُوْبُ یہ لفظ هُدِيَتْ کا نائب فاعل ہے۔ (۱۷) اَلنَّهْجُ کا مطلب ہے سیدھا راستہ۔ (۱۸) مُوْضِحَاتِ کی زیر کے ساتھ حالت نصب میں ہے۔ (۱۹) نَآئِرَاتِ موضحات پر معطوف ہے۔ اس کے شروع میں نون اور الف کے بعدت ہے۔ (۲۰) وَعَدْنِكَ عین مہمل مفتوح اور دال کی جزم کے ساتھ۔ اس کا معنٰی جنت ہے۔ صحاح میں ہے کہ عَدَنْتَ الْبَلَدَ کا استعمال توطنه کے معنی میں ہے یعنی تو نے اس شہر کا اپنا وطن بنالیا۔ عَدَنْتَ اللَّيْلَ بِمَكَانٍ کا مطلب ہوگا تو نے رات کے وقت ایک جگہ کو لازم پکڑا اور وہاں ہی ٹھہرا رہا۔ اسی سے جنات عدن مشتق ہے جس کا معنی جنات اقامہ ہے۔ وَاَجْزِهِ ہمزہ پہ زبر، جیم پہ جزم اور ''ز'' پہ زیر ہے۔ یہ لفظ جزا سے مشتق ہے۔ الشفاء کے کئی نسخوں میں اسی طرح ہے۔ درست بات اس میں وہی ہے جیسا کہ بعض اصول معتمدہ میں ذکر کیا گیا ہے کہ اس کا ہمزہ وصلی ہے کیونکہ یہ ثلاثی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا۔ میں کہتا ہوں کہ میں نے بعض کتب اصول میں اس کو ہمزہ مفتوحہ جیم ساکنہ اور پھر راء مفتوحہ کے ساتھ اجر سے مشتق پایا ہے۔ انہوں نے اس کو صحیح بھی کہا اور میرا گمان یہ ہے کہ یہاں حرف تبدیل کیا گیا ہے۔ اسی طرح میں نے بعض عارفین کی تحریر میں پہلی صورت میں پڑھا ہے اور یہی اصح ہے۔ شاید یہ حدیث سہل کی طرح ہو۔ یعنی اس نے ایسا کام کیا جس کا اثر اظہر ہے اور عطا کا ارادہ کیا اور ایسے مقام پر ٹھہرا جہاں کوئی دوسرا اس عطا کے بعد نہ ٹھہرا اور اس کی کفایت مکمل نہ ہوئی۔ (۲۱) ثَوَابِكَ الْمَضْنُوْنِ اس کا مطلب ہے کہ ایسا ثواب جس کی نفاست کی وجہ سے اس پر بخل کیا جاتا ہے۔ شفا شریف میں مضنون کی جگہ محلول کا لفظ مذکور ہے جس کا معنی اترنے کی جگہ ہے۔ (۲۲) اَلْمَعْلُوْلِ یہ علل سے ماخوذ ہے جس کا معنی ایک مرتبہ پینے کے بعد دوبارہ سیراب ہونا ہے۔ (۲۳) نہل کا مطلب پہلی مرتبہ پینا ہے۔ تو گویا اس کا مطلب ہوا عطا کے بعد پھر عطا کرنا۔ (۲۴) اَلنُّزُلُ وہ کھانا جو مہمان کے لیے تیار کیا جائے۔ اس سے مراد وہ مکان ہوتا ہے جو نزول کیلئے تیار کیا گیا ہو مثلاً قرآن مجید میں آیا ہے کہ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ۔ (۲۵) اَلْخُطَّةُ یہاں اَلْاَمْرُ کے معنٰی میں ہے یعنی فصل قطعی

## سولہویں فصل: درود پاک میں سَيِّدُنَا کی زیادتی کرنا

المجد اللغوی نے ذکر کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ بہت سے لوگ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ پڑھتے ہیں۔ اس میں ایک پوری بحث ہے۔ نماز میں ظاہر یہی ہے کہ ماثور الفاظ کی اتباع اور خبر صحیح پر توقف کرنے کی وجہ سے سَيِّدُنَا نہیں کہنا چاہیے جبکہ نماز کے باہر خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے السلام ساتھ خطاب کرنے سے منع فرمایا جیسا کہ مشہور حدیث میں ہے لیکن ہوسکتا ہے کہ یہ تواضع اور انکساری کی وجہ سے ہو اور سامنے مدح و تعریف کو ناپسند کرنے کی وجہ سے ہو یا اس لیے ہو کہ یہ زمانہ جاہلیت کا سلام تھا یا لوگوں کے مبالغہ کرنے کی وجہ سے سرکار دو عالم نے اس لفظ کے استعمال سے منع فرمایا ہو کیونکہ وہ کہتے تھے اَنْتَ سَيِّدُنَا وَاَنْتَ وَالِدُنَا وَاَنْتَ اَفْضَلُنَا عَلَيْنَا فَضْلًا وَّاَنْتَ اَطْوَلُنَا طَوْلًا وَّاَنْتَ الْجَفْنَةُ الْغَرَّآءُ وَاَنْتَ اَنْتَ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سلام سے انکار فرمایا اور حکم دیا کہ اپنے انداز میں پکارو تا کہ شیطان تمہیں دھوکہ نہ دے سکے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنا ارشاد ہے کہ اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یعنی میں اولاد آدم کا سردار ہوں۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا اِنَّ اِبْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِكُمْ۔ نسائی نے عمل الیوم و اللیلہ میں ایک حدیث نقل کی ہے جس میں حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا سیدی کہہ کر پکارا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول جو پیچھے گزرا کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ۔ ان روایات میں واضح دلیل اور برہان ہے جو سید کے استعمال کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔ انکار کرنے والا سوائے ایک مشہور حدیث کے دلیل کا محتاج ہے کیونکہ وہ مذکورہ بالا احتمالات کی موجودگی میں دلیل قائم نہیں کر سکے گا۔ المھمات میں علامہ اسنوی لکھتے ہیں کہ پرانے زمانہ کی ایک بات میرے ذہن میں ہے کہ شیخ عزالدین بن السلام نے اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے سیدنا کے لفظ کی بنیاد ڈالی۔ اب یہ زیادتی یا افضل ادب کے لیے ہے یا امر کی پیروی؟۔ پہلی صورت یعنی ادب کی وجہ سے سیدنا کا اضافہ مستحب ہے اور دوسری صورت یعنی حکم کی پیروی میں اضافہ کرنا مستحب نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔ (یہاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا کا لفظ ذکر نہیں کیا)۔ میں کہتا ہوں کہ میں نے اپنے محقق مشائخ میں سے کسی کی تحریر پڑھی تھی کہ جس میں لکھا تھا کہ شرعی مطلوب کے ذکر کے ساتھ سید کو ذکر کرنے میں ادب ہے۔ صحیحین کی حدیث میں ہے کہ اپنے سردار سعد بن معاذ کے لیے اٹھو۔ ان کی سیادت علم و دین کی وجہ تھی۔ درود پاک پڑھتے وقت سیدنا کا اضافہ کرنے میں امر کی اطاعت بھی ہے اور ادب کا تقاضا بھی مگر سابقہ حدیث کی رو سے نہ پڑھنا افضل ہے۔ اگرچہ شیخ اسنوی اس کے افضل ہونے میں متردد ہیں جو کہ ان کی عبارت سے ظاہر ہے۔ یعنی پرانی بات ذہن میں ہے کہ شیخ عزالدین بن السلام نے اس کی بنیاد اس بات پر رکھی کہ ادب کا سلوک افضل ہے یا حکم کی اطاعت؟

# دوسرا باب

## نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود پاک پڑھنے کا ثواب

جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود بھیجتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ، اس کے ملائکہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود درود بھیجتے ہیں۔ درود شریف خطاؤں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ اس سے اعمال پاکیزہ ہو جاتے ہیں اور درجات بلند ہوتے ہیں۔ گناہ بخشے جاتے ہیں۔ درود بھیجنے والے کے لیے درود خود استغفار کرتا ہے۔ اس کے نامہ اعمال میں اجر کا ایک قیراط درج کر دیا جاتا ہے جو احد پہاڑ کی مثل ہوتا ہے۔ اجر کا پیمانہ پورا ملے گا۔ دنیا و آخرت کی تمام مہمات و امور کے لیے کافی ہے۔ جو شخص اپنے وظائف کا تمام وقت درود شریف میں گزارے گا اس کی خطاؤں کو مٹا دیا جائے گا۔ درود پاک پڑھنا غلام آزاد کرنے پر فضلیت رکھتا ہے۔ مصائب سے نجات ملتی ہے۔ اس کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گواہی دیں گے۔ اس کے لیے شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی رحمت ملتی ہے۔ اللہ پاک کی ناراضگی سے امن میں ہو جاتا ہے۔ عرش کے سایہ میں جگہ ملے گی۔ میزان بھاری ہوگا۔ حوض کوثر پر حاضری کا موقع میسر ہوگا۔ پیاس سے محفوظ ہو جائے گا۔ آگ سے چھٹکارا ہوگا۔ پل صراط پر چلنا ممکن ہوگا۔ مرنے سے پہلے جنت دیکھ لے گا۔ جنت میں کثیر بیویاں ملیں گی۔ بیس غزوات سے بھی زیادہ ثواب ملے گا۔ تنگ دست کے حق میں صدقہ کے قائم مقام ہوگا۔ یہ پاکیزہ و طاہر ہے۔ اس سے مال میں برکت اور سو بلکہ اس سے بھی زیادہ حاجات پوری ہوتی ہیں۔ یہ ایک عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ عمل میں ہے۔ مجالس کی زینت ہے۔ اس سے غربت و فقر دور ہوتا ہے اور زندگی کی تنگی دور ہو جاتی ہے۔ اس کے ذریعے خیر کے مقام تلاش کیے جاتے ہیں۔ درود پاک پڑھنے والا قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیادہ قریب ہوگا۔ اسے پڑھنے والا خود، اس کے بیٹے اور اس کے پوتے بھی نفع پائیں گے اور وہ بھی کہ جس کو درود پاک کا ثواب پہنچایا گیا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب نصیب ہوگا۔ یہ ایک نور ہے۔ اس کے ذریعے دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے اور زنگ سے دل پاک ہو جاتا ہے۔ لوگوں کی محبت کا باعث ہے۔ خواب میں حضور

ﷺ کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔ یہ اپنے پڑھنے والے کوغیبت سے روکتا ہے۔ تمام اعمال سے بابرکت اور افضل عمل ہے۔ دنیا و دین میں زیادہ نفع بخش ہے۔ اس کے علاوہ اس کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ مگر یہ سب اس فطین انسان کے لیے ہے جو اعمال کے ثواب کو اکٹھا کرنے پر حریص ہے اور فضائل عظیمہ، مناقب کریمہ اور فوائد کثیرہ عمیمہ پر مبنی عمل کے لیے کوشاں ہو۔ اس کے سوا کوئی عمل اور قول ایسا نہیں ملے گا جو ایسے فوائد رکھتا ہو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ دس مرتبہ اس پر رحمت کرے گا۔ اس حدیث کو امام مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور ترمذی نے بھی روایت کیا اور لکھا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ وہاں الفاظ یہ ہیں کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا اور اس کے دس گناہ مٹائے گا۔ یہی حدیث امام احمد نے بھی ذکر کی۔ اس کے راوی صحیح ہیں سوائے ربعی بن ابراہیم کے مگر یہ بھی ثقہ اور مامون ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے دس مرتبہ مجھ پر درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر ہزار مرتبہ رحمت کرے گا اور جو شوق اور محبت سے زیادہ پڑھے گا قیامت کے دن میں اس کا شفیع اور گواہ بنوں گا۔ اس حدیث کو ابوموسیٰ مدینی نے ایک ایسی سند کے ساتھ بھی روایت کیا ہے جس کے متعلق شیخ مغلطای نے فرمایا کہ اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جو ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ پر درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس کے بدلے اس پر ستر بار درود بھیجیں گے۔ اس حدیث کو امام احمد اور زنجویہ نے اپنی ترغیب میں حسن سند کے ساتھ روایت کیا مگر اس کا حکم مرفوع کا ہے کیونکہ اس میں اجتہاد کی کوئی گنجائش نہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلْيُصَلِّ عَلَيَّ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مَرَّةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا کہ جس کے سامنے میرا ذکر ہوا سے مجھ پر درود بھیجنا چاہیے اور جس نے مجھ پر ایک درود بھیجا اللہ تعالیٰ دس مرتبہ اس پر درود بھیجے گا۔ اس روایت کو امام احمد، ابونعیم اور امام بخاری نے الادب المفرد میں نقل کیا ہے اور طبری نے مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مَرَّةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا کے الفاظ کے بغیر الاوسط میں نقل کیا۔ اس کی سند کے راوی صحیح کے راویوں جیسے ہیں۔ ایک اور روایت ہے کہ جس نے ایک مرتبہ مجھ پر درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس درود بھیجے گا اور اس کے دس گناہ معاف ہوں گے اور دس درجے بلند ہوں گے۔ اس حدیث کو نسائی، ابن ابی شیبہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے آخری دو کی روایات میں درجات بلند ہونے کا ذکر نہیں ہے۔ حاکم نے ان الفاظ میں روایت کیا کہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس درود بھیجے گا اور اس کی دس خطائیں معاف کر دی جائیں گی۔ طبرانی نے الاوسط اور الصغیر میں روایت کیا ہے کہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا اور جس نے مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجا اس پر اللہ تعالیٰ سو مرتبہ درود بھیجے گا اور جس نے مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس کی آنکھوں کے درمیان لکھے گا کہ یہ بندہ نفاق اور جہنم کی آگ سے بری ہے اور قیامت کے دن وہ شہداء کے ساتھ ہوگا۔ اس حدیث کی سند میں ابراہیم بن سالم بن شبل ہجیمی نام کا ایک راوی ہے جس کے متعلق المنذری کہتے ہیں کہ مجھے اس کی عدالت و جرح معلوم نہیں۔ الہیتمی نے بھی یہی کہا۔ ابوبکر بن ابی عاصم نے اپنی کتاب الصلوٰۃ النبیہ میں اور ابوالقاسم التیمی نے اپنی کتاب الترغیب میں ابواسحاق السبعی کے حوالہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ مجھ پر درود بھیجو کیونکہ مجھ پر درود بھیجنا تمہارے گناہوں کا کفارہ ہے اور تمہارے دلوں کی طہارت ہے اور جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا اللہ دس مرتبہ اس پر رحمت کرے گا۔ ابوالقاسم اور ابوموسیٰ کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ مجھ پر درود بھیجنا تمہارے درجات کا باعث ہے۔ العراقی نے لکھا کہ اس کی سند صحیح ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ ابوحاتم کہتے ہیں کہ ابواسحاق کا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سماع تو کجا روایت بھی صحیح نہیں ہے۔ یہ حدیث پہلی سے زیادہ معلول ہے کیونکہ ابواسحاق کے واسطہ سے عن برید بن

ابی مریم عن انس سے مروی ہے اور اس سند میں ابواسحاق پر اختلاف ہے۔ کبھی واسطہ کو ثابت اور کبھی حذف کرتے ہیں۔ پھر واسطہ کے ثبوت میں بھی اختلاف ہے۔ وہ کبھی پہلی روایت کی طرح برید بن انس کا ذکر کرتے ہیں اور کبھی برید عن ابیہ عن انس کا ذکر کرتے ہیں۔ اسی کو حمید بن زنجویہ نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ اور کبھی حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں جیسے کہ نسائی نے روایت کی۔ مگر حذف والی سند بھی نسائی، ابویعلیٰ ابن السنی، الطبرانی، الطیالسی وغیرہ نے نقل کی۔ ابواسحاق ان لوگوں میں سے ہیں جن سے خلط ہوجاتا تھا مگر اختلاط سے پہلے کی روایات صواب کے زیادہ قریب ہیں۔ دارقطنی نے **العلل** میں برید عن انس کی سند کو ترجیح دی اور کہا کہ یہی سند درست ہے۔ دارقطنی نے **العلل** میں یہ الفاظ لکھے کہ **اَلْبَخِيْلُ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ**۔ یہ روایت ابواسحاق نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے واسطہ کے بغیر نقل کی جوان کی خطا ہے۔ الطبرانی نے **الاوسط** میں ایک ایسی سند کے ساتھ روایت کی جس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ جس نے مجھ پر درود بھیجا اس کا درود مجھے پہنچے گا اور میں اس پر درود بھیجوں گا اور اس کیلئے دس نیکیاں خزانہ ہوں گی۔ نسائی، تمام اور حافظ رشید الدین عطار نے اس کو حسن سند کے ساتھ ذکر کیا کہ جو بندہ مومن میرا ذکر کرتا ہے اور مجھ پر درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھتا ہے اور دس گناہ مٹاتا ہے اور اس کے دس درجات بلند کرتا ہے۔ امام بیہقی نے **فصائل الاوقات** میں ایک حدیث ابواسحاق عن انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی کہ جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات مجھ پر کثرت سے درود پڑھو۔ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا۔ اسی طرح ابن بشکوال نے بھی ذکر کی ہے مگر وہاں جمعہ کا ذکر نہیں۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ باہر تشریف لائے، چاردیواری کی طرف توجہ کی، اندر داخل ہوئے، قبلہ شریف کی طرف منہ کیا اور سجدہ کیا اور اتنا لمبا سجدہ کیا کہ میں نے گمان کیا کہ شاید اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح قبض کر لی ہے۔ پھر میں حضور ﷺ کے قریب ہوا۔ آپ ﷺ نے سر مبارک اٹھایا اور پوچھا کون ہے؟ میں نے عرض کی کہ میں عبدالرحمن ہوں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا کام ہے؟ میں نے کہا یا رسول ﷺ! آج آپ نے طویل سجدہ کیا حتیٰ کہ مجھے گمان گزرنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح سجدہ میں ہی قبض کر لی ہے۔ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس جبریل امین آئے اور مجھے خوشخبری سنائی کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے محبوب! **مَنْ صَلّٰى عَلَيْكَ صَلَّيْتُ عَلَيْهِ وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ** جو تجھ پر درود بھیجے گا میں بھی اس پہ درود بھیجوں گا اور جو تجھ پر سلام پڑھے گا میں بھی اس پر سلام پڑھوں گا۔ ایک روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ میں نے اس نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرنے کیلئے سجدہ کیا۔ امام احمد نے یہ روایت حضرت عمرو بن عمر بن عبدالواحد بن محمد بن عبدالرحمن بن عوف عن جدہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے ذکر کی۔ اسی حدیث کو ابن ابی عاصم نے اس طریق سے روایت کیا ہے جس سے امام احمد نے روایت کی ہے کہ عبدالواحد عن ابیہ عن جدہ۔ اسی حدیث کو امام البیہقی، عبد بن حمید اور ابن شاہین نے پہلی مرتبہ کی طرح روایت کیا مگر اس میں عاصم بن عمر قتادہ بن عمر بن عمرو عبدالواحد کی زیادتی ہے۔ بیہقی نے **الخلافیات** میں حاکم سے نقل کیا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور سجدہ شکر کو میں اس حدیث سے صحیح نہیں جانتا۔ اس میں اس کے علاوہ بھی اختلاف ہے۔ اس حدیث کو امام احمد اور ابویعلی الموصلی نے اپنی اپنی مسند اور بیہقی نے اپنی سنن میں عن عبدالرحمن بن ابی الحویرث عن محمد بن جبیر عن عبدالرحمن بن عوف جبکہ ابن ابی عاصم نے عمرو عن ابی الحویرث عن محمد بن جبیر عن عبدالرحمن کے طریق سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ ایک چاردیواری میں داخل ہوئے اور میں ان کے پیچھے پیچھے تھا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جبریل امین مجھے ملے ہیں اور بتایا ہے کہ میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں **مَنْ صَلّٰى عَلَيْكَ صَلَّيْتُ عَلَيْهِ وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ** جو تجھ پر درود بھیجے گا میں اس پر درود بھیجوں گا اور جو تجھ پر سلام بھیجے گا اس پر سلام بھیجوں گا۔ اس حدیث پاک کو ابویعلیٰ نے ابن ابی سندر اسلمی عن مولیٰ لعبدالرحمن بن عوف سے روایت کیا (مگر مولیٰ عبدالرحمن کا نام نہیں لیا ہے) کہ حضرت عبدالرحمن

بن عوف نے فرمایا میں مسجد کے صحن میں کھڑا تھا۔ میں نے نبی کریم ﷺ کو قبرستان سے متصل دروازے سے نکلتے ہوئے دیکھا میں تھوڑا سا رکا پھر آپ ﷺ کے پیچھے چل پڑا۔ میں نے ان کو الاسواف کے باغ میں داخل ہوتے دیکھا۔ آپ ﷺ نے وضو فرمایا، پھر دو رکعت نماز ادا فرمائی، پھر آپ ﷺ نے سجدہ کیا اور سجدہ کو طویل کیا۔ آگے وہی حدیث ہے۔ یہی حدیث ابن ابی عاصم نے اس طریق سے اختصار کے ساتھ ذکر کی کہ میں نے سجدہ شکر ادا کیا کیونکہ جبریل نے مجھے بتایا کہ جو مجھ پر درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر رحمت بھیجے گا۔ ابن ابی عاصم نے عبد اللہ بن مسلم عن رجل من بنی ضمرۃ عن عبد الرحمن بن عوف کی سند سے نقل کیا کہ میرے رب نے مجھے یہ عطا فرمایا ہے کہ إِنَّهُ مَنْ صَلّٰى عَلَيْكَ مِنْ أُمَّتِكَ صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا تجھ پر تیری امت سے جو بھی درود بھیجے گا میں اس پر دس مرتبہ درود بھیجوں گا۔ اس حدیث کو ابن ابی الدنیا، البزاز، ابویعلی اور ابن ابی عاصم نے حضرت سعد بن ابراہیم ابیہ عن جدہ عبد الرحمن کی سند سے بھی اس طرح روایت کیا کہ دن یا رات کے وقت جب کبھی حضور ﷺ کسی ضرورت کیلئے باہر تشریف لے جاتے تو چار یا پانچ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے۔ ایک دفعہ میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ باہر تشریف لے گئے۔ میں بھی پیچھے پیچھے چل پڑا۔ آپ ﷺ اسواف کے باغ داخل ہوئے، نماز ادا فرمائی پھر سجدہ کیا اور اتنا طویل سجدہ کیا کہ میں رونے لگا اور دل میں کہنے لگا کہ شاید اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی روح قبض کر لی ہو۔ پھر آپ ﷺ نے سر مبارک اٹھایا اور مجھے بلا کر رونے کی وجہ پوچھی۔ میں نے کہا یا رسول ﷺ! آپ نے اتنا طویل سجدہ کیا کہ میں نے دل میں سوچا کہ اللہ تعالیٰ نے شاید اپنے رسول ﷺ کی روح قبض کر لی ہے اور اب ہمیشہ کے لیے آپ ﷺ کو نہ دیکھ سکوں گا۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے اپنے رب تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدہ کیا جو اس نے میری امت کے حق میں مجھ پر فرمائی ہے کہ میرا جو امتی مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کیلئے دس نیکیاں لکھ دے گا اور اس کے دس گناہ مٹا دے گا۔ یہ الفاظ ابویعلی کے ہیں۔

ابن ابی عاصم نے اس کو مختصر ذکر کیا اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ میں نے اپنے رب کی اس نعمت کا شکر بجا لانے کیلئے سجدہ کیا جو اس نے میری امت کے حق میں مجھ پر فرمائی کہ مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا فرشتے اس کی مثل اس پر درود بھیجیں گے جتنا کہ اس نے مجھ پر درود بھیجا اب بندہ مومن کی مرضی کم پڑھے یا زیادہ پڑھے۔ اس کے دوسرے الفاظ یہ ہیں کہ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَّمَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کیلئے دس نیکیاں لکھے گا اور اس کے دس گناہ مٹا دے گا۔ ابن ابی الدنیا کے الفاظ یہ ہیں کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ دس مرتبہ اس پر درود بھیجے گا۔ اس کی سند میں موسیٰ بن عمیدۃ الذبدی انتہائی ضعیف ہے۔ اس حدیث کو الضیاء نے المختارہ میں سہل بن عبد الرحمن بن عوف عن ابیہ کے طریق سے اس طرح روایت کیا کہ نبی پاک ﷺ ایک دن اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف لائے جبکہ آپ کے چہرے مبارک پہ بشاشت تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبریل میرے پاس آئے اور بتایا کہ اے محمد! میں آپ کو بشارت دیتا ہوں اس عنایت کی جو آپ کے رب نے آپ ﷺ کی امت پر فرمائی ہے اور جو آپ کی امت کو آپ کی طرف سے عطا کی ہے۔ وہ یہ ہے کہ آپ کا جو بھی امتی آپ پر درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر درود بھیجے گا اور جو آپ پر سلام بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر سلام بھیجے گا۔ یہ حدیث حسن ہے اور اس کی سند صحیح ہے لیکن اس میں عنعنہ الزبیر ہیں۔ دارقطنی نے العلل میں ذکر کیا کہ اسحق بن ابی فروہ نے ابی الزبیر سے روایت کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ عن حمید عبد الرحمن کو سہیل کی جگہ ذکر کیا ہے لیکن اسحاق ضعیف ہے۔

حضرت انس بن مالک اور مالک بن اوس بن الحدثان رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ قضائے حاجت کیلئے باہر نکلے۔ کوئی آدمی ساتھ جانے والا نہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پریشان ہو گئے۔ پھر خود ہی لوٹا اٹھا کر پیچھے چل پڑے اور آپ ﷺ کو ایک

حوض میں سجدہ کی حالت میں پایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹ کر بیٹھ گئے حتیٰ کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر مبارک اٹھایا اور فرمایا کہ اے عمر! تو مجھے سجدے میں دیکھ کے پیچھے ہٹ گیا۔ یہ تو نے بہت اچھا کیا کیونکہ اس وقت جبریل امین میرے پاس خوشخبری سنانے آئے تھے کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا اور اس کے دس درجات بلند فرمائے گا۔ امام بخاری نے **الادب المفرد** اور ابوبکر بن شیبہ اور البزاز نے اپنی اپنی سند سے اس حدیث کو روایت کیا۔ قاضی اسماعیل نے **فضل الصلوۃ** میں صرف حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ اس کی سند میں مسلمہ بن وردان کو ضعیف کہا اور اس پر اختلاف کیا جو میں عنقریب ذکر کروں گا۔

اسی حدیث کو ابن ابی عاصم نے برید بن ابی مریم عن ابیہ انس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کیا کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا اور اس کی دس خطائیں معاف کرے گا۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ پیچھے جانے والا کوئی نہ تھا تو حضرت عمر پریشان ہو گئے پھر خود لوٹا اٹھا کر پیچھے چل پڑے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک حوض میں سجدہ کرتے ہوئے پایا تو خود پیچھے ہٹ کے بیٹھ گئے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر اٹھایا اور فرمایا کہ اے عمر! تو مجھے سجدے میں دیکھ کے پیچھے ہٹ گیا۔ یہ تو نے اچھا کیا کیونکہ جبریل امین میرے پاس تھے اور انہوں نے خوشخبری سنائی کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا اور اس کے دس درجات بلند فرمائے گا۔ طبرانی نے اس حدیث کو **الصغیر** میں الاسود بن یزید عن عمر کی سند سے روایت کیا اور ان کے طریق سے اسی حدیث کو ضیاء نے **المختارہ** میں روایت کیا۔ میں کہتا ہوں اس کی سند جید بلکہ بعض نے اسے صحیح کہا۔ ابن شاہین نے اپنی کتاب **ترغیب** اور ابن بشکوال نے ان کے طریق سے روایت کیا ہے۔ اور محمد بن جریر طبری نے **تہذیب الآثار** میں عاصم بن عبید اللہ عن عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم سے نقل کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے مجھ پر درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس درود کے بدلے اس پہ دس درود بھیجے گا۔ اب بندہ کی مرضی تھوڑا پڑھے یا زیادہ۔ ابن جریر نے کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ خبر صحیح ہے کیونکہ اس میں کوئی ایسی علت نہیں جو اس کی کمزوری کا یا ضعیف کی وجہ بنے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بڑی عجیب بات ہے کیونکہ عاصم کو جمہور علماء نے ضعیف کہا اور اس پر کئی اختلافات بھی ہیں۔ ابن ابی عاصم نے اسی طرح روایت کی اور بعض نے عنہ عن عبد اللہ بن عامر بن ربیعۃ عن ابیہ کی سند سے روایت کیا جو کہ صحیح سند ہے۔ بعض نے اس کو عنہ عن القاسم عن محمد عن عائشۃ رضی اللہ عنہم کی سند سے روایت کیا۔ اسی حدیث کو قاضی اسماعیل اور ابن ابی عاصم نے سلمہ بن وردان سے نقل کیا کہ مجھ سے مالک بن اوس بن الحدثان البصری نے اور انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک دن نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کیلئے تشریف لے گئے۔ میں پانی کا لوٹا اٹھا کے پیچھے چلا گیا۔ میں نے دیکھا آپ فارغ ہو چکے ہیں۔ پھر میں نے پانی کے حوض میں آپ کو سجدہ کرتے ہوئے پایا تو میں پیچھے ہٹ گیا۔ آپ فارغ ہوئے، سر مبارک سجدے سے اٹھایا اور فرمایا تو نے بہت اچھا کیا جو مجھ سے دور ہو گیا۔ جبریل امین میرے پاس آئے اور بتایا کہ جو تجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا اور اس کے دس درجات بلند فرمائے گا۔ میں کہتا ہوں اس کی سند میں واقع مسلمہ بن وردان پر اختلاف ہے۔ یہ حدیث ان سے اسی طرح مروی ہے اور ان کے واسطہ سے حضرت انس بن مالک سے بھی جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔ ابن ابی عاصم نے روایت کیا ہے۔ "شَرَبَّۃ" اس حوض کو کہتے ہیں جو کھجور کے درخت کے تنے کے اردگرد بنایا جاتا ہے تاکہ وہ پانی سے بھرا رہے اور اس طرح تنا سیراب ہوتا رہے۔ صحاح میں ہے کہ اس سے مراد ایسا حوض ہے جو کھجور کے اردگرد اس کو سیراب کرنے کیلئے بنایا جاتا ہے۔ اس کی جمع شرب و شربات ہے۔ قاموس میں بھی اسی طرح ہے اور کہا کہ **انہا الارض المعشبۃ لا شجر بہا** یعنی ایسی زمین جس پر کوئی درخت نہ ہو اور انہوں نے اپنی تصنیف میں اس کا مفہوم مجتمع النخیل لکھا ہے اور کہا کہ کلام عرب میں سوائے جربہ (کھیتی) کے اس کی مثال

موجود نہیں۔ حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

"مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ كَتَبَ اللهُ لَهٗ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَّ مَحَا عَنْهُ بِهَا عَشْرَ سَيِّئَاتٍ وَّ رَفَعَهٗ بِهَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ وَّ كَانَ لَهٗ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ"۔

"جس نے مجھ پر درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے دس نیکیاں لکھے گا، دس گنا مٹائے گا، دس درجات بلند فرمائے گا اور اس کو دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا"

اس حدیث کو ابن ابی عاصم نے کتاب الصلوٰۃ میں مولی براء سے روایت کیا۔ حضرت ابی بردہ بن نیاز رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بھی میرا کوئی امتی خلوص دل سے درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے اور دس درجات بلند فرماتا ہے اور اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھتا ہے اور دس گناہ مٹا دیتا ہے۔ اس حدیث کو ابن ابی عاصم نے الصلوٰۃ، نسائی نے الیوم و اللیلہ اور اپنی سنن، بیہقی نے الدعوات میں اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ طبرانی نے لفظ صلاۃ ذکر نہیں کیا مگر اس کے راوی ثقہ ہیں۔ اس حدیث کو اسحاق بن راہویہ اور البزاز نے ثقہ سند کے ساتھ ان الفاظ میں روایت کیا کہ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مِنْ تِلْقَآءِ نَفْسِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَّحَطَّ عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ وَّرَفَعَ لَهٗ عَشْرَ دَرَجَاتٍ جس نے حضور نفس سے مجھ پر درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس پر دس درود بھیجے گا، اس کے دس گناہ معاف اور اس کے دس درجات بلند فرمائے گا۔ میں کہتا ہوں اس سند میں ابوالصباح سعید بن سعید پر اختلاف ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مَنْ صَلّٰى عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ كُتِبَ لَهٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَّ حُطَّ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَّ رُفِعَ لَهٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ جس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھی جائیں گی، دس گناہ مٹا دیے جائیں گے اور اس کے دس درجات بلند کیے جائیں گے۔ اس روایت کو سعید بن منصور نے نقل کیا مگر اس کی سند میں ایک ایسا راوی ہے جس کا نام نہیں لیا گیا۔ حضرت ابن عباس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا اور جو مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ ہزار مرتبہ اس پر درود بھیجے گا اور جو مجھ پر ہزار مرتبہ درود بھیجے گا جنت کے دروازے پہ اس کا کندھا میرے کندھے سے ملا ہوا ہوگا۔ اس روایت کو صاحب الدرر المنظم نے ذکر کیا ہے لیکن میں ابھی تک اس کی اصل پر واقف نہیں ہوں اور میں اسے موضوع سمجھتا ہوں۔

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کے چہرہ انور پر مسرت کے آثار تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور یہ کہا کہ،

"اَمَا يُرْضِيْكَ يَا مُحَمَّدُ اَنْ لَّا يُصَلِّيَ عَلَيْكَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِكَ اِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا وَّلَا يُسَلِّمَ عَلَيْكَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِكَ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا"۔

"اے محمد! کیا آپ اس بات پر خوش نہیں ہیں کہ آپ کا کوئی امتی آپ پر درود پڑھے اور میں اس پر دس بار درود پڑھوں اور آپ کا کوئی امتی آپ پر سلام پڑھے اور میں اس پر دس مرتبہ سلام پڑھوں"

اس کو دارمی، احمد، حاکم نے اپنی صحیح میں، ابن حبان اور نسائی نے روایت کیا۔ یہ الفاظ نسائی کے ہیں اور اس میں نقص ہے۔ ابن حبان وغیرہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مسرور حالت میں تشریف لائے اور فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور مجھے کہا کہ

اللہ تعالیٰ کہہ رہا ہے۔ آگے یہی حدیث ہے۔ مگر انہوں نے اَحَدٌ مِّنْ عِبَادِیْ کے الفاظ بھی ذکر کیے ہیں اور سلام میں جار مجرور کو ساقط اور آخر میں بَلٰی یَا رَبِّ کے الفاظ زائد ہیں۔ اس کی سند میں بھی سلیمان مولی الحسن بن علی ہیں اور ان کے متعلق نسائی نے کہا کہ یہ مشہور نہیں۔ الذہبی نے میزان میں لکھا ہے کہ سوائے ثابت بنانی کے کسی نے ان سے روایت نہیں کی۔ اور اپنی صحیح میں ان سے حجت پکڑی ہے۔ جیسا کہ آپ نے دیکھا کہ سلیمان نقل میں منفرد نہیں۔ اس حدیث کو امام احمد نے اپنی المسند میں اسحاق بن کعب بن عجرہ سے روایت کیا ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑی خوشگوار کیفیت میں تھے، چہرہ انور پر بشاشت تھی۔ صحابہ نے پوچھا آپ بڑی خوشگوار کیفیت میں ہیں۔ آپ کے چہرہ انور پر مسرت دکھائی دے رہی ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس آنے والا آیا اور کہا مَنْ صَلّٰی عَلَیْكَ مِنْ اُمَّتِكَ کَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَّمَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَیِّئَاتٍ وَّرَفَعَ لَهٗ عَشْرَ دَرَجَاتٍ وَّرَدَّ عَلَیْهِ مِثْلَهَا جو شخص آپ کی امت میں سے آپ پر درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس کیلئے دس نیکیاں لکھے گا، دس خطائیں معاف کرے گا، اس کے دس درجات بلند کرے گا اور اس کی مثل اس پر صلاۃ بھی بھیجے گا۔ اس کی سند ضعیف ہے۔ اس حدیث کو قاضی اسماعیل، ابوبکر بن عاصم اور ابو الطاہر مخلص نے ثابت البنانی عن انس عن ابی طلحہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن باہر تشریف لائے چہرہ انور پر بشاشت معلوم ہوتی تھی۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم آپ کے چہرہ انور پر خوشی کے آثار دیکھ رہے ہیں۔ فرمایا اس لیے کہ ابھی میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور مجھے بتایا کہ میرا کوئی امتی مجھ پر درود پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود بھیجے گا۔ ابن شاہین نے بھی یہی مفہوم بیان کیا مگر ان کے الفاظ یہ نہیں۔ طبرانی نے اسی طریق سے روایت کی مگر وہ روایت مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ عَشْرًا کے الفاظ کے ساتھ ہے۔ میں کہتا ہوں بعض حفاظ حدیث نے اس کی سند کے صحیح ہونے کا حکم کیا ہے مگر اس حکم میں نظر ہے کیونکہ یہ ثابت عن سلیمان عبداللہ بن ابی طلحہ عن ابیہ کی وجہ سے معلول ہے۔ اسی طرح اس حدیث کو نسائی، احمد اور بیہقی نے الشعب میں روایت کیا ہے۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ اس روایت پر قاضی اسماعیل نے ثابت کو تابع بنایا ہے۔ انہوں نے اس حدیث کو اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ عن ابیہ جدہ کی روایت سے اس طرح روایت کیا کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا۔ اب بندہ اس کو زیادہ بھیجے یا کم یہ اس کی مرضی ہے۔ ابان، عبدالحکم، الزہری اور ابوظلال وغیرہ نے ثابت کی متابعت کی ہے۔ ابان کی روایت کو ابونعیم نے الحلیہ میں ان الفاظ میں روایت کیا کہ ایک دن ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔ آپ بڑے خوش تھے ہم نے آپ سے پوچھا تو فرمایا مجھے خوشی کیوں نہ ہو کہ میرے پاس ابھی ابھی حضرت جبریل آئے اور مجھے بتایا کہ اَنَّهٗ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاةً کَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَّمَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَیِّئَاتٍ وَّرَدَّ عَلَیْهِ مِثْلَ مَا قَالَهٗ جو مجھ پر درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کیلئے دس نیکیاں لکھے گا، اس کے دس گناہ مٹائے گا اور اس کے کہے گئے کی مثل اس پر لوٹائے گا۔ عبدالحکیم کی روایت کو تیمی نے الترغیب میں ان الفاظ میں روایت کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے اس دن جتنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! میں نے آج سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اتنا خوش نہیں دیکھا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایا کہ مجھے خوشی کیوں نہ ہو یہ جبرائیل امین تھے جو ابھی ابھی میرے پاس سے اٹھ کر گئے ہیں۔ انہوں مجھے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مَنْ صَلّٰی عَلَیْكَ صَلَاةً صَلَّیْتُ عَلَیْهِ بِهَا عَشْرًا وَّ مَحَوْتُ عَنْهُ عَشْرَ سَیِّئَاتٍ وَّ کَتَبْتُ لَهٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ جو آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا میں اس کے بدلے اس پر دس مرتبہ درود بھیجوں گا اور اس کو دس نیکیاں دوں گا۔ امام زہری کی روایت کو طبرانی اور ابن ابی عاصم نے اس طرح روایت کیا کہ میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے خوش تھے اور چہرے پہ مسکراہٹ تھی۔ میں نے کہا یارسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے پہلے آپ کو اتنا خوش کبھی

نہیں دیکھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے خوشی کیوں نہ ہو؟ میرے پاس جبرائیل آئے اور کہا کہ آپ اپنی امت کو خوش خبری سنا دیں کہ اِنَّ مَنْ صَلّٰی عَلَیْكَ صَلَاةً کَتَبَ اللهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَّ کَفَّرَ عَنْهُ بِهَا عَشْرَ سَيِّئَاتٍ جو آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کو دس نیکیاں عطا کرے گا اور دس گناہ معاف کرے گا۔ ابن شاہین نے یہی روایت ذکر کی ہے مگر اس میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ اس کے دس درجات بلند کرے گا اور اس کی مثل اس پر درود لوٹائے گا اور قیامت کے دن اس کا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا۔

طبرانی نے یہ روایت اس طرح کی ہے کہ میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور خوشی کی وجہ سے چمک رہا تھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آج سے قبل میں نے آپ کو اتنا مسرور نہیں دیکھا۔ (یعنی اس کیا وجہ ہے؟) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کہ میں کیوں خوش نہ ہوں اور اظہار مسرت کیسے نہ کروں کہ اسی لمحے حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھے یہ کہا کہ اے محمد! آپ کا جو امتی ایک مرتبہ آپ پر درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھے گا، دس گناہ معاف فرمائے گا اور فرشتہ اس کے لیے وہی کہے گا جو اس نے آپ کے لیے کہا اور دس درجات بلند فرمائے گا۔ میں نے پوچھا اے جبریل! وہ فرشتہ کیسا ہے تو انہوں نے بتایا اللہ تعالیٰ نے جب سے آپ کو پیدا فرمایا ہے اس وقت سے لے کر قیامت تک ایک فرشتہ کو مقرر کیا ہے۔ جب بھی آپ کا امتی آپ پر درود بھیجتا ہے تو وہ فرشتہ کہتا ہے کہ تجھ پر بھی اللہ تعالیٰ درود بھیجے۔

ابی طلات کی روایت کو بقی بن مخلد نے اور ان کے طریق سے ابن بشکوال نے اس طرح روایت کیا ہے کہ میں نے انس مالک رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے جبکہ آپ اپنے حجرہ مبارک سے باہر تھے اور کہا کہ آج آپ کا چہرہ نہایت خوش و خرم نظر آ رہا ہے۔ پہلے تو میں نے کبھی اتنا خوش نہ دیکھا تھا۔ مجھے لگتا ہے کہ آج جبریل کوئی بشارت لائے ہیں۔ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں ابھی ابھی وہ میرے پاس سے گئے ہیں اور مجھے یہ پیغام دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يُّصَلِّيْ عَلَيْكَ صَلَاةً وَّاحِدَةً اِلَّا صَلَّيْتُ اَنَا وَ مَلَآئِكَتِيْ عَلَيْهِ عَشْرًا جو مسلمان بھی آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا میں خود بھی اور میرے فرشتے اس پر دس مرتبہ درود بھیجیں گے۔ اس حدیث کو ابی ظلال عن انس کے طریق سے فوائد ابو یعلی الصابونی نے ان الفاظ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی ابھی جبرئیل علیہ السلام میرے پاس سے اُٹھ کر گئے ہیں اور میرے رب کی طرف سے پیغام دیا ہے کہ سطح زمین پر جو مسلمان بھی آپ پر درود بھیجے گا میں خود اور میرے فرشتے اس پر درود بھیجیں گے۔ جمعہ کے دن کثرت سے مجھ پر درود بھیجا کرو اور جب تم مجھ پر درود بھیجو تو اللہ تعالیٰ کے تمام رسولوں پر درود بھیجو کہ میں ان رسولوں میں سے ایک ہوں۔ اسی کو ابو الفرج نے اپنی کتاب الوفاء میں روایت کیا مگر اس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ اس کے درود کا مقام عرش سے نیچے تو نہیں ہوتا اور جب وہ آپ کے پاس سے گزرتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے فرشتو! اس درود بھیجے والے پر اسی طرح درود بھیجو جیسے اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا ہے۔

ابن عاصم سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ پاک سے باہر نکلے۔ آگے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گئے۔ آپ سے ملاقات کی اور کہا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا۔ میں آپ کے چہرہ پر خوشی دیکھ رہا ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ابھی ابھی جبریل امین میرے پاس آئے تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ مَنْ صَلّٰی عَلَيْكَ مَرَّةً اَوْ قَالَ وَاحِدً" کَتَبَ اللهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَّمَحَا عَنْهُ بِهَا عَشْرَ سَيِّئَاتٍ وَرَفَعَ لَهٗ بِهَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ جو آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا، دس خطائیں معاف کرے گا اور دس درجات بلند کرے گا۔ محمد بن حبیب کی روایت کے متعلق فرمایا مجھے اس کے متعلق سوائے اس کے کچھ پتا نہیں کہ اس میں فرشتوں کے دس بار پڑھنے کا ذکر بھی تھا۔ اس کو امام بغوی

اوران کے طریق سے الضیاء نے المختارہ اوردارقطنی نے الافراز میں روایت کیا اور فرماتے ہیں کہ محمد بن حبیب الجارودی، عبدالعزیز بن ابی حازم عن ابیہ سے روایت کرنے میں اکیلے ہیں۔ میں کہتا ہوں اس کے تمام راوی ثقہ ہیں لیکن محمد بن حبیب سے اس معاملے میں غلطی ہوئی ہے اورانہوں نے اس میں قلب کیا ہے۔ اس کے رواۃ میں عبدالعزیز ابی حازم عن العلاء بن عبدالرحمن عن ابی ہریرہ ہیں۔ اس حدیث کو قاضی اسماعیل اور ابن ابی عاصم نے متن کے ساتھ بغیر قصہ کے روایت کیا۔ اسی حدیث کو ابن ابی عاصم نے زہیر عن العلاء کے طریق سے مختصر طور پہ یوں بیان کیا ہے مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاۃً وَّاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پہ دس مرتبہ درود بھیجے گا۔ یہ باب کی ابتداء میں ان الفاظ کے ساتھ پہلے بھی گزر چکی ہے۔ ان تمام واسطوں کے باوجود یہ روایت صحت کو نہیں پہنچتی لیکن ہمارے شیخ نے اس حدیث کے حسن ہونے پر جزم کیا ہے۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کے برابر قوت سماعت دی ہے۔ وہ ہمیشہ میری قبر پر رہے گا۔ جب بھی کوئی مجھ پہ درود بھیجے گا تو وہ کہے گا کہ یا محمد ﷺ! فلاں بن فلاں نے آپ پر درود بھیجا ہے۔ اور رب ہر درود کے بدلے اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا۔ اس حدیث پاک کو ابوالشیخ بن حبان، ابو القاسم التیمی نے اپنی ترغیب، ابوالحارث نے اپنی مسند میں اور ابن ابی عاصم نے اپنی کتاب میں ان الفاظ سے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں میں سے ایک فرشتے کو تمام مخلوق کے برابر قوت سماعت دی ہے۔ وہ میری قبر پر تا قیامت کھڑا رہے گا۔ میرا کوئی امتی مجھ پر درود نہیں بھیجے گا مگر وہ فوراً کہے گا یا احمد! فلاں بن فلاں بن فلاں (یعنی اس کا نام اور اس کے باپ کے نام سے بتائے گا) آپ پر ایسے ایسے درود پڑھ رہا ہے اور میرے رب نے مجھے اس بات کی ضمانت دی ہے کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا اور اگر وہ زیادہ بھیجے گا تو اللہ تعالیٰ بھی زیادہ کرے گا۔ اس حدیث کو طبرانی نے اپنی کتاب معجم کبیر میں اور ابن الجراح نے امالی میں اسی طرح روایت کیا ہے۔ ابوعلی الحسن بن نصر الطوسی نے احکام اور بزاز نے اپنی مسند میں ان الفاظ سے روایت کیا کہ،

"اِنَّ اللّٰہَ وَکَّلَ بِقَبْرِیْ مَلَکًا اَعْطَاہُ سَمَاعَ الْخَلَائِقِ فَلَا یُصَلِّیْ عَلَیَّ اَحَدٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ اِلَّا بَلَّغَنِیْ بِاِسْمِہٖ وَاِسْمِ اَبِیْہِ ھٰذَا فُلَانُ ابْنُ فُلَانٍ قَدْ صَلّٰی عَلَیْکَ"۔

"اللہ تعالیٰ نے میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر کر دیا ہے جسے تمام مخلوق کی سماعت کے برابر قوت سماعت عطا کی ہے۔ قیامت تک جو بھی مجھ پر درود بھیجے گا وہ مجھے اس شخص کا نام اور اس کے والد کا نام بتا کر کہے گا کہ فلاں بن فلاں نے آپ پر درود بھیجا ہے"

پھر میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ کوئی شخص میری امت کا درود بھیجے تو اس پر اس کی مثل دس گناہ درود بھیجا جائے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ نعمت بھی عطا فرمائی۔ ان کی اسناد میں نعیم بن ضمضم ہیں جن کے متعلق عمران بن حمیری سے روایت کرنے میں اختلاف ہے۔ المنذری کہتے ہیں کہ وہ معروف نہیں مگر میں کہتا ہوں معروف ہیں۔ امام بخاری نے ان کو ضعیف کہا جبکہ ابن حبان نے ان کو ثقات تابعین میں ذکر کیا ہے۔ صاحب میزان نے بھی اس کو غیر معروف کہا۔ وہ کہتے ہیں کہ نعیم بن ضمضم کو بعض محدثین نے ضعیف ظاہر کیا ہے۔ میں نے اپنے شیخ کی تاریخ میں پڑھا ہے کہ میں نے اس کے متعلق کوئی توثیق و جرح نہیں پڑھی سوائے الذہبی کے اس قول کے۔

حضرت ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جس نے مجھ پر درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا۔ اور اس درود کو مقرر فرشتہ مجھ تک پہنچاتا ہے۔ اس حدیث کو طبرانی نے مکحول عن ابوامامہ الباہلی کی سند سے الکبیر

میں روایت کیا۔ میں کہتا ہوں کہ بعض علماء نے کہا ہے کہ انہوں نے ابوامامہ سے سماعت نہیں کی مگر روایت ثابت ہے۔ اور مکحول سے روایت کرنے والے راوی موسیٰ بن عمیر یعنی الجعدی الضریر ہیں مگر ابوحاتم نے ان کی تکذیب کی ہے۔

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا فَأَكْثِرُوْا أَوْ أَقِلُّوْا جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ دس مرتبہ اس پر درود بھیجے گا۔ زیادہ بھیجو یا کم (تمہاری مرضی)۔ اس حدیث کو ابو نعیم نے الحلیہ میں طبرانی سے روایت کیا مگر اس کی سند ضعیف ہے۔ بزاز نے اس طرح ذکر کیا کہ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا جس نے حضور قلب کے ساتھ مجھ پر درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا۔ یہی الفاظ سنن ابن ماجہ میں ہیں مگر وہاں مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِهِ کے الفاظ نہیں ہیں۔ ان دونوں طرق کا مدار عاصم ہے۔ بعض حفاظ حدیث نے اس طرف اشارہ کیا کہ اس سند کے ساتھ محفوظ حدیث وہ ہے جس کا ذکر عنقریب ہوگا۔

حضرت عمر بن نیار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (ان کو ابن عقبہ بن نیار البدری کہا جاتا ہے) کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

"مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مِنْ أُمَّتِيْ مُخْلِصًا مِّنْ قَلْبِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَّ رَفَعَهُ بِهَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ وَّ كَتَبَ لَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَّمَحَا عَنْهُ بِهَا عَشْرَ سَيِّئَاتٍ"۔

''میری امت میں سے جو بھی دل سے مجھ پر درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا، اس کے دس درجات بلند کرے گا، اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں اور اس کی دس خطائیں معاف کرے گا''

اس حدیث کو نسائی نے الیوم و اللیلہ، ابونعیم نے الحلیہ، ابوالقاسم نے الترغیب اور بزاز نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے اور صلاۃ کے لفظ کا اضافہ کیا۔ اسی طرح ابن بشکوال نے بھی ذکر کی۔ اس کی سند میں ایسا ہی اختلاف ہے جیسا کہ حدیث ابی بردہ میں گزر چکا ہے۔ اسی حدیث کو ابوالشیخ نے سعید بن التغلبی عن سعید بن عمرو الانصاری عن ابیہ (جو کہ بدری صحابی تھے) کے واسطے سے روایت کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم موذن کی اذان سنو، تو جواب میں وہ الفاظ دہراؤ جو وہ کہہ رہا ہو پھر مجھ پر درود بھیجو کہ جو مجھ پر درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پہ دس بار درود بھیجے گا۔ اس حدیث پاک کو امام مسلم نے بھی ذکر کیا۔ آخری باب میں اس کا ذکر آئے گا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ مَلَائِكَتُهُ عَشْرًا فَلْيُكْثِرْ عَبْدٌ أَوْ لِيُقِلَّ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے دس مرتبہ اس پر درود بھیجیں گے۔ پس اب بندے کی مرضی زیادہ درود بھیجے یا کم۔ اس حدیث کو ابن ابی عاصم نے اپنی کتاب فضل الصلوۃ میں روایت کیا ہے اور طبرانی نے بھی فَلْيُكْثِرْ أَوْ لِيُقِلَّ کے الفاظ کے بغیر نقل کی ہے۔ اس کی سند میں یحییٰ بن عبدالحمید الحمانی ضعیف ہیں۔ ابن ابی عاصم نے ایک اور ضعیف طریق سے اس طرح نقل کیا کہ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَمَلَائِكَتُهُ فَلْيُكْثِرْ عَبْدٌ أَوْ لِيُقِلَّ جو مجھ پر مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر درود بھیجیں گے۔ اب بندے کی مرضی کی زیادہ بھیجے یا کم۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ (جن کا نام صحیح روایت کے مطابق عبداللہ بن قیس ہے) سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا۔ اس حدیث کو طبرانی نے ثقہ راویوں کے ساتھ روایت کیا ہے مگر حفص بن سلیمان القاری۔ ان کو جمہور نے ضعیف کہا ہے مگر وکیع نے اس کو ثقہ کہا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو مجھ پر درود بھیجے گا فرشتے اس پر اتنی مرتبہ درود بھیجیں گے جتنا اس نے مجھ پر بھیجا۔ اب بندہ

زیادہ پڑھے یا کم۔ اس حدیث پاک کو الضیاء المقدسی نے ابوالنعیم کے طریق سے، ابوبکر الشافعی نے اپنے فوائد المعروفہ بالغیلات اور الرشید العطار نے الاربعین میں روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں عاصم بن عبیداللہ ضعیف راوی ہیں۔ اس کے ساتھ بھی ایسا ہی اختلاف ہے جیسا حدیث عمر میں گزرا ہے۔

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطبہ دیتے ہوئے سنا کہ جو مجھ پر درود بھیجے گا فرشتے اس پر درود بھیجتے رہیں گے جب تک وہ مجھ پر درود بھیجتا رہے گا۔ تمہاری مرضی کم پڑھو یا زیادہ۔ اس حدیث کو سعید بن منصور، احمد، ابوبکر بن ابی شیبہ، البزاز، ابن ماجہ، الطیالسی، ابونعیم، ابن ابی عاصم، التیمی اور الرشید العطار نے روایت کیا ہے اس کی سند میں عاصم بن عبیداللہ ہیں جو اگرچہ واہی الحدیث ہیں مگر بعض نے ان کا ذکر کیا ہے۔ امام ترمذی نے ان کی تصحیح کی ہے اور ان کی حدیث کو منذری نے متابعات کی وجہ سے حسن کہا ہے۔ اسی طرح ہمارے شیخ نے بھی اس حدیث کو حسن قرار دیا۔ عاصم پر اختلاف ہے جیسا کہ پیچھے حدیث عمر میں گزر چکا ہے مگر اس طریق کے علاوہ سے طبرانی نے ایک کمزور سند سے روایت کی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جب کوئی مجھ پر درود بھیجتا ہے تو اس درود کو فرشتہ میرے پاس لے کر آتا ہے۔ میں کہتا ہوں اس کو میری طرف سے دس درود پہنچاؤ اور اس سے کہو کہ اگر ان دس میں سے ایک بھی ہوگا تو جنت میں میرے ساتھ ایسے ہوگا جیسے میری یہ دو (سبابہ اور وسطیٰ) انگلیاں ملی ہوئی ہیں اور تیرے لیے میری شفاعت حلال ہوگی۔ پھر فرشتہ اوپر کی طرف بلند ہوتا ہے حتیٰ کہ رب تعالیٰ کے پاس پہنچ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اسے میری طرف سے دس درود پہنچادے اور اسے یہ بتادے اگر ان دس میں سے ایک کا بھی ہوگا تو تجھے آگ نہیں چھوئے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے کے درود کی تعظیم کرو اور اسے علیین میں لے جاؤ۔ پھر اس کی صلاۃ کے ہر لفظ کے ساتھ ایک ایسا فرشتہ پیدا فرماتا ہے جس کے 63 سر ہوتے ہیں۔ اس حدیث کو ابوموسیٰ مدینی نے ذکر کیا مگر یہ من گھڑت ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کہ جو شخص میرے حق کی تعظیم کے لیے مجھ پر درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس درود سے ایک ایسا فرشتہ پیدا کرتا ہے جس کا ایک پر مشرق اور دوسرا مغرب میں اور اس کے دو پاؤں زمین کی گہرائی میں گڑے ہوتے ہیں اور اس کی گردن عرش کے نیچے لپٹی ہوتی ہے۔ اللہ عزوجل اسے حکم دیتے ہیں کہ درود پڑھ میرے اس بندے پر جس طرح اس نے میرے نبی پر درود پڑھا۔ پس وہ قیامت تک اس پر درود پڑھتا رہے گا۔ اس حدیث پاک کو ابن شاہین نے اپنی کتاب الترغیب، الدیلمی نے مسند الفردوس اور ابن بشکوال نے روایت کیا ہے۔ الفاظ یہ ہیں،

"مَامِنْ مُّسْلِمٍ يُّصَلِّيْ عَلَيَّ صَلَاةً تَعْظِيْمًا لِّحَقِّيْ اِلَّا خَلَقَ اللهُ مِنْ ذٰلِكَ الْقَوْلِ مَلَكًا لَّهٗ جَنَاحٌ" "بِالْمَشْرِقِ وَجَنَاحٌ" "بِالْمَغْرِبِ وَيَقُوْلُ لَهٗ صَلِّ عَلٰى عَبْدِيْ كَمَا صَلّٰى عَلٰى نَبِيِّيْ فَهُوَ يُصَلِّيْ عَلَيْهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ"

''جب کوئی مسلمان مجھ پر درود میرے حق کی وجہ سے پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس درود سے اللہ ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جس کا ایک پر مشرق اور دوسرا پر مغرب میں ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے حکم دیتا ہے کہ درود بھیج میرے اس بندے پر جیسے اس نے میرے نبی پر درود بھیجا۔ پس وہ قیامت تک اس پر درود پڑھتا رہے گا''

یہ حدیث منکر ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے (اس کی سند پر مجھے آگاہی نہیں ہے) کہ بیشک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جس کے دو پر ہیں۔ ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہے۔ جب کوئی بندہ محبت میں مجھ پر درود پڑھتا ہے تو وہ پانی میں غوطہ لگاتا ہے پھر اپنے پر

جھاڑتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو مجھ پر درود پڑھنے والے کے لیے قیامت تک استغفار کرتا رہے گا۔ صاحب شرف المصطفیٰ نے مقاتل عن سلیمان سے روایت کیا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے ایک فرشتہ ہے۔ اس کے سر پر بال ہیں جنہوں نے عرش کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ ہر بال پہ کلمہ شریف لکھا ہوا ہے۔ اِذَا صَلَّى الْعَبْدُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ تَبْقَ شَعْرَةٌ مِّنْهُ اِلَّا اِسْتَغْفَرَتْ لِصَاحِبِهَا يَعْنِيْ قَآئِلَهَا جب بھی کوئی بندہ نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتا ہے تو اس کا ہر بال اس درود پڑھنے والے کیلئے مغفرت طلب کرتا ہے۔ میں کہتا ہوں اس روایت کی صحت میں نظر ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ نے مجھے وہ عطا کیا جو میرے سوا کسی نبی کو عطا نہیں کیا اور مجھے تمام انبیاء پر فضلیت عطا کی اور مجھ پر درود پڑھنے کی وجہ سے میری امت کے لیے افضل درجات بنائے اور میری قبر کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر کیا جسے منظروس کہا جاتا ہے۔ اس کا سر عرش کے نیچے اور پاؤں نچلی زمین کی گہرائیوں میں ہیں۔ اس کے اسی ہزار پر ہیں اور ہر پر میں اسی ہزار چھوٹے کھمب ہیں اور ہر کھمب میں اسی ہزار بال ہوتے ہیں اور ہر بال کے نیچے ایک زبان ہے جو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرتی ہے اور مجھ پر درود پڑھنے والے کے لیے استغفار کرتی ہے۔ اس کے سر سے لے کر پاؤں کے تلووں منہ، زبانیں، پر، اور باریک پر ہیں۔ اس میں کوئی ایک بالشت جگہ بھی ایسی نہیں مگر اس کی ایک زبان ہے جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے اور اس کی حمد کرتی ہے اور میرے اس امتی کیلئے استغفار کرتی ہے جو مجھ پر درود بھیجتا ہے یہاں تک کہ وہ مرجائے۔ اس حدیث کو ابن بشکوال نے نقل کیا ہے۔ یہ غریب اور منکر بلکہ اس میں من گھڑت ہونے کے آثار ہیں۔

حضرت ام انس ابنۃ الحسین بن علی اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہم سے روایت کرتی ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد (درود شریف والی آیت کے) متعلق پوچھا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایک پوشیدہ علم ہے اگر تم مجھ سے سوال نہ کرتے تو میں تمہیں نہ بتاتا۔ وہ یہ کہ،

"اِنَّ اللهَ وَكَّلَ بِيْ مَلَكَيْنِ فَلَا اُذْكَرُ عِنْدَ عَبْدٍ مُّسْلِمٍ فَيُصَلِّيْ عَلَيَّ اِلَّا قَالَ ذَانِكَ الْمَلَكَانِ غَفَرَ اللهُ لَكَ وَقَالَ اللهُ وَمَلَآئِكَتُهٗ جَوَابًا لِذَيْنِكَ الْمَلَكَيْنِ آمِيْنَ"

"اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ دو فرشتے مقرر کیے ہیں۔ جب کبھی کسی بندہ مومن کے پاس میرا ذکر ہوتا ہے اور وہ مجھ پر درود بھیجتا ہے تو وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ تیری مغفرت فرمائے۔ ان فرشتوں کے جواب میں اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے کہتے ہیں امین"

بعض نے دوسرے الفاظ بھی ذکر کیے ہیں کہ جب کسی بندہ مومن کے پاس میرا ذکر ہوتا ہے اور وہ مجھ پر درود نہیں بھیجتا تو وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ تیری مغفرت نہ فرمائے تو اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے ان دونوں فرشتوں کے جواب میں امین کہتے ہیں۔ ہم نے اس حدیث کو اما لی الدقیق سے روایت کیا ہے۔ طبرانی، ابن مردویہ اور الثعلبی نے بھی نقل کیا۔ ان کی سند میں الحکم بن عبداللہ بن خطاب نام کے راوی متروک ہیں۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مساجد میں اوتاد ہوتے ہیں اور ان کے ہم مجلس ملائکہ ہوتے ہیں۔ اگر وہ غائب ہوں تو فرشتے انہیں تلاش، اور مریض ہوں تو ان کی عیادت، اگر انہیں دیکھیں تو خوش آمدید، اگر وہ کوئی حاجت طلب کریں تو ان کی مدد اور جب وہ بیٹھیں تو وہ ان کے قدموں سے لے کر آسمان تک جگہ گھیر لیتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں چاندی کے ورق اور

سونے کی قلمیں ہوتی ہیں۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھے جانے والے درود شریف کو لکھتے ہیں اور یہ آواز لگاتے ہیں کہ اور زیادہ ذکر کرو۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے اور تمہارے اجر میں اضافہ کرے۔ جب وہ ذکر شروع کرتے ہیں تو ان کے لیے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ ان کی دعا قبول ہوتی ہے۔ حوریں ان کی طرف جھانکتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ان پر توجہ فرماتے ہیں جب تک کہ وہ کسی اور کام میں مشغول نہیں ہوتے۔ ایک اور روایت میں ہے جب تک کہ وہ جدا نہیں ہوتے۔ جب وہ بکھر جاتے ہیں تو یہ فرشتے پھر محافل ذکر کی تلاش شروع کر دیتے ہیں۔ اس حدیث کو ابوالقاسم بن بشکوال نے ضعیف سند سے روایت کیا اور صاحب الدار المنظم نے بھی اس کو ذکر کیا ہے۔

حضرت ابن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صَلُّوْا عَلَیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکُمْ مجھ پر درود بھیجو اللہ تم پر درود بھیجے گا۔ یہی حدیث پاک پہلے باب میں گزر چکی ہے۔ اور وہ بھی کہ جن میں ذکر ہے کہ درود گناہوں کا کفارہ، اعمال کو پاکیزہ اور درجات کو بلند کرنے والا ہے۔ حضرت ابو کاہل (جنہیں صحابیت کا شرف حاصل ہے) فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابو کاہل! جو مجھ پہ تین بار دن میں اور تین بار رات میں میری محبت میں ڈوب کر درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ پر حق ہو جاتا ہے کہ اس کے اس رات اور اس دن کے گناہ معاف فرمائے۔ اس حدیث کو ابن ابی عاصم نے فصل الصلوۃ میں اور طبرانی اور عقیلی نے ایک طویل حدیث کے درمیان روایت کیا ہے مگر اس روایت میں ہے کہ اللہ پہ حق ہے کہ ہر بار میں اس کے ایک سال کے گناہ معاف فرمائے۔ العقیلی کہتے ہیں کہ اس میں نظر ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ یہ منکر ہے۔ اسی طرح المنذری نے فرمایا کہ یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ منکر ہے اور صاحب میزان فرماتے ہیں کہ ان کی سند تاریک اور متن بالکل باطل ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ سیاح فرشتے ہیں جو ہر ذکر کی محفل سے گزرتے ہیں اور ایک دوسرے کو کہتے ہیں بیٹھو اور جب ذکر کرنے والے دعا مانگتے ہیں تو وہ فرشتے ان کی دعا پر آمین کہتے ہیں اور جب وہ نبی کریم پر درود بھیجتے ہیں تو وہ فرشتے ان کے ساتھ مل کر درود بھیجتے ہیں حتیٰ کہ وہ جدا ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ فرشتے ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ ان کو مبارک ہو کہ مغفرت لے کے واپس جا رہے ہیں۔ اس حدیث کو ابوالقاسم نے الترغیب میں روایت کیا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب حضرت ابوالعباس احمد بن منصور فوت ہوئے تو اہل شیراز میں ایک شخص نے خواب میں انہیں وہاں ہی کی جامع مسجد کے محراب میں کھڑے ہوئے دیکھا کہ ان کے بدن پر خوبصورت لباس اور سر پر ہیرے جواہرات سے مزین تاج ہے۔ اس شخص نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک فرمایا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرما دی ہے۔ میری عزت و تکریم کی اور مجھے اپنی جنت میں داخل کیا ہے۔ اس شخص نے پوچھا اس کا سبب آپ کا کون سا عمل تھا؟ تو ابوالعباس نے جواب دیا کہ میرا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر کثرت سے درود پڑھنا اس کا سبب بنا ہے۔ اس حکایت کو النمیری نے اور ابن بشکوال نے القربۃ میں نقل کیا ہے اور اسی طرح کتاب الصلوٰۃ سے جماہر کے تعارف میں بھی نقل کی گئی ہے۔

ایک صوفی سے مروی ہے کہ میں نے مسطح کو ان کی وفات کے بعد دیکھا۔ وہ اپنی زندگی میں مزاحیہ طبیعت کے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ مسطح نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے معاف کر دیا۔ میں نے پوچھا کس عمل کے سبب؟ انہوں نے بتایا کہ میں ایک محدث کے پاس حدیث لکھا کرتا تھا۔ میرے شیخ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے تو میں بھی ان کے ساتھ درود پڑھتا اور میں بلند آواز سے پڑھتا تو تمام لوگ سن لیتے اور وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے لگتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم تمام کو اسی دن معاف کر دیا۔ اس واقعہ کو ابن بشکوال نے لکھا اور انہوں نے ابوالحسن بغدادی دارمی کے واسطہ سے یہ بھی لکھا ہے کہ انہوں نے ابو عبداللہ بن حامد (جو النصیبہ کے نواح میں رہتے تھے) کو مرنے کے بعد کئی بار خواب میں دیکھا تو پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ

نے مجھے معاف کر دیا اور مجھ پر رحم فرمایا۔ پھر انہوں نے ابوعبداللہ سے وہ عمل پوچھا جس کی وجہ سے وہ بھی جنت میں داخل ہو جائیں۔ تو ابوعبد اللہ نے فرمایا کہ ہزار رکعت نفل نماز ادا کرو اور ہر رکعت میں ہزار مرتبہ سورت اخلاص کی تلاوت کرو۔ انہوں نے کہا اس کی مجھ میں طاقت نہیں۔ تو ابوعبداللہ نے کہا تو ہزار مرتبہ ہر رات نبی پاک ﷺ پر درود پڑھا کرو۔ دارمی فرماتے ہیں کہ وہ ہر رات یہ عمل کرتے ہیں۔

ان سے یہ بھی مروی ہے کہ کسی ایک شخص نے ابوالحفص الکاغدی (ایک بہت بڑا سردار تھا) کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟۔ ابوالحفص نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رحم کیا، میری مغفرت فرمائی اور مجھے جنت میں داخل کیا۔ اس شخص نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے ایسا کیوں کیا؟۔ ابوالحفص نے بتایا کہ میں جب فرشتوں کے سامنے کھڑا تھا انہوں نے میرے گناہوں اور میرے نبی پاک ﷺ پر درود پڑھنے کا حساب لگایا تو میرے درود کو میرے گناہوں سے زیادہ پایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے فرشتو! اس کی قدرت تمہارے حساب سے ارفع ہے اس کا محاسبہ مت کرو اور میری جنت میں لے جاؤ۔ بعض اخبار میں روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص بہت ہی گنہگار تھا۔ جب وہ مر گیا تو لوگوں نے اسے بغیر کفن دفن کے پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اسے غسل دو اور اس کی نماز جنازہ ادا کرو کیونکہ میں نے اسے بخش دیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وجہ پوچھی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک دن اس نے تورات کو کھولا اور اس میں محمد ﷺ لکھا ہوا پایا۔ تو اس نے آپ ﷺ پر درود پڑھا تھا۔ اس لیے میں نے اس کو معاف فرما دیا ہے۔ ایک نیک شخص نے خواب میں قبیح صورت دیکھی تو پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں تیرا برا کرتوت ہوں۔ اس نے کہا میں تجھ سے کیسے نجات پاؤں؟۔ اس نے کہا حضور ﷺ پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔ اسی طرح تو مجھ سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کوئی بندہ مجھ پر درود پڑھتا ہے تو فرشتہ اس درود کو لے کر اوپر جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس درود پاک کو میرے بندے کی قبر میں لے جاؤ۔ یہ اپنے پڑھنے والے کیلئے استغفار کرتا رہے گا اور اس کی آنکھیں اسے دیکھ کر ٹھنڈی ہوتی رہیں گی۔ اس حدیث پاک کو ابوعلی بن النبا سے دیلمی نے مسند الفردوس میں نقل کیا۔ اس کی سند میں عمر بن حبیب القاضی ہیں اور اس کو نسائی نے ضعیف کہا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاۃً کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ قِیْرَاطًا وَّ الْقِیْرَاطُ مِثْلُ اُحُدٍ جو مجھ پر درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کو ایک قیراط اجر دے گا اور قیراط احد پہاڑ جتنا ہے۔ اس حدیث کو عبدالرزاق نے ضعیف سند کے ساتھ نقل کیا۔ پورے اجر والی حدیث پہلے باب میں حضرت علی اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما کی روایت سے گزر چکی ہے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رات کا چوتھائی (اور ایک روایت کے مطابق رات کا تہائی) حصہ گزر جاتا تو رسول اللہ ﷺ اٹھتے اور فرماتے اے لوگو! اللہ کو یاد کرو۔ وہ تھر تھرانے والی آ گئی۔ اس کے پیچھے آنے والی ہے موت اپنی تلخیوں کے ساتھ۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ! میں کثرت سے درود پڑھتا ہوں۔ آپ فرمائیے کہ میں کس قدر پڑھا کروں۔ فرمایا جتنا دل چاہے۔ میں نے کہا کیا وقت کا چوتھائی حصہ؟ فرمایا جتنا جی چاہے اگر اس سے زیادہ ہو تو تیرے لیے بہتر ہے۔ میں نے کہا دو تہائی؟ فرمایا جتنا جی چاہے اور اگر زیادہ کرے تو بہتر ہے۔ میں نے کہا کہ دو تہائی؟ فرمایا جتنا جی چاہے۔ اگر زیادہ کرے تو تیرے لیے بہتر ہے۔ میں نے کہا اپنا سارا وقت درود پڑھتا رہوں گا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا تب یہ درود تیرے غم دور کرنے کیلئے کافی ہے اور تیرے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اس حدیث پاک کو امام محمد اور عبید حمید نے اپنی اپنی مسند اور ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ الحاکم نے روایت کیا اور اس کو صحیح کہا مگر اس میں نظر ہے۔

امام احمد، ابن شیبہ اور ابن عاصم نے ان الفاظ میں روایت کیا کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! اگر میں اپنا تمام وقت درود پڑھنے صرف کر دوں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تب اللہ تعالیٰ تیری دنیا اور آخرت کی مشکلیں آسان فرما دے گا۔ قاضی اسماعیل کے الفاظ میں بھی اس طرح ہے مگر وہاں اِنِّیْ اُکْثِرُ الصَّلٰوۃَ عَلَیْكَ کی جگہ اِنِّیْ اُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ ہے۔ عبدان المروزی نے الصحابہ میں اور ان کے طریق سے ابوموسیٰ نے الذیل میں حکم بن عبداللہ بن حمید عن محمد بن علی بن حیان کی سند سے ذکر کیا ہے کہ حضرت ایوب بن بشیر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ میں اپنے ذکر کا تیسرا حصہ آپ کیلئے دعا (صلاۃ) کروں گا۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے متعلق حدیث معروف ہے جیسا کہ میں نے پیچھے ذکر کیا۔ اگر یہ حدیث بھی محفوظ ہو تو تب بھی دونوں کے سوال سے کوئی چیز مانع نہیں۔

حضرت حبان بن منقذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ذکر اذکار کا تیسرا حصہ آپ پر درود پڑھوں؟ حضور نے فرمایا ہاں بہتر ہے اگر تیرا دل چاہے۔ اس نے کہا حضور دو تہائی؟ فرمایا بہتر ہے۔ تو اس نے کہا کہ تمام وقت ہی آپ پر درود پڑھتا رہوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر تو دنیا و آخرت کے ہر معاملہ کو حل کرنے کیلئے کافی ہوگا۔ اس حدیث کو طبرانی نے الکبیر میں اور ابن ابی عاصم نے اپنی کتاب الصلوۃ میں روایت کیا۔ اس کی سند میں رشدین بن سعد ہیں جو قرہ بن عبدالرحمن سے روایت کرتے ہیں مگر ان دونوں کو جمہور علماء نے ضعیف قرار دیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ہیثمی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ اور اس سے پہلے منذری نے بھی اس کو حسن کہا ہے۔

ابن سمعون کے ہاں الثالث عشر من امالیہ میں محمد بن یحییٰ بن حبان کے واسطہ سے مرسل روایت ہے کہ ایک بندہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اَجْعَلَ ثُلُثَ صَلَاتِیْ لَكَ قَالَ اِفْعَلْ اِنْ شِئْتَ قَالَ صَلَاتِیْ کُلَّھَا قَالَ اِذًا یَکْفِیْكَ اللّٰہُ اَمْرَ دُنْیَاكَ وَاٰخِرَتَكَ میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ میں اپنے اذکار کا تیسرا حصہ آپ پر درود پڑھوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر جی چاہے تو ایسا کر۔ تو اس نے کہا اگر تمام وقت درود پڑھوں تو؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر تیرے دنیا و آخرت کے ہر معاملہ کے لیے اللہ ہی کافی ہوگا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور کہا یا رسول اللہ! میں اپنے اذکار کا کچھ حصہ آپ پر صلاۃ پڑھتے ہوئے گزاروں گا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جتنا تمہارا دل چاہے۔ تو اس نے کہا کہ حضور! دو تہائی وقت آپ پر درود پڑھوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں بہتر ہے۔ تو اس نے عرض کی کہ تمام وقت آپ پر درود پڑھوں گا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت کے ہر معاملہ میں تیرے لیے کافی ہوگا۔ اس حدیث کو بزار نے اپنی مسند میں اور ابن ابی عاصم نے فضل الصلوۃ میں روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں عمر بن محمد بن صہبان نام کا راوی متروک ہے۔ لیکن حضرت حبان اور حضرت ابی کی حدیث اس کی شاہد ہیں جیسا کہ پیچھے ذکر کیا ہے۔

حضرت یعقوب بن زید بن طلحہ تیمی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے رب کی طرف سے آنے والا آیا اور بتایا کہ جو بندہ تجھ پر درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا۔ یہ سن کر ایک شخص اٹھا اور کہا کہ میں اپنی دعا کا نصف آپ پر درود بھیجوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جتنا جی چاہے۔ اس نے کہا کہ دو تہائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنا جی چاہے۔ اس نے پھر کہا کہ تمام وقت درود پڑھنے میں گزاروں گا۔ فرمایا پھر اللہ تعالیٰ تجھے دنیا و آخرت کے ہر رنج و الم کیلئے کافی ہوگا۔ اس حدیث کو قاضی اسماعیل نے نقل کیا ہے۔ حضرت یعقوب صغار تابعین میں سے ہیں۔ ان کی حدیث مرسل یا معضل ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس روایت نے مراد کی تصریح کا فائدہ دیا ہے۔ اس لیے اب کسی تاویل کی گنجائش نہیں جیسا کہ ہم باب کی چوتھی فصل میں بیان کریں گے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ پر درود پڑھنا آگ کو پانی کے ساتھ بجھانے سے بھی زیادہ خطاؤں کو مٹاتا ہے اور نبی کریم ﷺ پر سلام پڑھنا گردنیں آزاد کرنے سے افضل ہے اور حضور ﷺ کی محبت نفسوں کی روح سے افضل ہے (یا فرمایا کہ اللہ کے راستہ میں تلوار چلانے سے افضل ہے)۔ اس کو نمیری اور ابن بشکوال نے موقوف روایت کیا ہے۔ اس طرح ہم نے اس روایت کو ہبۃ اللہ احمد مینورتی کے طریق سے روایت کیا ہے اور یہی روایت تیمی نے الترغیب میں اس طرح ذکر کی کہ اَلصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ اَفْضَلُ مِنْ عِتْقِ الرِّقَابِ وَحُبُّ رَسُوْلِ اللہِ اَفْضَلُ مِنْ مُّھَجِ الْاَنْفُسِ اَوْ قَالَ مِنْ ضَرْبِ السَّیْفِ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ۔ اس کی سند ضعیف ہے۔ صحیح یہ ہے کہ جس نے کوئی گردن آزاد کی اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کے ہر ہر عضو کو آزاد فرمائے گا حتیٰ کہ فرج کے بدلے فرج۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ بھی درود بھیجے گا وہ قبول کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کے 80 سال کے گناہ معاف کرے گا۔ اس حدیث کو ابوالشیخ اور ابوسعد نے شرف المصطفیٰ میں روایت کیا۔ مزید بیان پانچویں باب میں جمعہ کے دن حضور ﷺ پر درود پڑھنے کی فضیلت کے تحت آئے گا۔ نبی کریم ﷺ سے مروی ہے (اس کی سند پر مجھے آگاہی نہیں ہے) کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو حکم فرماتا ہے کہ تین دن تک اس کا کوئی گناہ نہ لکھنا۔ نبی پاک ﷺ سے یہ بھی مروی ہے کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا وہ جہنم میں نہیں جائے گا یہاں تک کہ دودھ کھیری میں واپس چلا جائے۔ میں کہتا ہوں ان کے ثبوت میں نظر ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا اے لوگو! قیامت کے دن کی ہولناکیوں اور تلخیوں سے سب سے زیادہ بچانے والی چیز تمہارا دنیا میں مجھ پر کثرت سے درود پڑھنا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کی طرف سے کافی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پاک پہ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں پھر اس نے اسی کا حکم مومنوں کو دیا تاکہ وہ انہیں ثابت قدم رکھے۔ اس حدیث کو ابوالقاسم التیمی نے الترغیب میں اور خطیب نے اور ان کے طریق سے ابن بشکوال نے روایت کیا ہے۔ دیلمی نے مسند الفردوس میں ابن لال کے طریق سے روایت کی ہے مگر اس کی سند بہت ضعیف ہے۔

حضرت شبلی رحمہ اللہ علیہ سے حکایت نقل کی جاتی ہے کہ میرا پڑوسی فوت ہوگیا۔ میں نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس نے کہا اے شبلی! مجھ پر بڑی بڑی مصیبتیں آئی۔ سوال جواب کے وقت میرے دل میں خیال آیا کہ کیا میری موت اسلام پر نہیں ہوئی۔ تو ایک آواز آئی کہ یہ دنیا میں تیری زبان کی سستی اور کاہلی کی سزا ہے۔ جب فرشتے میرے قریب آنے لگے تو ایک خوبصورت عمدہ خوشبو والی شخصیت میرے اور فرشتوں کے درمیان آگئی اور مجھے کامیابی کی دلیل یاد دلائی۔ میں نے وہ دلیل پیش کردی۔ پھر میں نے پوچھا آپ کون ہیں اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے؟ انہوں نے کہا، مجھے تیرے بکثرت درود پڑھنے کی وجہ سے پیدا کیا گیا ہے۔ اب مجھے تیری ہر تکلیف پر مدد کرنے کا حکم ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں گواہی اور شفاعت جبکہ حضرت رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث میں وجوب شفاعت کا ذکر ہے۔ وہ حدیثیں بھی پہلے باب میں گزر چکی ہیں۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ حِیْنَ یُصْبِحُ عَشْرًا وَّحِیْنَ یُمْسِی عَشْرًا اَدْرَکَتْہُ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ جو دس مرتبہ صبح اور دس مرتبہ شام مجھ پر درود پڑھے گا قیامت کے دن میری شفاعت اسے لازم پالے گی۔ اس حدیث پاک کو طبرانی نے دو سندوں سے روایت کیا۔ ایک جید ہے مگر اس میں انقطاع ہے کیونکہ خالد کی سماعت ابوالدرداء سے

نہیں ہے۔ ابن ابی عاصم نے بھی روایت کی مگر اس میں ضعف ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جو مجھ پر درود بھیجے گا قیامت کے دن میں اس کا شفیع بنوں گا۔ یہ حدیث پاک ابوحفص ابن شاہین نے الترغیب میں اور ابن بشکوال نے ان کے طریق سے روایت کی۔ اس کی سند میں اسماعیل بن یحییٰ بن عبیداللہ التیمی نام کا راوی انتہائی ضعیف ہے جس کے ترک پر اتفاق ہے۔ ابوداؤد اور حسن بن احمد البناس کے ہاں ان الفاظ میں روایت ہے کہ میں نے نبی پاک کو ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ عزوجل نے تمہارے تمام گناہوں کیلئے استغفار عطا فرمایا ہے۔ جس نے خلوص نیت سے استغفار کیا اس کو بخش دیا جائے گا۔ پس جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس نے اپنا میزان وزنی کیا اور جو مجھ پر درود بھیجے گا قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا۔

بکر بن عبد اللہ الخزنی التابعی سے ابوسعید نے شرف المصطفیٰ میں روایت کیا کہ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عَشْرًا مِّنْ اَوَّلِ النَّهَارِ وَعَشْرًا مِّنْ آخِرِهٖ نَالَتْهُ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ دن اور رات کے شروع میں جو مجھ پہ دس دس بار درود شریف پڑھے گا قیامت کے دن اسے میری شفاعت ملے گی۔ اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جسے یہ پسند ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ سے حالت رضا میں ملے تو اسے مجھ پر کثرت سے درود پڑھنا چاہیے۔ اس حدیث کو دیلمی نے مسند الفردوس، ابن عدی نے الکامل اور ابوسعید نے شرف المصطفیٰ میں روایت کیا ہے۔ اس کی سند بھی ضعیف ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو ذکر کی محافل تلاش کرتے رہتے ہیں۔ جب وہ کسی ایسی محفل میں پہنچتے ہیں تو انہیں گھیر لیتے ہیں۔ پھر اپنے پیغامبر کو اللہ تعالیٰ کی طرف بھیجتے ہیں اور کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! ہم تیرے بندوں کی طرف سے آئے ہیں جو تیری نعمتوں پہ شکر کا اظہار، تیری کتاب کی تلاوت، تیرے نبی محمد ﷺ پر درود پڑھ رہے تھے اور تجھ سے دنیا و آخرت کی بھلائی مانگ رہے تھے۔ یہ سن کر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان سب کو میری رحمت کی وسیع چادر سے ڈھانپ دو۔ فرشتے کہتے ہیں اے اللہ! ان میں ایک ایسا شخص بھی ہے جو مجلس کے آخر میں آیا تھا؟۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسے بھی ڈھانپ دو کیونکہ وہ بھی ان کا ساتھی ہے اور ان کا ساتھی بد بخت نہیں ہوتا۔ البزاز نے اس حدیث کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے اگرچہ اس میں ابن ابی الرقاد سے زیادتی وارد ہوئی ہے اور وہ منکر الحدیث بھی ہے۔ اسی طرح زیاد نمیری بھی ضعیف ہے۔ مگر ان دونوں کی حدیث شواہد ہیں اور ان دونوں کی توثیق بھی کی گئی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر مجھے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ محبت نہ ہوتی تو میں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہ کر سکتا مگر درود پڑھنے کے سوا کہ میں نے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جبریل نے کہا اے محمد! ﷺ بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو تجھ پر دس درود بھیجے گا وہ میری ناراضگی سے محفوظ ہو جائے گا۔ اس حدیث کو بقی بن مخلد اور ان کے طریق سے ابن بشکوال نے رجل عن مجاہد کی سند سے روایت کیا۔ نبی پاک ﷺ سے مروی ہے کہ تین بندے قیامت کے دن عرش کے سایہ کے نیچے ہوں گے اور اس دن سوائے عرش کے سایہ کے کوئی سایہ نہ ہوگا۔ پوچھا گیا یا رسول ﷺ! وہ کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے میرے امتی کی تکلیف دور کی یا جس نے میری سنت کو زندہ کیا اور جس نے مجھ پر کثرت سے درود بھیجا۔ اس حدیث پاک کو صاحب الدار المنظم نے ذکر کیا ہے مگر میں اس کی اصل پر آگاہ نہیں مگر یہ کہ صاحب الفردوس نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا مگر ان کے بیٹے نے سند بیان نہیں کی۔ باقیوں نے حدیث ابوہریرہ سے فوائد الخلعی کی طرف نسبت کی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام (قیامت کے دن) عرش کے وسیع میدان میں ہوں گے۔ آپ پر دو سبز کپڑے ہوں گے گویا ایک طویل کھجور کی طرح اپنی اولاد کو جنت میں جاتے ہوئے دیکھ رہے ہوں گے۔ اچانک وہ دیکھیں گے کہ

نبی پاک ﷺ کا ایک امتی جہنم میں جا رہا ہے۔ یہ دیکھ کر وہ آواز دیں گے یا احمد! یا احمد! حضور ﷺ جواب میں کہیں گے لبیک ابوالبشر۔ تو وہ کہیں گے کہ آپ کا یہ امتی دوزخ میں جا رہا ہے۔ (نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں) پس میں بڑی تیزی سے فرشتوں کے پیچھے چلوں گا اور کہوں گا اے میرے رب کے فرشتو! ٹھہرو۔ فرشتے کہیں گے کہ ہم سخت ہیں۔ جس کا ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ہم اس کی نافرمانی نہیں کرتے۔ ہم وہی کرتے ہیں جس کا ہمیں حکم ہے۔ جب حضور ﷺ مایوس ہوں گے تو اپنی داڑھی مبارک کو دائیں ہاتھ سے پکڑیں گے اور عرش کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمائیں گے اے میرے پروردگار! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا کہ تو مجھے اپنی امت کے معاملے میں رسوا نہ کرے گا۔ عرش سے ندا آئے گی اے فرشتو! ان کی اطاعت کرو اور اس (بندے کو دوزخ سے) لوٹا دو۔ پھر میں اپنی گود سے سفید کاغذ نکالوں گا اور اسے میزان کے دائیں پلڑے میں رکھ دوں گا اور کہوں گا بسم اللہ۔ پس نیکیوں والا پلڑا برائیوں والے پلڑے پہ بھاری ہو جائے گا۔ اب آواز آئے گی کہ سعادت مند ہو گیا ہے کہ اس کا میزان بھاری ہو گیا ہے۔ اسے جنت میں لے جاؤ۔ تو وہ بندہ کہے گا اے فرشتو! ٹھہرو کہ میں اس بندے سے بات کرلوں جو رب کے حضور بڑی عزت رکھتا ہے۔ پس وہ کہے گا میرے ماں باپ آپ پہ فدا ہوں۔ آپ کا چہرہ کتنا حسین اور آپ کی شکل کتنی خوبصورت ہے۔ آپ نے میری غلطیوں کو معاف کیا ہے اور میرے آنسوؤں پر رحم کیا۔ تو نبی پاک ﷺ فرمائیں گے کہ میں تیرا نبی محمد ﷺ ہوں اور تیرے درود (جو تو مجھ پر بھیجتا تھا اس) نے تجھ کو اتنا نفع دیا جتنا کہ تجھے ضرورت تھی۔ اس حدیث کو ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب **حسن الظن باللہ** میں کثیر بن مرہ الحضرمی عن عبداللہ کے طریق اور نمیری کے طریق سے نقل کیا ہے۔ ابن البنا نے بھی ذکر کی ہے مگر اس کی سند ہالک ہے۔ کچھ آثار میں ہے (مگر مجھے سند پر واقف نہیں) کہ کچھ لوگ حوض پر میرے پاس آئیں گے جنہیں میں ان کے درود کی کثرت کی وجہ سے پہچانتا ہوں گا۔

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کسی وحی کی صورت میں یہ کہا کہ اے موسیٰ! اگر میری حمد کرنے والے نہ ہوتے تو میں آسمان سے ایک قطرہ بھی نہ برساتا اور زمین پر ایک پتا بھی نہ اگتا۔ اے موسیٰ! اگر میرے عبادت گزار بندے نہ ہوتے تو میں نافرمانوں کو آنکھ جھپکنے کی دیر بھی مہلت نہ دیتا۔ اے موسیٰ! اگر لا الہ الا اللہ کی شہادت دینے والے نہ ہوتے تو جہنم دنیا پر پھٹ جاتی۔ اے موسیٰ! جب مسکینوں سے ملنا تو ان سے بھی ایسے ہی حال پوچھنا جیسے امیروں سے پوچھتے ہو۔ اگر ایسا نہ کیا تو ہر چیز مٹی کے نیچے سمجھ یا مٹی کے نیچے کر۔ اے موسیٰ! کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ قیامت کے دن پیاس نہ لگے؟ تو انہوں نے کہا ہاں۔ تو اللہ پاک نے فرمایا کثرت سے نبی پاک ﷺ پر درود پڑھا کرو۔ ابوالقاسم نے **الترغیب** میں روایت کیا کہ جبریل نے نبی پاک ﷺ کو بتایا کہ جو دن رات میں آپ پہ سو مرتبہ درود بھیجے گا میں اس پر دو ہزار مرتبہ درود بھیجوں گا اور اس کی ہزار ضرورتیں پوری ہوں گی جن میں سب سے ادنیٰ جہنم کی آگ سے نجات ہے۔

عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن نبی پاک ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ گزشتہ رات میں نے ایک عجیب منظر دیکھا کہ میرا ایک امتی پل صراط پر کبھی گھٹنوں کے بل، کبھی پیٹ کے بل رینگ کے چل رہا ہے اور کبھی نیچے لٹک جاتا۔ پس اس کا درود مجھ تک پہنچا تو میں نے اسے ہاتھ سے پکڑا اور پل صراط پہ سیدھا کھڑا کر دیا حتیٰ کہ وہ صحیح سلامت گزر گیا۔ اس کو طبرانی نے الکبیر میں، دیلمی نے **مسند الفردوس** میں اور ابن شاذان نے اپنی **مسند مشخیت** میں تفصیل سے ذکر کیا۔ اس کی سند میں علی بن زید بن جدعان ہیں جو اختلاف زدہ ہیں۔ طبرانی نے اس طریق کے علاوہ ایک اور ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ابو موسیٰ مدینی نے بھی **الترغیب** میں فرج بن فضالہ عن ہلال ابی جبلہ عن سعید بن المسیب رضی اللہ عنہم کی سند سے روایت کیا اور اس کو حسن کہا۔ الرشید العطار نے بھی

کہا کہ اس کے طرق حسن ہیں۔

التیمی نے اسے تفصیل کے ساتھ اس طرح روایت کیا کہ ایک دن ہم مدینہ منورہ کی مسجد میں بیٹھے تھے کہ نبی پاک ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میں نے گزشتہ رات ایک عجیب منظر دیکھا کہ ملک الموت میرے ایک امتی کی روح قبض کرنے آیا تو اس کا اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا عمل آیا اور ملک الموت کو اس سے دور کر دیا۔ میں نے ایک امتی کو دیکھا کہ عذاب قبر اس پر مسلط ہے مگر اس کے وضو کا عمل آیا اور اس کو عذاب سے نجات دلائی۔ میں نے ایک امتی کو دیکھا کہ شیطان اسے گھیرے ہوئے ہیں کہ اللہ کے ذکر کا عمل آیا اور ان سے اسے نجات دلائی۔ میں نے ایک امتی کو دیکھا کہ عذاب کے فرشتے اسے ڈرا رہے ہیں کہ اس کی نماز کا عمل آیا اور ان سے اسے چھٹکارا دلایا۔ میں نے دیکھا کہ میرا امتی پیاس سے ہانپ رہا ہے مگر وہ جب بھی حوض پر آتا ہے تو اسے روک دیا جاتا ہے تو اس کے روزے کا عمل آیا اور اسے سیراب کر گیا۔ میں نے ایک امتی کو دیکھا کہ انبیاء حلقے بنا کر بیٹھے ہیں مگر جب وہ کسی حلقے کے قریب جاتا تو اسے دھتکار دیا جاتا ہے پس غسل جنابت کا عمل آیا اور اسے ہاتھ سے پکڑا اور میرے پہلو میں بٹھا دیا۔ میں نے ایک امتی کو دیکھا اس کے آگے پیچھے، دائیں، بائیں، اوپر، نیچے ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے مگر اس کے حج اور عمرہ کے اعمال آئے اور اسے تاریکی سے نکالا اور نور میں داخل کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ میرا ایک امتی مومنین سے بات کرتا ہے مگر وہ اس سے بات نہیں کرتے تو اس وقت اس کی صلہ رحمی کا عمل آیا اور کہا کہ اے گروہ مومناں! اس سے بات کرو کیونکہ یہ تعلق جوڑنے والا تھا۔ پس وہ اس سے بات اور مصافحہ کرنے لگے۔ میں نے دیکھا کہ میرا ایک امتی آگ کی حرارت اور شعلوں کو اپنے ہاتھ سے چہرے سے دور کر رہا ہے اور اس کا صدقہ آیا اور اس کے چہرے کا پردہ اور اس کے سر پہ سایہ بن گیا۔ میں نے دیکھا کہ میرے ایک امتی کو زبانیہ فرشتے ہر طرف سے پکڑے ہوئے ہیں کہ اچانک اس کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا عمل آیا اور اسے ان کے ہاتھوں سے نجات دلائی اور ملائکہ رحمت کے حوالے کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ میرا ایک امتی اپنے نامہ اعمال کو بائیں جانب کیے ہے کہ خوف خدا کا عمل آیا اس کا صحیفہ پکڑ کر اس کے دائیں طرف کر دیا۔ میں نے ایک امتی کو دیکھا اس کا میزان ہلکا ہے مگر اس کے پیشرو آئے اور اس کے میزان کو بھاری کر دیا۔ میں نے ایک امتی کو دیکھا کہ جہنم کے کنارے کھڑا ہے کہ اللہ سے ڈر کا عمل آیا اور اسے اس میں گرنے سے بچالیا۔ میں نے ایک امتی کو دیکھا آگ میں گر رہا ہے مگر اس کے خوفِ خدا کی وجہ سے بہنے والے آنسو آئے اور اسے اس سے نکال لیا۔ میں نے ایک امتی کو دیکھا کہ پل صراط پر ایسے کانپ رہا تھا جیسے ہوا میں کھجور کی ٹہنی مگر اس کا مجھ پہ بھیجا ہوا درود کا عمل آیا اور پس اس کی کپکپاہٹ ختم ہوگئی۔ میں نے دیکھا کہ میرے ایک امتی پہ جنت کے دروازے بند ہیں۔ پس وہاں لا الہ الا اللہ کی شہادت آئی اور اس پہ جنت کے دروازے کھل گئے۔ اس حدیث کو الباغیان نے فوائد میں عمرو بن مندہ سے روایت کیا اور اس کی سند مجاہد عن عبد الرحمن بن سمرہ تک پہنچائی ہے مگر کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔ یہی روایت یحییٰ بن سعید الانصاری، عبد اللہ الرحمن بن حرملہ، علی بن زید اور سعید عن سعید بن المسیب سے بھی مروی ہے۔ اس حدیث کو ذہبی نے المیزان میں ضعیف کہا۔ قاضی ابویعلیٰ نے ابطال التاویلات لاخبار الصفات میں نقل کیا مگر اس میں یہ الفاظ ''میں نے ایک گروہ کو گھٹنوں کے بل گرا ہوا دیکھا کہ جس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک پردہ حائل ہے۔ پس اس کے پاس میری محبت کا عمل آیا اور اس کو اللہ کی بارگاہ میں داخل کر دیا گیا'' زائد ہیں۔ الشیخ العارف ابوثابت محمد بن عبد الملک الدیلمی اپنی کتاب اصول مذاهب العرفاء باللہ میں ذکر کیا کہ اگرچہ اہل حدیث کے نزدیک یہ حدیث غریب ہے مگر اس کے معنی میں کسی قسم کا شک نہیں کہ بہت سے واقعات واحوال ایسے ہیں کہ کشف کے ذریعے جن کی صحت کا انہیں قطعی علم ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ یَوْمٍ اَلْفَ مَرَّةٍ لَمْ یَمُتْ

حَتّٰی یَرٰی مَقْعَدَهٗ فِی الْجَنَّةِ جو مجھ پر ایک دن میں ہزار مرتبہ درود بھیجے گا وہ مرنے سے پہلے جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھ لے گا۔ اس حدیث کو ابن شاہین نے ترغیب میں روایت کیا ہے اوران کے طریق سے ابن بشکوال اور ابن سمعون نے امالی میں اور دیلمی نے ابوالشیخ الحافظ کی سند سے روایت کیا۔ الضیاء نے المختارہ میں روایت کیا اور کہا کہ میں اس حدیث کوالحکم بن عطیہ کی روایت کے علاوہ نہیں جانتا۔ دارقطنی کہتے کہ انہوں نے ثابت سے کئی احادیث روایت کیں مگر ان کی متابع نہیں۔ امام احمد کہتے ہیں کہ ان میں کوئی حرج نہیں مگر ابوداؤد الطیالسی نے ان سے کئی منکر احادیث روایت کی ہیں۔ پھر کہتے کہ یحییٰ بن معین سے مروی ہے کہ یہ ثقہ ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کو حکم کے علاوہ دوسرے راویوں نے بھی روایت کیا ہے۔ ابوالشیخ نے حاتم بن میمون عن ثابت کے طریق سے نقل کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ وہ نہیں مرے گا مگر یہ کہ اسے جنت کی بشارت دی جاتی ہے۔ مختصر یہ کہ یہ حدیث منکر ہے جیسا کہ ہمارے شیخ نے کہا ہے۔ نبی پاک ﷺ سے مروی ہے کہ اَکْثَرُکُمْ عَلَیَّ صَلَاةً اَکْثَرُکُمْ اَزْوَاجًا فِی الْجَنَّةِ تم میں سے مجھ پہ کثیر تعداد میں درود بھیجنے والا جنت میں کثیر بیویاں پائے گا۔ اس حدیث کو صاحب الدار المنظم نے ذکر کیا مگر میں اس پر اصل پہ آگاہ نہیں ہوں۔ حضرت عبداللہ بن جراد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی پاک ﷺ کی زیارت کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فرائض پورے کیا کرو کہ یہ اللہ کے راستہ میں بیس غزوے لڑنے سے بھی زیادہ اجر والے ہیں اور مجھ پر درود پڑھنا ان تمام فرائض کے برابر ہے۔ اس حدیث کو دیلمی نے مسند الفردوس میں ابی نعیم کے طریق سے ضعیف سند سے نقل کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے اسلام کے مطابق حج کیا اور اس کے بعد کئی غزوات میں شامل ہوا تو اس کے غزوات کو چار سو حجوں کے برابر درجہ دیا جائے گا۔ پھر فرمایا لوگوں کے دل ٹوٹ گئے ہیں کہ جہاد پر قادر نہیں اور نہ حج پر تو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی بھیجی کہ جو تجھ پر درود بھیجے گا اس کا درجہ چار سو غزوات لڑنے والے کے برابر لکھا جائے گا اور ہر غزوہ چار سو حج کے برابر ہوگا۔ اس حدیث کو ابوحفص المیانشی نے مجالس مکیہ میں نقل کیا مگر اس کے موضوع ہونے کے آثار ظاہر ہیں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس صدقہ نہ ہو تو وہ یہ دعا پڑھے تو اس کے لیے زکوۃ ادا کرنے کی طرح ہوگی اور مومن کبھی بھلائی سے سیر نہیں ہوتا یہاں تک اس کا مکان جنت بن جائے۔ دعا یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ۔ اس حدیث کو ابن وہب، ابن بشکوال، ابن حبان، ابوالشیخ اور الدیلمی نے درج کے طریق سے تخریج کیا۔ یہ مختلف فیہ ہے مگر اس کی سند حسن ہے۔ اس کو ابویعلی الموصلی نے اپنی مسند میں اور البیہقی نے ادب میں نقل کیا ہے مگر وہاں الفاظ یہ ہیں کہ جس شخص نے کوئی حلال مال کمایا پھر اس سے خود کھایا پہنا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے کسی کو کھلایا پہنایا تو یہ اس کے لیے زکوۃ ہے۔ اور جس شخص کے پاس صدقہ کے کرنے کیلئے کچھ نہ ہو وہ اگر یہ دعا کرے تو یہ اس کے صدقہ کرنے کی طرح ہوگی۔ دعا یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ۔ اس حدیث کو بخاری نے الادب المفرد میں اسی طرح نقل کیا ہے۔ ابن حبان نے ایک باب قائم کیا کہ جو شخص صدقہ کرنے پر قادر نہیں اس کا نبی پاک ﷺ پہ درود شریف پڑھنا ہی صدقہ ہے۔

کسی سے سوال کیا گیا کہ حضور ﷺ پر درود پڑھنا افضل ہے یا صدقہ تو انہوں نے جواب دیا کہ نبی پاک ﷺ پر درود پڑھنا افضل ہے۔ پھر پوچھا گیا کہ چاہے صدقہ فرضی ہو یا نفلی؟ جواب دیا ہاں۔ پھر سوال ہوا کیوں؟ جواب دیا کہ فرض تو وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فرض کیا اور اس کو خود اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے بھی ادا کرتے ہیں پس یہ فرض اس کی مانند کیسے ہوسکتا ہے۔ اس کا رد کرنا چھپا

نہیں۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جو مجھ پر دن میں سو مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں دس لاکھ نیکیاں لکھے گا اور دس لاکھ خطائیں مٹائے گا اور اس کیلئے سو مقبول صدقے لکھ دے گا اور جس نے مجھ پر درود بھیجا اور اس کا درود مجھے پہنچا تو میں اس پر اسی طرح درود بھیجوں گا جیسے اس نے مجھ پر بھیجا اور جس پر میں درود بھیجوں گا اس کو میری شفاعت حاصل ہوگی۔اس حدیث کو ابوسعید نے **شرف المصطفی** میں روایت کیا مگر میرا گمان ہے کہ یہ صحیح نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا **صَلُّوْا عَلَيَّ فَإِنَّ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ زَكَاةٌ لَّكُمْ** مجھ پر درود پڑھو بے شک مجھ پر درود پڑھنا تمہارے لیے پاکیزگی کا باعث ہے۔اس حدیث کو احمد، ابوالشیخ نے **الصلوة النبویه** میں اور ابن ابی عاصم نے بھی روایت کیا مگر اس کی سند ضعیف ہے۔اسی الحارث اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے بھی اپنی مسند میں ذکر کیا مگر وہاں اس طرح ہے **وَ سَلُوْا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ فَسَئَلُوْهُ فَاَخْبَرَهُمْ فَقَالَ اَعْلٰى دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ لَا يَنَالُهَا اِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ وَّ اَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ** میرے لیے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ مانگا کرو۔صحابہ نے پوچھا کہ وسیلہ کیا ہے تو آپ نے انہیں بتایا یہ جنت کا اعلیٰ درجہ ہے جو صرف ایک شخص کو ملے گا اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ میں ہوں۔اسی حدیث کو ابوالقاسم نے **الترغیب** میں روایت کیا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ مجھ پر کثرت سے درود پڑھو یہ تمہارے لیے زکوۃ ہے اور جب اللہ سے سوال کرو تو وسیلہ کا سوال کرو یہ جنت کا ارفع درجہ ہے اور یہ ایک آدمی کے لیے ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ میں ہی ہوں۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تمہارا مجھ پر درود پڑھنا تمہاری دعاؤں کو محفوظ کرنے والا، تمہارا رب کی رضا کا سبب اور تمہارے اعمال کیلئے طہارت کا باعث ہے۔اس حدیث کو دیلمی نے اپنے باپ کی تبع میں اسناد کے بغیر ذکر کیا۔اسی طرح الاتلیشی نے بھی ذکر کیا ہے۔

ابوحفص عمر الحسین سمرقندی کی حکایت کردہ اخبار میں سے ایک حکایت اس کی کتاب **رونق المجالس** میں ہے کہ بلخ میں ایک مالدار شخص رہتا تھا جس کے دو بیٹے تھے۔جب اس کی وفات ہوگئی تو دونوں بیٹوں نے نصف نصف مال تقسیم کیا۔میراث میں نبی پاک ﷺ کے تین موئے مبارک بھی تھے۔دونوں نے ایک ایک لے لیا اور تیسرا باقی رہ گیا۔بڑے نے کہا کہ اس کے دو ٹکڑے کر کے بانٹ لیتے ہیں مگر چھوٹے نے کہا ہرگز نہیں نبی پاک ﷺ کے بال مبارک کو کاٹا نہیں جائے گا۔بڑے نے چھوٹے سے کہا کہ یہ تینوں موئے مبارک اپنے حصے کے بدلے میں رکھ لو گے؟ چھوٹے نے کہا جی ہاں۔اس طرح بڑے بھائی نے سارا مال لے لیا اور چھوٹے نے تینوں موئے مبارک لیے اور اپنی جیب میں ڈال لیا۔وہ ان کو باہر نکالتا، ان کی زیارت کرتا اور حضور ﷺ پر درود پڑھتا اور پھر جیب میں ڈال لیتا تھا۔کچھ دنوں بعد بڑے کا مال فنا ہو گیا مگر بھائی کے مال میں برکت ہوئی اور وہ آرام وسکون سے زندگی بسر کرنے لگا۔کچھ دنوں کے بعد چھوٹا بھائی فوت ہو گیا۔ایک نیک آدمی نے اسے خواب میں دیکھا اور حضور ﷺ کی زیارت بھی ہوئی۔نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں سے کہہ دو کہ جسے اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت ہو تو وہ اس شخص کی قبر پہ آئے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے۔پس لوگ ارادت سے اس کی قبر کی زیارت کے لیے آتے تھے۔یہاں تک کہ اگر کوئی سوار ہو کر آتا تو وہ سواری سے اترتا اور پیدل چل کر قریب سے گزرتا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا **مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ مِائَةَ قَضَى اللّٰهُ لَهٗ مِائَةَ حَاجَةٍ سَبْعِيْنَ مِنْهَا لِاٰخِرَتِهٖ وَ ثَلَاثِيْنَ مِنْهَا لِدُنْيَاهُ** جس نے روزانہ مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری کرے گا ستر آخرت کی اور تیس دنیا۔اس کی تخریج ابن مندہ نے کی ہے۔ابو موسیٰ المدینی کا کہنا ہے کہ یہ حدیث غریب حسن ہے۔حضرت خالد بن طہمان سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا **مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً قُضِيَتْ لَهٗ مِائَةَ حَاجَةٍ** جس نے ایک مرتبہ مجھ پر

درود پڑھا اس کی سو حاجتیں پوری ہوں گی۔ تیمی نے اپنی ترغیب میں اسے نقل کیا مگر یہ منقطع ہے۔ الفردوس میں بغیر سند کے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل پہ سو مرتبہ درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری کرے گا۔ حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا عبادت ہے۔ اسے التیمی نے اپنی کتاب الترغیب، نمیری اور ابن بشکوال نے بھی روایت کیا۔ ابو غسان المدنی نے فرمایا کہ جس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر دن میں سو مرتبہ درود پڑھا وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے دن رات کی عبادت پر ہمیشگی اختیار کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ قُلْتُ لِجِبْرِیْلَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ قَالَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ وَحُبُّ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کون سا عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا آپ پر درود پڑھنا اور علی ابی طالب کی محبت۔ اس کو الدیلمی نے مسند الفردوس میں روایت کیا۔ اس کی سند ضعیف ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زَیِّنُوْا مَجَالِسَکُمْ بِالصَّلٰوۃِ عَلَیَّ فَاِنَّ صَلَاتَکُمْ نُوْرٌ" لَّکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اپنی مجالس کو مجھ پر درود پڑھ کے مزین کرو۔ بے شک مجھ پر تمہارا درود پڑھنا تمہارے لیے قیامت کے دن نور بنے گا۔ الدیلمی نے اس حدیث کو ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اپنی مجالس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے اور عمر بن خطاب کے ذکر کے ساتھ زینت بخشو۔ اس کو النمیری نے روایت کیا ہے۔ حضرت سمرہ السوائی والد جابر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں حاضر تھے کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ کے نزدیک سب سے قربت والا عمل کون سا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا سچا کلام اور امانت کی ادائیگی۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! کچھ اور؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کثرت ذکر اور مجھ پر درود پڑھنا کہ یہ فقر کو دور کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مزید اور؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا جو کسی قوم کی امامت کرائے وہ قرات میں کمی کرے کیونکہ جماعت میں بوڑھے، بیمار، چھوٹے اور حاجت مند بھی ہوتے ہیں۔ اس حدیث کو ابو نعیم نے ضعیف سند کے ساتھ اور القرطبی نے بغیر سند کے عن ابی بکر وجابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے تخریج کیا ہے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور غربت اور تنگ دستی کی شکایت کی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا جب تو اپنے گھر میں داخل ہو تو سلام کیا کر خواہ کوئی شخص ہو یا نہ ہو۔ اور پھر مجھ پر سلام پیش کیا کر اور ایک مرتبہ صورت اخلاص پڑھا کرو۔ اس بندے نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا رزق بڑھا دیا حتی کہ اس کے پڑوسیوں اور رشتے داروں کا بھی۔ اس حدیث کو ابو موسیٰ المدینی نے ضعیف سند سے روایت کیا۔ ابو عبداللہ قسطلانی حکایت کرتے ہیں کہ انہوں نے خواب میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اور غربت کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ پڑھا کرو،

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ ھَبْ لَنَا اَللّٰھُمَّ مِنْ رِزْقِکَ الْحَلَالِ الطَّیِّبِ الْمُبَارَکِ مَا نَصُوْنُ بِہٖ وُجُوْھَنَا عَنِ التَّعَرُّضِ اِلٰی اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِکَ وَاجْعَلْ لَّنَا اَللّٰھُمَّ اِلَیْہِ طَرِیْقًا سَھْلًا مِّنْ غَیْرِ تَعَبٍ وَّلَا مِنَّۃٍ وَّلَا تَبِعَۃٍ وَّجَنِّبْنَا اَللّٰھُمَّ الْحَرَامَ حَیْثُ کَانَ وَ اَیْنَ کَانَ وَ عِنْدَ مَنْ کَانَ وَ حُلْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ اَھْلِہٖ وَ اقْبِضْ عَنَّآ اَیْدِیَھُمْ وَ اصْرِفْ عَنَّا قُلُوْبَھُمْ حَتّٰی لَا تَنْقَلِبَ اِلَّا فِیْمَا یُرْضِیْکَ وَلَا نَسْتَعِیْنُ بِنِعْمَتِکَ اِلَّا عَلٰی مَا تُحِبُّ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ"

''اے اللہ! حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پہ درود نازل فرما۔ اے اللہ! ہمیں اپنا مبارک طیب رزق عطا فرما تاکہ

ہم اپنے چہروں کو کسی کے سامنے لے جانے سے محفوظ ہو جائیں۔ اے اللہ! بغیر کسی تھکاوٹ، احسان اور بوجھ کے اس کی طرف ہمارا راستہ آسان کر دے۔ اے اللہ! حرام جہاں بھی اور جس کے پاس بھی ہو ہمیں اس سے دور کر دے اور ہمارے اور حرام خوروں کے درمیان حائل ہو جا اور ہم سے ان کے ہاتھ روک لے اور ان کے دل ہم سے پھیر دے۔ ہم تیری اس نعمت سے مدد مانگتے ہیں جو تجھے پسند ہے۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے!''

حضرت حسن (میرے خیال میں حسن بصری مراد ہیں) سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قرآن پڑھا، اپنے رب کی حمد بیان کی اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا تو اس نے خیر کو تلاش کر لیا۔ اس کو النمیر ی نے روایت کیا ہے۔ بیہقی کی **شعب الایمان** میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس نے قرآن پڑھا، اپنے رب کی تعریف کی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا اور اپنے رب سے مغفرت طلب کی تو اس نے خیر کو اس کی جگہ سے پالیا۔ اس کی سند ضعیف ہے۔ عبداللہ بن عیسیٰ سے بھی ایسے ہی مروی ہے مگر وہاں حمد کی جگہ دعا کے الفاظ ہیں۔ اسے بھی النمیر ی اور ابن بشکوال نے ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلَاۃً قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ ہوگا جو مجھ پر درود زیادہ پڑھتا ہوگا۔

امام ترمذی سے اسے نقل کیا ہے اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے کہ اس کی سند میں موسیٰ بن یعقوب الزمعی ہے۔ دار قطنی فرماتے ہیں مگر وہ اس میں اکیلا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس سند میں اختلاف ہے کہ بعض نے کہا کہ ترمذی کی یہ روایت عن عبداللہ بن شداد عن ابی مسعود کے واسطے کے بغیر ہے۔ بخاری نے **تاریخ الکبیر** میں اور ابن ابی عاصم نے بھی اس کو روایت کیا۔ ابی الحسین النرسی نے ترمذی کے طریق سے روایت کیا ہے۔ بعض نے کہا عن عبداللہ عن ابیہ ابن مسعود کی سند ہے۔ اسی سند سے ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا اور ان کی طریق سے ابن حبان نے اپنی صحیح میں، ابو نعیم اور ابن بشکوال نے بھی روایت کیا ہے۔ اسی طرح ابن عاصم نے **فضل الصلوۃ** میں، ابن عدی نے **الافراد** میں، الدیلمی نے **الترغیب** میں، ابن الجراح نے **امالی** میں اور ان کے علاوہ اور بہت سے محدثین نے بھی روایت کیا۔ یہ روایت بہت مشہور ہے۔ الزمعی کے بارے میں نسائی کہتے ہیں کہ یہ قوی نہیں ہے لیکن یحییٰ بن معین نے اس کو ثقہ کہا جو تیرے لیے کافی ہے۔ ابوداؤد، ابن حبان اور ایک پوری جماعت نے بھی اس کو ثقہ لکھا۔ بخاری نے بھی **التاریخ** میں الزمعی رواہ عن ابن کیسان عن عتبہ عن عبداللہ عن ابن مسعود کی سند کی طرف اشارہ کیا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ درود پڑھنے کا ثواب خود پڑھنے والے، اس کی اولاد اور اس کے پوتوں کو بھی ملتا ہے۔ ابن بشکوال نے ضعیف سند سے روایت کی کہ ایک عورت حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس آئی اور کہا کہ میری لڑکی فوت ہو چکی ہے مگر میں اس کو خواب میں دیکھنا چاہتی ہوں۔ آپ نے اس سے کہا کہ چار رکعت نفل اس طرح ادا کر کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ اور سورۂ تکاثر ایک مرتبہ پڑھنا اور نمازِ عشاء کے بعد پہلو کے بل درود شریف پڑھتے ہوئے سو جانا۔ اس عورت نے ایسا ہی کیا۔ اس نے اپنی لڑکی کو دیکھا کہ وہ عذاب میں مبتلا ہے۔ اس پر گندھک کا لباس ہے۔ ہاتھ باندھے ہوئے اور پاؤں میں آگ کی زنجیر ہے۔ بیدار ہوئی تو دوبارہ آپ کے پاس آئی اور پورا خواب بتایا۔ آپ نے اس سے کہا کہ صدقہ کر امید ہے اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائے گا۔ آپ اس رات سوئے تو خود کو جنت میں پایا اور دیکھا کہ ایک خوب صورت تخت پر ایک حسین و جمیل عورت بیٹھی ہے۔ اس کے سر پر نور کا تاج سجا ہے۔ وہ آپ سے کہنے لگی حسن! مجھے جانتے ہو؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ اس نے کہا میں اسی عورت کی بیٹی ہوں جسے آپ نے درود پڑھنے کو کہا تھا۔ آپ نے فرمایا تیری ماں نے تو مجھے یہ خبر

نہیں سنائی۔ وہ لڑکی بولی کہ اس کی بات سچی تھی۔ آپ نے پوچھا پھر تجھے یہ مقام کیسے ملا؟ اس نے کہا کہ ہم ستر ہزار لوگ عذاب میں مبتلا تھے (جیسا کہ میری ماں نے آپ کو بتایا تھا) لیکن ایک نیک آدمی کا وہاں سے گزر ہوا۔ اس نے نبی پاک ﷺ پہ درود پڑھ کر اس کا ثواب ہمیں ایصال کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس درود کو قبول کیا اور اس کی وجہ سے ہم سب کو عذاب سے نجات دی اور مجھے یہ مرتبہ ملا جو آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

ابوالفرج بغدادی نے **المطرب** میں ذکر کیا کہ بعض اخبار میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی نازل کی کہ میں نے تمہیں دس ہزار کانوں کی سماعت کے برابر سماعت دی ہے حتیٰ کہ تو نے میرے کلام کو سنا اور دس ہزار زبانوں کی قوت دی حتیٰ کہ تو نے جواب دیا۔ تو میرا محبوب اور قریبی تب بنے گا جب تو میرا ذکر کرے گا اور حضرت محمد ﷺ پر درود بھیجے گا۔ بعض نے اس خبر کی نسبت رسالہ قشیریہ کی طرف کی اور سند یہ نقل کی کہ عن سعید بن جبیر عن ابی عباس رضی اللہ عنہم قال اوحی مگر اس میں نظر ہے۔ الحافظ ابونعیم نے الحلیہ میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اے موسیٰ! اگر میری حمد کرنے والا کوئی نہ ہوتا تو میں آسمان سے ایک قطرہ بارش نہ برساتا اور زمین سے ایک دانہ بھی نہ اگتا۔ (بہت سی اشیاء ذکر کرنے کے بعد فرمایا) اے موسیٰ! کیا تو پسند کرتا ہے کہ میں اس سے بھی زیادہ تیرے قریب ہو جاؤں جتنے قریب تیری زبان اور کلام، تیرا دل اور وساوس، تیرا بدن اور روح اور تیری آنکھیں اور ان کا نور ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا جی ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نبی پاک ﷺ پہ کثرت سے درود پڑھا کرو۔ صاحب **الدار المنظم** نے ذکر کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اَكْثَرُكُمْ عَلَيَّ صَلَاةً اَقْرَبُكُمْ مِنِّيْ غَدًا تم میں سے جو زیادہ درود بھیجے گا وہ کل اتنا ہی میرے زیادہ قریب ہوگا۔ مجھے اس کی سند پر آگاہی نہیں۔

علامہ مجد الدین فیروز آبادی نے اپنی سند نقل سے کیا ہے کہ ابوالمظفر سمرقندی کہتے ہیں کہ میں ایک دن غار کعب میں داخل ہوا مگر راستہ بھول گیا۔ اچانک میں نے حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا۔ انہوں نے فرمایا چلو۔ میں ان کے ساتھ چل پڑا۔ دل میں سوچا شاید یہ حضرت خضر علیہ السلام ہوں۔ میں نے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا خضر بن انشا ابوالعباس۔ میں نے ان کے ساتھ ایک اور آدمی دیکھا تو اس سے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا الیاس بن بسام۔ میں نے کہا اللہ آپ دونوں پر رحم کرے کیا آپ نے حضرت محمد ﷺ کی زیارت کی ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ کی عزت اور قدرت کی قسم آپ مجھے کوئی بات بتائیں تاکہ میں اسے آگے روایت کروں۔ تو انہوں نے فرمایا مَا مِنْ مُؤْمِنٍ صَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ اِلَّا نَضَّرَ بِهٖ قَلْبُهٗ وَ نَوَّرَهُ اللهُ جو مسلمان حضرت محمد ﷺ پر درود بھیجے گا اس وجہ سے اس کا دل شاداب اور اللہ تعالیٰ اس کے دل کو روشن کرے گا۔ میں نے ان سے یہ بھی سنا کہ بنی اسرائیل میں اسمویل نام کے ایک نبی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں دشمنوں پر فتح عطا کی۔ وہ دشمن کی تلاش میں نکلے تو لوگوں نے کہا کہ یہ جادوگر ہے اور اس لیے آیا ہے تاکہ ہماری آنکھوں کو مسحور کرے اور ہمارے لشکروں میں فساد ڈالے۔ ہم اس کو سمندر کے کنارے لے جائیں گے اور وہاں اسے شکست دیں گے۔ پس آپ چالیس آدمیوں کے ساتھ نکلے اور فرمایا حملہ کرو اور زبان سے صَلَّى اللهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ کہو۔ آپ کے ساتھیوں نے یہ پڑھتے ہوئے حملہ کیا تو ان کے دشمن سمندر میں اکٹھے غرق ہو گئے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا یہ سب کچھ ہماری آنکھوں کے سامنے ہوا۔ میں (یعنی ابوالمظفر) نے ان کو یہ بھی کہتے سنا کہ ہم نے نبی پاک ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مَنْ صَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ طَهُرَ قَلْبُهٗ مِنَ النِّفَاقِ كَمَا يُطَهِّرُ الثَّوْبَ الْمَآءُ جس نے نبی پاک ﷺ پر درود پڑھا اس کا دل نفاق سے یوں پاک ہو جاتا ہے جیسے پانی کپڑے کو پاک کر دیتا ہے۔ ان دو کو یہ فرماتے بھی سنا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اگر کوئی مومن صَلَّى اللهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ کہتا ہے تو

لوگ اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں اگر چہ پہلے اس سے نفرت کرتے ہوں۔ وہ اس لیے کرتے ہیں کہ اللہ بھی اس سے محبت کرتا ہے۔ اور ہم نے منبر پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جس نے صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہا اس نے اپنے اوپر رحمت کے ستر دروازے کھول لیے۔ میں (ابوالمظفر) نے ان سے بھی سنا کہ ایک آدمی شام سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ! میرا باپ نہایت بوڑھا ہے وہ آپ کی زیارت کا شوق رکھتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے لے آؤ۔ اس نے کہا کہ میری نظر کمزور ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے باپ سے کہو سات راتیں صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ پڑھتا رہے تو مجھے خواب میں دیکھ لے گا یہاں تک کہ وہ مجھ سے روایت کرے گا۔ اس نے ایسا کیا اور خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتا ہے اور اس سے روایت کی بھی جاتی ہے۔ میں (ابوالمظفر) نے ان دونوں سے یہ بھی سنا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جب کسی مجلس میں بیٹھو تو بسم اللہ اور صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ پڑھو۔ اگر ایسا پڑھو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ایک فرشتہ مقرر فرمائے گا جو تمہیں غیبت سے روکے گا اور جب مجلس سے اٹھو تو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ پڑھو تو لوگ تمہاری غیبت نہیں کریں گے اور فرشتہ تمہیں بھی غیبت سے روکے گا۔

اس نسخے کو میں نے المجد کی اتباع میں ذکر کیا ہے مگر مجھے اس میں سے کسی چیز پر اعتماد نہیں اور اس کے الفاظ بھی رکیک ہیں۔ الشیخ کا مسلک ان علماء کا ہے جو حضرت خضر علیہ السلام کی بقاء کے قائل ہیں۔ یہ مسئلہ علماء میں مشہور ہے اس لیے یہاں اس کا تذکرہ نہیں ہوگا۔ پہلے باب میں درود پاک کی وہ کیفیت بیان ہو چکی ہے جو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا سبب تھی۔ اسی باب کے آخر میں ایک دوسری کیفیت بھی ذکر کی جائے گی۔

ہم نے عبدالرزاق الطبسی کی الصلوٰۃ سے ایک ایسی سند سے روایت کی ہے جس کے بطلان میں کوئی شک نہیں کہ ابراہیم التیمی کعبہ کے صحن میں بیٹھے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کر رہے تھے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دوسرے انبیاء پر درود پڑھ رہے تھے۔ اچانک حضرت خضر علیہ السلام ان کے پاس آئے اور فرمایا تیرے لیے میرے پاس ایک تحفہ ہے۔ اسے ہر روز سورج طلوع ہونے سے پہلے دیکھا کرو اور پڑھا کرو۔ پہلے تسمیہ، پھر سات مرتبہ سورۂ فاتحہ، پھر معوذتین، اس کے بعد سورت اخلاص، پھر سورۃ الکافرون، پھر آیۃ الکرسی اور پھر سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھو۔ پھر اپنے لیے اور مومن مردوں اور عورتوں کے لیے زندہ ہیں یا مر چکے ہیں سب کے لیے مغفرت طلب کرو۔ اسی طرح سورج کے غروب ہونے سے پہلے بھی پڑھو اور پھر یہ کہو کہ اے رب! مجھے یہ وظیفہ حضرت خضر علیہ السلام نے سکھایا ہے۔ اگر تو نے یہ زندگی میں ایک بار بھی کر لیا تو تیرے لیے کافی ہوگا۔ پھر انہوں نے ابراہیم تیمی کو بتایا کہ یہ مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھایا۔

میں (یعنی ابراہیم تیمی) نے کہا مجھے کوئی ایسا وظیفہ بتائیں جس سے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کر سکوں۔ تو حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا جب تو مغرب کی نماز پڑھ لے تو کسی سے بات کیے بغیر دو نفل پڑھ اور سلام پھیر۔ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ اور سورۂ اخلاص تین بار پڑھنا۔ جب عشاء کی نماز پڑھ کے لوٹنا تو گھر میں کسی سے بات نہ کرنا اور نہ گھر والوں کو اس کی خبر دینا۔ جب سونے کا ارادہ کرے تو پھر دو رکعت نماز نفل پڑھنا۔ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ اور سورۃ اخلاص سات مرتبہ تلاوت کرنا اور سجدہ میں سات مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا پھر یہ کلمات بھی سات بار پڑھنا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ جب سجدہ سے سر اٹھانا تو سیدھا بیٹھ جانا اور ہاتھ اٹھا کر کہنا

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ يَا رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا يَا اِلٰهَ

الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ یَارَبِّ یَارَبِّ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ۔

پھر کھڑا ہو جانا، ہاتھوں کو اٹھا کر یہی کلمات ایک مرتبہ پھر پڑھنا اور پھر دائیں پہلو پر قبلہ رخ ہو کر سو جانا۔ پھر میں (ابراہیم تیمی) نے حضرت خضر سے پوچھا کہ یہ کلمات آپ نے کس سے روایت کیے؟ انہوں نے فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب ان کی طرف یہ وحی ہوئے۔ حضرت ابراہیم التیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتا رہا جبکہ میں بستر پر تھا حتیٰ کہ مجھے تمام رات نیند نہ آئی۔ میں نے صبح فجر کی نماز پڑھی۔ جب سورج نکل آیا تو سو گیا۔ فرشتے آئے، مجھے اٹھایا اور جنت میں داخل کیا۔ میں نے وہاں ایک یاقوت کا سرخ محل، ایک زمرد کا سبز محل اور ایک سفید موتیوں کا محل دیکھا اور پانی، دودھ، شہد اور شراب کی نہریں دیکھیں۔ ایک محل میں ایک عورت دیکھی جو مجھے دیکھ رہی تھی اس کا چہرہ چمکتے سورج سے بھی روشن تھا اور اس کے بال محل کے اوپر سے زمین پر لگ رہے تھے۔ میں نے اپنے اردگرد فرشتوں سے پوچھا کہ یہ عورت اور یہ محل کس کے لیے ہے؟ تو انہوں بتایا گیا جو بھی تم جیسا عمل کرے گا اسے یہ انعام ملے گا۔ میں جنت میں رہا حتیٰ کہ مجھے وہاں کھلایا اور پلایا گیا اور پھر وہ فرشتے مجھے اسی جگہ واپس لے آئے جہاں میں سویا تھا۔ اچانک حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ستر انبیاء اور فرشتوں کی ستر صفوں سمیت تشریف لائے۔ ہر صف مشرق و مغرب کے مابین تھی۔ پس مجھے سلام کیا اور میرے سر کی طرف بیٹھ گئے۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باقی انبیاء اور فرشتوں نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں کچھ بتائے کہ انہوں نے آپ سے یہ کلمات سیکھے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابو العباس نے سچ کہا ہے۔ وہ زمین کے عالم، ابدال کی اصل اور زمین میں اللہ تعالیٰ کا لشکر ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس عمل کا اس کے سوا بھی ثواب ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری اور انبیاء کی زیارت، جنت میں داخلہ، وہاں کا کھانا پینا۔ ان چیزوں سے بڑھ کر افضل ثواب بھلا اور کون سا ہوگا؟ میں نے عرض کی یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر کسی نے ایسا عمل کیا اور ان نعمتوں سے بہرہ ور نہ ہوا تو پھر؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم اس کی ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کے تمام کبیرہ گناہ معاف کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ کے غضب اور ناراضگی سے امن میں ہوگا۔ منادی ندا دے گا کہ اللہ تعالیٰ نے تیری ایسی مغفرت کی ہے جو مشرق اور مغرب کے مومن مردوں عورتوں کے لیے کافی ہے اور بائیں کندھے والے فرشتے کو حکم دیا جاتا ہے کہ آنے والے سال تک اس کی کوئی برائی نہ لکھنا۔ میں (یعنی مصنف) کہتا ہوں یہ حدیث منکر بلکہ اس پر وضع کے آثار ظاہر ہیں۔ میں اس کو ذکر کرنا بھی جائز نہیں سمجھتا مگر حالت بیان کرنے کے لیے۔

محمد بن القاسم سے مروی ہے کہ ہر چیز کے لیے غسل وطہارت ہے اور مومنوں کے دل کو زنگ سے صاف کرنے کا آلہ مجھ پر درود پڑھنا ہے۔ معضل سند سے بھی یہی حدیث مروی ہے۔ ابو القاسم التیمی ترغیب میں روایت کرتے ہیں کہ ہمیں ابو محمد الخباری نے خبر دی کہ میں نے ابو احمد عبداللہ بن بکر بن محمد (جو شام کے عالم اور زاہد تھے) کو لبنان کے پہاڑ میں یہ فرماتے سنا کہ تمام علوم سے زیادہ برکت والا اور افضل اور نفع بخش علم کتاب اللہ کے بعد حدیث رسول کا علم ہے کیونکہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود ہوتا ہے۔ یہ باغیچے اور باغ کی طرح ہے جس میں تو ہر قسم کی خیر، بھلائی، فضل اور ذکر پا سکتا ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اسلام کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق حج کیا، میری قبر کی زیارت کی، کسی غزوہ میں شریک ہوا اور بیت المقدس میں مجھ پر درود پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس سے اس کے فرائض کے متعلق نہیں پوچھے گا۔ اس حدیث کو المجد اللغوی نے ذکر کیا اور ابو الفتح الازدی کی الثامن من فوائدہ کی طرف نسبت کی مگر اس کے ثبوت میں نظر ہے۔

محمد بن سعید مطرق سے مروی ہے (آپ ایک نیک شخص تھے) کہ میں نے سونے سے پہلے درود پاک کی معلوم مقدار اپنے اوپر لازم

کررکھی تھی۔ایک رات یہ تعداد مکمل کی تو مجھے نیند آ گئی۔ میں اپنے کمرے میں تھا کہ میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دروازے سے اندر داخل ہوئے۔کمرہ نور سے بھر گیا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری طرف بڑھے اور فرمایا اپنا منہ میری طرف کرو کہ جس سے تم مجھ پر کثرت سے درود پڑھتے ہوتا کہ میں اسے بوسہ دوں۔ مجھے حیا آیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے منہ کو چومیں۔لہذا میں نے اپنا چہرہ پھیر لیا۔تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے رخسار پر بوسا دیا۔میں خوفزدہ ہوکر اٹھ بیٹھا اور میری بیوی بھی جاگ گئی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو گھر میں مہک رہی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بوسہ کی وجہ سے آٹھ دن تک میرے رخسار سے کستوری کی خوشبو آتی رہی جسے میری بیوی ہر روز محسوس کرتی تھی۔اس واقعہ کو ابن بشکوال نے روایت کیا ہے۔

ایک روایت ہے کہ جو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا مشتاق ہے وہ یہ درود پڑھے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَآ اَمَرْتَنَآ اَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْہِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا ھُوَ اَھْلُہٗ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَہٗ۔ جو یہ درود شریف طاق مرتبہ پڑھے گا وہ خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے فیضیاب ہوگا۔(بہتر ہے کہ)اس درود شریف کے ساتھ ملالے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی جَسَدِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْسَادِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی قَبْرِ مُحَمَّدٍ فِی الْقُبُوْرِ۔ ابن بشکوال نے ابوالمطرف عبدالرحمن بن عیسیٰ کے طریق سے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ یَوْمٍ خَمْسِیْنَ مَرَّۃً صَافَحْتُہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ جو دن میں پچاس مرتبہ مجھ پر درود پڑھے گا قیامت کے دن میں اس سے مصافحہ کروں گا۔ابوالفرج عبدوس نے ابوالمطرف سے روایت کرتے ہوئے نقل کیا کہ انہوں نے کیفیت پوچھی تو انہوں نے فرمایا کہ اس طرح پڑھے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ خَمْسِیْنَ مَرَّۃً۔ انشاء اللہ یہ پچاس بار پڑھنے کو کافی ہوگا۔اور اگر بار بار یہ الفاظ دہرائے تو مزید بہتر ہے۔اب چند فصلوں کا ذکر ہے کہ جن کے ساتھ ہم دوسرے باب کا اختتام کریں گے۔

## پہلی فصل: منافع ،ارفع اور مشفع عمل؟

اقلیسی کہتے ہیں کہ کون سا عمل زیادہ رفیع اور کون سا وسیلہ ہے جس کی شفاعت زیادہ قبول ہوتی ہے اور کون سا عمل زیادہ نفع دینے والا ہے؟۔نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا دنیا و آخرت میں قربت عظیمہ کیلئے مخصوص ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے بھی درود بھیجتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا سب سے عظیم نور اور یہ ایک ایسی تجارت ہے جس میں کبھی بھی خسارہ نہیں ہوتا۔یہ اولیاء کرام کا صبح و شام کا وظیفہ ہے۔لہذا تو بھی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہمیشہ درود پڑھتا رہ کہ یہ تجھ کو گمراہی سے پاک کردے گا۔تیرا عمل اسی کی وجہ سے طیب ہوگا،امید پوری ہوگی، تیرے دل کو نور مہیا ہوگا،اپنے رب کی رضا پائے گا اور قیامت کی ہولناکیوں سے محفوظ ہوگا۔

ابوسعید محمد بن ابراہیم السلمی کا ہدیہ عقیدت بحضور سرور کونین

اَمَّا الصَّلَاتُ عَلَی النَّبِیِّ فَسِیْرَتُہٗ مَرْضِیَّۃٌ تُمْحٰی بِھَا الْاٰثَامُ

آپ پہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا ایسا اچھا عمل ہے جس کے ذریعے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں

وَ بِھَا یَنَالُ الْمَرْءُ عِزَّ شَفَاعَۃٍ یُبْنٰی بِھَا الْاِعْزَازُ وَ الْاِکْرَامُ

اور اس کی وجہ سے انسان شفاعت کی عزت پائے گا اور اسی پہ عزت اور اکرام کی بنیاد ہے

کُنْ لِلصَّلَاتِ عَلَی النَّبِیِّ مُلَازِمًا فَصَلَاتُہٗ لَكَ جَنَّۃٌ وَّ سَلَامٌ

لہذا تو بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ ہمیشہ درود پڑھتا رہ کہ ان کی صلاۃ تیرے لیے جنت و سلامتی کا سبب ہے

اَیَا مَنْ اَتیٰ ذَنْبًا وَّ فَارَقَ زَلَّةً وَمَنْ یَّرْتَجِی الرُّحْمٰی مِنَ اللّٰہِ وَ الْقُرْب

اے کہ جسے کبھی گناہ اور کبھی لغزش سے مفارقت ہوئی ہو اور وہ کہ جو اللہ تعالیٰ کی رحمت وقربت کا امیدوار ہے

تَعَاهَدْ صَلَاتُ اللّٰہِ فِیْ کُلِّ سَاعَةٍ عَلٰی خَیْرِ مَبْعُوْثٍ وَّ اَکْرَمِ مَنْ نَّبَا

ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا درود ان پہ بھیجتا رہ جو تمام مرسلین اور غیب کی خبر دینے والوں سے معزز ہیں

فَتَکْفِیْكَ هَمًّا اَیَّ هَمٍّ تَخَافُه وَ تَکْفِیْكَ ذَنْبًا جِئْتَ اَعْظَمَ بِهٖ ذَنْبًا

درود پاک تیرے ہر اس غم کے لیے کافی ہے جس سے تو خوفزدہ ہے اور تیرے بڑے سے بڑے گناہ کے لیے بھی کافی ہے

وَ مَنْ لَمْ یَکُنْ یَفْعَلُ فَاِنَّ دُعَاءَهٗ یَجِدُ قَبْلَ اَنْ یَرْقیٰ اِلیٰ رَبِّهٖ حُجُبًا

جو درود پاک نہیں پڑھتا پس بے شک اس کی دعا اللہ کے حضور پہنچنے سے پہلے پردے دیکھ لیتی ہے

عَلَیْكَ صَلَاةُ اللّٰہِ مَا لَاحَ بَارِقٌ وَ مَا طَافَ بِالْبَیْتِ الْحَجِیْجِ وَ مَا لَبَّا

اے نبی آپ پہ اللہ تعالیٰ کا درود ہو جب تک سورج چمکتا رہے، بیت اللہ کا طواف ہوتا رہے اور جب تک لوگ تلبیہ کہتے رہیں

حافظ رشید العطار کا ہدیہ عقیدت

اَلَاَ اَیُّهَا الرَّاجِی الْمَثُوْبَةِ وَالْاَجْرَا وَتَکْفِیْرَ ذَنْبٍ سَالِفٍ اَنْقَصَ الظَّهْرَ

اے امید کرنے والے ثواب، اجر اور گزشتہ گناہوں کی معافی کی کہ جن گناہوں کے بوجھ نے تیری کمر توڑ دی ہے

عَلَیْكَ بِاِکْثَارِ الصَّلَاتِ مُوَاظِبًا عَلٰی اَحْمَدِ الْهَادِیْ شَفِیْعِ الْوَرٰی طُرًّا

اے مخاطب تو ان پہ کثرت سے درود بھیج کہ جن کا نام احمد ہے اور جو ہادی اور شفاعت والے ہیں

وَ اَفْضَلَ خَلْقِ اللّٰہِ مِنْ نَّسْلِ آدَمَ وَ اَزْکَاهُمْ فَرْعًا وَ اَشْرَفُهُمْ نَجْرًا

آپ ﷺ نسل آدم سے ہیں اور اللہ کی مخلوق میں سب سے افضل ہیں اور از روئے اولاد سب سے پاکیزہ اور اشرف ہیں

فَقَدْ صَحَّ اَنَّ اللّٰہَ جَلَّ جَلَالُهٗ یُصَلِّیْ عَلٰی مَنْ قَالَهَا مَرَّاتٍ عَشْرًا

یہ بات صحیح ہے کہ اللہ پاک اس شخص پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے جو آپ ﷺ پہ ایک مرتبہ درود بھیجے

فَصَلّٰی عَلَیْهِ اللّٰہُ مَا جَنَّتِ الدُّجیٰ وَ اَطْلَعَتِ الْاَفْلَاكُ فِیْ اُفُقِهَا فَجْرًا

جب تک رات میں تاریکی اور صبح کا طلوع ہونا ہے تب تک اللہ ان پہ درود بھیجتا رہے

یحییٰ بن یوسف الصرصری کا ہدیہ عقیدت

مَنْ لَمْ یُصَلِّ عَلَیْهِ اِنْ ذُکِرَ اسْمُهٗ فَهُوَ الْبَخِیْلُ وَ زِدْهُ وَصْفَ جَبَّان

اگر حضور ﷺ کا ذکر ہو اور کوئی بندہ آپ پہ درود نہ بھیجے وہ کنجوس ہے اور تم اسے مزید بزدل بھی کہہ سکتے ہو

وَاِذَا الْفَتیٰ صَلّٰی عَلَیْهِ مَرَّةً مِنْ سَآئِرِ الْاَقْطَارِ وَ الْبُلْدَان

دنیا کے کسی کونے سے جب بھی کوئی شخص نبی پاک ﷺ پہ ایک بار درود بھیجتا ہے تو

صَلّٰی عَلَیْكَ اللّٰہُ عَشْرًا فَلْیَزِدْ عَبْدٌ وَلَا یَجْنَحْ اِلیٰ نُقْصَان

اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے ۔پس انسان کو زیادہ پڑھنا چاہیے نہ کہ کم

## دوسری فصل: نبی پاک اور اللہ پاک کا ذکر ملا ہوا ہے

دوسری فصل میں اس بات کا تذکرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کے ذکر اور آپ پر صلاۃ بھیجنے کے ذکر کو اپنے ذکر کے ساتھ ملایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کے ذکر کو شہادتین میں اپنے ذکر کے ساتھ ملایا اور آپ ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت اور آپ ﷺ کی محبت کو اپنی محبت کہا۔ اسی طرح درود شریف کے ثواب کو اپنے ذکر کے ساتھ ملایا۔ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ۔ حدیث قدسی میں ہے کہ میرا بندہ مجھے اکیلا یاد کرتا ہے میں بھی اسے اکیلا یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے کسی محفل میں یاد کرے تو میں اس کو بہتر محفل میں یاد کرتا ہوں۔ اسی طرح ہمارے نبی پاک کے حق میں بھی فرمایا کہ اگر کوئی بندہ حضور ﷺ پہ ایک مرتبہ درود بھیجے تو اللہ تعالیٰ اس کے مقابلے میں اس بندے پہ دس مرتبہ رحمت کرتا ہے اور اسی طرح اگر وہ ایک بار سلام بھیجے تو اس پہ دس بار سلام بھیجا جاتا ہے۔

## تیسری فصل: مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا

قاضی ابوبکر بن العربی کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ارشاد مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا موجود ہے تو حدیث ذکر کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ ہم جواب دیتے ہیں کہ اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس فرمان کا مطلب یہ ہوا کہ جو ایک نیکی کرے گا اسے دس گنا اجر دیا جائے گا اور حضور ﷺ پہ درود بھیجنا بھی ایک نیکی ہے۔ پس قرآن تقاضا کرتا ہے کہ جنت میں دس درجات عطا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی کہ جو بندہ حضرت محمد ﷺ پر ایک بار درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پہ دس مرتبہ درود بھیجتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کا ذکر کرنا کئی نیکیوں سے افضل ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ اس کی تحقیق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کی جزا یہی بتائی ہے کہ وہ اپنے ذکر کرنے والے کا ذکر کرے گا۔ اسی طرح اس نے نبی کریم ﷺ کے ذکر کی جزا بھی یہی بتائی ہے کہ میں اپنے نبی مکرم ﷺ کے ذکر کرنے والوں کا بھی ذکر کروں گا۔ میں کہتا ہوں کہ فاکہانی کہتے ہیں کہ یہ نہایت عمدہ اور مفید ہے۔ العراقی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پہ درود پڑھنے کا اجر صرف یہی نہیں بتایا کہ اس پر دس مرتبہ درود بھیجا جائے گا بلکہ مزید یہ بھی بتایا کہ اس کے دس درجات بلند ہوں گے اور دس خطائیں معاف ہوں گی جیسا کہ حدیث انس رضی اللہ عنہ میں گزرا بلکہ دس نیکیوں کے لکھنے کا مزید اضافہ فرمایا جیسا کہ ابو بردہ بن نیاز اور عمیر بن نیاز رضی اللہ عنہم کی حدیثوں میں گزرا۔ حدیث البراء میں دس غلام آزاد کرنے جیسا ثواب مزید ہے۔ اس حدیث کی سند میں ایک راوی کا نام ذکر نہیں کیا۔ ان احادیث میں اس عبادت کے شرف پہ دلالت ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی صلاۃ اور نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے، گناہوں کو مٹا دیا جاتا ہے، درجات بلند ہوتے ہیں اور غلام آزاد کرنے جیسا ثواب ہے۔ پس تو بھی تمام سرداروں کے سردار اور معدن اہل سعادت پر کثرت سے درود بھیجتا رہ کیونکہ یہ تمام مسرتوں کا وسیلہ، تعلقات کا ذریعہ اور تکلیفوں کے روکنے کا آلہ ہے۔ ہر درود کے بدلے تجھے دس درود ملیں گے اور زمینوں اور آسمانوں کا جبار تجھ پر رحمت کرے گا۔ تیرے گناہ معاف کر دیے جائیں گے، درجات بلند ہوں گے اور جنت میں فرشتے تجھ پر صلاۃ بھیجیں گے۔

## چوتھی فصل: اِنِّیْ اُكْثِرُ الصَّلٰوةَ عَلَيْكَ فَكَمْ اَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِيْ؟ کا بیان

اس کا مطلب یہ ہے کہ کہ میں اکثر آپ ﷺ پر درود پڑھتا ہوں۔ پس میں کتنا وقت اپنی دعا سے آپ پر درود شریف پڑھنے میں گزاروں؟ ایک دوسری روایت بھی اس معنی کی وضاحت کرتی ہے جو ہم نے پہلے ذکر کی۔ کچھ علماء کہتے ہیں کہ اس سے مراد حقیقی صلوۃ ہے اور مراد اس کا نفس ثواب یا مثل ثواب ہے۔ **المصباح** کی بعض شروح میں ہے کہ یہاں **الصلات** دعا اور ورد کے معنی میں ہے اور حدیث کا

مفہوم یہ ہے کہ میرا اک متعین وقت ہے جس میں میں اپنے لیے دعا مانگتا ہوں پس اس وقت سے کتنا وقت میں آپ پر درود شریف پڑھا کروں؟ ۔تو نبی پاک ﷺ نے اس کی کوئی حد مقرر نہ فرمائی تا کہ اضافے کا دروازہ بند نہ ہو بلکہ آپ ﷺ نے ہمیشہ سائل کی سہولت کے ساتھ ساتھ اضافے پہ ابھارنا جاری رکھا یہاں تک کہ ایک صحابی نے عرض کی میں اپنی دعا کا تمام وقت آپ ﷺ پر درود پڑھنے میں گزاروں گا۔تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ تجھے دنیا اور آخرت کے سارے معاملات کیلئے کافی ہو جائے گا کیونکہ درود اللہ تعالیٰ کے ذکر اور تعظیم رسول ﷺ پر مبنی ہے۔اس میں اپنے لیے دعا ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے حدیث قدسی میں فرمایا کہ جس کو میرے ذکر نے سوال کرنے سے مشغول رکھا میں اسے مانگنے والوں سے بھی زیادہ دوں گا اور افضل بھی۔ اگر تو نبی پاک ﷺ پر درود پڑھنے کو عظیم عبادت سمجھے تو اللہ تعالیٰ تیرے دنیا و آخرت کے ہر غم کے لیے کافی ہے۔

فائدہ : یہ حدیث اس بندے کے لیے ایک عظیم دلیل ہے جو درود پڑھنے کے بعد یہ کہے کہ میں اس کا تمام ثواب نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں کیونکہ نبی پاک ﷺ نے خود فرمایا کہ یہ تجھے دنیا اور آخرت میں کافی ہے جب آپ ﷺ سے کہا گیا کہ میں اپنا سارا وقت آپ ﷺ پہ درود شریف پڑھتے ہوئے گزاردوں گا۔ جو شخص حضور ﷺ کی اعلیٰ عزت کا علم رکھتا ہے اور پھر اس میں اس کے مثل ثواب کی زیادتی کا قول کرتا ہے تو شاید اس کی مراد یہ ہوتی ہو کہ اس کا پڑھنا قبول ہو اور اس کو ثواب ملے۔ جب امت کے کسی فرد کو اطاعت پر ثواب ملتا ہے تو اسی طرح کا ثواب اس شخص کو بھی ملتا ہے جس نے اس کو یہ فعل خیر سکھایا ہوتا ہے۔ معلم اول یعنی شارع ﷺ کو تمام افعال خیر کا ثواب ملتا ہے۔ آپ ﷺ کے شرف میں زیادتی کا مفہوم یہی ہے۔ اگر چہ آپ ﷺ کو پہلے ہی شرف حاصل ہے۔ اور کعبہ کی زیارت کے وقت اَللّٰهُمَّ زِدْ هٰذَا الْبَيْتَ تَشْرِيْفًا وَّ تَعْظِيْمًا کہنا وارد ہے۔ پس جب یہ جان لیا تو معلوم ہو گیا کہ اِجْعَلْ ثَوَابَ ذٰلِكَ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس پڑھنے کو قبول فرما تا کہ اس کا ثواب نبی کریم ﷺ کو حاصل ہو۔ یہ اس کلام کا خلاصہ ہے جو میں نے اپنے شیخ سے اخذ کیا ہے اور یہ بڑا عمدہ ہے۔ واللہ الموفق

## پانچویں فصل : اَوْلَى النَّاسِ بِيْ اَيْ اَقْرَبُهُمْ مِنْهُ فِي الْقِيَامَةِ کا مطلب

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں ہے کہ اَوْلَى النَّاسِ بِيْ اَيْ اَقْرَبُهُمْ مِنْهُ فِي الْقِيَامَةِ یعنی قیامت کے دن لوگوں میں سے میرے سب سے زیادہ قریب وہ ہو گا جو دنیا میں مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا تھا۔ ابن حبان نے اپنی صحیح میں اس نام کا ایک باب باندھا اور بیان کیا کہ قیامت کے دن حضور ﷺ کے قریب ترین وہ شخص ہو گا جو دنیا میں کثرت سے آپ ﷺ پر درود بھیجتا تھا۔ حدیث نقل کرنے کے بعد وہ کہتے ہیں کہ قیامت کے دن آپ ﷺ کے سب سے زیادہ قریب اصحاب حدیث ہوں گے کیونکہ ان سے بڑھ کر امت میں کوئی بھی آپ پر درود بھیجنے والا نہیں۔ صرف میں نہیں کہتا بلکہ عبیدہ نے بھی یہی کہا ہے کہ اس حدیث سے مخصوص احادیث نقل کرنے والے مراد ہیں جو نبی کریم ﷺ کی احادیث لکھتے ہیں اور صبح و شام ان سے کذب و جھوٹ کو دور کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ کثرت درود کا باطنی اور ظاہری فائدہ تعظیم نبی ﷺ ہے۔ ہم نے خطیب کی شرف اصحاب الحدیث سے روایت کی کہ ہمیں ابونعیم نے فرمایا یہ باعث شرف منقبت ہے اور احادیث کے راوی اور نقل کرنے والے ہی اس کے ساتھ خاص ہیں کیونکہ علماء کا کوئی بھی طبقہ ان سے بڑھ کر حضور ﷺ پر درود لکھنے یا پڑھنے والا نہیں۔ بہت سے متاخرین کہتے ہیں کہ اس حدیث میں اصحاب حدیث کو بشارت دی گئی ہے کیونکہ یہی لوگ قولاً فعلاً اور دن رات، حضور ﷺ پر درود پڑھنے والے ہیں کہ حدیث لکھتے اور پڑھتے وقت حضور ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ پس یہی لوگ صلاۃ

بھیجنے کے اعتبار سے باقی لوگوں سے زیادہ ٹھہرے اور علماء کے تمام طبقات میں سے یہی لوگ منقبت کے ساتھ مختص ٹھہرے۔

## چھٹی فصل: اَلسَّلَامُ عَلَیْہِ اَفْضَلُ مِنْ عِتْقِ الرِّقَاب

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھیجنا غلام آزاد کرنے سے افضل ہے کیونکہ غلام آزاد کرنے کا ثواب بھی آپ کی زبان مبارک سے معلوم ہوا ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام پیش کرنا افضل ہے۔ اور یہ بھی کہ غلام آزاد کرنے سے آگ سے نجات اور جنت میں داخلہ ملتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھیجنے سے اللہ تعالیٰ کا سلام ملتا ہے اور اللہ کا سلام لاکھوں کروڑں جنتوں سے افضل ہے۔ تیرے لیے جنت کے بدلے یہ احسان کافی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمارے لیے ہر شر سے بچنے کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین!

# تیسرا باب

## آپ کے ذکر پہ درود پاک ترک کرنے والے کو ڈرانے کا بیان

تیسرا باب اس بارے میں ہے کہ اس بندے کو ڈرایا جائے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر سن کر بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود شریف نہ پڑھے۔ اس باب میں ایسے بندے کے لیے جنت کا راستہ بھول جانے، شقاوت پانے، دوزخ میں داخل ہونے، جفا سے متصف ہونے، سب سے بخیل ہونے اور اس سے نفرت کرنے کا بیان ہے کہ جس نے مجلس قائم کی اور درود چھوڑ دیا۔ جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہیں بھیجا اس کا دین نہیں اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے محروم رہے گا۔ اس بارے میں احادیث واخبار وارد ہیں۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا منبر لے آؤ تو ہم لے آئے۔ جب آپ پہلے درجہ پر چڑھے تو فرمایا آمین پھر دوسرے درجہ پر چڑھے تو فرمایا آمین پھر تیسرے درجہ پر چڑھے تو فرمایا آمین۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیچے اترے تو ہم لوگوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آج ہم نے آپ سے ایسی بات سنی ہے جو پہلے کبھی نہیں سنی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا کہ جب میں پہلے درجے پہ تھا تو جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا وہ ہلاک ہو جائے جو رمضان کا مہینہ پائے اور اس کی مغفرت نہ ہو میں نے کہا امین۔ جب میں دوسرے درجے (سیڑھی) پر چڑھا تو اس نے کہا ہلاک ہو جائے وہ شخص جس کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہوا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ پڑھے میں نے کہا آمین۔ جب میں تیسری سیڑھی پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو جائے وہ کہ جو اپنے والدین کو بوڑھا پائے یا ان میں سے کسی ایک کو پائے اور (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہو جائے تو میں نے کہا آمین۔ اس حدیث کو حاکم نے مستدرک میں (روایت کیا ہے اور صحیح الاسناد بھی کہا)، ابن حبان نے اپنی ثقات اور اپنی صحیح میں اور طبرانی نے **الکبیر** بخاری نے **برالوالدین** میں، قاضی اسماعیل نے **فضل الصلوۃ** میں، بیہقی نے **شعب الایمان** میں، سمویہ نے اپنی فوائد میں اور الضیاء المقدسی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ جب پہلی سیڑھی پہ چڑھے تو فرمایا امین جب دوسری سیڑھی چڑھے تو فرمایا آمین جب تیسری سیڑھی چڑھے تو فرمایا آمین۔ پھر فرمایا جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جس نے رمضان پایا اور اس کی بخشش نہ ہوئی وہ برباد ہو جائے تو میں نے کہا آمین۔ اس کے بعد کہا جس نے اپنے ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کو پایا اور جہنم میں داخل ہو تو اللہ اسے بھی برباد کرے۔ میں نے کہا آمین۔ پھر کہا جس کے سامنے آپ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ بھیجے اللہ

اسے بھی ہلاک کرے تو میں نے کہا آمین۔اس کو صحیح اور ثقات میں ابن حبان نے روایت کیا اور طبرانی نے بھی۔اس کے روای ثقہ ہیں مگر ایک راوی عمران بن ابان الواسطی ضعیف ہے اگرچہ ابن حبان نے اس ثقہ کہا اور اپنی صحیح میں ان سے یہی حدیث بھی ذکر کی ہے۔اکثر محدثین نے بھی اس کو ضعیف کہا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ منبر کے ایک درجہ چڑھے تو فرمایا آمین، پھر ایک درجہ اور اوپر چڑھے تو فرمایا آمین، پھر تیسرا درجہ چڑھے تو فرمایا آمین۔پھر آپ ﷺ منبر پہ سیدھے تشریف فرما ہوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا یارسول اللہ! آج آپ نے کس کی دعا پر آمین کہا؟۔تو آپ ﷺ فرمایا کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا کہ رسوا ہو وہ شخص جس نے اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو پایا اور جنت میں داخل نہ ہوا تو میں نے کہا آمین۔پھر انہوں نے کہا کہ ذلیل ہو وہ شخص جو رمضان پائے اور اس کی مغفرت نہ ہو۔میں نے کہا آمین۔پھر انہوں نے کہا کہ رسوا ہو وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر ہوا اور وہ آپ ﷺ پر درود نہ پڑھے۔پس میں نے کہا آمین۔اس حدیث کو ابن ابی شیبہ اور البزار نے سلمہ بن وردان کے طریق سے روایت کیا اور البزار نے کہا سلمہ بن وردان ایک نیک آدمی ہیں۔ان کی کئی احادیث مانوس نہیں ہیں۔ان کے علاوہ کسی سے ان احادیث کا مروی ہونا معلوم نہیں ہے۔میں کہتا ہوں کہ سلمہ بن وردان ضعیف ہیں۔البزار کا اس کو صالح کہنا دیانتاً ہے لیکن اس پہ کئی شواہد ہیں۔اس کی ہم معنی موسیٰ الطویل کی وہ حدیث ہے جو انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے مگر اس کی سند بھی ضعیف ہے۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَلَمَّا رَقِيَ الدَّرَجَةَ الْاُوْلٰى قَالَ اٰمِيْنَ ثُمَّ رَقِيَ الثَّانِيَةَ فَقَالَ اٰمِيْنَ ثُمَّ رَقِيَ الثَّالِثَةَ فَقَالَ اٰمِيْنَ فَقَالُوْ يَا رَسُوْلَ اللهِ سَمِعْنَاكَ تَقُوْلُ اٰمِيْنَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ لَمَّا رَقِيْتُ الدَّرَجَةَ الْاُوْلٰى جَآءَنِيْ جِبْرِيْلُ فَقَالَ شَقِيَ عَبْدٌ" اَدْرَكَ رَمَضَانَ فَانْسَلَخَ مِنْهُ وَلَمْ يُغْفَرْ لَهٗ فَقُلْتُ اٰمِيْنَ ثُمَّ قَالَ شَقِيَ عَبْدٌ" اَدْرَكَ وَالِدَيْهِ اَوْ اَحَدَهُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ فَقُلْتُ اٰمِيْنَ ثُمَّ قَالَ شَقِيَ عَبْدٌ" ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ فَقُلْتُ اٰمِيْنَ"

اس حدیث کو امام بخاری نے **الادب المفرد**، طبرانی نے **تہذیب** اور دارقطنی نے **الافراد** میں روایت کیا ہے۔یہ حدیث حسن ہے۔طبرانی نے ایک اور واسطہ سے **الاوسط** اور ابن السنی نے **عمل الیوم واللیه** میں روایت کیا۔امام ترمذی نے اس روایت کی طرف **فی الباب عن جابر** کا اشارہ کیا ہے۔نسائی نے بھی اس کی تخریج کی۔الضیاء نے الطیالسی کے طریق سے **المختارہ** میں ذکر کیا اور کہا کہ یہ میرے نزدیک مسلم کی شرط پہ ہے مگر اس قول میں نظر ہے۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ منبر پہ چڑھے اور تین بار فرمایا آمین آمین آمین۔جب نیچے تشریف لائے تو فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا کہ ہلاک ہو وہ بندہ جو ماہ رمضان المبارک کو پائے مگر اس کی مغفرت نہ ہو تو میں نے کہا آمین۔پھر جب انہوں نے کہا کہ وہ بھی ہلاک ہو جو ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کو پائے اور ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہو تو میں نے کہا آمین۔پھر جب انہوں نے کہا کہ وہ بھی ہلاک ہو جو آپ ﷺ پہ درود نہ بھیجے جب کہ اس کے پاس آپ کا ذکر ہو تو میں نے کہا آمین۔اس حدیث کو البزار نے روایت کیا۔طبرانی نے عمر بن ابی عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر عن ابیہ عن کی سند سے مختصر روایت کی۔

البزار کہتے ہیں کہ ہمیں معلوم نہیں کہ عمار سے اس سند کے علاوہ بھی کچھ روایت ہو۔ میں کہتا ہوں محمد بن عمار کو ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا اور ان کے بیٹے ابو عبیدہ کی ابن معین نے توثیق کی مگر ابو حاتم کہتے ہیں وہ منکر الحدیث ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم منبر پہ جلوہ افروز ہوئے اور تین بار فرمایا آمین۔ آگے وہی پہلے والے الفاظ ذکر کیے۔ اس کو البزار نے نقل کیا ہے۔ یہ روایت جاریہ بن ہرم الفقمی عن حمید الاعرج (یہ دونوں ضعیف راوی ہیں) عن عبد اللہ بن الحارث عن ابی مسعود کی سند سے مروی ہے۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم منبر پہ چڑھے اور تین بار آمین کہا۔ پھر فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ میں نے آمین کیوں کہا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا کہ اس انسان کو اللہ اپنی رحمت سے دور کرے کہ جس کے پاس آپ کا ذکر ہوا اور وہ آپ پہ درود نہ پڑھے تو میں نے کہا آمین۔ اس کے بعد میں نے اس وقت آمین کہا جب انہوں نے کہا کہ وہ بھی برباد ہو جو ماں باپ یا دونوں میں سے کسی ایک کو پائے اور ان سے حسن سلوک نہ کرے اور دوزخ میں داخل ہو جائے۔ پھر انہوں نے کہا کہ اللہ اس کو بھی برباد کرے کہ رمضان کے مہینے کو پائے اور اس کی مغفرت نہ ہو بلکہ وہ جہنم میں جائے۔ طبرانی نے اس کو روایت کیا ہے اور عبد الوہاب بن ابی عبد اللہ بن مندہ نے دوسرے فائدہ میں اور ابو الطاہر اپنے چوتھے فائدہ میں نقل کی ہے۔ اس کی سند میں اسحاق بن عبد اللہ بن کیسان نام کا راوی ضعیف ہے۔ اس حدیث کو طبرانی نے ایک دوسرے واسطہ سے بھی روایت کیا ہے۔ اس کے راوی ثقہ ہیں لیکن اس میں بھی یزید بن ابی زیاد پہ اختلاف کیا گیا ہے۔ وہاں الفاظ اس طرح ہیں،

"بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ إِذْ قَالَ اٰمِيْنَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَسُئِلَ عَنْ ذَالِكَ فَقَالَ اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَقَالَ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ فَاَبْعَدَهُ اللهُ قُلْ اٰمِيْنَ فَقُلْتُ اٰمِيْنَ وَ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ وَالِدَيْهِ اَوْ اِحْدَاهُمَا فَمَا يُغْفَرُ لَهٗ فَاَبْعَدَهُ اللهُ قُلْ اٰمِيْنَ فَقُلْتُ اٰمِيْنَ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ رَمَضَانَ وَلَمْ يُغْفَرْ لَهٗ فَاَبْعَدَهُ اللهُ قُلْ اٰمِيْنَ فَقُلْتُ اٰمِيْنَ"

یہی حدیث انہی الفاظ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جسے طبرانی نے نقل کیا اور اسی طرح حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جسے اسحاق بن راہویہ نے نقل کیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم منبر پہ چڑھے اور کہا آمین آمین آمین۔ تو آپ کی بارگاہ میں عرض کی گئی کہ آج جب آپ منبر پہ چڑھ رہے تھے تو تین بار آمین کہا؟۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا جس نے ماہ رمضان کو پایا اور پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی بلکہ وہ دوزخ میں گیا تو اللہ ایسے بندے کو اپنے سے دور کرے۔ پس آپ بھی آمین کہیں تو میں نے کہا آمین۔ پھر انہوں نے کہا کہ اس کو بھی کہ جو اپنے والدین کو بڑھاپے میں پائے اور ان سے نیکی نہ کرے اور جہنم میں جائے۔ پس آپ آمین ارشاد فرمائیں تو میں نے کہا آمین۔ پھر کہا کہ اس کو بھی کہ جس کے پاس آپ کا ذکر ہوا مگر اس نے آپ پہ دورد نہ پڑھا پس وہ فوت ہوا اور جہنم میں گیا۔ آپ آمین کہیں تو میں نے کہا آمین۔ اس کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا۔ یہ الفاظ ابن حبان کے ہیں۔ بخاری نے الادب المفرد، ابو یعلی نے اپنی مسند اور بیہقی نے الدعوات میں اختصار کے ساتھ نقل کیا۔ یہی حدیث ترمذی اور امام احمد نے ان الفاظ سے نقل کی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ،

"رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ وَ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ اَنْ يُغْفَرَ لَهٗ وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ اَدْرَكَ عِنْدَهٗ اَبَوَاهُ الْكِبَرَ فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ"

حاکم نے اسے صحیح اور ترمذی نے حسن غریب کہا ہے۔ میں کہتا ہوں اس حدیث کو ابن ابی عاصم نے دو واسطوں سے مرفوع روایت کیا ہے۔ ایک جگہ لفظ یہ ہیں،

"رَغِمَ اَنْفُ رِجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ اَدْرَكَ عِنْدَهٗ اَبَوَاهُ الْكِبَرَ فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْصَرَفَ قَبْلَ اَنْ يُغْفَرَ لَهٗ"

دوسری سند سے مختصر روایت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ میرے پاس جبریل آئے اور فرمایا بد بخت یا برباد ہو وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر ہو اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے۔ انہی الفاظ کے ساتھ التیمی نے اپنی ترغیب میں نقل کیا۔ اسی طرح حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

"صَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ الْمِنْبَرَ فَقَالَ اٰمِيْنَ اٰمِيْنَ اٰمِيْنَ فَلَمَّا نَزَلَ سُئِلَ عَنْ ذَالِكَ قَالَ اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَقَالَ رَغِمَ اَنْفُ اِمْرَءٍ اَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ قُلْ اٰمِيْنَ فَقُلْتُ اٰمِيْنَ وَرَغِمَ اَنْفُ اِمْرَءٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ قُلْ اٰمِيْنَ فَقُلْتُ اٰمِيْنَ وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ اَدْرَكَ وَالِدَيْهِ اَوْ اَحَدَهُمَا فَلَمْ يُغْفَرْ قُلْ اٰمِيْنَ فَقُلْتُ اٰمِيْنَ"

یہی حدیث یا اس سے ملتی ایک حدیث دارقطنی نے الافراد میں، بزار نے اپنی مسند میں، طبرانی نے الکبیر میں اور دقیقی نے امالی میں اسماعیل بن ابان عن قیس عن سماک عن جابر رضی اللہ عنہم کی روایت سے نقل کیا اور کہا کہ ہمیں علم نہیں ہے کہ جابر سے اس واسطہ کے بغیر روایت کیا گیا ہو۔ میں کہتا ہوں کہ اسماعیل بن ابان الغنوی کو یحییٰ بن معین اور بہت سے دوسرے محدثین نے کاذب کہا۔ قیس بن ربیع ضعیف ہے مگر ہمارے شیخ نے اس کی اسناد کو شواہد کے اعتبار سے حسن کہا ہے۔

حضرت عبداللہ بن الحارث بن جزاء الزبیدی رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ مسجد میں داخل ہوئے اور منبر پہ چڑھے اور فرمایا آمین آمین آمین۔ جب واپس آئے تو پوچھا گیا کہ آج آپ نے کہا جو آپ نے کہا۔ تو آپ ﷺ نے جواب دیا،

"اِنَّ جِبْرِيْلَ تَبَدّٰى لِيْ فِيْ اَوَّلِ دَرَجَةٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ مَنْ اَدْرَكَ وَالِدَيْهِ فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ ثُمَّ اَبْعَدَهٗ فَقُلْتُ اٰمِيْنَ ثُمَّ قَالَ لِيْ فِي الدَّرَجَةِ الثَّانِيَةِ وَمَنْ اَدْرَكَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهٗ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ ثُمَّ اَبْعَدَهٗ فَقُلْتُ اٰمِيْنَ ثُمَّ تَبَدّٰى لِيْ فِي الدَّرَجَةِ الثَّالِثَةِ فَقَالَ وَمَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ ثُمَّ اَبْعَدَهٗ فَقُلْتُ اٰمِيْنَ"

اس کو بزار نے اپنی مسند میں، طبرانی، ابن ابی عاصم اور جعفر الفریانی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں ابن لہیعہ نام کا راوی ضعیف ہے لیکن اس کی حدیث کے بہت سے شواہد ہیں۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما عن النبی ﷺ کی روایت کو الفریابی نے تخریج کیا۔ حضرت حسن بصری سے ایک مرسل حدیث مروی ہے جو انہی احادیث کے ہم معنی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا پس وہ پکا بد بخت ہے۔ اس کو ابن السنی نے ضعیف سند کے ساتھ نقل کیا۔ طبرانی نے بھی ان الفاظ سے روایت کیا کہ وہ بندہ شقی ہے کہ جس کے سامنے میرا ذکر ہوا مگر اس نے مجھ پہ درود شریف نہ پڑھا۔ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جس کے سامنے میرا ذکر ہوا مگر اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا تو اس نے جنت کا راستہ چھوڑ دیا۔ اس حدیث کو طبری اور طبرانی نے تخریج کیا ہے۔ محمد بن حنفیہ سے مرسل روایت کیا گیا۔ المنذری کہتے ہیں وھو اشبہ۔ میں کہتا ہوں اس روایت کو ابن عاصم اور قاضی اسماعیل نے ان کے الفاظ سے نقل کیا مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَنَسِيَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ فَقَدْ

خَطِئَ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ جبکہ دوسری روایت میں فَنَسِيَ کی جگہ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ کے الفاظ ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا سیدھا راستہ بھول گیا۔ اس حدیث کو ابن ماجہ اور طبرانی نے روایت کیا مگر اس کی سند میں حبارہ بن المغلس نام کا راوی ضعیف راوی ہے اور یہ حدیث ان کی منکر روایات میں شمار کی جاتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا (ایک روایت میں جنت کا راستہ خطا کر گیا)۔ اس حدیث کو بیہقی نے شعب اور سنن کبری، التیمی نے الترغیب اور ابن الجراح نے الخامس من امالیہ میں اس طرح روایت کیا ہے مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَنَسِيَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ فَقَدْ خَطِئَ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ۔ اس کو رشید العطار نے روایت کیا۔ اس کی اسناد حسن ہے۔ حافظ ابو موسیٰ المدینی نے الترغیب میں روایت کیا اور کہا یہ حدیث ایک جماعت سے مروی ہے جن میں حضرت علی بن ابی طالب، ابن عباس، ابوامامہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ الفاظ یہ ہیں کہ مَنْ نَسِيَ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ۔ میں کہتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ابن بشکوال نے ضعیف سند سے روایت کیا جس کے الفاظ یہ ہیں مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ خَطَرَ بِهِ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پہ درود نہ پڑھا تو پس وہ جنت کا راستہ خطا کر گیا۔ حدیث ابن عباس تھوڑی دیر پہلے گزری ہے۔ ابی امامہ اور ام سلمہ کی احادیث پر ابھی تک مجھے آگاہی نہیں ہوئی۔ ابن ابی حاتم کے یہاں بھی یہی حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور انہوں نے رشید العطار کے طریق سے تخریج کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کی سند جید حسن متصل ہے۔ اس کے الفاظ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت جیسے ہیں۔ محمد بن علی رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل ایک مرسل روایت مروی ہے جسے عبدالرزاق نے اپنی جامع میں تخریج کیا ہے۔ یہ تمام طرق باہم ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن جراد رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ دَخَلَ النَّارَ جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا وہ جہنم میں داخل ہوا۔ دیلمی نے اس حدیث کو یعلیٰ بن لاشدق کی سند سے مسند الفردوس میں تخریج کیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر مکمل درود نہ بھیجے وہ مجھ سے ہے نہ میں اس سے۔ اے اللہ! اس سے تعلق جوڑ جو مجھ سے تعلق جوڑے اور اس سے توڑ جس نے میرے ساتھ تعلق نہیں رکھا۔ میں اس کی سند پر آگاہ نہیں۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مِنَ الْجَفَا اَنْ اُذْكَرَ عِنْدَ رَجُلٍ فَلَا يُصَلِّيْ عَلَيَّ یہ جفا ہے کہ کسی کے سامنے میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پہ درود نہ بھیجے۔ اس کو نمیری نے عبد الرزاق کے طریق سے دو سندوں سے تخریج کیا۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا کہ انسان کا یہ بخل ہی کافی ہے کہ اس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پہ درود نہ بھیجے۔ اس حدیث کو قاسم بن اصبغ، ابن ابی عاصم اور قاضی اسماعیل کیا۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بخیل وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ اس کو امام احمد نے اپنی مسند، نسائی نے سنن کبری، بیہقی نے الدعوات اور الشعب، ابن ابی عاصم نے الصلاۃ، طبرانی نے الکبیر، التیمی نے الترغیب اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں کہ یہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی روایت کے زیادہ مشابہ ہے۔ حاکم نے اپنی صحیح میں روایت کیا اور کہا کہ یہ صحیح الاسناد ہے لیکن بخاری اور مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا۔ اس کی شاہد سعید المقبری عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما کی سند سے مروی ہے جس کو حاکم نے علی بن حسین عن ابی ہریرہ کی سند سے تخریج کیا ہے۔ بیہقی نے الشعب

میں ان الفاظ سے روایت کیا کہ اَلْبَخِيْلُ كُلُّ الْبَخِيْلِ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ پورا بخیل وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا اَلْبَخِيْلُ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ۔ اس حدیث کو نسائی نے اور ان کے طریق سے ابن بشکوال نے، امام بخاری نے تاریخ، سعید بن منصور نے سنن اور بیہقی نے شعب، قاضی اسماعیل، الخلعی اور ترمذی نے بھی۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے جبکہ ایک نسخہ میں غریب کے لفظ زائد ہیں۔ میں کہتا ہوں اس متن کی اسناد میں اختلاف ہے جیسا کہ تو نے دیکھا۔ بعض علماء نے تابعی اور صحابی کے حذف کی وجہ سے مرسل کہا۔ دارقطنی نے اسی طرف اشارہ کیا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی روایت صواب کے زیادہ مشابہ ہے۔ اسماعیل القاضی نے فضل الصلوۃ میں اس حدیث کی مختلف طرق سے تخریج کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے دونوں بیٹوں کی حدیث میں اختلاف پہ ایک لمبی بحث ہے۔ عبد اللہ بن علی بن حسین عن ابیہ رضی اللہ عنہم کی سند سے یہی حدیث مرفوع مروی ہے جس کو بخاری نے اپنی تاریخ میں نقل کیا۔ الغرض یہ حدیث حسن سے کم نہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اَلْبَخِيْلُ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ۔ یہی حدیث دوسرے باب کے شروع میں گزر چکی ہے۔ حضرت انس سے مرفوع روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں سب سے بڑے بخیل کے بارے میں خبر نہ دوں؟ کیا میں تمہیں سب سے عاجز بندے کی خبر نہ دوں؟ جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے اور جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں مانگنے کا حکم دیا اور اس نے نہ مانگا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے تم مجھ سے مانگو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔ اس کی سند پر مجھے آگاہی نہیں۔ ابوسعید الواعظ کی کتاب شرف المصطفی میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سحری کے وقت سلائی کر رہی تھیں کہ سوئی گم ہوگئی اور چراغ بجھ گیا لیکن جب نبی پاک ﷺ تشریف لائے تو پورا کمرا منور ہوگیا اور آپ نے سوئی تلاش کر لی۔ پھر کہا یارسول اللہ! آپ کا چہرہ کتنا پرنور ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہلاکت ہے اس کے لیے جو قیامت کے دن مجھے نہ دیکھے گا۔ آپ نے پوچھا کون آپ کو نہ دیکھ سکے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا بخیل۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا بخیل کون ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا جو میرا نام سن کر مجھ پر درود نہیں پڑھتا۔

ابونعیم کی حلیۃ الاولیا میں ہے کہ آپ ﷺ کے پاس سے ایک آدمی گزرا۔ اس کے پاس ایک مادہ ہرن تھا جس کو اس نے شکار کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس ہرنی کو قوت گفتار عطا کی۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہ! میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں جنہیں میں دودھ پلاتی ہوں مگر اب وہ بھوکے ہوں گے۔ آپ اسے حکم فرمائیں تاکہ یہ مجھے چھوڑ دے اور میں اپنے بچوں کو جا کر دودھ پلاؤں۔ پھر میں واپس آجاؤں گی حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تو واپس نہ آئی تو پھر؟ اس ہرنی نے عرض کی حضور ﷺ! اگر میں واپس نہ آئی تو مجھ پہ اس شخص کی طرح اللہ کی لعنت ہو جو آپ ﷺ کا ذکر سنے اور آپ ﷺ پر درود نہ پڑھے یا اس آدمی کی طرح جو نماز پڑھے اور دعا نہ مانگے۔ آپ ﷺ نے شکاری کو حکم دیا کہ اس کو آزاد کر دو کہ میں ضامن ہوں۔ پس وہ اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آگئی۔ جبریل علیہ السلام اسی وقت حاضر ہوئے اور کہا اے نبی! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام دیتا اور ارشاد فرماتا ہے مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! اس ہرنی کے اپنے بچوں پر مہربان ہونے سے زیادہ میں آپ ﷺ کی امت پہ مہربان ہوں اور میں انہیں تمہاری طرف اسی طرح لوٹاؤں گا جیسے یہ ہرنی تمہاری طرف لوٹ کے آئی۔

شرف المصطفی میں حضور ﷺ سے مروی ہے کہ کیا تمہیں بہترین، بدترین، سب سے بخیل، سب سے سست، ملامت زدہ اور چور آدمی سے خبردار نہ کروں؟ کہا گیا کیوں نہیں۔ آپ ﷺ ارشاد فرمایا بہترین بندہ وہ ہے جس سے لوگ فائدہ اُٹھائیں۔ سب سے برا وہ ہے وہ جو اپنے مسلمان بھائی کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کرے۔ سست وہ ہے جو رات کو جاگتا رہا مگر زبان اور اعضاء سے اللہ کو یاد نہیں کیا۔

سب سے زیادہ ملامت زدہ وہ ہے جو میرا ذکر سنے اور مجھ پر درود نہ پڑھے۔ سب بڑا بخیل وہ ہے جو لوگوں کو سلام کرنے میں بخل کرے۔ سب سے بڑا چور وہ ہے جو نماز کی چوری کرے۔ کہا گیا یارسول اللہ! نماز کی چوری کیسے؟۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رکوع وسجود پورا نہ کرے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ انسانوں کا یہ بخل ہی کافی ہے کہ جب ان کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجیں۔ دیلمی نے اس حدیث کو حاکم کے طریق سے روایت کیا ہے۔ حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ مومن کا یہی بخل اس کی محرومی کو کافی ہے اس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ یہ حدیث سعید بن منصور نے تخریج کی اور قاضی اسماعیل نے دونوں واسطوں سے روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حضرت ابوذر الغفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک دن حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ فَذَالِكَ اَبْخَلُ النَّاسِ جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے وہ سب سے بڑا بخیل ہے۔ اس حدیث کو ابن عاصم نے الصلوۃ میں علی بن یزید عن القاسم کے واسطے سے روایت کیا۔ قاضی اسماعیل نے معبد عن رجل من اھل دمشق عن مالک عن ابی ذر کے واسطہ سے نقل کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے یا فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور پھر پوچھا اباذر! تم نے چاشت کی نماز پڑھی ہے؟ اس کے بعد ایک طویل حدیث ذکر کی جس کے متن میں یہ بھی ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ اس کے راوی صحیح کے جیسے ہیں لیکن ان میں ایک راوی مبہم ہے۔ جسے میں نے نہیں جانتا۔ میں کہتا ہوں قاضی اسماعیل کی سند میں یہ لطیفہ ہے کہ یہ صحابی کی صحابی سے اور تابعی کی تابعی سے روایت ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ جب لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں نہ نبی پر درود پڑھتے ہیں تو قیامت کے دن وہ مجلس ان کے لیے باعث حسرت ہوگی چاہے تو ان کو عذاب دے اور چاہے تو بخش دے۔ اس کو احمد، الطیالسی، الطبرانی نے الدعاء، ابوشیخ، قاضی اسماعیل اور ابوداؤد الترمذی نے روایت کیا ہے۔ ترمذی نے اس کو حدیث حسن کہا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اپنے شواہد کے لحاظ سے حسن ہے کیونکہ امام ترمذی نے صالح مولی التوئمہ سے روایت کی جو ضعیف ہے۔ حاکم نے اپنی مستدرک میں، ابن ابی عاصم نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے۔ حاکم نے اپنی متدرک میں الاعمش بن ابی صالح عن ابی ھریرہ کی سند نقل کیا کہ لوگ کسی مجلس میں بیٹھے پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور نبی پاک ﷺ پر درود پڑھے بغیر چلے گئے تو ان پر قیامت تک حسرت رہے گی۔

صالح کے طرق سے یہی روایت اس طرح ہے کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ کچھ لوگ کسی محفل میں بیٹھے اور کافی دیر بیٹھنے کے بعد اللہ کا ذکر اور نبی پاک ﷺ پہ درود پڑھے بنا ہی چلے گئے تو یہ ان پہ حسرت ہی رہے گی۔ اب اللہ چاہے تو ان کو معاف کرے اور چاہے تو عذاب دے۔ حاکم فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ ذہبی نے اس قول کو رد کیا ہے کیونکہ صالح ضعیف ہے۔ اس کو انہی الفاظ کے ساتھ طبرانی نے الدعاء میں ذکر کیا ہے۔ حاکم نے ابن ابی ذئب عن المقبری عن اسحق بن عبداللہ بن ابی طلحہ عن ابی ھریرۃ عن النبی ﷺ کی سند سے اس طرح روایت کیا کہ جس قوم نے مجلس میں اللہ کا ذکر کیا نہ نبی پاک پہ درود بھیجا تو وہ مجلس اس پر وبال ہو گی۔ کوئی قوم بیٹھی اور اللہ کا ذکر نہ کیا تو مجلس ان پر وبال ہوگی۔ فرماتے ہیں کہ یہ روایت بخاری کی شرط پر صحیح ہے۔

امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کی کہ جس قوم نے مجلس کی اور اللہ کا ذکر نہیں کیا تو وہ ان پر وبال ہے۔ جو راستہ پر چلا اور اللہ کا ذکر نہ کیا تو وہ اس پر حسرت ہے۔ جو بستر پر آیا اور اللہ کا ذکر نہ کیا تو اس پر وبال ہوگا۔ ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن ثواب کی وجہ سے حسرت ہوگی اگرچہ جنت میں داخل بھی ہوگئے۔ میں کہتا ہوں کہ اس حدیث میں المقبری پر اختلاف کیا گیا ہے۔ اس کی سند بعض نے عنہ عن ابی

ہریرہ ذکر کی جو ابوداؤد وغیرہ کی روایت ہے۔ بعض نے عنہ عن اسحق عن ابی ھریرہ کہا ہے یہ احمد اور حاکم کی روایت ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔ امام بیہقی نے الشعب میں یہ الفاظ روایت کیے ہیں کہ اگر کچھ لوگ محفل میں بیٹھے اور پھر اللہ کا ذکر اور نبی پاک ﷺ پہ درود پڑھے بنا اٹھ گئے تو یہ ان پہ حسرت ہی رہے گی۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کچھ لوگ محفل میں بیٹھے اور پھر اللہ کا ذکر اور نبی پاک ﷺ پہ درود پڑھے بنا اٹھ گئے تو یہ ان پہ حسرت ہی رہے گی۔ اس حدیث کو طبرانی نے الدعاء اور معجم کبیر میں ایسی سند کے ساتھ روایت کیا ہے جس میں سارے راوی ثقہ ہیں۔

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا لَا یَجْلِسُ قَوْمٌ "مَجْلِسًا لَّا یُصَلُّوْنَ فِیْهِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اِلَّا کَانَ عَلَیْهِمْ حَسْرَۃً" وَّاِنْ دَخَلُوا الْجَنَّۃَ لَمَّا یَرَوْنَ مِنَ الثَّوَابِ کوئی قوم کسی مجلس میں آئی اور نبی پاک ﷺ پر درود نہ پڑھا تو وہ ان کیلئے حسرت کا باعث ہوگی اگرچہ جنت میں داخل ہو گئے ہوں جب کہ وہ ثواب کو دیکھیں گے۔ اس حدیث کو دینوری نے المجالسه، التیمی نے الترغیب، بیہقی نے الشعب، سید بن منصور نے السنن میں اور اسماعیل القاضی اور ابن شاہین نے بعض اجزا میں روایت کیا۔ ابن بشکوال نے ابن شاہین کے طریق سے روایت کی۔ الضیاء نے المختارہ میں ابوبکر الشافعی کے طریق سے اور ابوبکر بن عاصم کے طرق سے روایت کیا۔ نسائی نے عمل الیوم واللیله میں اور البغوی نے الجعدیات میں روایت کی۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو قوم اپنے اجتماع سے بغیر اللہ کا ذکر کیے اور درود پڑھے اُٹھ گئی تو گویا وہ مردار کی بدبو پر سے اُٹھی ہے۔ اس حدیث کو الطیالسی نے اور ان کے طریق سے بیہقی نے الشعب اور الضیاء نے المختارہ میں روایت کیا اور نسائی نے عمل الیوم واللیلة میں تخریج کیا۔ اس کے رجال شرائط مسلم پہ صحیح ہیں۔

طبرانی نے الدعاء میں روایت کیا مَا مِنْ قَوْمٍ اِجْتَمَعُوْا فِیْ مَجْلِسٍ ثُمَّ تَفَرَّقُوْا وَلَمْ یَذْکُرُوا اللّٰہَ وَلَمْ یُصَلُّوْا عَلٰی نَبِیِّهِمْ اِلَّا کَانَ عَلَیْهِمْ حَسْرَۃً" یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیَّ فَلَا دِیْنَ لَهٗ جس نے مجھ پر درود نہ بھیجا اس کا کوئی دین نہیں۔ اس حدیث کی محمد بن حمدان المروزی نے تخریج کی مگر اس کی سند میں ایک راوی کا نام ذکر نہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے (مجھے اس کی سند معلوم نہیں) کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا تین شخص میرا چہرہ نہیں دیکھ سکیں گے (۱) والدین کا نافرمان (۲) میری سنت کا تارک (۳) وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ تیسرے باب کو ہم چند فوائد پہ ختم کرتے ہیں۔

پہلا فائدہ : رَغِمَ۔ جوہری نے غین کی زبر اور زیر دونوں کے ساتھ نقل کیا ہے مگر ہماری روایت میں غین معجمہ کے کسرہ کے ساتھ ہے۔ اس کا معنی ہے ذلت ورسوائی کی وجہ سے خاک آلود ہونا۔ ابن عربی کے مطابق غین پہ زبر ہے۔ اس کا معنی ذلت یعنی ذلیل ہونا ہے۔ نہایہ میں اس کا معنی ہے اللہ نے اس کی ناک کو مٹی میں ملا دیا۔ یہ اس کی اصل ہے پھر یہ ناپسندیدگی کے باوجود پیروی کرنے کی عاجزی کیلئے استعمال ہونے لگا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا معنی اضطراب بھی ہے اور بعض کے مطابق غضب۔ بَعُدَ عین پہ پیش ہے۔ اس کا مطلب ہے خیر سے دور ہوا۔ ایک روایت میں اَبْعَدَهٗ ہے۔ عین کی زیر کے ساتھ بھی مروی ہے۔ اس کا معنی ہے هَلَكَ۔ دونوں معنے مراد لینے سے کوئی مانع نہیں ہے۔

دوسرا فائدہ : خَطِیَٔ۔ نہایہ میں ہے کہ اس کا معنیٰ گناہ کرنا۔ مصدر کا معنی ذنب اور اثم ہے کہ جب کوئی جان بوجھ کر یا غلطی سے غلط راستے پر چل پڑے تو اس وقت کہتے ہیں اَخْطَأَ۔ خطا بمعنی اخطا بھی آتا ہے۔ بعض علماء کے مطابق اخطا اس وقت بولا جاتا ہے جب کوئی عمداً غلط راستے پر چل پڑے اور خطا اس وقت بولتے ہیں جب ارادہ نہ ہو۔ جب کوئی کسی چیز کا ارادہ کرے پھر وہ اس کے علاوہ کوئی کام کرے یا

درست نہ کرے تو اس کے لیے اَخطاَ بولا جاتا ہے یعنی وہ شقاوت میں پڑ گیا۔ اُخطِیءَ ماضی مجہول کا صیغہ ہے۔

تیسرا فائدہ : مَنْ نَسِيَ الصَّلٰوۃَ۔ اس کا مطلب ہے جو مجھ پہ درود پڑھنا بھول گیا مگر اس کو اس ظاہری معنی پر محمول کرنا مشکل ہے کیونکہ ایک حدیث میں ہے کہ میری امت کو خطا و نسیان معاف ہے۔ دوسرا یہ ثابت ہے کہ بھولنے والا مکلف ہے اور نہ ہی اس پہ ملامت۔ اس کا جواب یہ ہوسکتا ہے یہاں بھولنے والے سے مراد ترک کرنے والا ہو۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ وہ اللہ کو بھول گئے اور اللہ نے ان کو بھلا دیا۔ اب یہاں نسیان ترک کرنے کے معنی میں ہے۔ الہروی کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو ترک کیا پس اللہ نے ان کو اپنی رحمت سے دور کیا۔ جیسے ایک اور جگہ ارشاد فَالْيَوْمَ نَنْسٰهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ہم نے انہیں بھلا دیا جیسے انہوں نے اس دن کی ملاقات کو بھلایا۔ درود پاک چھوڑنے والے کی نماز ہی نہیں ہوتی جو دین کا ستون ہے۔ پس تارک درود اسی سزا کا مستحق ہے۔ لہذا اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے سے غافل نہ بن ورنہ بھلائی و نیکی کی روشنی تجھ سے غائب ہو جائے گی، تو بخیلوں کا سردار بن جائے گا اور تیرا شمار اہل جفا، بیوقوف اور غیر مطمئن دل اور جنت کا راستہ بھول جانے والوں میں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔

چوتھا فائدہ: بخل کا مطلب۔ اس کا معنی ہے کہ جمع شدہ کو مال مستحق لوگوں سے روک لینا۔ گزشتہ احادیث سے پتا چلتا ہے کہ اطاعت میں سستی کرنے والے والے کو بھی بخیل کہا گیا ہے۔

پانچواں فائدہ: تِرَۃ۔ اس کا معنی حسرت ہے جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں اس کی جگہ حسرت کا لفظ آیا بھی ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ اس سے مراد آگ ہے اور بعض اس کا مطلب گناہ لیتے ہیں۔ ابن الاثیر فرماتے ہیں کہ اس کا معنی کمی ہے۔ بعض کے مطابق اس کا معنی تاوان اور بوجھ ہے۔ اس کے آخر میں ۃ واؤ محذوفہ کے عوض ہے جیسے عدۃ میں ہے۔ اگر یہ کان کا اسم ہو تو مرفوع اور اگر خبر ہو تو منصوب پڑھا جائے گا۔

چھٹا فائدہ: وَاِنْ دَخَلُوا الْجَنَّۃَ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ قیامت کے موقف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کو ترک کرنے کی وجہ سے اظہار افسوس کریں گے کہ ہم سے اتنا زیادہ ثواب رہ گیا اگر چہ ان کی رہائش گاہ جنت ہوگی۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ جنت میں داخل ہونے کے بعد بھی حسرت کریں گے۔

ساتواں فائدہ : جَفَاء"۔ اس کا مطلب نیکی اور تعلق کو چھوڑ دینا۔ اس کا اطلاق سخت طبیعت پر ہوتا ہے۔ حدیث کے مطابق اس کا معنی یہ ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور ہوتے ہیں۔ **واللہ ورسولہ اعلم**

# چوتھا باب

## آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں سلام کا پہنچنا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جواب دینا

اس باب میں ان چیزوں کا بیان ہے۔ نبی پاک کی بارگاہ میں سلام کا پہنچانا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جواب دینا اور چند ایک باتیں کہ جن پہ اس باب کا اختتام ہوگا۔ اس سے متعلق حضرت عمار، انس، ابی امامہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنھم کی احادیث دوسرے باب میں ذکر ہو چکی ہیں۔ ابی قرصافہ کی حدیث آخری باب میں ذکر ہوگی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے سیاح فرشتے بھی ہیں جو مجھے اپنی امت کا سلام پہنچاتے ہیں۔ اس حدیث کو احمد، نسائی، دارمی، ابونعیم، بیہقی اور الخلعی نے روایت کیا ہے

جبکہ ابن حبان اور حاکم نے اپنی اپنی صحیح میں اس کو روایت کیا۔ حاکم نے اس کو صحیح الاسناد کہا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا اِنَّ لِلّٰہِ مَلَآئِکَۃً یَّسِیۡحُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ وَ یُبَلِّغُوۡنِیۡ صَلَاۃَ مَنۡ صَلّٰی عَلَیَّ مِنۡ اُمَّتِیۡ اللہ کے کچھ فرشتے زمین میں گھومتے رہتے ہیں اور جو بھی مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ مجھ تک پہنچاتے ہیں۔ اس حدیث کو دارقطنی نے زاذان عن علی کے طریق سے تخریج کیا ہے مگر یہ وہم ہے کیونکہ زاذان نے ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔ حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا تم جہاں بھی ہو مجھ پر درود پڑھو کیونکہ تمہارا درود مجھ تک پہنچتا ہے۔ اس حدیث کو طبرانی نے الاوسط اور الکبیر میں اور ابو یعلیٰ نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا لیکن کہا گیا ہے کہ اس میں ایک ایسا راوی بھی ہے جو معروف نہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی امت کا کوئی بھی فرد جب آپ ﷺ پر درود یا سلام بھیجتا ہے تو وہ آپ ﷺ کو پہنچایا جاتا ہے کہ فلاں بندہ آپ پر درود پڑھ رہا ہے اور فلاں سلام عرض۔ اس حدیث کو اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں روایت کیا جبکہ بیہقی نے اس طرح روایت کیا لَیۡسَ اَحَدٌ" مِّنۡ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ یُّصَلِّیۡ عَلَیۡہِ صَلَاۃً اِلَّا وَ ھِیَ تُبَلَّغُہٗ یَقُوۡلُ الۡمَلَکُ فُلَانٌ" یُّصَلِّیۡ عَلَیۡکَ کَذَا کَذَا صَلَاۃً امت محمد یہ کا کوئی بھی شخص آپ ﷺ پر درود بھیجے تو آپ ﷺ کو پہنچایا جاتا ہے اور پہنچانے والا فرشتہ کہتا ہے حضور ﷺ! فلاں بندہ آپ پر ایسے ایسے درود بھیج رہا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنے گھروں کو قبرستان اور میری قبر کو عید نہ بناؤ اور مجھ پر درود پڑھو کہ بے شک تمہارا درود مجھ تک پہنچتا ہے چاہے تم جہاں بھی ہو۔ اس حدیث کو ابو داؤد اور احمد نے اپنی مسند میں، ابن فیل نے جز اور نووی نے الاذکار روایت کیا اور اسے صحیح کہا اور ابن بشکوال نے اسے اس طرح روایت کیا کہ کوئی شخص مجھ پر سلام نہیں بھیجتا مگر اللہ تو تعالیٰ میری روح کو میری طرف لوٹا دیتا ہے حتی کہ میں سلام بھیجنے والے کو اس کا سلام لوٹاتا ہوں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ پر جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن کثرت سے درود بھیجو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ الطبرانی نے یہ حدیث ضعیف سند سے الاوسط میں نقل کی ہے لیکن یہ شواہد کے اعتبار سے قوی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو میری قبر کے پاس آ کے مجھ پر درود بھیجتا ہے تو اس کا درود میں خود سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھتا ہے وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے۔ اس حدیث کو ابوالشیخ نے الثواب میں ابو معاویہ عن الاعمش عن ابی صالح عنہ کی سند سے نقل کیا اور ان کے طریق سے دیلمی نے روایت کیا ہے۔ ابن قیم کے ہاں یہ غریب حدیث ہے۔ میں کہتا ہوں اس کی سند جید ہے جیسا کہ ہمارے شیخ نے کہا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا،

"مَنۡ صَلّٰی عَلَیَّ عِنۡدَ قَبۡرِیۡ سَمِعۡتُہٗ وَ مَنۡ صَلّٰی عَلَیَّ نَآئِیًا وَّکَّلَ اللّٰہُ بِہٖ مَلَکًا یُّبَلِّغُنِیۡ وَ کُفِیَ اَمۡرَ دُنۡیَاہُ وَ آخِرَتِہٖ وَ کُنۡتُ لَہٗ یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ شَھِیۡدًا اَوۡ شَفِیۡعًا"

"جو میری قبر پر درود پڑھتا ہے وہ میں خود سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھتا ہے اللہ نے اس پہ ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے جو اس درود کو مجھ تک پہنچاتا ہے اور یہ درود اسے دنیا اور آخرت میں کافی ہے اور میں قیامت کے دن اس کا گواہ یا شفیع بنوں گا"

اس حدیث کو العشاری نے نقل کیا۔ اس کی سند میں محمد بن موسیٰ الکدیمی نام کا راوی متروک الحدیث ہے۔ ابن ابی شیبہ التیمی نے ترغیب میں اور بیہقی نے حیاۃ الانبیاء میں اختصار کے ساتھ روایت کیا ہے کہ جو میری قبر کے پاس مجھ پر درود بھیجتا وہ میں خود سنتا ہوں

اور جو دور سے مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے۔ بیہقی نے الشعب میں اس طرح روایت کیا مَامِنْ عَبْدٍ يُّسَلِّمُ عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ اِلَّا وَكَّلَ اللّٰهُ بِهٖ مَلَكًا يُبَلِّغُنِيْ۔ ابن جوزی نے خطیب کے طریق سے وارد کیا اور محمد بن مروان السدی کو تہمت زدہ کہا ہے۔ العقیلی سے منقول ہے کہ اعمش کی حدیث سے اس کا اصل ہے نہ ہی قوی ہے۔ ابن کثیر نے کہا ہے اس کی اسناد میں نظر ہے۔ نَائِيًا بعید کے معنی میں ہے کہ دوسری روایت میں اس کی تفسیر ہے۔

حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص روز صبح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی زیارت کرتا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ روزانہ ایسا کیوں کرتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام پیش کرنا بہت پسند ہے۔ آپ نے اس سے کہا کہ مجھے میرے باپ نے خبر دی ہے اور انہوں نے میرے دادا سے روایت کیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری قبر کو عید اور اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اور مجھ پر درود اور سلام بھیجو چاہے جہاں بھی تم ہو کہ تمہارا درود وسلام مجھے پہنچایا جائے گا۔ اس کی قاضی اسماعیل نے تخریج کی ہے مگر اس کی سند میں ایک شخص کا نام نہیں لیا۔ ابن ابی عاصم کے ہاں عن علی بن حسین عن ابیہ عن جدہ کی سند سے مروی ہے صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ وَتَسْلِيْمَكُمْ يُبَلِّغُنِيْ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ مجھ پر درود بھیجو کہ بے شک تمہارا درود وسلام مجھ تک پہنچایا جاتا ہے چاہے تم جہاں بھی ہو۔ اس کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا اور ان سے ابویعلی نے اس طرح روایت کیا کہ آپ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس ایک بندے کو دیکھا، اسے بلایا اور کہا کہ میں تمہیں ایک حدیث نہ سناؤں جو میں نے اپنے والد سے انہوں نے میرے دادا سے اور انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی کہ میری قبر کو عید اور اپنے گھروں جو قبرستان نہ بناؤ اور مجھ پہ سلام پیش کیا کرو کہ بیشک تمہارا سلام مجھے پہنچایا جاتا ہے چاہے تم کہیں سے بھی پڑھو۔ یہ حدیث حسن ہے اور حسن بن حسین بن علی کی روایت اس کی شاہد ہے۔

مصنف عبد الرزاق سے ہم نے ایک دوسرے واسطہ سے مرسل روایت کی ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہما نے ایک قوم کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کے پاس دیکھا تو انہیں منع فرمایا اور کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری قبر کو عید اور اپنے گھروں کو قبور نہ بناؤ اور مجھ پر درود بھیجو جہاں بھی ہو کہ تمہارا درود مجھے پہنچایا جاتا ہے۔ قاضی اسماعیل ے طویل قصہ سے روایت کی۔ ابن ابی عاصم اور طبرانی نے بغیر قصہ کے روایت کی۔ یعنی مروی ہے کہ ایک شخص قبر انور پر آتا جاتا رہتا تھا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ تو اور اندلس میں بیٹھا ہوا برابر ہیں یعنی تمام کا درود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچایا جاتا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر کثرت سے درود بھیجو بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ پہ ایک فرشتہ مقرر کیا ہے۔ جب بھی میری امت کا کوئی فرد مجھ پر درود پڑھتا ہے تو وہ فرشتہ مجھے کہتا ہے یا محمد! اس وقت آپ پہ فلاں بن فلاں درود پڑھ رہا ہے۔ اس کو دیلمی نے تخریج کیا مگر اس کی سند ضعیف ہے۔ حماد الکوفی سے مروی ہے کہ انسان جب نبی کریم پر درود بھیجتا ہے تو وہ درود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس شخص کے نام کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔ اس کو النمیری نے تخریج کیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو لوٹا دیتا ہے حتیٰ کہ میں اسے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ اس کو احمد، ابوداؤد، الطبرانی اور بیہقی نے اسناد حسن کے ساتھ اور نووی نے الاذکار میں روایت کیا اور کہا کہ یہ صحیح ہے مگر اس میں نظر ہے۔ ہمارے شیخ نے فرمایا اس کے راوی ثقہ ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں یزید بن عبد اللہ بن قسیط حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے میں منفرد ہیں اور یہ چیز صحت کے جزم سے مانع ہے کیونکہ اس میں کلام کی گئی ہے اور امام مالک نے توقف کیا ہے۔ التقی بن تیمیہ نے بھی یہی لکھا کہ ابوداؤد کی روایت میں یزید بن عبد اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا اور وہ ضعیف بھی ہے جبکہ اس کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماعت میں بھی نظر ہے۔ اس کے باوجود طبرانی وغیرہ کا طریق اس سے سلامت ہے لیکن

اس میں بھی ایک راوی غیر معروف ہے۔ الموفق بن قدامہ نے یہی حدیث المغنی میں ذکر کی اور انہوں نے سَلَّمَ عَلَيَّ کے بعد عِنْدَ قَبْرِيْ کے الفاظ زائد ذکر کیے ہیں۔ اور یہ میرے دیکھے ہوئے طرق میں سے نہیں۔

میں نے اس حدیث کو السمغونیات میں ضعیف سند سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع مروی پایا مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ وُكِّلَ بِهَا مَلِكٌ يُّبَلِّغُنِيْ وَ كُفِيَ اَمْرَ دُنْيَاهُ وَ آخِرَتِهٖ وَ كُنْتُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَهِيْدًا اَوْ شَفِيْعًا۔ ہم نے اس کو ان الفاظ میں بھی راویت کیا کہ کوئی مسلمان شرق وغرب میں مجھے سلام نہیں بھیجتا مگر میں اور میرے رب کے فرشتے اس کو جواب دیتے ہیں۔ ایک کہنے والے نے کہا یا رسول اللہ! اہل مدینہ کا کیا حال ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ایک کریم شخص کے لیے گمان کیا جاتا ہے کہ اس کے پڑوسیوں کے بارے میں جو اسے حکم دیا گیا ہے حسن سلوک سے۔ ابونعیم نے حلیہ میں طبرانی سے روایت کی ہے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔ الضیاء المقدسی کا بھی یہی کہنا ہے۔ میں کہتا ہوں اس کی سند میں عبیداللہ بن محمد العمری ہیں اور ان پہ وضع کی تہمت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز تم میں سے میرے سب سے زیادہ قریب وہ ہوگا جو دنیا میں مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجتا تھا اور جو مجھ پہ جمعہ کے دن اور رات درود بھیجے گا تو اللہ اس کی سو حاجتیں پوری کرے گا ستر آخرت کی اور تیس دنیا کی اور اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو مقرر کیا ہوا ہے جو اس درود کو میری قبر میں ایسے پیش کرتا ہے جیسے تم پر ہدایا پیش کیے جاتے ہیں اور جب کوئی مجھ پر درود پڑھتا ہے تو وہ فرشتہ مجھے اس کے نام ونسب قبیلے تک کی خبر دیتا ہے اور پھر میں اسے ایک روشن صحیفہ میں محفوظ کر لیتا ہوں۔ اس کو بیہقی نے حیاۃ الانبیاء فی قبورھم میں ضعیف سند سے روایت کیا اور ابن بشکوال اور ابوالیمن بن عساکر نے بھی روایت کیا۔ تیمی نے ترغیب، دیلمی نے مسند الفردوس اور ابوعمرو بن مندہ نے الاول من فوائد میں ذکر کیا کہ جو جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجے گا، اللہ اس کی سو حاجات پوری فرمائے گا ستر آخرت کی اور تیس دنیا کی اور پھر اللہ ایک فرشتہ کو متعین کرے گا جو اس درود کو میری قبر میں اس طرح پہنچائے گا جیسے تم پر ہدایا اور بے شک موت کے بعد بھی میرا علم زندگی کے علم کی طرح ہی ہے۔

ابن عدی اور تیمی نے ترغیب میں اسی مفہوم کو اختصار سے اس طرح بیان کیا ہے اَكْثِرُوا الصَّلٰوةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ تُعْرَضُ عَلَيَّ جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود بھیجو کہ بے شک تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ تیمی کے الفاظ میں صرف طبرانی نے ایک ایسی سند کے ساتھ روایت کیا جس میں ابوظلال نام کا ایک راوی ہے جس کی توثیق کی گئی ہے اور وہ متابعات میں مضر نہیں کہ مجھ پر جمعہ کے دن کثرت سے درود بھیجو کیونکہ جمعہ کے روز مجھ پر تمہارے درود پیش کیے جاتے ہیں اور جبریل علیہ السلام نے مجھے ابھی ابھی بتایا ہے کہ روئے زمین پہ جو مسلمان بھی ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک درود بھیجتا ہے میں اور میرے فرشتے اس پر دس بار درود بھیجتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ بَلَغَتْنِيْ صَلَاتُهٗ وَ صَلَّيْتُ عَلَيْهِ وَ كُتِبَ لَهٗ سِوٰى ذٰلِكَ عَشْرَ حَسَنَاتٍ جو مجھ پر درود پڑھتا ہے اس کا درود مجھے پہنچتا ہے اور اس پر میں درود بھیجتا ہوں اور اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ اس کو طبرانی نے الاوسط میں روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ مگر ایک غیر معروف ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزوں کو بہت زیادہ قوت سماعت دی گئی ہے۔ (۱) جنت (۲) جہنم اور (۳) میرے پاس رہنے والا فرشتہ۔ جب بھی میرا کوئی امتی کہتا ہے اے اللہ! میں تجھ سے جنت مانگتا ہوں تو جنت کہتی ہے اے اللہ! اس کو میرے اندر سکونت دے اور اگر میرا کوئی امتی کہتا ہے اے اللہ! مجھے دوزخ سے پناہ دے تو وہ کہتی ہے اے اللہ! مجھ سے اس کو پناہ دے اور جب میرا کوئی امتی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو میرے پاس رہنے والا فرشتہ کہتا ہے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! یہ فلاں بندہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام

دے رہا ہے پس اسے جواب دیا جاتا ہے۔ اور جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پہ دس درود بھیجیں گے اور جو دس بار بھیجے گا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سو بار اور جو سو مرتبہ بھیجے گا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ہزار بار اس بندے پہ درود بھیجیں گے اور جہنم کی آگ اس کے جسم کو نہیں چھوئے گی۔ اس حدیث کو ابن بشکوال نے صحیح سند کے ساتھ تخریج کیا۔

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمام دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ ہے کیونکہ اس دن آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن وفات پائی۔ اسی دن صور پھونکا جائے گا اور اسی دن سخت آواز ظاہر ہوگی۔ مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ! وصال کے بعد کیسے پیش کیا جائے گا جبکہ آپ کے وصال زمانہ گزر چکا ہو گا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔ اس حدیث کو احمد نے اپنی مسند میں، ابن ابی عاصم نے الصلوٰۃ، بیہقی نے حیاۃ الانبیاء اور شعب الایمان، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، نے اپنی اپنی سنن، الطبرانی نے معجم، ابن حبان، ابن خزیمہ اور الحاکم نے اپنی اپنی صحاح میں روایت کیا ہے۔ حاکم کہتے ہیں کہ یہ بخاری کی شرط پر صحیح ہے مگر بخاری و مسلم نے تخریج نہیں کی۔ اسی طرح النووی نے الاذکار میں اس کی تصیح کی۔ عبدالغنی کہتے ہیں کہ یہ حسن صحیح ہے۔ منذری نے فرمایا یہ حسن ہے۔ ابن دحیہ نے کہا یہ صحیح محفوظ ہے کیونکہ عادل سے عادل کی روایت ہے۔ اس کے متعلق کلام میں طوالت اور وحشت ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس حدیث میں خفی علت یہ ہے کہ اس کے راوی حسین الجعفی نے اپنے شیخ عبدالرحمن بن برید کے دادا کے نام میں جابر کہہ کر غلطی کی ہے جبکہ وہ تمیم ہے جیسا کہ ابوحاتم وغیرہ نے اس پر جزم کیا ہے۔ ابن تمیم نام کا راوی منکر الحدیث ہے جس کی وجہ سے ابوحاتم نے اس حدیث کو منکر کہا ہے۔ ابن عربی نے لکھا کہ یہ ثابت نہیں ہے لیکن دارقطنی نے اس علت کو دور کیا اور کہا کہ حسین کا ابن جابر سے سماع ثابت ہے اور خطیب کا رجحان بھی اسی طرف ہے۔

تنبیہ: اگرچہ ابن ماجہ نے اس کو اپنی سنن کے باب الصلوٰۃ میں شداد بن اوس نام کے صحابی سے ذکر کیا گیا ہے مگر یہ وہم ہے۔ المزی نے اس پر تنبیہ کی ہے۔ باب الجنائز میں اس کا درست ذکر ہے جیسے ہم نے تخریج کیا۔ میں نے اس پر تنبیہ کی ہے تاکہ مبتدی یہ خیال نہ کرے میں نے اس کو حذف کر دیا ہے۔

حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھ پر جمعہ کو کثرت سے درود بھیجا کرو کہ بے شک میری امت کا درود ہر جمعہ کو مجھ پر پیش کیا جاتا ہے اور جو مجھ پر زیادہ درود پڑھے گا وہ قدر و منزلت کے لحاظ سے میرے زیادہ قریب ہوگا۔ اس کو بیہقی نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا۔ اس میں کوئی علت نہیں مگر یہ جمہور کے مطابق مکحول کی ابی امامہ سے سماعت ثابت نہیں لیکن طبرانی کی مسند الشامیین میں مکحول کی ابوامامہ سے سماعت کی تصریح موجود ہے۔ ابومنصور الدیلمی نے مسند الفردوس میں روایت کیا مگر اس میں مکحول کا نام نہیں اور اس کی سند بھی ضعیف ہے۔ طبرانی کی روایت میں الفاظ یہ ہیں مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلّٰى عَلَيْهِ مَلَكٌ يُبَلِّغُهَا جس نے مجھ پر درود بھیجا اس پر وہ فرشتہ درود بھیجے گا جو مجھے اس کا درود پہنچاتا ہے۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن مجھ پہ کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ اس دن کثیر ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور جب بھی کوئی شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اس کے فارغ ہوتے ہی یہ درود مجھ تک پہنچا دیا جاتا ہے۔ میں کہا کیا وفات کے بعد بھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ ہاں وفات کے بعد بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے۔ اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اسے رزق بھی دیا جاتا ہے۔ اس کی ابن ماجہ نے تخریج کی۔ اس کے راوی ثقہ لیکن منقطع ہیں۔ طبرانی نے الکبیر روایت کیا کہ،

"اَكْثِرُوا الصَّلٰوةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهٗ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَآئِكَةُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يُّصَلِّيْ عَلَيَّ اِلَّا بَلَغَتْنِيْ صَلَاتُهٗ حَيْثُ كَانَ وَ بَعْدَ وَفَاتِكَ قَالَ وَ بَعْدَ وَفَاتِيْ اِنَّ اللهَ تَعَالٰى حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَآءِ"

نمیری کی روایت میں ہے کہ ہم نے عرض کیا کہ اس وقت آپ ﷺ کو کیسے پہنچایا جائے گا جب آپ زیر زمین ہوں گے؟۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے اجساد کو کھائے۔حضرت موسیٰ ابن مسعود الانصاری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود بھیجو کیونکہ جمعہ کے روز جو بھی مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔اس حدیث کو حاکم نے روایت کیا ہے اور اس کو صحیح الاسناد کہا۔بیہقی نے **شعب الایمان** اور **حیاۃ الانبیاء فی قبورھم** اور ابن ابی عاصم نے **فضل الصلوۃ** میں روایت کیا۔اس کی سند میں ابورافع یعنی اسماعیل بن رافع ہے مگر بخاری نے اس کی توثیق کی ہے۔یعقوب بن سفیان کہتے ہیں کہ اس کی حدیث میں شواہد و متابعات کی صلاحیت ہے لیکن نسائی اور یحییٰ بن معین نے اس کو ضعیف کہا ہے جبکہ بعض نے کہا وہ منکر الحدیث ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کی رات اور دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجو کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے اور پھر میں تمہارے لیے دعا اور مغفرت طلب کرتا ہوں۔ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ،

"اَكْثِرُوْا مِنَ السَّلَامِ عَلٰى نَبِيِّكُمْ كُلَّ جُمُعَةٍ فَاِنَّهٗ يُؤْتٰى بِهٖ مِنْكُمْ فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ وَّفِيْ رِوَايَةٍ فَاِنَّ اَحَدًا لَّا يُصَلِّيْ عَلَيَّ اِلَّا عُرِضَتْ صَلَاتُهٗ عَلَيَّ حِيْنَ يَفْرُغُ مِنْهَا"

اس کو قاضی عیاض نے ذکر کیا مگر اس کی سند پر آگاہی نہیں ہے۔حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے روز کثرت سے مجھ پر درود پڑھو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔اس کو مسعود نے اپنی مسند اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں مرسل تخریج کیا۔حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر ہر جمعہ کے دن کثرت سے درود بھیجا کرو کہ میرے ہر امتی کا درود ہر جمعہ مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔اس حدیث کو سعید بن منصور نے اپنی سنن میں اسی طرح روایت کیا ہے۔اَكْثِرُوْا کا ہمزہ قطعی ہے اور یہ ثلاثی مزید فیہ سے باب افعال سے امر کا صیغہ ہے۔

یزید الرقاشی سے مروی ہے کہ جمعے کے دن ایک فرشتہ اس بندے پہ مقرر کیا جاتا ہے جو نبی پاک ﷺ پہ درود پڑھے اور وہ فرشتہ درود شریف کو نبی پاک ﷺ تک پہنچاتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ کا فلاں امتی آپ ﷺ پہ درود پڑھ رہا ہے۔اس حدیث کو بقی بن مخلد، ان کے طریق سے ابن بشکوال، سعید بن منصور نے اپنی سنن اور قاضی اسماعیل نے **فصل الصلوۃ** ھی ں ذکر کیا۔ابن شہاب الزہری سے مرسل روایت ہے کہ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر جمعہ کی رات اور دن کثرت سے درود بھیجا کرو کہ ان دنوں تمہاری طرف سے (پڑھا گیا درود) مجھ تک پہنچایا جاتا ہے اور زمین انبیاء کے جسموں کو نہیں کھاتی باقی ہر انسان کو مٹی کھا جاتی ہے مگر ریڑھی کی ہڈی کو نہیں۔نمیری نے اس کو تخریج کیا ہے۔ایک روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں،

"مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يُّصَلِّيْ عَلَيَّ اِلَّا حَمَلَهَا مَلَكٌ حَتّٰى يُؤَدِّيَهَآ اِلَيَّ وَ يُسَمِّيَهٗ حَتّٰى اَنَّهٗ لَيَقُوْلُ اِنَّ فُلَانًا يَّقُوْلُ كَذَا وَ كَذَا"

"جو مسلمان مجھ پر درود پڑھتا ہے تو فرشتہ اسے اُٹھا کے مجھ تک پہنچاتا ہے اور پڑھنے والے کا نام بتاتا ہے حتی کہ وہ کہتا

ہے کہ فلاں بندہ اس طرح درود پڑھ رہا ہے ''

ایوب السختیانی سے مروی ہے کہ مجھے یہ بات پتا چلی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ ہر درود پڑھنے والے کے ساتھ ایک فرشتہ معین کیا جاتا ہے جو اس کا درود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچاتا ہے۔ اس حدیث کو قاضی اسماعیل نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ حضرت سلیمان بن سحیم کہتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور کہا یا رسول اللہ! لوگ آپ کے پاس آ کر سلام پیش کرتے ہیں تو کیا آپ ان کے سلام کو سمجھتے ہیں؟۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا ہاں اور ان کو جواب بھی دیتا ہوں۔ اس کو ابن ابی الدنیا، بیہقی نے حیاۃ الانبیا اور الشعب اور ان کے طریق سے ابن بشکوال نے ذکر کیا۔ ابراہیم بن شیبان کہتے ہیں کہ میں نے حج کیا، مدینہ شریف آیا، آپ کی قبر شریف کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ سلام پیش کیا تو میں نے حجرہ مبارک سے وَعَلَيْكَ السَّلَامُ کی آواز سنی۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا،

" حَيَاتِيْ خَيْرٌ لَّكُمْ تُحَدِّثُوْنِيْ وَ نُحَدِّثُ لَكُمْ فَاِذَآ اَنَا مُتُّ كَانَتْ وَفَاتِيْ خَيْرًا لَّكُمْ تُعْرَضُ عَلَيَّ اَعْمَالُكُمْ فَاِنْ رَاَيْتُ خَيْرًا اَحْمَدْتُ اللهَ وَاِنْ رَاَيْتُ غَيْرَ ذَالِكَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ "

''میری زندگی بھی تمہارے لیے بہتر ہے کہ ہم تم باہم باتیں کرتے ہیں اور جب میں وفات پا جاؤں گا تو میری وفات بھی تمہارے لیے بہتر ہوگی کیونکہ تمہارے اعمال مجھ پہ پیش کیے جائیں گے۔ اگر میں بھلائی کے اعمال دیکھوں گا تو خوش ہوگا اور اگر برے اعمال ہوں گے تو تمہارے لیے استغفار کروں گا''

اس حدیث کو الحارث نے اپنی مسند میں تخریج کیا ہے۔ مسند دارمی میں ہے کہ ایام حرہ میں مسجد نبوی میں تین دن تک اذان اور اقامت نہ ہوئی۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہما اتنے دن مسجد کے اندر ہی رہے۔ انہیں نماز کا وقت معلوم نہ ہوتا تھا مگر اس آواز سے جس کو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور سے سنتے تھے۔ ابوالخیر الاقطع سے مروی ہے کہ میں مدینہ طیبہ میں داخل ہوا جبکہ میں اتنا بھوکا تھا کہ پانچ دن سے کوئی چیز نہ کھائی تھی۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کے پاس آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو سلام دیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! میں آج رات آپ کا مہمان ہوں۔ اتنا عرض کرنے کے بعد میں وہاں سے ہٹ کر منبر کے پیچھے سو گیا۔ خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس طرح زیارت ہوئی کہ آپ کی دائیں جانب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، بائیں جانب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور آگے کی طرف حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے حرکت دی اور کہا اٹھو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بڑھا اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے روٹی ایک عطا کی جو میں نے آدھی کھالی اور بیدار ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ باقی آدھی میرے ہاتھ میں ہے۔

شیرویہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن المکی سے سنا اور وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوالفضل القومانی سے سنا۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص خراسان سے آیا اور اس نے (مجھے) بتایا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے خواب میں تشریف لائے جب کہ میں مدینہ کی مسجد میں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب ہمدان جانا تو فضل بن زیرک کو میرا سلام دینا۔ میں نے پوچھا اس کا سبب؟۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایا کہ وہ مجھ پر ہر روز سو مرتبہ یا اس سے زیادہ مرتبہ درود پڑھتا ہے۔ پھر اس نے مجھ (ابوالفضل) سے وہ درود پوچھا تو میں نے کہا کہ میں ہر روز سو مرتبہ یہ درود پڑھتا ہوں،

" اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ جَزَى اللهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنَّا مَا

هُوَ اَهْلُهٗ"

اس نے وہ درود یاد کیا اور قسم اٹھائی کہ وہ مجھے اور میرا نام نہیں جانتا تھا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے میری شناخت بتائی تھی۔ میں نے اس پر کچھ احسان پیش کرنا چاہا تا کہ مجھے آپ ﷺ کی اور باتیں بتائے لیکن اس نے وہ مجھ سے قبول نہ کیا اور کہا میں دنیا کے بدلے میں رسول اللہ ﷺ کے پیغام نہیں بیچتا اور یہ کہہ کر چلتا بنا۔ اس کے بعد آج تک اسے نہیں دیکھا۔

محمد بن مالک نام کے ایک بندے سے حکایت کیا جاتا ہے کہ میں بغداد گیا تا کہ ابوبکر بن مجاہد المقری پر قرات کروں۔ ایک دن ہم ایک جماعت کی صورت میں پڑھ رہے تھے کہ پرانے عمامے، پرانی قمیص اور پرانی چادر میں ملبوس ایک بندہ وہاں تشریف لایا۔ الشیخ ابوبکر اس کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوئے، اسے اپنی جگہ پر بٹھایا اور اس سے اس کا اور اس کے بچوں کا حال پوچھا۔ اس نے بتایا کہ آج میرے گھر ایک بچہ پیدا ہوا۔ گھر والوں نے مجھ سے گھی شہد مانگا ہے حالانکہ میرے پاس ایک کوڑی بھی نہیں۔ شیخ ابوبکر کہتے کہ میں (اس کی حالت کی وجہ سے) پریشان ہو کے سو گیا۔ خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا غمزدہ کیوں ہے؟ علی بن عیسیٰ خلیفہ کے وزیر کے پاس جاؤ اور اس کو سلام دینا اور یہ نشانی بتانا کہ تم ہر جمعے کی رات مجھ پر ہزار مرتبہ درود پڑھ کر سوتے ہو مگر اس جمعہ کی رات سات سو مرتبہ درود پڑھا۔ پھر خلیفہ کا ایلچی آیا اور تجھے بلا کرلے گیا۔ اس کے بعد واپس آ کر تو نے مجھ پہ درود پڑھا حتیٰ کہ ہزار کا عدد مکمل کر لیا۔ پھر اس وزیر کو کہنا کہ سو دینار نومولود کے والد کو دے تا کہ وہ اپنی ضرورت پوری کر سکے۔ ابوبکر بن مجاہد اس بندے کو لے کے وزیر کے پاس پہنچے اور کہا کہ اس بندے کو نبی پاک ﷺ نے تمہاری طرف بھیجا ہے۔ وزیر خوشی سے اُٹھا اور ان کو اپنی جگہ پر بٹھایا اور پورا قصہ معلوم کیا۔ انہوں نے اس کو پورا خواب سنایا۔ وزیر خوش ہو گیا اور اپنے غلام کو تجوری کھولنے کا حکم دیا۔ اس نے سو دینار نکالے اور نومولود کے والد کو دے دیئے۔ اس نے دوبارہ سو دینار وزن کیے تا کہ الشیخ ابوبکر کو دے مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ وزیر نے کہا کہ جناب اس سچی خبر کی بشارت پر میری طرف سے لے لیں کہ یہ میرے اور اللہ تعالیٰ کے مابین ایک راز تھا اور تم نبی پاک ﷺ کے بھیجے ہوئے ہو۔ اس نے پھر سو دینار نکالے اور کہا یہ اس تھکاوٹ کے بدلے رکھ لو جو تم نے ہمارے پاس آنے میں برداشت کی۔ اس طرح وہ یکے بعد دیگرے سو سو دینار وزن کرتا رہا حتیٰ کہ ہزار دینار ہو گئے مگر اس آدمی نے کہا میں صرف اتنے ہی لوں گا جن کا مجھے نبی پاک ﷺ نے حکم دیا ہے۔

ابوعبداللہ بن نعمان نے ذکر کیا کہ انہوں نے عبدالرحیم بن عبدالرحمن بن احمد کو یہ کہتے سنا کہ حمام میں گرنے سے میرے ہاتھ میں موچ آ گئی اور میرا ہاتھ سوج گیا۔ میں نے اسی درد میں رات گزار دی۔ خواب میں نبی پاک ﷺ کی زیارت ہوئی۔ میں نے پکارا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے جواب دیا اے میرے بیٹے! تیرے درود بھیجنے کے عمل نے مجھے بے چین کر دیا۔ میں صبح اُٹھا تو آپ ﷺ کی برکت سے درد اور سوجن ختم ہو چکی تھی۔ العتبی سے حکایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی قبر انور کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور عرض کرنے لگا، یا رسول ﷺ! میں نے اللہ کا یہ فرمان سنا ہے،

"وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا"

"جب وہ اپنے جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو آپ کے پاس آئیں پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کریں اور رسول ﷺ بھی ان کے لیے مغفرت طلب کریں تو وہ اللہ کو بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا پائیں گے"

میں آپ ﷺ کے پاس آیا ہوں تا کہ آپ ﷺ کو رب کی بارگاہ میں شفیع بنا کر اپنے گناہوں کی معافی مانگوں۔ اور پھر اس نے یہ

شعر کہے۔

یَا خَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُہٗ　　　فَطَابَ مَنْ طِیْبِہِنَّ الْقَاعُ وَ الْاَکَمُ

جن کے نرم جسم زمین میں دفن ہوئے اور جن کی خوشبو سے میدان معطر ہوئے ،اے ان تمام سے بہتر

نَفْسِی الْفِدَآءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُہٗ　　　فِیْہِ الْعَفَافُ وَ فِیْہِ الْجُوْدُ وَ الْکَرَمُ

میری جان قربان ہو اس قبر پہ جس میں آپ ساکن ہیں۔ اور اس میں کرم اور سخاوت ہے

وہ اعرابی چلا گیا۔ مجھے نیند آ گئی اور خواب میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت ہوئی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے کہا کہ اعرابی سے ملو اور اسے خوشخبری دو کہ اللہ نے اس کی مغفرت کر دی ہے۔اسی طرح ابن بشکوال نے محمد بن حرب الباہلی کی بات نقل کی ہے کہ میں مدینہ شریف آیا اور قبر انور کے پاس پہنچا۔ایک اعرابی اپنے اونٹ سے اترا،اسے بٹھا کر باندھا،قبر شریف کے پاس آیا،خوبصورت انداز میں سلام پیش کیا،دعا مانگی اور پھر کہا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! اللہ نے آپ کو اپنی وحی سے خاص فرمایا،آپ پہ اپنی کتاب نازل کی،اولین وآخرین کا آپ کو علم دیا اور اپنی کتاب میں فرمایا جو کہ حق ہے کہ،

" وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا"

میں اپنے رب کے ہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو شفیع بنا کر آیا ہوں کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اس کا وعدہ کیا ہے۔پھر اس اعرابی نے قبر شریف کی طرف توجہ کی اور یہ اشعار پڑھے۔

یَا خَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُہٗ　　　فَطَابَ مَنْ طِیْبِہِنَّ الْقَاعُ وَ الْاَکَمُ

جن کے نرم جسم زمین میں دفن ہوئے اور جن کی خوشبو سے میدان معطر ہوئے ،اے ان تمام سے بہتر

نَفْسِیَ الْفِدَآءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُہٗ　　　فِیْہِ الْعَفَافُ وَ فِیْہِ الْجُوْدُ وَ الْکَرَمُ

میری جان قربان ہو اس قبر پہ جس میں آپ ساکن ہیں اور جس میں کرم اور سخاوت ہے

اَنْتَ النَّبِیُّ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ　　　عِنْدَ الصِّرَاطِ اِذَا مَا زَلَّتِ الْقَدَمُ

پل صراط پہ جب قدم ڈگمگائیں گے تو آپ ہی سے شفاعت کی امید کی جاتی ہے

پھر وہ اپنی سواری پر سوار ہو کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔ مجھے کوئی شک کہ اس کو مغفرت سے راحت پہنچائی گئی ہو گی ان شاء اللہ۔اس طرح کا ایک واقعہ بیہقی نے شعب الایمان میں ذکر کیا ہے۔چند فوائد پر ہم چوتھے باب کو ختم کرتے ہیں۔ہم چوتھے باب کا خاتمہ مندرجہ ذیل فوائد پہ کریں گے۔

پہلا فائدہ : کیا نبی کا جواب صرف اس کے ساتھ مختص ہے جو آپ کو سلام دے یا نہیں؟ عبدالرحمن المقری سے روایت کہ صرف زیارت کی حالت میں سلام پیش کرنے والے کے ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جواب دینا مختص ہے مگر میں کہتا ہوں کہ اس قول میں نظر ہے کیونکہ مذکورہ حدیث عموم پر دلالت کرتی ہے۔ تخصیص کا دعویٰ دلیل کا محتاج ہے اور خاص طور پہ جب عمومی مفہوم کے شواہد بھی کثرت سے موجود ہیں۔ اس طرح یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر قبر مبارک کے پاس والے کو سلام کا جواب دینا جائز ہے تو اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تمام عالم سے سلام دینے والوں کو جواب دینا جائز ہے۔ایک شعر کہتا ہے

اَلَا اَیُّهَا الْغَادِیْ اِلٰی یَثْرِبَ　　مَهْلًا لِتُحْمِلَ شَوْقًا مَا اُطِیْقُ حِمْلًا

اے وادی یثرب کے مسافر! ذرا ٹھہر جا اور میرے ان جذبات کو لے جا جن کو میں اپنے دل میں برداشت نہیں کرسکتا

تَحَمَّلْ دُعَاكَ اللهُ مِنِّیْ تَحِیَّةً　　وَ بَلِّغْ سَلَامِیْ رُوْحَ مَنْ طَیَّبَهٗ حَلَا

اللہ تیری حفاظت کرے میرا سلام لے جااور اس پاکیزہ روح کو پہنچا دے

وَقِفْ عِنْدَ ذَاكَ الْقَبْرِ فِی الرَّوْضَةِ الَّتِیْ　　تَكُوْنُ یَمِیْنًا لِلْمُصَلِّیْ اِذَا صَلّٰی

اس روضے میں واقع قبر کے پاس رک جا جو روضہ نمازی کی دائیں جانب ہوتا ہے جب وہ نماز پڑھتا ہے

قُمْ خَاضِعًا فِیْ مَهْبَطِ الْوَحْیِ خَاشِعًا　　وَ خَفِّضْ هُنَاكَ الصَّدْرَ وَ اسْمَعْ لِمَا یُتْلٰی

وحی کے اترنے کی جگہ خشوع و خضوع سے کھڑا رہ اور دل کو جھکا اور کانوں کو وحی کی طرف لگا

وَ نَادِ سَلَامَ اللهِ یَا قَبْرَ اَحْمَدَ　　عَلٰی جَسَدٍ لَمْ یَبْلَ قَبْلُ وَ لَا یَبْلَا

اورندا دے اے قبر احمد ! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی سلامتی ہو اس جسد اطہر پہ جو نہ پہلے بوسیدہ ہوا نہ بعد میں ہو گا

تَرَانِیْ اَرَانِیْ عِنْدَ قَبْرِكَ وَاقِفًا　　یُنَادِیْكَ عَبْدٌ مَالَهٗ غَیْرُكُمْ مَوْلٰی

آپ دیکھ رہے ہیں کہ آپ کی قبر کے پاس کھڑا آپ کووہ غلام پکار رہا ہے جس کا آپ کے سوا کوئی مددگار نہیں

تَسْمَعُ عَنْ قُرْبٍ صَلَاتِیْ كَمِثْلِ مَا　　تُبَلَّغُ عَنْ بُعْدٍ صَلَاةُ الَّذِیْ صَلّٰی

آپ قریب سے میرے درود کو خود سنتے ہیں جیسا کہ دور سے بھیجنے والے کا درود آپ کو پہنچایا جاتا ہے

اُنَادِیْكَ یَا خَیْرَ الْخَلَائِقِ وَ الَّذِیْ　　بِهٖ خَتْمُ النَّبِیِّیْنَ وَالرُّسُلَا

اے ساری مخلوق سے بہتر، اے ختم انبیاء اور ختم رسل میں آپ کو پکارتا ہوں

نَبِیُّ الْهُدٰی لَوْلَاكَ لَمْ یَعْرِفِ الْهُدٰی　　وَ لَوْلَاكَ لَمْ نَعْرِفْ حَرَامًا وَ لَا حِلًا

اے نبی ہدایت! اگر آپ نہ ہوتے تو نہ ہی ہدایت ہوتی اور نہ ہم حلال حرام کی تمیز رکھتے

وَ لَوْلَاكَ لَا وَ اللهِ مَا كَانَ كَائِنٌ　　وَ لَمْ یَخْلُقِ الرَّحْمٰنُ جُزًّا وَّ كُلًّا

اور اگر آپ نہ ہوتے تو اللہ کی قسم! نہ کائنات قائم ہوتی اور نہ ہی اللہ کسی کل اور جز کو پیدا فرماتا

دوسرافائدہ : اَرَمْتَ کی تحقیق۔ یہ ضَرَبْتَ کے وزن پہ ہے۔ خطابی فرماتے ہیں یہ اصل میں اَرْمَمْتَ تھا۔ پھر ایک میم کو حذف کر دیا گیا تو یہ لفظ بن گیا۔ یہ بعض عربوں کی لغت ہے جیسے کہتے ہیں ظَلْتُ اصل میں ظَلَلْتُ تھا۔ اس کی اور بھی بہت سی مثالیں ہیں۔ دوسرے علماء کہتے ہیں یہ اَرَمَّتْ ہے۔ یعنی جب ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں۔ بعض نے کہا کہ ہمزہ پہ پیش جبکہ ''ر'' کے نیچے زیر ہے۔ اور بعض اور بھی اعراب بتاتے ہیں۔

تیسرافائدہ : کثرت درود کی مقدار۔ حدیث شریف میں اَكْثِرُوْا یعنی مجھ پہ کثرت سے درود پڑھو۔ ابوطالب مکی القوت میں کہتے ہیں کہ کثرت کی کم ازکم مقدار تین سو بار درود پڑھنا ہے مگر میں اس کی سند سے آگاہ نہیں ہوں۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے انہوں نے کسی نیک آدمی سے سنا ہو یا اپنے تجربہ سے کہا ہو یا کوئی اور خاص وجہ ہو۔ یا پھر ہوسکتا ہے کہ ان کا تعلق ان علماء سے ہو جو کثرت کی کم ازکم مقدار تین سو بتاتے ہیں جیسا کہ وہ تین سو دس اور کچھ اوپر ہے اور پھر انہوں اوپر کی تعداد کو چھوڑ دیا ہوا اور تین سو کو باقی رکھا ہو۔

چوتھا فائدہ : انسان کا حقیقی شرف۔ چوتھا یہ کہ انسان کے لیے یہ عزت ہی کافی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اس کا نام بھلائی سے ذکر ہو۔ اسی بات کو ایک شاعر نے اشعار کی صورت میں اس طرح بیان کیا،

وَ مَنۡ خَطَرَتۡ مِنۡهُ بِبَالِكَ خَطۡرُهٗ حَقِيۡقٌ بِاَنۡ يَّسۡمُوَ وَ اَنۡ يَّتَقَدَّمَا

حقیقت یہی ہے کہ جس کی دل میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد آجائے وہی دل بلند مرتبہ ہے اور ترقی کے لائق ہے

اَهۡلًا بِمَا لَمۡ اَكُنۡ اَهۡلًا لِمَوۡقِعِهٖ قَوۡلُ الۡمُبَشِّرِ بَعۡدَ الۡيَاسِ بِالۡفَرَجِ

مجھے اس کا بھی اہل بنایا کہ جس کا میں اہل نہ تھااور مایوسی کے بعد مجھے خوشخبری کا پیغام دیا

لَكَ الۡبَشَارَةُ فَاخۡلَعۡ مَا عَلَيۡكَ فَقَدۡ ذُكِرۡتَ ثُمَّ عَلٰى مَا فِيۡكَ مِنۡ عِوَجٖ

تجھے بشارت ہو کہ تجھے یاد کیا گیا تیری کوتاہیوں کے باوجود لہذا مایوسیوں کو ختم کردے

میں کہتا ہوں کہ شیخ احمد بن ارسلان اوران کے علاوہ دوسرے بعض معتبر اولیا نے مجھے بتایا کہ (اللہ تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ نیکیوں میں کرے) اس نے خواب میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اور یہ کتاب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تصدیق کی۔ یہ سن کر میری خوشی میں اضافہ ہوا۔ اس اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اس کی قبولیت اومزید ثواب دارین کی امید لگ گئی۔ پس تو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر احسان کی کیفیت میں ڈوب کر کثرت سے درود پڑھا کر۔ لسانی اور قلبی ہر دو اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہمیشہ درود بھیجتا رہ کیونکہ یہ درود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچتا ہے اور تمہارا نام بھی آپ کی روح کو پیش کیا جاتا ہے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر انور میں تشریف فرما ہیں۔

پانچواں فائدہ: لَا تَجۡعَلُوۡا قَبۡرِیۡ عِيۡدًا کا مطلب۔ صاحب سلاح المومن کہتے ہیں اس میں اس بات کا احتمال ہوسکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر کی کثرت سے زیارت کرنے پر ترغیب دے رہے ہوں۔ یعنی تم میری قبر پر عید کی طرح سال میں دو بار نہ آؤ جیسے کہ عید دو مرتبہ آتی ہے۔ اس بات کی تائید اسی حدیث کے دوسرے حصے سے بھی ہوتی ہے کہ تم اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ یعنی نماز ترک نہ کرو جیسے کہ قبروں میں بھی تو نماز نہیں پڑھی جاتی۔ مگر اس میں نظر ہے کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر کو مسجد نہ بنانے کی طرف حدیث کے آخر میں ارشاد ہے۔ یا پھر اس سے مراد یہ ہے کہ اجتماع کی حیثیت میں نہ آؤ کہ جیسے عید پہ اجتماع ہوتا ہے۔ المصباح کے بعض شارحین نے کہا ہے کہ یہاں کچھ الفاظ محذوف ہیں۔ یعنی اصل عبارت اس طرح ہے لَا تَجۡعَلُوۡا زِيَارَةَ قَبۡرِیۡ عِيۡدًا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ میری قبر کی زیارت کے لیے عید کے اجتماع کی صورت میں نہ آؤ جیسا کہ یہودی اور عیسائی نبیوں کی کی قبروں کی زیارت کیلئے جمع ہوتے اور پھر لہو ولعب میں مشغول ہو جاتے۔ پس اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو اس سے منع فرمایا۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منع فرمانا اس لیے تھا تا کہ امت سے مشقت کو دور کریں یا تعظیم میں حدود سے تجاوز کرنے سے باز رکھیں۔ میں کہتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت سی ایسی احادیث ہیں جو قبر کی زیارت پر ابھارتی ہیں اوراس طرف رغبت دلاتی ہیں۔ اور اگر یہ نہ بھی ہوتیں تو بھی اس صادق ومصدوق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نوازشات اور شفاعت کا وعدہ ہی ایک زائر کو قبر شریف کی زیارت پہ راغب کرنے کے لیے کافی تھا۔ ائمہ کا اتفاق ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد بھی قبر شریف کی زیارت کرنا افضل القربات سے ہے۔ ابوالحسن السبکی اپنی کتاب شفاء الاسقام میں کہتے ہیں کہ آئمہ کی ایک پوری جماعت نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان "جب بھی کوئی مجھ پہ درود بھیجتا ہے تو اللہ میری روح کو مجھ پہ لوٹا دیتا ہے" پر اعتماد کرتے ہوئے قبر مبارک کی زیارت کو مستحب کہا ہے اور یہ صحیح ہے کیونکہ زائر جب سلام عرض کرتا ہے تو اسے جلدی جواب ملتا ہے۔ یہ ایک مطلوب فضیلت ہے۔ اللہ تعالیٰ

ہمیں یہ فضیلت ہر بار نئے طریقے سے عطا فرمائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان مبارک لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا کے مفہوم کے تعین میں علماء کا اختلاف ہے۔ بخاری نے ایک عنوان کَرَاھَۃُ الصَّلٰوۃِ فِی الْمَقَابِرِ کے نام سے ایک باب باندھا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے گھروں کو ان مقبروں کی طرح نہ بناؤ کہ جن میں نماز مکروہ ہے۔ مگر دوسرے علماء کہتے ہیں کہ اس کا معنی ہے کہ اپنی نفلی نمازیں اپنے گھر میں پڑھو اور انہیں قبرستان نہ بناؤ کیونکہ بندہ جب مر کے قبر میں جاتا ہے تو وہ نماز پڑھ سکتا ہے نہ کوئی اور عمل کر سکتا ہے۔ یہ معنی و مفہوم ظاہر ہے۔ ابن اثیر نے اس کو اوجہ کہا۔ ابن فرقول نے المطالع میں اس مفہوم کو اولیٰ لکھا ہے اور کہا کہ اس کے وجہ یہ ہے کہ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ اپنے گھروں میں بھی نمازیں پڑھا کرو اور ان کو قبرستان نہ بناؤ۔ ابن التین کہتے ہیں کہ بخاری نے اس حدیث کی تاویل کراہت سے کی مگر دوسرے علماء نے اس کی تاویل اس طرح کی کہ گھروں میں نماز مستحب ہے کیونکہ مردے نماز نہیں پڑھتے۔ گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مردوں کی طرح نہ ہو جاؤ یعنی کہ وہ اپنے گھروں (قبروں) میں نماز نہیں پڑھتے۔ ایک احتمال یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھروں میں مردے دفن کرنے سے منع کیا ہو۔ ہمارے شیخ نے اسی احتمال کو تقویت دی اور کہا کہ یہی مفہوم حدیث کے ظاہری الفاظ کا ہے۔ لیکن خطابی کہتے ہیں کہ یہ احتمال قابل توجہ نہیں ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے وصال کے بعد اپنے گھر میں ہی مدفون ہیں۔ کرمانی نے خطابی کے اس قول کا تعاقب کیا اور کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے حجرہ مبارک میں دفن ہونا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات سے ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ ہر نبی اپنی اپنی جگہ پر دفن ہوتا ہے۔ خطابی کہتے ہیں کہ قبر کو عید نہ بنانے سے مراد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنے گھروں کو صرف سونے کے مکان نہ بناؤ کہ جن میں نماز نہیں پڑھی جاتی کیونکہ نیند بھی موت جیسی ہے اور مردہ نماز نہیں پڑھتا۔ التوریشی یہ تین احتمالات ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ ہو سکتا ہے یہ مطلب ہو کہ جو بندہ اپنے گھر میں نماز ادا نہیں کرتا تو گویا وہ خود میت اور اس کا گھر قبر کی طرح ہے۔ ایک اور حدیث میں وارد مضمون بھی اس قول کی تائید کرتا ہے جو مسلم شریف میں ہے کہ جس گھر میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے اور جس میں نہیں ہوتا ان کی مثال زندہ اور مردہ کی ہے۔

چھٹا فائدہ: نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ زندہ ہیں۔ ذکر شدہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی دائمی ہے۔ یہ بات عادت کے لحاظ سے بھی محال ہے کہ اس کا وجود ہی نہ ہو جس کو صبح و شام سلام دیا جا رہا ہو۔ ہم ایمان رکھتے ہیں اور اس بات کی تصدیق بھی کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر پاک میں زندہ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسد اطہر کو نہ زمین نے کھایا اور نہ قیامت تک کھائے گی۔ اس پر علماء کا اجماع ہے۔ بعض نے اس میں شہداء اور موذنین کا بھی اضافہ کیا ہے جو کہ صحیح ہے کیونکہ بہت سے علماء اور شہداء سے جب پردہ اُٹھایا گیا تو ان کے جسم تو کجا ان کی خوشبو تک میں تغیر نہ تھا۔ اور انبیاء کی ہستیاں شہداء سے افضل ہیں۔ امام بیہقی نے حیاۃ الانبیاء فی قبورھم نامی کتاب میں گزشتہ حدیث کے علاوہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی حدیث "انبیاء اپنی قبور زندہ ہوتے ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں" سے استدلال کیا۔ انہوں یہ حدیث یحییٰ بن ابی بکیر سے روایت کی جن کا شمار صحیح رجال میں کیا جاتا ہے۔ یحییٰ نے المستلم بن سعید سے روایت کی جن کو امام احمد اور ابن حبان نے ثقہ کہا ہے۔ انہوں نے الحجاج بن الاسود (جو ابن ابی زیاد لبصری کے نام سے معروف ہیں) سے روایت کی۔ ان کو بھی احمد اور ابن معین نے ثقہ کہا ہے۔ انہوں نے الثابت البنانی سے اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ ابویعلیٰ اور البزار نے بھی اس کو روایت کیا لیکن اس کی سند میں عن حجاج الصواف ہے جو کہ وہم ہے۔ درست حجاج بن الاسود ہے جیسا کہ امام بیہقی نے اپنی روایت میں اس بات کی صراحت کی ہے۔ بیہقی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اسی طرح بیہقی نے حسن بن قتیبہ عن المستلم کے طریق سے بھی روایت کیا۔ البزاز اور ابن عدی نے بھی روایت کی۔ اور یہ حسن ضعیف ہے۔ بیہقی نے محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ (یہ کوفہ کے ایک فقیہ تھے) عن ثابت

کی سند سے ان الفاظ میں روایت کیا کہ اَلْاَنْبِيَاءُ لَا يُتْرَكُوْنَ قُبُوْرَهُمْ بَعْدَ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً وَلٰكِنَّهُمْ يُصَلُّوْنَ بَيْنَ يَدَيِ اللهِ حَتّٰى يُنْفَخَ فِي الصُّوْرِ انبیاء اپنی قبروں میں چالیس راتوں کے بعد نہیں رہتے لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازیں پڑھتے ہیں صور پھونکنے تک۔ اس کا ایک راوی محمد برے حافظے والا ہے۔ الغزالی پھر الرافعی نے ایک مرفوع روایت کی ہے کہ اَنَا اَكْرَمُ عَلٰى رَبِّيْ مِنْ اَنْ يَّتْرُكَنِيْ فِيْ قَبْرِيْ بَعْدَ ثَلَاثٍ میں اپنے رب کے ہاں اس سے زیادہ عزت رکھتا ہوں کہ وہ مجھے قبر میں تین دن چھوڑے رکھے۔ اس روایت کی کوئی اصل نہیں۔ مگر لگتا ہے کہ یہ ابی ابن لیلی کی روایت سے ماخوذ ہے۔ مگر ہمارے شیخ کے ہاں یہ اخذ بھی اچھا نہیں کیونکہ ابن ابی لیلی کی روایت قابل تاویل تو ہے۔ امام بیہقی کہتے ہیں کہ اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تو اس سے مراد یہ ہوگا کہ انبیاء نماز پڑھتے ہوئے اپنی قبور میں نہیں چھوڑے جاتے مگر صرف اتنی مقدار اور پھر وہ اپنے رب کے حضور میں نماز پڑھتے ہیں۔ یہ ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ پہلی حدیث کی شاہد امام مسلم کی حماد بن سلمہ کی روایت ہے جو انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ لی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مَرَرْتُ بِمُوْسٰى لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْاَحْمَرِ هُوَ قَائِمٌ "يُّصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ شب معراج میں سرخ ٹیلے کے پاس واقع حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گزرا تو وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت انس سے انہوں نے یہی حدیث ایک اور واسطہ سے بھی روایت کی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خصوصیات سے ہے تو ہم جواب دیں گے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اس حدیث کی شاہد ہے جس کو امام مسلم نے عبد اللہ بن الفضل عن ابی سلمہ کے طریق سے روایت کیا کہ میں حطیم کعبہ میں کھڑا تھا اور قریش مجھ سے واقعہ معراج کے متعلق سوال کرر ہے تھے۔ (اسی روایت میں ہے کہ) میں نے اپنے آپ کو گروہ انبیاء میں پایا۔ میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا جسم اس طرح گھٹا ہوا تھا جس طرح قبیلہ شنوہ کے لوگ اور عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان سے بہت سے مشابہت رکھتے ہیں اور وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ پھر میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھا۔ وہ تمام لوگوں سے زیادہ تمہارے صاحب کے مشابہ ہیں۔ پھر جب نماز کا وقت ہو گیا تو میں نے ان کی امامت کروائی۔ امام بیہقی کہتے ہیں کہ حضرت سعید بن مسیَّب عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما والی حدیث میں یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات انبیاء کرام سے بیت المقدس میں ہوئی۔

ابی ذر اور مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہما کی حدیث میں معراج کا قصہ یوں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمانوں میں انبیاء کرام کی جماعت سے ملاقات اور گفتگو کی اور انہوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باتیں کی۔ یہ سب ٹھیک ہیں اور ایک دوسرے کی مخالفت نہیں کرتیں۔ وہ اس طرح کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کھڑے ہو کر قبر میں نماز پڑھتے دیکھا پھر ان کو اور دوسرے انبیاء کو بیت المقدس لے جایا گیا ہوگا جیسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے جایا گیا کہ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سب کو دیکھا اور پھر انہیں آسمان کی طرف بلند کیا گیا ہوگا جیسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلند کیا گیا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں بھی ان سب کو دیکھا جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا۔ پس انبیاء کا مختلف اوقات میں مختلف جگہوں میں موجود ہونا از روئے عقل بھی جائز ہے جیسا کہ مخبر صادق نے خبر دی۔ اور یہ ساری باتیں حیات الانبیاء پر دلالت کرتی ہیں۔ اس پہ ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ" عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں قاتل کیے گئے انہیں مردہ گمان بھی نہ کرو بلکہ وہ اپنے رب کہ پاس زندہ ہیں اور وہ رزق دیے جاتے ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اعلیٰ شہادت حاصل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہداء کے گواہ ہیں۔ اور حضرت ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال شہادت سے ہوا۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت ہے کہ جس بندے نے روح القدس سے بات کی ہوئی ہو اس

کے جسم کو زمین نہیں کھاتی ۔ یہ حدیث مرسل حسن ہے۔

اگر تو کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ''کہ اللہ میری روح کو میری طرف لوٹا دیتا ہے'' زندگی کے دائمی ہونے سے مطابقت نہیں رکھتا بلکہ اس سے تو ایک لمحے سے بھی کم وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متعدد زندگیاں اور موتیں لازم آتی ہیں اور جیسا کی پیچھے ( آپ کا یہ قول گزرا ہے ) کہ جس ذات کو صبح وشام سلام دیا جارہا ہو اس کا وجود سے خالی ہونا محال ہے بلکہ ایک وقت میں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کئی بار سلام پیش کیا جاتا ہوگا ؟۔

(اس کے جواب میں ) فاکہانی کہتے ہیں کہ اس حدیث میں روح سے مراد نطق ( بولنا ) ہے ۔ گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ میرا نطق لوٹاتے ہیں ۔ بہرحال نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی دائمی ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی سے نطق لازمی نہیں آتا ۔ پس اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کے سلام کے وقت نطق لوٹا دیتا ہے ۔ علاقہ مجاز یہ ہے کہ روح کا وجود نطق کے لوازمات سے ہے جیسا کہ بالقوۃ یا بالفعل نطق کا وجود روح کے لازم سے ہے ۔ پس گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو متلازم چیزوں میں سے ایک کو دوسری سے تعبیر کیا ۔ ''روح کا لوٹنا صرف دو بار ہے'' کی تحقیق اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ ۔ جیسا کہ علماء نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان يُغَانُ عَلٰى قَلْبِيْ کے بارے میں کہا کہ اس سے مراد دوسوسہ یا اکتاہٹ نہیں ہے اگر چہ غَيْن وہ چیز ہے جو دل پر چھا کر اسے ڈھانپ لے ۔ بلکہ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوام ذکر اور مشاہدہ حق میں واقع ہونے والی فترت اور سہو کی طرف اشارہ فرمایا ۔ قاضی عیاض نے شفاء شریف میں اس پہ بڑی لمبی گفتگو کی ہے ۔ امام بیہقی نے یہ جواب دیا ہے کہ روح کے لوٹائے جانے کا مطلب یہ ہے کہ وفات اور دفن کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پاک کو ( آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم کی طرف ) لوٹا دیا کیونکہ سلام کہنے والے تو کہتے ہی رہیں گے ۔ پس روح کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر میں ہمیشہ قائم رہنا ہو گیا ورنہ ماننا پڑے گا کہ بار بار لوٹائی جاتی اور نکالی جاتی ہے ۔ بعض علماء نے کہا کہ سلام کے وقت ہی مگر کسی گھبراہٹ اور مشقت کے بغیر ۔ بعض کہتے ہیں کہ یہاں روح سے مراد ( سلام لانے پہ ) مقرر فرشتہ ہے ۔

السبکی الکبیر نے ایک دوسرا بڑا خوب صورت جواب دیا ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ یہاں لوٹانے سے مراد معنوی لوٹانا ہو اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح شریفہ اس عالم سے بے نیاز بارگاہ الٰہی اور ملاء اعلیٰ کے مشاہدہ میں مستغرق ہو ۔ اور جب کوئی سلام پیش کرتا ہے تو روح شریفہ اس عالم کی طرف توجہ کرتی ہوتا کہ سلام قبول کرے اور پھر اس کا جواب دے ۔ اس حدیث کے بارے میں یہاں ہم نے پانچ جواب لکھے مگر میرے نزدیک تیسرے جواب میں توقف جبکہ آخری جواب پہ بھی ایک وجہ سے اعتراض ہے ۔ وہ یہ کہ اس طرح تو روح شریفہ کا تمام زمانہ سلام کے جواب میں مشغول رہنا لازم آتا ہے کیونکہ روئے زمین سے سلام عرض کرنے والوں کا شمار ہی نہیں ۔ اس کا جواب میں یہ دیتا ہوں کہ امور آخرت تک عقل رسائی نہیں پاسکتا ۔ احوال برزخ احوال آخرت کے ہی زیادہ مشابہ ہیں ۔

ساتواں فائدہ : يُؤَدِّيَانِ عَنْكُمْ کا مطلب ۔ یہ الفاظ ابن شہاب سے مروی اثر میں وارد ہیں ۔ ''د'' مہمل ، مشدد اور مکسور ہے ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ رات اور دن اس کو تمہاری طرف سے پہنچاتے ہیں ۔ اِنَّ میں ہمزہ زیر کے ساتھ ہے ۔

# پانچواں باب

## آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ مخصوص اوقات میں درود شریف بھیجنا

مثلاً وضو سے فارغ ہونے کے بعد ، تیمم کے بعد ، غسل جنابت اور غسل حیض سے فارغ ہونے کے بعد ، نماز اور اقامت نماز کے وقت ،

صبح اور مغرب کے بعد، تشہد، قنوت اور نماز تہجد کے بعد، مساجد سے گزرتے، ان کو دیکھتے، ان میں داخل اور نکلتے وقت، موذن کو جواب دینے کے بعد، جمعہ کے دن اور رات، ہفتہ، اتوار، سوموار اور منگل کے دن، جمعہ اور عیدین کے خطبہ میں، استقاء اور کسوفین کے بعد، جنازہ اور تکبیرات کے درمیان، میت کو قبر میں داخل کرتے وقت، ماہ شعبان میں، کعبہ دیکھتے وقت، صفاء و مروہ پر چڑھتے وقت، تلبیہ، استلام حجر اور ملتزم سے فارغ ہوتے وقت، عرفہ کی رات، مسجد حیف میں، مدینہ شریف کو دیکھنے کے وقت، قبر مبارک کی زیارت کرتے اور الوداع کہتے وقت، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آثار، راستوں اور آرام گاہوں کی زیارت کرتے وقت کے وقت مثلاً مقام بدر، ذبح کے وقت، وصیت کی کتاب اور نکاح کے خطبہ کے وقت، دن کی دونوں اطراف اور سوتے وقت، سفر کے وقت اور سواری پر سوار ہوتے وقت، اس کے لیے جس کو نیند کم آتی ہو، بازار، دعوت یا گھر میں داخل ہوتے وقت، خطوط کی ابتداء میں، بسم اللہ شریف کے بعد، غم، تکلیف، شدت، فقر، غرق اور طاعون کی وبا کے وقت، دعا کے آغاز، درمیان اور آخر میں، اذان آواز سنتے وقت، پاؤں شل ہونے کے وقت، چھینک مارنے اور بولتے وقت، کوئی چیز اچھی لگتے وقت، مولی کھاتے وقت، گدھے کی آواز سنتے وقت، گناہ سے توبہ کرتے وقت، ضروریات زندگی کے لاحق تمام حالات میں۔ جب بے گناہ تہمت لگائی جائے، بھائیوں سے ملتے وقت، محفل شروع یا ختم کرتے وقت، ختم قرآن اور حفظ قرآن کے وقت، مجلس سے اٹھتے وقت، اللہ کے ذکر کے لیے منعقدہ اجتماع کے وقت، ہر کلام کی ابتداء میں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کے وقت، علم اور حدیث پڑھتے وقت، فتویٰ دیتے وقت، وعظ و نصیحت کرتے وقت، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی لکھتے وقت، درود شریف لکھنے کا ثواب اور اس سے غافل کے متعلق کیا کہا گیا ہے۔ اور اس کے علاوہ اہم فوائد کا ذکر بھی اسی باب میں ہوگا۔

## وضو سے فارغ ہونے کے بعد درود شریف پڑھنا

امام نووی نے الاذکار میں شیخ نصر سے وضو کے بعد درود پڑھنا نقل کیا مگر کوئی حدیث نقل نہیں کی حالانکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

"اِذَا فَرَغَ اَحَدُكُمْ مِنْ طُهُوْرِهٖ فَلْيَقُلْ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ ثُمَّ لِيُصَلِّ عَلَيَّ فَاِذَا قَالَ ذَالِكَ فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ"

"جب تم میں سے کوئی وضو سے فارغ ہو کر اللہ کی وحدانیت اور نبی پاک کی رسالت و عبدیت کی گواہی دے اور پھر درود پڑھے تو اس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں"

اس حدیث کو حافظ ابوالشیخ نے کتاب الثواب اور فضائل الاعمال میں اور ان کے طریق سے ابوموسیٰ المدینی نے بھی روایت کیا۔ اس کی سند میں محمد بن جابر نام کے راوی پہ منکر روایات کا کلام ہے۔ ہم نے تیمی کی ترغیب سے روایت کیا۔ جس کی سند میں محمد بن جابر نہیں ہے مگر وہ روایت بھی ضعیف ہے کہ جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے کہ یہ تمام جسم کو پاک کرتا ہے۔ اگر تم میں سے کوئی وضو کے بعد اللہ کا ذکر نہیں کرے گا تو اس کا صرف وہی حصہ پاک ہوگا کہ جس پر سے پانی کا گزر ہوگا۔ جب تم میں سے کوئی وضو سے فارغ ہو تو اللہ کی وحدانیت اور نبی پاک کی رسالت کی گواہی دے۔ پس جو ایسا کرے گا اس کیلئے رحمت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ اس کی تخریج دارقطنی اور بیہقی نے کی مگر دونوں نے اس کو ضعیف کہا۔

ابوبکر اسماعیلی نے اپنی جمع لحدیث الاعمش میں اس طرح روایت کیا ہے اِلَّا اِنَّهٗ قَالَ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ

يُصَلِّ عَلَيَّ یعنی نبی پاک کی رسالت کی گواہی دی اور مجھ پہ درود شریف پڑھا۔اس کی سند میں عمرو بن شمر نام کا راوی متروک ہے۔ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ یہ حدیث مشہور ہے اور اس کے کئی طرق ہے مثلاً عن عمر بن الخطاب وعقبہ بن عامر وثوبان وانس رضی اللہ عنہم۔لیکن وہاں درود کا ذکر نہیں ہے۔میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث اس طریق سے بھی مروی ہے:عن عثمان بن عفان ومعاویہ بن قرہ عن ابیہ عن جدہ والبراء بن عازب وعلی بن ابی طالب: یہ دونوں سندیں دعوات للمستغفری میں موجود ہیں۔جبکہ ابی سعید الخذری سے بھی مروی ہے۔

حضرت سہل بن سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ اس کا وضو نہیں جس نے نبی پاک پر درود نہ پڑھا۔اس حدیث کو ابن ماجہ اور ابن ابی عاصم نے روایت کیا مگر اس کی سند ضعیف ہے اور اس کے بعض طرق میں کچھ الفاظ زائد ہیں لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّا وُضُوْءَ لَهٗ وَلَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَّمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اس کی نماز نہیں جس کا وضو نہیں اور اس کا وضو نہیں جس نے اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا۔ان احادیث کا مفہوم یہ ہے کہ اسے کامل فضیلت نہ ملی۔بسم اللہ پڑھنا ہمارے نزدیک فضائل میں سے ہے۔اس کو واجب کہنے والے کا مجھے علم نہیں۔ہاں مگر امام احمد کی ایک روایت میں آیا ہے کہ اسحاق بن راہویہ اور اہل ظاہر نے اس کے وجوب کا کہا ہے۔لہذا اس حدیث کا مطلب وہی ہے جو لَا صَلَاةَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ کا ہے یعنی مسجد کے پڑوس میں رہنے والے کی نماز کامل نہیں مگر مسجد میں۔(یہ مطلب نہیں کہ اس کی نماز ہوتی ہی نہیں)

## تمیم اور غسل کے بعد درود شریف پڑھنا

تمیم،غسل جنابت اور غسل حیض کے بعد امام نووی نے اپنی کتاب الاذکار میں درود شریف پڑھنے کے مستحب ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے مگر کوئی دلیل ذکر نہیں کی۔

## نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا

ہم نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب نماز میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پیش کرنے والی آیت کی تلاوت ہو تو نمازی کو چاہیے کہ وہ ٹھہر جائے اور نفلی نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود بھیجے۔اس کی تخریج قاضی اسماعیل اور النمیری نے کی ہے۔اسی طرح ابو بکر بن ابی داؤد کی المصاحب میں الشعبی تک ضعیف سند کے ساتھ مروی ہے کہ ان سے پوچھا گیا اگر انسان نماز میں آیت صلاۃ پڑھے تو کیا درود پڑھے؟۔انہوں نے جواب دیا جی ہاں۔امام محمد فرماتے ہیں جب نمازی کسی ایسی آیت کی تلاوت کرے جس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہو تو اگر نفلی نماز میں ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود بھیجے۔جو روایت ہم نے شعبی سے کی اس کا ظاہری معنیٰ فرضی و نفلی نماز میں درود پڑھنے کے مستحب ہونے پہ دلالت کرتا ہے۔پس جو واجب کا قائل ہے اس پر پڑھنا واجب ہے۔اور وہاں اس کی کیفیت یہ ہے کہ قاری اور سامع کو صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کہنا چاہیے اور اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ نہیں پڑھنا چاہیے کیونکہ یہ قولی رکن ہے اور رکن جب اپنی جگہ جو کہ تشہد ہے،سے نقل ہو جائے تو نماز کے ابطال میں اختلاف ہے۔

## نماز کے بعد درود شریف پڑھنا

نماز کے بعد درود پڑھنے کا ذکر ابوموسیٰ المدینی وغیرہ نے کیا مگر دلیل کے طور پہ سوائے اس حکایت کے کچھ ذکر نہیں کیا۔وہ حکایت ابن بشکوال،ابوموسیٰ،عبدالغنی اور ابن سعد نے ذکر کی ہے(ان سب کی سند ابوبکر بن محمد بن عمر تک جاتی ہے)کہ میں ابوبکر بن مجاہد کے پاس تھا کہ وہاں شبلی آ گئے۔ابوبکر بن مجاہد کھڑے ہو گئے،ان سے معانقہ کیا اور پھر ان کی پیشانی پہ بوسہ دیا۔میں نے ابوبکر بن مجاہد سے پوچھا کہ

جناب! آپ نے شبلی کی اس قدر تعظیم کیوں کی جبکہ بغداد کے لوگ انہیں دیوانہ کہتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں ان کے ساتھ وہی سلوک کیا جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سے کرتے دیکھا ہے۔ میں نے خواب دیکھا کہ شبلی بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے لیے کھڑے ہوئے اور پیشانی پہ بوسہ دیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ نے ان کے ساتھ ایسا پیار بھرا رویہ کیوں اپنایا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کیونکہ یہ ہر نماز کے بعد یہ آیت پڑھ کر مجھ پہ درود پڑھتا ہے۔ آیت یہ ہے،

" لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ "

ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ ہر فرضی نماز کے بعد مذکورہ بالا آیت تلاوت کرنے کے بعد تین مرتبہ صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ کے الفاظ سے درود پڑھتا ہے۔ جب شبلی آئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے بعد کیا پڑھتے ہیں؟ تو انہوں نے یہی بتایا۔ یہی حکایت ابن بشکوال نے ابوالقاسم الخفاف کے طریق سے لکھی ہے کہ میں ابوبکر کنیت والے شخص کے پاس قرآن پڑھتا تھا۔ وہ اللہ کے ولی تھے۔ ایک دن اچانک ابوطیب کنیت (جو بہت اہل علم انسان ہیں) والے بندے کی طرف شیخ شبلی آئے۔ اتنا ذکر کرنے کے بعد انہوں نے بھی یہی پورا قصہ ذکر کیا مگر آخر میں یہ لکھا کہ شبلی مسجد ابوبکر بن مجاہد کی طرف چلے گئے۔ جب وہ مسجد میں داخل ہوئے تو ابوبکر بن مجاہد کھڑے ہو گئے۔ ابن مجاہد کے دوستوں نے ان سے کہا کہ آپ علی بن عیسیٰ وزیر کیلئے کھڑے نہیں ہوتے مگر شبلی کے لیے کھڑے ہو گئے ہو؟ تو آپ نے جواب دیا کہ میں اس کی تعظیم کے لیے قیام کیوں نہ کروں جس کی تعظیم خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی کہ میں خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے ابوبکر! کل تمہارے پاس ایک بندہ آئے گا جو جنتی ہے۔ جب وہ آئے تو اس کی عزت کرنا۔ ابن مجاہد کہتے ہیں کہ اس کے بعد دو یا کچھ راتیں گزری تھیں کہ میں نے دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے ابوبکر! اللہ تیری اسی طرح عزت کرے جس طرح تو نے ایک جنتی آدمی کی عزت کی۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! شبلی نے آپ کی نظر میں یہ مقام کیسے پایا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ بندہ ہے جو پانچوں نمازوں کے بعد مذکورہ بالا آیت اسی سال سے تلاوت کر رہا ہے تو میں اس کی عزت کیوں نہ کروں؟ میں کہتا ہوں کہ حدیث ابی امامہ سے بھی (نماز کے بعد درود پڑھنے پہ) ترغیب حاصل ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو بندہ ہر نماز کے بعد یہ دعا مانگے گا قیامت کے دن میری شفاعت اس کے لیے واجب ہے۔ دعا یہ ہے،

" اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَاجْعَلْ فِي الْمُصْطَفَيْنَ مَحَبَّتَهٗ وَفِي الْعَالَمِيْنَ دَرَجَتَهٗ وَفِي الْمُقَرَّبِيْنَ دَارَهٗ "

اس کو طبرانی نے الکبیر میں روایت کیا مگر اس کی سند میں مطرح بن یزید نامی راوی ضعیف ہے۔ اور جہاں تک اقامت کے بعد پڑھنے کا سوال ہے تو اس سلسلے میں حضرت حسن بصری سے مروی ہے کہ جس نے اسی طرح کہا جس طرح موذن کہتا ہے۔ پھر جب قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ کہا گیا تو اگر اس نے یہ دعا پڑھی تو میری شفاعت اس کے لیے واجب ہے۔ دعا یہ ہے،

" اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ الصَّادِقَةِ وَالصَّلَاةِ الْقَآئِمَةِ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ اَبْلِغْهُ دَرَجَةَ الْوَسِيْلَةِ فِي الْجَنَّةِ "

'' اے اس سچی اور قائم نماز کے رب! اپنے بندے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود بھیج اور ان کو جنت میں مقام وسیلہ عطا فرما ''

اس اثر کو حسن بن عرفہ اور نمیری نے روایت کیا ہے۔ یوسف بن اسباط سے مروی ہے فرمایا کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ جب نماز کھڑی ہوتی ہے اور کوئی آدمی یہ دعا نہیں مانگتا تو حوریں اس سے کہتی ہیں کہ اے بندے! تو ہم سے کتنا دور ہو گیا۔ دعا یہ ہے،

" اَللّٰھُمَّ رَبَّ الدَّعْوَۃِ الْمُسْتَمِعَۃِ الْمُسْتَجَابِ لَھَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ زَوِّجْنَا مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ "

اس کو دنیوری نے المجالسہ میں روایت کیا اور نمیری نے بھی روایت کیا۔

## صبح اور مغرب کے وقت درود پڑھنا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ جس نے صبح کی نماز پڑھنے کے بعد کسی سے بات کرنے سے پہلے سو مرتبہ درود شریف پڑھا اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری کرتا ہے تیس قریب (دنیا) کی اور ستر اس کے لیے محفوظ کر دی جاتی ہیں (یعنی آخرت کی) اور اسی طرح مغرب کے بعد بھی کرے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ پہ درود کیسے بھیجیں؟۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس طرح سو بار پڑھے،

" اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ "

اس حدیث کو احمد بن موسیٰ الحافظ نے ضعیف سند سے روایت کیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ ایک غزوہ پر تشریف گئے اور مجھے مدینہ طیبہ کا عامل مقرر کرتے ہوئے فرمایا اے علی! لوگوں پہ عمدہ طریقے سے خلافت کرنا اور ان کی خبریں میری طرف لکھنا۔ آپ ﷺ پندرہ دن کے بعد واپس تشریف لائے۔ جب میں ملا تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا اے علی! مجھ سے دو ایسی چیزیں محفوظ کر و جو جبریل میرے پاس لائے ہیں ایک سحری کے وقت کثرت سے درود پڑھنا اور دوسرا مغرب کے وقت بھی کثرت سے درود پڑھنا اور اپنے اور اپنے دوستوں کے لیے کثرت سے استغفار کرنا کہ بے شک سحری اور مغرب اللہ تعالیٰ کی مخلوق پہ اس کے دو گواہ ہیں۔ اس کو ابن بشکوال نے ضعیف سند سے روایت کیا ہے۔

## تشہد میں درود شریف پڑھنا

اس پہ دلائل کے اعتبار سے حضرت کعب، ابن مسعود اور ابی مسعود رضی اللہ عنہم کی احادیث پہلے باب میں گزر چکی ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ تشہد اس طرح سکھاتے تھے،

" اَلتَّحِیَّاتُ الطِّیِّبَاتُ الزَّاکِیَاتُ لِلّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ "

اس کے بعد نمازی نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے۔ اس کو دار قطنی نے موسیٰ بن عبیدہ الزبدی کے طریق سے نقل کیا ہے مگر یہ ضعیف ہے۔ حدیث کی اصل سنن ابی داؤد میں آپ ﷺ پہ درود کے علاوہ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان سے تشہد کی تفسیر پوچھی گئی تو فرمایا کہ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ کا مطلب ہے تمام جہاں کی بادشاہی اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ وَالصَّلَوَاتُ سے مراد ہر شخص کی صلاۃ جو اس

نے نبی یم صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھی۔ اَلطَّیِّبَاتُ سے مراد ہر وہ عمل جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کیا گیا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ ہم پر لازمی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود بھیجیں۔ باقی الفاظ کی تفسیر بھی بیان کی۔ اس کی ابن بشکوال نے ضعیف سند کے ساتھ تخریج کی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بندہ نماز میں تشہد کرے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور پھر اپنے لیے دعا مانگے۔ اس کو سعید بن منصور، ابوبکر بن ابی شیبہ اور الحاکم نے روایت کیا۔ اس کی سند بھی قوی ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ میں (تشہد میں) بیٹھا تو اللہ تعالیٰ کی ثناء کی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا اور اس کے بعد میں نے اپنے لیے دعا مانگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مانگ تجھے عطا کیا جائے گا۔ اس کو امام ترمذی نے حسن اور صحیح سند سے روایت کیا۔ آپ ہی سے مروی ہے کہ جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود نہیں پڑھا اس کی نماز نہیں۔ یہ روایت ابن عبدالبر نے التمهید ذکر کی جبکہ دوسرے محدثین نے بھی نقل کی۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بریدہ! جب تو نماز میں (تشہد) میں بیٹھے تو مجھ پر درود بھیجنا کبھی ترک نہ کرنا کیونکہ یہ نماز کی زکوۃ ہے اور مجھ پر اور اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء ورسل اور نیک بندوں پر سلام بھی بھیجنا۔ اس حدیث کو دارقطنی نے ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حضرت مقاتل بن حیان سے یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ کی تفسیر اس طرح روایت کی جاتی ہے کہ اس سے مراد نماز کی حفاظت کرنا، وقت پر ادا کرنا، اس میں قیام، رکوع اور سجود کرنا اور آخری تشہد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا ہے۔ اس کو نمیری اور بیہقی نے شعب الایمان میں حکایت کیا۔ شعبی (جو کبار تابعین سے ہیں اور جن کا نام عامر بن شرجیل ہے) سے مروی ہے کہ ہم تشہد اس طرح سکھاتے تھے کہ جب نمازی اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پڑھ چکے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرے پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود بھیجے اور پھر اپنی حاجت کا سوال کرے۔ اس کو بیہقی نے الاخلاقیات میں قوی سند سے تخریج کیا۔ شعبی سے بیہقی نے یہ بھی روایت کیا ہے کہ جس نے تشہد میں درود شریف نہ پڑھا اسے نماز لوٹانی چاہیے یعنی اس کی نماز نہیں ہوئی۔ عقبہ کہتے ہیں کہ شعبی سے اس بات کا مروی ہونا ان کے اس قول کو باطل کرتا ہے کہ علماء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کو واجب نہیں کہتے جیسا کہ ان کا مذہب ہے۔ حجاج بن ارطاۃ عن ابی جعفر محمد بن علی بن حسین کی سند سے ہم نے روایت کیا جو شعبی کے مفہوم کے قریب ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ابی جعفر کی خبر کی طرف اشارہ دارقطنی کے کلام میں آئے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ وضو اور مجھ پر درود پڑھے بغیر نماز نہیں ہو گی۔ یہ حدیث دارقطنی اور بیہقی نے عن مسروق عنہا کی سند سے تخریج کیا ہے مگر اس کی سند میں ایک راوی عمرو بن متروک ہے۔ اس نے جعفر الجعفی سے روایت کی ہے وہ بھی ضعیف ہے۔ اس پر اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کی سند عنہ عن ابی جعفر عن ابی مسعود ہے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا صَلَاةَ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلٰی نَبِیِّهٖ ﷺ وَلَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ یُحِبُّ الْاَنْصَارَ جس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھا اس کی نماز نہیں اور جسے انصار سے محبت نہ ہوئی اس کی بھی نماز نہیں۔ اس کو ابن ماجہ اور دارقطنی نے اپنی اپنی سنن، طبرانی نے اپنی معجم، المعمری، ان کے طریق سے ابن بشکوال اور حاکم نے متدرک میں روایت کیا اور کہا یہ حدیث بخاری ومسلم کی شرط پر نہیں ہے کیونکہ انہوں نے عبدالمہین سے کوئی حدیث تخریج نہیں کی۔ دارقطنی نے اس کی تخریج کے بعد لکھا کہ عبدالمہین قوی نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں طبرانی اور ابوموسیٰ المدینی نے ان کے بھائی ابی بن عباس بن سہل عن ابیہ عن جدہ کی سند سے تخریج کی اور المجد الشیرازی نے اسے صحیح کہا مگر اس میں نظر ہے۔ ابومسعود الانصاری البدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مَنْ صَلّٰی صَلَاةً لَّمْ یُصَلِّ فِیْهَا عَلَیَّ وَعَلٰی اَهْلِ بَیْتِیْ لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ جس نے ایسی نماز پڑھی کہ مجھ پر اور میری اہل

بیت پر درود نہ پڑھا تو اس کی نماز مقبول نہیں۔ دارقطنی اور بیہقی نے جابر الجعفی کے طریق سے روایت کی اور دونوں نے کہا یہ ضعیف ہے۔ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر میں نماز پڑھوں مگر آل محمد پر درود نہ پڑھوں تو سمجھتا ہوں کہ میری نماز مکمل نہیں ہوئی۔ اس کو بھی دارقطنی اور بیہقی نے جابر کے طریق سے تخریج کیا۔ دارقطنی نے اس کا موقوف ہونا صحیح کہا اور کہا کہ بہتر ابی جعفر محمد ابن علی بن حسین کے قول سے ہے۔ میں کہتا ہوں اس کو جابر الجعفی نے روایت کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کہا جیسے کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا۔

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ایک شخص کو نماز میں دعا مانگتے سنا مگر اس نے اللہ کی حمد کی نہ نبی کریم ﷺ پر درود پڑھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس نے جلدی کی ہے۔ پھر اسے بلایا اور اسے یا کسی دوسرے کو فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے پھر نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے اور اس کے بعد جو مرضی دعا مانگے۔ اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔ حاکم نے کہا کہ یہ مسلم کی شرط پر ہے اور ایک اور جگہ کہا کہ بخاری و مسلم دونوں کی شرط پر ہے اور مجھے اس میں کوئی علت معلوم نہیں۔ نسائی نے بھی اس کی تخریج کی مگر وہ روایت اس طرح ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس نمازی نے جلدی کی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اس کو دعا کے آداب سکھائے۔ پھر ایک آدمی کو سنا کہ اس نے پہلے اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور حمد بیان کی اور پھر نبی کریم ﷺ پر درود پڑھا تو آپ ﷺ نے اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کر قبول ہوگی مانگ عطا کیا جائے گا۔ ترمذی نے ان الفاظ میں روایت کیا،

"سَمِعَ النَّبِيُّ رَجُلًا يَدْعُوا فِيْ صَلَاتِهٖ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ فَقَالَ النَّبِيُّ عَجِّلَ هٰذَا ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ لَهٗ اَوْ لِغَيْرِهٖ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَاْ بِتَحْمِيْدِ اللهِ وَ الثَّنَآءِ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ثُمَّ لِيَدْعُ بَعْدَهٗ بِمَا شَآءَ"

ترمذی کی ایک روایت جس کو طبرانی اور ابن بشکوال نے بھی روایت کیا اور جس کے راوی ثقہ ہیں لیکن رشدین بن سعد ہے کہ اس کی حدیث مقبول ہے کہ نبی پاک ﷺ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آیا۔ اس نے نماز پڑھی اور یہ دعا مانگی اے اللہ! میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے نمازی! تو نے جلدی کی ہے۔ جب تو نماز میں تشہد کرے تو اللہ تعالیٰ کی اس طرح تعریف کر جس کا وہ اہل ہے۔ پھر مجھ پر درود پڑھ اور پھر دعا مانگ۔ پھر ایک دوسرے شخص نے نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور پھر نبی پاک ﷺ پہ درود پڑھا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے نمازی! دعا مانگ قبول ہوگی۔ ایک روایت میں سَلْ تُعْطَ کے لفظ بھی ہیں۔ میں کہتا ہوں مجھے اس شخص کا نام معلوم نہیں۔

حضرت عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ظہر اور عصر کی نماز پڑھی۔ آپ آہستہ سے قراۃ کرنے لگے تو میں نے کہا اے عبدالرحمن! تم نماز میں وہ کر رہے ہو جو ہم نہیں کرتے۔ تو انہوں نے کہا وہ کیا؟ میں نے کہا کہ تم قرات آہستہ کر رہے ہو۔ ہم آئمہ کے ساتھ پڑھتے ہیں اور قراءت نہیں کرتے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جو ان کے ساتھ نماز پڑھتا ہے اس کو بتا دو کہ نماز قراۃ، تشہد اور درود کے سوا نہیں۔ اگر تو ان میں سے کوئی چیز نماز میں بھول جائے تو سلام کے بعد دو سجدے کر۔ اس اثر کو الحسن بن شبیب المعمری نے عمل الیوم واللیلۃ میں اور ان کے طریق سے جید سند سے ابن بشکوال نے بھی روایت کیا۔ حضرت طلحہ بن مصرف سے مروی ہے کہ وہ تشہد کے بعد یہ دعا مانگتے تھے

"اَعْبُدُ اللهَ رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا اَللهُ رَبِّيْ وَ اَنَا عَبْدُهٗ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مِنَ الشَّاكِرِيْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَدْعُو اللهَ اَوْ اَدْعُو الرَّحْمٰنَ وَ اَدْعُوْكَ بِاَسْمَآئِكَ الْحُسْنٰى كُلِّهَا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اَنْ

تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَّ السَّلَامُ عَلَيْهِ وَ رَحْمَةُ اللهِ رَبِّ اَسْاَلُكَ رِضْوَانَكَ وَ الْجَنَّةَ رَبِّ اِرْضَ عَنِّيْ وَ اَرْضِنِيْ وَ اَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ وَ عَرِّفْهَا اِلَيَّ رَبِّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِي الْكَثِيْرَةَ رَبِّ اغْفِرْ ذُنُوْبِيْ جَمِيْعِهَا كُلِّهَا وَ تُبْ عَلَيَّ وَ قِنِيْ عَذَابَ النَّارِ رَبِّ ارْحَمْ وَالِدِيْ كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ يَوْمَ الْحِسَابِ اِنَّكَ تَعْلَمُ مُنْقَلَبَهُمْ وَمَثْوَاهُمْ"

''میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔ اللہ میرا رب ہے اور میں اس کا بندہ ہوں۔ اے میرے رب مجھے شکر گزاروں میں سے بنا۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ میں اللہ (یا رحمان) سے دعا کرتا ہوں۔ میں تجھے تیرے تمام اسمائے حسنی کے وسیلہ سے پکارتا ہوں۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تیری ذات پاک ہے تو درود بھیج نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل پر جیسے تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم علیہ السلام پہ بے شک تو حمید و مجید ہے۔ اور اللہ کا سلام، رحمت ہو، اور برکت ہو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ۔ اے میرے رب! تو مجھ سے راضی ہو اور مجھ کو راضی کر اور مجھے جنت میں داخل کر اور اسے میرے لیے معروف کر۔ اے میرے رب! میرے کثیر گناہ معاف فرما۔ اے میرے رب! میرے تمام گناہ معاف کر۔ میری توبہ قبول کر اور آگ کے عذاب سے مجھے نجات دے۔ اے میرے رب! میرے والدین پر رحم فرما جیسے بچپن میں انہوں نے مجھے پالا تھا۔ اے میرے رب میری، تمام مومن مردوں اور عورتوں کی مغفرت فرما جس دن حساب قائم ہوگا کہ تو ان کے لوٹنے اور رہائش گاہیں جانتا ہے''۔ اس کی تخریج نمیری نے کی ہے۔

## پہلے تشہد میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود بھیجنا

تنبیہ : آخری تشہد میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود بھیجنے کے حکم میں اگرچہ ہمارا کلام مقدمہ میں گزر رہا ہے مگر ابھی پہلے تشہد میں درود بھیجنے کے متعلق ہمارا کلام باقی ہے۔ اس میں بھی اختلاف ہے۔ امام شافعی اپنی کتاب الام میں کہتے ہیں کہ پہلے تشہد میں بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود پڑھا جائے۔ یہی ان کا مشورہ اور جدید مذہب ہے لیکن یہ مستحب ہے واجب نہیں۔ امام شافعی کا پہلا مذہب یہ تھا کہ پہلے تشہد میں تشہد سے زیادہ نہیں پڑھنا چاہیے۔ یہ روایت ان سے المزنی نے کی جسے اکثر اصحاب نے صحیح کہا ہے۔ یہی مذہب امام احمد، امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہم اللہ علیہم کا بھی ہے۔ پہلے مذہب کے قائل حضرات کی دلیل یہ ہے کہ گزشتہ حدیث اپنے عموم پہ ہے اور دوسری دلیل یہ ہے کہ آیت میں درود سلام دونوں کو ملا کر پڑھنے کا حکم ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اگر نمازی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھیج سکتا ہے تو درود بھی مشروع ہے۔ لیکن اس قول میں نظر ہے جس کی توجیہ مقدمہ میں بھی مذکور ہو چکی۔ دوسرے مذہب کے قائل حضرات کی دلیل یہ ہے کہ تشہد اول میں کمی کرنا مشروع ہے اور خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کا تشہد اول میں درود پڑھنا ثابت بھی نہیں اور نہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو اس کا حکم دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بھی کسی نے اس کو مستحب نہیں جانا بلکہ احمد اور ابن خزیمہ نے ابن مسعود کی حدیث روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں تشہد سکھاتے ہوئے فرمایا کہ جب تم نماز کے درمیان اور آخر میں بائیں جانب (یعنی تشہد میں) بیٹھو تو اس طرح پڑھنا یعنی اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ سے کر عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اس کے بعد فرمایا اگر درمیان میں تشہد بیٹھو تو جب تشہد پڑھ لو تو اٹھ جاؤ اور اگر آخری قعدہ میں بیٹھے ہو تو تشہد کے بعد جو چاہے دعا مانگو پھر سلام پھیر دو۔ مخالفین کے دلائل ضعیف ہیں اور صحیح بھی ہوں تو اس سے پہلے قعدہ میں درود پڑھنا واجب لازم ہوتا ہے جیسا کہ آخری قعدہ

طریقہ یہی ہے۔ رات کے جس حصہ میں تم سوتے ہو وہ اس حصہ سے افضل ہے کہ جس میں تم قیام کرتے ہو۔ آپ کی مراد رات کا آخری حصہ تھا کیونکہ لوگ رات کے پہلے حصہ میں قیام کرتے تھے۔ راوی کے مطابق وہ کفار پر ان الفاظ میں لعنت کرتے تھے،

"اَللّٰهُمَّ قَاتِلِ الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ وَ يُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِوَعْدِكَ وَ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ وَ اَلْقِ عَلَيْهِمْ رِجْزَكَ وَ عَذَابَكَ الْحَقَّ الْمُلْحِقَ"

"اے اللہ! ان کافروں کو تباہ کر جو تیرے راستہ سے روکتے، تیرے رسولوں کو جھٹلاتے اور تیرے وعدے پہ ایمان نہیں لاتے۔ ان کی باتوں میں اختلاف پیدا کر، ان کے دلوں میں رعب ڈال دے اور ان پر اپنا عذاب نازل کر"۔ اس کے بعد نبی پاک ﷺ پہ درود پڑھتے، پھر مسلمانوں کے لیے بھلائی کی دعا مانگتے اور اس کے بعد مومنوں کے لیے استغفار کرتے۔ اور کہا کہ نمازی جب کافروں پہ لعنت کرنے، آپ ﷺ پہ درود بھیجنے اور مومنین کے لیے استغفار کرنے اور سوال کرنے سے فارغ ہو جائے تو اس طرح دعا مانگے،

"اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ لَكَ نُصَلِّيْ وَ نَسْجُدُ وَ اِلَيْكَ نَسْعٰى وَ نَحْفِدُ وَ نَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَ نَخَافُ عَذَابَكَ الْجِدَّ اِنَّ عَذَابَكَ بِمَنْ عَاقَبْتَ مُلْحِق"

"اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تیرے لیے ہی نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری طرف ہی لوٹ کے آتے ہیں۔ تیری طرف جلدی کرتے ہیں۔ تیری رحمت کی امید رکھتے ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بے شک تیرا عذاب اسے لاحق ہوگا جسے تو نے سزا دی۔ یہ کہ کر تکبیر کہے اور سجدہ میں چلا جائے"

معاذ ابی حلیمہ القاری سے مروی ہے کہ وہ دعائے قنوت میں نبی پاک ﷺ پہ درود پڑھتے تھے۔ اس کو قاضی اسماعیل اور محمد بن نصر المروزی نے ذکر کیا۔

## جاگنے کے بعد رات کی نماز قائم کرتے وقت درود شریف پڑھنا

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ دو آدمیوں کے لیے رضا فرماتا ہے۔ ایک وہ بندہ جو اپنے ساتھیوں کے ہمراہ گھوڑوں پہ سوار دشمن سے لڑے۔ اس کے سارے ساتھی بھاگ جائیں مگر وہ ڈٹا رہے۔ پس اگر وہ قتل ہو گیا تو شہید اور اگر زندہ رہا تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رضا کا اظہار کرتا ہے۔ دوسرا وہ بندہ جو آدھی رات کو اٹھے اور کسی کو خبر بھی نہ ہو پھر وہ مکمل وضو کرے، پھر اللہ کی حمد اور بزرگی بیان کرے، پھر نبی پاک ﷺ پہ درود پڑھے اور قرآن شروع کر دے۔ اس پہ بھی اللہ تعالیٰ اپنی رضا کا اظہار کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ میرے بندے کو دیکھو وہ قیام میں ہے اور اس کو میرے علاوہ اس کو دیکھنے والا بھی کوئی نہیں ہے۔ اس حدیث کو نسائی نے **عمل الیوم واللیلۃ** اور امام عبدالرزاق نے صحیح سند کے ساتھ نقل کیا۔ اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو بندہ رات کو اُٹھا، وضو کیا، اچھی طرح وضو کیا، پھر دس دس بار اللہ اکبر اور سبحان اللہ کہا پھر اس کے بعد ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھ کر اپنی برأت کی، پھر نبی پاک ﷺ پہ درود پڑھا اور پھر اچھی طرح صلاۃ پڑھی تو وہ اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت میں جو بھی مانگے گا اسے عطا کیا جائے گا۔ اس کی تخریج عبدالملک بن حبیب نے کی مگر مجھے اس کی سند کا علم نہیں۔

## نماز تہجد سے فارغ ہونے کے بعد درود شریف پڑھنا

جہاں تک نماز تہجد سے فارغ ہونے کے بعد درود بھیجنے کا سوال ہے تو اس کے متعلق جو مروی ہے مجھے اس کی سند پر آگاہی نہیں

ہے۔روایت اس طرح ہے کہ علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم جب نماز تہجد سے فارغ ہو جاتے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتے اور پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پہ اس طرح درود شریف پڑھا کرتے تھے،

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیۤ اَسْئَلُكَ بِاَفْضَلِ مَسْئَلَتِكَ وَ بِاَحَبِّ اَسْمَآئِكَ اِلَيْكَ وَ اَكْرَمِهَا عَلَيْكَ وَ بِمَا مَنَنْتَ بِهٖ عَلَيْنَا مُحَمَّدٍ نَّبِيِّنَا وَ اسْتَنْقَذْتَنَا بِهٖ مِنَ الضَّلَالَةِ وَ اَمَرْتَنَا بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ وَ جَعَلْتَ صَلَاتَنَا عَلَيْهِ دَرَجَةً وَّ كَفَّارَةً وَّ لُطْفًا وَّ مَنًّا مِّنْ عَطَآئِكَ فَادْعُوكَ تَعْظِيْمًا لِّاَمْرِكَ اَوْ اِتْبَاعًا لِّوَصِيَّتِكَ وَ تَنْجِيْزًا لِّمَوْعُوْدِكَ بِمَا يَجِبُ لِنَبِيِّنَا عَلَيْنَا مِنْ اَدَآءِ حَقِّهٖ قَبْلَنَا وَ اَمَرْتَ الْعِبَادَ بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ فَرِيْضَةً اِفْتَرَضْتَهَا فَنَسْئَلُكَ بِجَلَالِ وَجْهِكَ وَ نُوْرِ عَظْمَتِكَ اَنْ تُصَلِّيَ اَنْتَ وَ مَلَآئِكَتُكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُوْلِكَ وَ نَبِيِّكَ وَ صَفِيِّكَ اَفْضَلَ مَا صَلَّيْتَ بِهٖ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ" اَللّٰهُمَّ ارْفَعْ دَرَجَتَهٗ وَ اَكْرِمْ مَقَامَهٗ وَ ثَقِّلْ مِيْزَانَهٗ وَ اَجْزِلْ ثَوَابَهٗ وَ اَفْلِجْ حُجَّتَهٗ وَ اَظْهِرْ مِلَّتَهٗ وَ اَضِئْ نُوْرَهٗ وَ اَدِمْ ذُرِّيَّتَهٗ وَ اَهْلَ بَيْتِهٖ مَا تُقِرُّ بِهٖ عَيْنُهٗ فِي النَّبِيِّيْنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا قَبْلَهٗ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ مُحَمَّدًا اَكْثَرَ النَّبِيِّيْنَ تَبَعًا وَّ اَكْثَرُ وُزَرَآءَ وَ اَفْضَلَهُمْ كَرَامَةً وَّ نُوْرًا وَّ اَعْلَاهُمْ دَرَجَةً وَّ اَفْسَحَهُمْ فِي الْجَنَّةِ مَنْزِلًا وَّ اَفْضَلَهُمْ ثَوَابًا وَّ اَقْرَبَهُمْ مَجْلِسًا وَّ اَثْبَتَهُمْ مَّقَامًا وَّ اَصْوَبَهُمْ كَلَامًا وَّ اَنْجَحَهُمْ مَّسْئَلَةً وَّ اَفْضَلَهُمْ لَدَيْكَ نَصِيْبًا وَّ اَعْظَمَهُمْ فِيْمَا عِنْدَكَ رَغْبَةً وَّ اَنْزِلْهُ فِيْ غُرْفَةِ الْفِرْدَوْسِ مِنَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ مُحَمَّدًا اَصْدَقَ قَآئِلٍ مُّشَفَّعٍ وَّ شَفِّعْهُ فِيْ اُمَّتِهٖ شَفَاعَةً يَّغْبِطُهٗ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ وَ الْاٰخِرُوْنَ وَ اِذَا مَيَّزْتَ عِبَادَكَ لِفَصْلِ الْقَضَآءِ اِجْعَلْ مُحَمَّدًا فِي الْاَصْدَقِيْنَ قِيْلًا وَّ الْاَحْسَنِيْنَ عَمَلًا وَّ فِي الْمُهْدِيْنَ سَبِيْلًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ نَبِيَّنَا لَنَا فَرَطًا وَّ حَوْضَهٗ لَنَا مَوْرِدًا اَللّٰهُمَّ احْشُرْنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ وَ اسْتَعْمِلْنَا بِسُنَّتِهٖ وَ تَوَفَّنَا عَلٰى مِلَّتِهٖ وَ اجْعَلْنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ وَ حِزْبِهٖ اَللّٰهُمَّ وَ اجْمَعْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهٗ كَمَآ اٰمَنَّا بِهٖ وَ لَمْ نَرَهٗ وَلَا تُفَرِّقْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهٗ حَتّٰى تُدْخِلَنَا مَدْخَلَهٗ وَ تَجْعَلَنَا مِنْ رُّفَقَآئِهٖ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصَّالِحِيْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ نُّوْرِ الْهُدٰى وَ الْقَآئِدِ اِلَى الْخَيْرِ وَ الدَّاعِيْ اِلَى الرُّشْدِ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ وَ اِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَ رَسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ كَمَا بَلَّغَ رِسَالَتَكَ وَ تَلَا اٰيَاتِكَ وَ نَصَحَ لِعِبَادِكَ وَ اَقَامَ حُدُوْدَكَ وَ وَفّٰى بِعَهْدِكَ وَ اَنْفَذَ حُكْمَكَ وَ اَمَرَ بِطَاعَتِكَ وَ نَهٰى عَنْ مَّعَاصِيْكَ وَ وَالٰى وَلِيَّكَ الَّذِيْ تُحِبُّ اَنْ تُوَالِيَ بِهٖ وَ عَادٰى عَدُوَّكَ الَّذِيْ تُحِبُّ اَنْ تُعَادِيَ بِهٖ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰى جَسَدِهٖ فِي الْاَجْسَادِ وَ عَلٰى رُوْحِهٖ فِي الْاَرْوَاحِ وَ عَلٰى مَوْقِفِهٖ فِي الْمَوَاقِفِ وَ عَلٰى مَشْهَدِهٖ فِي الْمَشَاهِدِ وَ عَلٰى ذِكْرِهٖ اِذَا ذُكِرَ صَلَاةً مِّنَّا عَلٰى نَبِيِّنَا اَللّٰهُمَّ اَبْلِغْهُ مِنَّا السَّلَامَ كُلَّمَا ذُكِرَ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مَلَآئِكَتِكَ الْمُقَرَّبِيْنَ وَ عَلٰى اَنْبِيَآئِكَ الْمُطَهَّرِيْنَ وَ عَلٰى رُسُلِكَ الْمُرْسَلِيْنَ وَ عَلٰى حَمَلَةِ عَرْشِكَ اَجْمَعِيْنَ وَ عَلٰى جِبْرِيْلَ وَ مِيْكَائِيْلَ وَ مَلَكِ الْمَوْتِ وَ رِضْوَانَ وَ مَالِكٍ وَ صَلِّ عَلَى الْكِرَامِ الْكَاتِبِيْنَ وَ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَفْضَلَ مَا جَزَيْتَ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِ الْمُرْسَلِيْنَ

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ الْاَحْیَآءِ مِنْھُمْ وَ الْاَمْوَاتِ وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔

حضرت سعید بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ہم نبی پاک ﷺ کیلئے مسواک اور پانی کا اہتمام کرتے۔ آپ رات کے وقت اللہ کی توفیق کے مطابق بیداری فرماتے، رات کے وقت مسواک کرتے، وضو فرماتے پھر نو رکعت نماز پڑھتے جس میں صرف آٹھویں پر قعدہ کرتے تھے۔ اس میں سب سے پہلے اللہ کی حمد کرتے پھر درود پڑھتے، اور دعا مانگتے مگر سلام نہ پھیرتے پھر نویں رکعت پڑھتے اور قاعدہ کرتے۔ اس رکعت میں بھی اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے پھر اپنے اوپر درود پڑھتے اور اس کے بعد سلام پھیرتے جو کہ ہم سنتے تھے۔ پھر دو رکعتیں علیحدہ بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے، اس حدیث کو ابن ماجہ اور نسائی نے ذکر کیا ہے۔

## مسجد میں داخل ہوتے، گزرتے اور نکلتے وقت درود شریف پڑھنا

حضرت علی سے مروی ہے "اِذَا مَرَرْتُمْ بِالْمَسَاجِدِ فَصَلُّوْا عَلَی النَّبِیِّ جب تم کسی مسجد کے قریب سے گزرو تو نبی پاک پر درود پڑھا کرو اس حدیث کی تخریج قاضی اسماعیل نے کی ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو خود پر درود وسلام پڑھتے اور پھر یہ دعا مانگا کرتے "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ"، اور جب مسجد سے نکلتے تو بھی خود پر درود وسلام پڑھتے اور یہ دعا فرمایا کرتے تھے "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ"۔ اس حدیث کی احمد اور ترمذی نے تخریج کی اور کہا کہ یہ حسن ہے اور اس کی اسناد میں اتصال نہیں ہم نے فاکہانی سے لی۔ انہی کے طریق سے ابن بشکوال نے بھی تخریج کی۔ حضرت ابوحمید یا ابواسید سعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جب تم مسجد میں داخل ہو تو نبی پاک ﷺ پر سلام بھیجو اور پھر یہ دعا مانگو "اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ" اور جب مسجد سے نکلو تو اس وقت بھی نبی پاک پر سلام بھیجو اور یہ دعا مانگو "اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ"۔ اس حدیث کو طبرانی اور بیہقی نے الدعا میں، ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں اور ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن السنی، ابن خذیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا جب کہ اس کی اصل صحیح مسلم میں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سکھایا کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت نبی پاک ﷺ پر درود بھیجا کرو اور یہ دعا مانگا کرو "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ"، اور جب باہر نکلو تو بھی اسی طرح کرو لیکن دعا میں اس طرح کہو "وَ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ فَضْلِكَ"، اس حدیث کی تخریج طبرانی اور ابن السنی نے کی ہے۔ اس کی سند میں ضعف ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ فرمایا کرتے تھے "بِسْمِ اللهِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ" اور جب باہر نکلتے تو اس وقت بھی فرماتے تھے "بِسْمِ اللهِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ"۔ یہ حدیث ابن السنی نے "عمل الیوم و اللیۃ"، ذکر کی ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی غیر معروف ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب تم مسجد میں داخل ہو تو نبی پاک ﷺ پر سلام بھیجو اور کہو "اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ"، اور جب باہر نکلو تو اس وقت بھی نبی پاک ﷺ پر سلام بھیجو اور کہو "اَللّٰھُمَّ اعْصِمْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ"۔ نسائی نے یہ حدیث "عمل الیوم و اللیۃ"، جبکہ ابن ماجہ، ابن حبان اور ابن خذیمہ نے اپنی اپنی صحیح میں اور حاکم نے متدرک میں روایت کی ہے۔ حاکم نے کہا یہ حدیث شیخین کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔ نسائی نے المقبری کی روایت ابی ہریرہ عن کعب کی علت بیان کی اور کہا کہ یہ صواب کے زیادہ قریب ہے۔ ہمارے شیخ نے بھی یہی

لکھا ہے اور کہا ہے کہ جس نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اس پر یہ علت پوشیدہ رہی ہے لیکن یہ حدیث اپنے شواہد کے وجہ سے حسن ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب وہ مسجد میں داخل ہوتے تو نبی پاک ﷺ پر سلام بھیجتے اور یہ دعا مانگتے تھے " اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ "۔ جب باہر نکلتے تھے تو بھی اس وقت نبی پاک ﷺ پر درود بھیجتے اور شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کیا کرتے تھے۔ حارث بن ابی اسامہ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ موقوف ہونے کے باوجود اس کی سند میں انقطاع ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ جب میں مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو یوں کہتا ہوں " اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللہِ "۔ العدنی نے یہ حدیث اپنی مسند میں نقل کی ہے۔ المقبری سے روایت ہے کہ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میں تمہیں دو چیزیں بتاتا ہوں ان کو کبھی نہ چھوڑنا وہ یہ ہیں کہ مسجد میں داخل ہو تو نبی پاک ﷺ پر درود بھیجنا اور یہ دعا مانگنا " اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ " اور جب باہر نکلو تو اس وقت یہ دعا مانگو " اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَاحْفَظْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ "۔ اس حدیث کو نمیری نے نقل کیا ہے۔ ابن ابی عاصم نے اس حدیث کو مرفوع تخریج کیا ہے کہ جب تم مسجد میں داخل ہو تو نبی پاک ﷺ پر درود بھیجو اور یہ دعا مانگو " اَللّٰھُمَّ اعْصِمْنَا مِنَ الشَّیْطَانِ "۔ علقمہ بن قیس فرماتے ہیں کہ جب تم مسجد میں داخل ہو تو اس طرح کہا کر " صَلَّی اللہُ وَمَلَآئِکَتُہٗ عَلٰی مُحَمَّدٍ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ "۔ اس حدیث کی تخریج قاضی اسماعیل اور نمیری نے کی ہے۔ محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ لوگ جب مسجد میں داخل ہوتے ہیں تو اس طرح پڑھتے ہیں،

" صَلَّی اللہُ وَمَلَآئِکَتُہٗ عَلٰی مُحَمَّدٍ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ بِسْمِ اللہِ دَخَلْنَا وَ بِسْمِ اللہِ خَرَجْنَا وَعَلَی اللہِ تَوَکَّلْنَا "

اور جب مسجد سے باہر نکلتے تھے تو اس طرح کہتے تھے " بِسْمِ اللہِ دَخَلْنَا وَبِسْمِ اللہِ خَرَجْنَا "۔ اس کو نمیری نے روایت کیا ہے۔ حضرت ابراہیم سے روایت ہے کہ جب وہ مسجد میں داخل ہوتے تو کہتے تھے " بِسْمِ اللہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللہِ ﷺ "۔ حضرت ابراہیم فرماتے ہیں کہ جب تو مسجد میں داخل ہو تو اَلسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللہِ پڑھ اور جب گھر میں داخل ہو اور کوئی بندہ گھر موجود نہ بھی ہو تو اس طرح کہا کر اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللہِ الصَّالِحِیْنَ ابن مبارک نے اس کو الاستیذان میں تخریج کیا

## آپ ﷺ کا وسیلہ مانگنے کا فائدہ

اگر یہ سوال کیا جائے کہ آپ ﷺ کے وسیلہ مانگنے کا کیا فائدہ ہے جب کہ آپ ﷺ کا یہ ارشاد بھی ہے کہ مجھے یقین ہے کہ وہ مقرب بندہ میں ہی ہوں اور یہ پکی بات ہے کہ آپ خائب نہیں ہوں گے؟۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہم صرف نبی پاک ﷺ کے حکم کی اتباع کی خاطر وسیلہ طلب کرتے ہیں۔ اس کا فائدہ ہمیں ہی ہوتا ہے۔ یہ اس طرح ہے جیسے ہم آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجتے ہیں حالانکہ آپ ﷺ کی وجہ سے اگلوں پچھلوں کی بھی خطائیں معاف ہوتی ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا جب مؤذن اذان دیتا ہے تو اس وقت اگر کوئی یہ دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو ضرور قبول کرے گا۔ دعا یہ ہے " اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّارْضَ عَنْہُ رِضَآءً لَّا سُخْطَ بَعْدَہٗ "۔ اس حدیث کو احمد نے مسند، ابن السنی نے عمل الیوم واللیۃ اور طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ ابن وھب نے اس حدیث کو اپنی جامع میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا کہ جس نے مؤذن کی آواز سن کر یہ دعا پڑھی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگی " اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ صَلِّ

عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ ارْضَ عَنْہ رِضَآءً لَّا سُخْطَ بَعْدَہٗ"۔ اس حدیث کی سند میں ابن لہیعہ نام کا ایک راوی ہے۔ بخاری شریف میں یہ حدیث نبی پاک ﷺ درود کے ذکر کے بغیر ہے۔ وہاں اس کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں کہ جس نے اذان کی آواز سن کر یہ دعا مانگی قیامت کے دن میری شفاعت اس کے لئے حلال ہوگئی۔ "اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَ الْفَضِیْلَۃَ وَ ابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ۔ اس حدیث سے ظاہر میں ایسے لگتا ہے کہ یہ دعا اذان سنتے ہوئے مانگی جائے بعد میں مفید نہیں۔ لیکن یہ بھی ہوسکتا ہے کہ نداء سے مراد اس کا تمام ہونا ہو کیونکہ مطلق کو کامل پر محمول کیا جاسکتا ہے۔ پہلی حدیث سے اس احتمال کی تائید بھی ہوتی ہے کہ جہاں فرمایا گیا ہے "قُوْلُوْا مِثْلَ مَا یَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَیَّ ثُمَّ سَلُوْا"۔

## رِضَآءً لَّا سُخْطَ بَعْدَہٗ کا مفہوم

اس سے مراد ایسی رضا ہے جس کے بعد کوئی ناراضگی نہ ہو۔ اس کی مراد ایک دوسری حدیث میں بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے جنت والو! آج میں تمہارے لئے اپنی رضا واجب کرتا ہوں اس کے بعد تم پر کبھی ناراضگی نہیں ہوگی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی طرح کی ایک روایت ملتی ہے جس کی تخریج مستغری نے الدعواتمی ل کی ہے۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی پاک ﷺ اذان سنتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے "اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ الْوَسِیْلَۃَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ"۔ اس حدیث کی تخریج ابن ابی عاصم نے الدعا والکبیر اور طبرانی اوسط میں کی۔ طبرانی کی روایت میں حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں کہ نبی پاک ﷺ جب بھی اذان سنتے تھے تو یہ دعا مانگا کرتے تھے "اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَ الصَّلٰوۃِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُوْلِكَ وَ اجْعَلْنَا فِیْ شَفَاعَتِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ"۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو بھی اذان سن کر یہ دعا مانگے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے میری شفاعت سے بہرہ یاب کرے گا۔ اس حدیث میں صدقہ بن عبداللہ سمین نام کا ایک راوی ہے۔

## سُؤْلَہٗ کے لفظ کی تحقیق

یہ لفظ مہمل سین کے پیش اور ہمزہ ساکن ساتھ ہے جس کا مطلب ہے حاجت یعنی جس کا انسان سوال کرتا ہے جب کہ یہاں اس سے مراد شفاعت کبریٰ، درجہ علیا، مقام محمود، حوض مورود، لواء الحمد، مخلوق سے پہلے جنت میں داخل ہونا اور اس کے علاوہ دوسری کرامات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پاک ﷺ کیلئے اس دن تیار کر رکھی ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جس نے اذان سن کر یہ کلمات کہے اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے۔ کلمات مندرجہ ذیل ہیں۔

"اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ بَلِّغْہُ دَرَجَۃَ الْوَسِیْلَۃَ عِنْدَكَ وَ اجْعَلْنَا فِیْ شَفَاعَتِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ"

طبرانی نے اس حدیث کو کبیر میں نقل کیا ہے۔ اس کی سند میں اسحاق بن عبداللہ بن کیسان نام کا ایک روای ہے جو لین الحدیث ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جو مسلمان کھڑے ہو کر اذان سنے، پھر تکبیر کہے، اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت کی گواہی دے اور پھر یہ دعا مانگے تو قیامت کے دن اس کیلئے میری شفاعت واجب ہے۔ دعا مندرجہ ذیل ہے۔

"اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَ الْفَضِیْلَۃَ وَ اجْعَلْ فِی الْاَعْلِیْنَ دَرَجَتَہٗ وَفِی الْمُصْطَفِیْنَ مَحَبَّتَہٗ وَفِی

الْمُقَرَّبِيْنَ ذِكْرَهٗ"۔

اس حدیث کوطحاوی اور طبرانی نے جب کہ انہی دونوں کے طریق سے حافظ عبد الغنی نے بھی روایت کیا۔ جس کا کچھ حصہ پہلے باب میں ایک لمبی حدیث میں گزر چکا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ جب تم مجھ پر دود پڑھوتو اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ بھی مانگا کرو۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! وسیلہ کیا چیز ہے؟۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ وسیلہ جنت میں ایک درجے کا نام ہے جوصرف ایک شخص کو ملے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ شخص میں ہی ہوں۔ اس حدیث کی تخریج عبد الرزاق نے اسی طرح کی ہے مگر ابن ابی عاصم نے اس کی روایت کومختصر کیا ہے۔ اس کی سند میں لیث بھی ہے۔ اس حدیث کا بعض حصہ دوسرے باب میں بھی آیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشادفرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشادفرمایا کہ اگر کوئی بندہ مؤذن کی اذان سن کر یہ دعا مانگے گا تو قیامت کے دن اسے میری شفاعت حاصل ہوگی " اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اَعْطِ مُحَمَّدًا سُؤْلَهٗ۔ اس حدیث کو حافظ عبد الغنی وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس باب کے شروع میں اقامت کے وقت حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نبی پاک ﷺ پر درود پڑھنا بھی مروی ہے۔ عبد الکریم فرماتے ہیں کہ جب بندہ اذان سنے اور مندرجہ ذیل الفاظ کہے تو قیامت کے دن اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے۔ الفاظ یہ ہیں۔

" اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَبْلِغْهُ دَرَجَةَ الْوَسِيْلَةِ مِنَ الْجَنَّةِ"۔

اور جب مؤذن حَيَّ عَلَى الصَّلٰوۃِ کہے تو سنے وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہے اور جب مؤذن حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے تو سننے والا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ اَھْلِ الْفَلَاحِ کہے۔ اس کو نمیری نے ابن وھب کے طریق سے تخریج کیا ہے۔

## فائدہ : وسیلہ، فضیلہ اور مقام محمود کے معنٰی کی تحقیق

(۱) وسیلہ:۔ اہل لغت کا کہنا کہ وسیلے سے مراد ہر وہ چیز ہے کہ جس کے ذریعے کسی بڑے بادشاہ کی قربت حاصل ہو سکے۔ عربی زبان میں تَوَسَّلْتُ کا استعمال تَقَرَّبْتُ کے معنوں میں بھی ہوتا ہے۔ اس کا اطلاق بلند مقام پر بھی ہوتا ہے۔ جس طرح کے نبی پاک ﷺ کے ارشاد میں آیا ہے کہ وسیلہ جنت میں بلند مقام ہے۔ اس کو پہلے مفہوم کی طرف پھیرنا بھی ممکن ہے کیونکہ اس منزل تک پہنچنے والا اللہ کے قریب ہوجاتا ہے۔ گویا یہ اس طرح کی قربت ہے کہ جس سے قرب حاصل ہوتا ہے مثلاً اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ۔ اس آیت پر مفسرین کا اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہاں وسیلہ سے مراد قربت ہے۔ یہ معنیٰ ابن عباس، مجاہد، عطا اور الفراء سے منقول ہے۔ قتادہ کا فرمان ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے "اس (اللہ) کا قرب حاصل کر ہر اس چیز سے جو اسے پسند ہے"۔ ابوعبیدہ نے فرمایا کہ تَوَسَّلْتُ عَلَيْهِ کا مطلب تَقَرَّبْتُهٗ ہے۔ زمخشری، واحد اور بغوی نے اسی قول کو پسند کیا ہے۔ کہ وسیلہ توسل کی طرح ہی ہے جو کہ تقرب کے معنیٰ میں آتا ہے۔ اس قول کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ نبی پاک ﷺ کے وسیلہ سے اللہ کا قرب حاصل کیا جائے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ وسیلے سے مراد محبت ہے۔ اس معنیٰ کو ماوردی اور ابوالفرج نے ابوزید سے حکایت کیا ہے۔ اس معنیٰ کا رجوع بھی پہلے معنیٰ کی طرف ہے۔ (۲) الفضیلہ:۔ اس سے مراد تمام مخلوق سے بلند مرتبہ ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ کوئی دوسری منزل ہو یا پھر وسیلہ کی تفسیر ہو۔

(۳) مقام محمود:۔ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے فرمان " عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا " والا مقام محمود ہے۔ اس

مقام پر کھڑا ہونے والے کی حمد کی جاتی ہے۔ اس کا اطلاق ہر اس کام پر ہوتا ہے جو حمد وثناء کی وجہ بنے۔ عسی کا لفظ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحقق اور وقوع کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ ابن عیینہ سے اس قول کا صحیح ہونا مروی ہے۔ مقام محمود کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ اس سے مراد حضور ﷺ کی اپنی امت پر تصدیق وتکذیب کی گواہی دینا ہے۔ اور بعض فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو لواء الحمد اسی مقام پر عطاء کرے گا۔ اس لئے اسے مقام محمود کہا گیا ہے۔ بعض فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب کو عرش پر بٹھانا ہے۔ بعض نے کہا کرسی پر بٹھانا مراد ہے۔ ابن جوزی نے ایک جماعت سے یہ دونوں مفہوم نقل کیے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد شفاعت ہے کیونکہ یہ وہ مقام ہے کہ جہاں کھڑے ہو کر اگلے پچھلے نبی پاک ﷺ کی حمد بیان کریں گے۔ اس قول کی تائید شفاعت والی حدیثوں سے ہوتی ہے۔ واحدی کے مطابق اس پر مفسرین کا اجماع ہے۔ میں (یعنی مصنف) کہتا ہوں کہ ان اقوال کے صحیح ہونے کی تقدیر پر یہ احتمال ان کے منافی نہیں کہ اس مقام پر اجلاس سے مراد شفاعت کا اذن ہو۔ جب آپ ﷺ تشریف فرمائیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں حمد کا جھنڈا عطاء فرمائے گا۔ آپ اجابت کی گواہی دیں گے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مقام محمود سے مراد شفاعت ہو جیسا کہ مشہور ہے۔ ایک احتمال یہ بھی ہے کہ مقام محمود سے مراد اجلاس ہو جس کو وسیلے اور فضیلت سے تعبیر کیا گیا ہو۔ کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مرفوع حدیث ابن حبان کی صحیح میں مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو زندہ کرے گا پھر میرا رب مجھے سبز لباس عطاء کرے گا۔ اس کے بعد میں اللہ تعالیٰ کی اتنی حمد کروں گا کہ جتنی وہ چاہے گا۔ یہی مقام محمود ہے۔ ہمارے شیخ کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ ثناء ہے جو آپ ﷺ شفاعت سے پہلے کریں گے۔ اور مقام محمود سے مراد وہ مجموعہ ہے جو اس حالت میں آپ ﷺ کو حاصل ہوگا۔

نبی پاک ﷺ کی شفاعت کی کئی اقسام ہیں۔ (۱) شفاعت عظمیٰ جو قیامت کے دن تمام لوگوں کے لئے ہوگی تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں اس تکلیف سے راحت بخشے جس میں وہ اس دن قضا کے حکم سے مبتلا ہوں گے۔ یہ وہ مقام محمود ہے جہاں اول وآخر آپ کی تعریف کریں گے۔ (۲) یہ شفاعت ان کے لئے ہے جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ (۳) یہ شفاعت ان مجرموں کے لئے ہوگی جو اپنے گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے اور پھر (اسی شفاعت کی وجہ سے) نکالے جائیں گے۔ (۴) یہ شفاعت ان لوگوں کیلئے ہے جو دوزخ کے مستحق ہو چکے ہوں گے مگر اس شفاعت کی وجہ سے اس میں داخل نہیں ہوں گے۔ (۵) یہ شفاعت جنتی لوگوں کیلئے ان کے درجات بلند کرنے کے واسطے ہوگی۔ ہر ایک کو اپنے مرتبہ کے مطابق مقام دیا جائے گا۔ (۶) یہ شفاعت اس کے لئے ہوگی جو مدینہ میں فوت ہوگا یا جس نے آپ ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کی ہوگی۔ جنت کا دروازہ کھلنے کیلئے بھی آپ ہی شفاعت فرمائیں گے جیسا کہ امام مسلم نے روایت کیا ہے۔ (۷) یہ شفاعت اذان کا جواب دینے والوں کیلئے ہوگی۔ (۸) یہ شفاعت ان کافروں کیلئے ہوگی جنہوں نے حضور ﷺ کی خدمت کی تھی یا ان سے نبی پاک ﷺ کے حق میں خدمت صادر ہوئی تھی۔ اس کی وجہ سے ان کے عذاب میں کمی کی جائے گی۔ پہلی دو شفاعتیں آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے جبکہ چوتھی اور چھٹی شفاعت میں آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ دوسرے انبیاء، علما اور اولیاء بھی شامل ہیں۔ امام نووی نے الروضہ میں یہی کہا ہے۔ پہلی شفاعت کے متعلق امت کے کسی بھی فرقے کا انکار نہیں ہے۔ اسی طرح چھٹی شفاعت میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے۔ لیکن دوسری اور تیسری شفاعت کا معتزلہ نے مطلق انکار کیا ہے لیکن اہل سنت اس کی قبولیت پر بہت زیادہ اخبار وارد ہونے کی وجہ سے اتفاق ہے۔ لہذا تم بھی نبی پاک ﷺ پر درود پڑھنے اور وسیلہ مانگنے میں جلدی کرو۔ کیونکہ اسی سے تمہیں بھی فضیلت ملے گی۔ اور اذان کے بعد درود شریف پڑھنے سے غافل مت رہنا۔ کیونکہ یہی چیز نبی پاک ﷺ کی شفاعت کا موجب ہے۔

## سائل وسیلہ اور ساکن مدینہ کیلئے شفاعت کا خاص کرنا

تنبیہ:۔ اگر یہ کہا جائے کہ شفاعت کو وسیلے کے سائل اور مدینے کی گرمی پر صبر کر کے وہاں رہنے والے کیلئے "اِلَّا کُنْتُ شَهِیْدًا اَوْشَفِیْعًا" کہہ کر کیوں خاص کیا گیا جب کہ آپ کی شفاعت ہر ایک کے لئے اہم ہے اور پوری امت کیلئے ہے؟۔اس کا جواب یہ ہے کہ مذکورہ حدیث میں لفظ''او'' شک کے لئے نہیں ہے کیونکہ دوسرے قصے کی روایت پر صحابہ کرام کی ایک جماعت کا اتفاق ہے۔اور صحابہ کا شک پر اتفاق محال ہے۔یہاں''او'' سے مراد یا تو تقسیم ہے یعنی اہل مدینہ کے لئے شہید اور باقیوں کیلئے شفیع ہوں گا یا پھر گنہگاروں کے لئے شفیع اور فرمانبرداروں کیلئے شہید ہوں گا یا پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ جو آپ ﷺ کی زندگی میں فوت ہوئے ان کیلئے شہید اور بعد میں فوت ہونے والوں کیلئے شفیع ہیں یا اس کے علاوہ کوئی اور تقسیم مراد ہو سکتی ہے۔گنہگاروں کی شفاعت کرنا ایک خصوصیت زائدہ ہے۔نبی پاک ﷺ نے اُحد کے شہیدوں کے متعلق فرمایا کہ میں ان پر شہید ہوں۔یہ شہادت صرف انہی کیلئے مخصوص ہوگی۔گویا یہ ایک فضیلت،مزیت اور منزلت ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطاء فرمائی ہے یا پھر''او''اس جگہ ''و'' کے معنیٰ میں ہے۔اس لحاظ سے اس حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ ﷺ مدینہ طیبہ میں سختی برداشت کرنے والوں کیلئے شفیع اور شہید ہوں گے۔جو کہتے ہیں کہ لفظ''او'' شک کیلئے ہے تو اگر لفظ صحیح شہید ہو تو پھر اس پر کوئی اعتراض نہیں سکتا کیونکہ یہ اس شفاعت کے علاوہ ہے جو باقی تمام لوگوں کیلئے ہے۔اور اگر شفیع کا لفظ ہو تو پھر اس کا اہل مدینہ کے ساتھ خاص کرنا کسی دوسری شفاعت پر محمول ہوگا جو اس شفاعت کے علاوہ ہوگی جو امت کو دوزخ کی آگ سے نکالے گی۔اس طرح اس کے درجات میں اضافہ ہوگا یا نیکیوں میں اضافہ کیا جائے گا یا قیامت کے دن اللہ کے عرش کے سائے میں عزت واحترام سے نوازا جائے گا یا پھر برزخ میں منبروں پر بٹھایا جائے گا یا پھر جنت کی طرف جلدی روانہ کیا جائے گا۔یہ تمام نبی پاک ﷺ کی شفاعت کی صورتیں ہیں جن کو قاضی عیاض نے ذکر کیا ہے اور میں نے خلاصے کے طور پہ نقل کیا ہے ان کا یہ کلام بہت ہی خوبصورت اور تحقیق سے بھرپور ہے۔یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اہل مدینہ کو مخصوص کرنے میں یہ بشارت ہو کہ مدینہ پاک کی گرمی پر صبر کرنے والا اسلام پر مرے گا جس کی وجہ سے اس کا شمار اہل شفاعت میں ہوگا۔جب یہ بات ثابت ہوگئی ہے تو وسیلہ کا ثواب ان امور سے ہوگا کہ جو معطل ہیں اور جن کا اہتمام معین ہے کیونکہ نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ میرے لئے اللہ سے وسیلہ مانگا کرو۔لیکن ہمارے شیخ وسیلہ کی دعا کو اذان کے بعد خاص کرتے ہیں اور مطلق کو مقید پر محمول کرتے ہیں۔

## اذان کے بعد مؤذنین نے جو نئی چیز ایجاد کی ہے

تکملہ:۔ مؤذنین نے نماز صبح اور نماز جمعہ کے علاوہ دیگر پانچوں نمازوں کی اذان کے بعد نبی پاک ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھنا شروع کیا ہے جبکہ شروع میں وہ صرف صبح اور جمعہ کی اذان سے پڑھتے تھے مگر مغرب کی اذان کے بعد یا پہلے وقت کی تنگی کی وجہ سے نہیں پڑھتے تھے۔اس کی ابتدا سلطان صلاح الدین ایوبی کے دورِ حکومت میں اس کے حکم سے ہوئی۔وجہ یہ ہے کہ جب حاکم بن عزیز قتل ہوا تو اس کی بہن ست الملک نے حکم دیا کہ اس کے بیٹے ظاہر پر سلام پڑھا جائے تو اس پر "اَلسَّلَامُ عَلَی الْاِمَامِ الظَّاهِرِ" کے الفاظ سے سلام پڑھا جاتا تھا اس کے بعد تمام خلفاء پر بھی سلام جاری رہا یہاں تک کہ سلطان صلاح الدین ایوبی (اللہ اسے جزاءِ عطا فرمائے) نے اس کو بند کروادیا۔اس بارے میں اختلاف کہ آیا یہ مستحب ہے،مکروہ ہے،بدعت ہے یا پھر مشروع ہے؟۔اس کے مستحب ہونے پر اللہ تعالیٰ کے فرمان "وَافْعَلُوا الْخَيْرَ" سے استدلال کیا جاتا ہے۔اس کا اجل قربات سے ہونا معلوم ہے۔اور خصوصاً اس بات پر ابھارنے کیلئے بہت زیادہ احادیث ہیں مثلاً اذان کے بعد دعا کی فصل میں،رات کے آخری تیسری حصے میں اور فجر کے قریب صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا ذکر ہے۔صحیح بات یہ ہے کہ یہ بدعت

حسنہ ہے مگر پڑھنے والے کو اس کی نیت کی وجہ سے اجر ملے گا۔ ابن سہل مالکی سے ان کی کتاب الاحکام میں رات کے آخری تیسرے حصے میں موذنین کی تسبیح میں اختلاف منقول ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ سونے والوں کو تنگ کریں گے جب کہ اللہ تعالیٰ نے رات آرام کیلئے بنائی ہے اس میں اور بھی غور و فکر کی ضرورت ہے۔

## جمعہ کے دن اور رات نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود شریف بھیجنا

امام شافعی فرماتے ہیں کہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ہر حال میں بہت زیادہ درود شریف بھیجنا پسند کرتا ہوں اور جہاں تک جمعہ کے دن اور رات کی بات ہے تو اس میں تو اور بھی بہت زیادہ پسند کرتا ہوں۔ چوتھے باب میں حضرت ابو ہریرہ، انس بن مالک، اوس بن اوس، ابو اُمامہ، ابوالدرداء، ابومسعود، عمر بن خطاب، عبداللہ بن عمر، حسن بصری، خالد بن سعدان، یزید رقاشی اور ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی احادیث اس کے متعلق گزر چکی ہیں جن کو ہم یہاں دوبارہ ذکر نہیں کرتے۔

حضرت ابوذر الغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ مِائَتَیْ صَلَاةً غُفِرَ لَهٗ ذَنْبُ مِائَتَیْ عَامٍ" جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر دوسو مرتبہ درود شریف بھیجے گا اس کے دوسو سال کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اس حدیث کی تخریج دیلمی نے کی ہے یہ صحیح نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا "مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ کَانَ شَفَاعَتُهٗ لَهٗ عِنْدِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ" اس کی تخریج بھی دیلمی نے کی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ ابھی ابھی جبرائیل علیہ السلام نے مجھے اللہ کا پیغام دیا ہے کہ جو مسلمان سطح زمین پر ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود پڑھے گا میں اور میرے سارے فرشتے اس پر دس بار درود پڑھیں گے۔ اسی حدیث کو طبرانی نے ایسی سند کے ساتھ روایت کیا ہے جس کی متابعات میں کوئی حرج نہیں۔ یہی حدیث ان الفاظ میں بھی روایت کی گئی ہے کہ،

"اَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلَاةِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَیْلَةَ الْجُمُعَةِ فَمَنْ فَعَلَ ذَالِكَ کُنْتُ لَهٗ شَهِیْدًا اَوْ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ"

یعنی مجھ پر جمعہ کے دن اور رات کثرت سے درود بھیجا کرو۔ جو بھی ایسا کرے گا قیامت کے دن میں اس کا گواہ اور شفیع بنوں گا۔ دوسرے باب کے شروع میں بھی اسی طرح کی حدیث گزری ہے۔ ابن عدی نے ضعیف سند کے ساتھ اپنی کتاب الکامل میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو کہ اس دن تمہارے درود مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس بندے نے جمعہ کے دن مجھ پر اسی مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس کے اسی سال کے گناہ معاف فرمائے گا۔ پوچھا گیا یارسول اللہ! آپ پر درود کیسے بھیجا جائے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس طرح پڑھا کرو "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِیِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ"۔ اس حدیث کو الخطیب نے تخریج کیا جب کہ ابن جوزی نے اسے ضعیف احادیث میں ذکر کیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا "مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ اَلْفَ مَرَّةٍ لَمْ یَمُتْ حَتّٰی یَرٰی مَقْعَدَهٗ فِی الْجَنَّةِ" کہ جو جمعہ کے دن ہزار مرتبہ اس درود پاک کو پڑھے گا وہ جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ کر فوت ہوگا۔ اس حدیث کو ضعیف سند کے ساتھ ابن شاہین نے تخریج کیا۔ اس حدیث کا ذکر دوسرے باب میں ہو چکا ہے۔ مگر وہاں جمعہ کے دن

کا ذکر نہ تھا۔ مسند الفردوس میں اس کی نسبت سنن نسائی کی طرف ہے مگر یہ وہم ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو مجھ پر ہر جمعہ چالیس مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کے چالیس سال کے گناہ معاف کر دے گا، جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اور وہ قبول ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اس کے اسی سال کے گناہ معاف کرے گا اور جس نے سورۃ اخلاص پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جہنم کی آگ کے اوپر ایک پُل سا بنا دے گا تا کہ وہ اس آگ سے گزر جائے۔ اس حدیث کو تیمی نے ترغیب میں، ابن حبان نے بعض جگہ اور دیلمی نے ان کے طریق سے اپنی مسند میں تخریج کیا ہے۔ لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔ یہی حدیث ان الفاظ کے ساتھ مرفوع ذکر کی گئی ہے مگر مجھے اس کی سند پر آگاہی نہیں ہے "مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ مِائَةَ صَلَاةٍ غَفَرَ اللّٰهُ خَطِیْئَةَ ثَمَانِیْنَ عَامًا" اس کے ایک راوی نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے خواب میں نبی پاک ﷺ کی زیارت کی اور یہ حدیث آپ ﷺ کے سامنے پیش کی تو آپ ﷺ نے اس کی تصدیق فرمائی۔ ایک اور روایت بھی اسی طرح ہے مگر اس میں یہ الفاظ ہیں۔ "مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ لَیْلَةَ الْجُمُعَةِ مِائَةَ مَرَّةٍ غُفِرَ لَهٗ خَطِیْئَةَ عِشْرِیْنَ سَنَةً"۔ اس حدیث کا صحیح نہ ہونا ظاہر ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زید بن وہب سے نقل فرمایا کہ جمعہ کے دن نبی پاک ﷺ پر ہزار مرتبہ درود شریف بھیجنا کبھی ترک نہ کرنا اور درود شریف ان الفاظ میں پڑھنا "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ" یہ حدیث تیمی نے روایت کی ہے مگر اس کی سند میں نرمی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب خمیس کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو بھیجتا ہے جن کے پاس چاندی کے کاغذ اور سونے کی قلمیں ہوتی ہیں اور وہ فرشتے خمیس کے دن اور جمعہ کی رات نبی پاک ﷺ پر کثرت سے درود پڑھنے والوں کے نام لکھتے ہیں۔ اس حدیث کو ابن بشکوال نے تخریج کیا لیکن اس کی سند میں ایک ایسا راوی بھی ہے جو مجھے معلوم نہیں۔ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خمیس کے دن عصر کے وقت اللہ تعالیٰ آسمان سے زمین کی طرف فرشتے بھیجتا ہے جن کے پاس چاندی کے کاغذ اور سونے کی قلمیں ہوتی ہیں۔ وہ اس دن سے لے کر دوسرے دن سورج غروب ہونے تک نبی پاک ﷺ پر درود پڑھنے والوں کے نام لکھتے رہتے ہیں۔ اس خبر کو مجد لغوی نے ذکر کیا لیکن میں ابھی تک اس کی سند پر آگاہ نہیں ہوں۔
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا

"اِنَّ لِلّٰهِ مَلَآئِکَةً خُلِقُوْا مِنَ النُّوْرِ لَا یَهْبِطُوْنَ اِلَّا لَیْلَةَ الْجُمُعَةِ وَیَوْمَ الْجُمُعَةِ بِاَیْدِیْهِمْ اَقْلَامٌ مِّنْ ذَهَبٍ وَدَوِیٌّ مِنْ فِضَّةٍ وَّقَرَاطِیْسُ مِنْ نُوْرٍ لَا یَکْتُبُوْنَ اِلَّا الصَّلٰوةَ عَلَی النَّبِیِّ"

"اللہ تعالیٰ کے کچھ نورانی فرشتے ایسے بھی ہیں جو صرف جمعہ کے دن اور رات زمین پر نازل ہوتے ہیں ان کے ہاتھوں میں سونے کے قلم، چاندی کی دواتیں اور نور کے کاغذ ہوتے ہیں۔ یہ صرف درود شریف پڑھنے والوں کے نام لکھتے ہیں"

یہ حدیث دیلمی نے تخریج کی مگر اس کی سند میں ضعف پایا جاتا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اَکْثِرُوا الصَّلٰوةَ عَلٰی نَبِیِّکُمْ فِی اللَّیْلَةِ الْغَرَّآءِ وَالْیَوْمِ الْاَزْهَرِ۔ اس حدیث کو بیہقی نے روایت کیا اور یہی حدیث حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے۔ سلفی نے بھی اس کی تخریج کی ہے۔ اس کی سند میں قاسم ملطی ایک جھوٹا راوی بھی ہے۔ اسی طرح کی ایک حدیث حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جمعہ کی رات مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ اس حدیث کو صاحب الشرف نے ذکر کیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا "مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ ثَمَانِیْنَ مَرَّةً غُفِرَ لَهٗ ذُنُوْبُ ثَمَانِیْنَ

عَامًا"۔ اس حدیث کو ابن شاہین نے الافراد، ابن بشکوال، ابوشیخ اور ضیاء نے دارقطنی کے طریق سے الافراد، دیلمی نے مسند فردوس اور ابونعیم نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں ضعف ہے۔ الازدی نے الضعفاء میں حضرت ابو ہریرہ سے ایک حدیث دوسرے طریق سے نقل کی ہے مگر اس میں بھی ضعف ہے۔ ابوسعید نے یہ حدیث شرف المصطفیٰ میں حدیث انس سے تخریج کی۔ ابن بشکوال نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث اس طرح روایت کی کہ جس نے جمعہ کے دن عصر کی نماز پڑھی اور اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے یہ درود اسی مرتبہ پڑھا تو اس کے اسی سال کے گناہ معاف ہوں گے اور اس کو اسی سال کی عبادت کا ثواب دیا جائے گا۔ درود یہ ہے "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا"۔ اسی طرح حضرت سہل سے بھی مروی ہے جیسا کہ آگے ذکر ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مرفوع حدیث روایت ہے جس کی اصل پر میں واقف نہیں ہوں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خلیل، حضرت موسیٰ کو نجی اور مجھے حبیب بنایا اور پھر فرمایا مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں اپنے حبیب کو ان دونوں پر ترجیح دوں گا پس جو بندہ ان پر جمعہ کی رات اسی مرتبہ درود بھیجے گا اس کے دوسو سال پہلے اور ایک سو سال بعد والے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ میں اس حدیث کو صحیح نہیں مانتا۔ دارقطنی نے ان الفاظ کے ساتھ ایک مرفوع روایت ذکر کی کہ جس نے مجھ پہ جمعہ کے دن اسی مرتبہ درود شریف پڑھا اللہ تعالیٰ اس کے اسی سال کے گناہ معاف کرے گا۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ! آپ پر درود شریف کیسے پڑھیں تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا اس طرح پڑھو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ۔ میں کہتا ہوں عراقی نے اس حدیث کو حسن کہا اور اس سے پہلے ابوعبداللہ بن نعمان نے بھی حسن کہا ہے۔ یہ محل نظر ہے اسی طرح حدیث انس قریب ہی گزری ہے۔ حضرت صفوان بن سلیم سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا "اِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةُ الْجُمُعَةِ فَاَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ"۔ یہ مرسل حدیث ہے اور امام شافعی نے اس کی تخریج کی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ،

"مَنْ صَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مَرَّةً جَآءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَعَهٗ نُوْرٌ لَوْ قُسِمَ ذَالِكَ النُّوْرُ بَيْنَ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ لَوَسِعَهُمْ"

"جس نے جمعہ کے دن نبی پاک ﷺ پر درود پڑھا قیامت کے دن اس کے پاس ایک ایسا نور ہوگا کہ اگر اس کو تمام مخلوق پر تقسیم کیا جائے تو کافی ہوگا"

اس حدیث کو ابونعیم نے الحلیۃ میں تخریج کیا ہے۔ حضرت سہل بن عبداللہ کہتے ہیں کہ جس بندے نے جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اسی مرتبہ یہ درود شریف پڑھا اس کے اسی سال کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ درود شریف یہ ہے "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ۔ اس حدیث کو ابن بشکوال نے روایت کیا ہے۔ اسی طرح کی ایک حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھوڑی دیر پہلے گزری ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ،

"مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ صَلَاةً وَّاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَمَلَآئِكَتُهٗ اَلْفَ اَلْفِ صَلَاةٍ كُتِبَ لَهٗ اَلْفَ اَلْفِ حَسَنَةٍ وَّحُطَّ عَنْهُ اَلْفَ اَلْفِ خَطِيْئَةٍ وَّرُفِعَ لَهٗ اَلْفَ اَلْفِ دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ"

"یعنی جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے دس پر لاکھ مرتبہ درود بھیجیں گے، ایک لاکھ نیکیاں ملیں گی، ایک لاکھ گناہ معاف ہونگے اور جنت میں ایک لاکھ درجات بلند ہوں گے"

میں اس حدیث کی سند پہ آگاہ نہیں ہوں اور اس کے غلط بلکہ اس کے باطل ہونے کا یقین رکھتا ہوں۔ ابوعبدالرحمن مقری کہتے ہیں کہ

مجھے پتہ چلا خلاد بن کثیر حالت نزع میں تھے کہ ان سرہانے کے نیچے کاغذ کا ایک ٹکڑا ملا جس کے اوپر لکھا ہوا تھا کہ یہ خلاد بن کثیر کے لئے دوزخ سے چھٹکارے کا سرٹیفکیٹ ہے لوگوں نے اس کے گھر والوں سے اس کے عمل کے بارے میں پوچھا اور انہوں نے بتایا کہ یہ جمعہ کو ہزار مرتبہ یہ درود پڑھا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ گزشتہ حدیث میں روایت بھی ہو چکا ہے کہ جو بندہ مجھ پر جمعہ کے دن ہزار مرتبہ درود پڑھتا ہے تو وہ جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھنے سے پہلے فوت نہیں ہوگا۔ ابن نعمان وغیرہ نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے مگر اس کی اصل پر آگاہی نہیں ہے۔ عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ انہوں نے لکھا کہ جمعہ کے دن علم کو نشر کرو علم کی آفت بھول جانا یعنی نسیان ہے۔ اور جمعہ کے دن کثرت سے نبی پاک ﷺ پر درود بھیجا کرو۔

اس اثر کو ابن وضاح، اور آپ کے طریق سے ابن بشکوال اور نمیری نے بھی روایت کیا ہے۔ ابن بشکوال نے اس کو ابن وضاح کے طریق سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا کہ جو بندہ نماز عصر کے بعد خمیس کی شام یہ پڑھے تو اللہ تعالی ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں جا کے عرض کرتا ہے کہ فلاں بندہ آپ ﷺ کو سلام عرض کر رہا ہے۔ دعا یہ ہے اَللّٰھُمَّ رَبَّ الشَّھْرِ الْحَرَامِ وَ الرُّکْنِ وَ الْمَقَامِ وَرَبَّ الْحِلِّ وَالْحَرَامِ اِقْرَاْ مُحَمَّدًا مِّنِّیَ السَّلَامِ ۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو مومن جمعہ کی رات دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورت فاتحہ کے بعد پچیس مرتبہ سورت اخلاص اور اتنی ہی مرتبہ یہ درود پڑھے تو اگلے جمعہ سے پہلے میری زیارت کرے گا اور اللہ تعالی اس کے گناہوں کو معاف کر دے گا۔ درود شریف یہ ہے صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ۔ اس حدیث کی تخریج ابوموسی مدینی نے کی ہے اور یہ صحیح نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے مرفوع روایت ہے (مگر میں اس کی سند پہ آگاہ نہیں ہوں) کہ اگر کوئی بندہ جمعہ کی رات ان کلمات کو دس بار ادا کرے گا تو اللہ تعالی اس کو کروڑ نیکیاں دے گا، کروڑ گناہ معاف کرے گا، کروڑ درجات بلند کرے گا اور جب قیامت کا دن ہوگا اس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قبے میں داخل کرے گا۔

"یَا دَآئِمَ الْفَضْلِ عَلَی الْبَرِیَّۃِ یَا بَاسِطَ الْیَدَیْنِ بِالْعَطِیَّۃِ یَا صَاحِبَ الْمَوَاھِبِ السَّنِیَّۃِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ خَیْرِ الْوَرٰی بِالسَّجِیَّۃِ وَاغْفِرْلَنَا یَا ذَا الْعُلٰی فِیْ ھٰذِہِ الْعَشِیَّۃِ"

یہ مکمل جھوٹی حدیث ہے ابوموسیٰ کے نزدیک باطل سند کے ساتھ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے جو بندہ ہر روز تین مرتبہ اور جمعہ کے دن سو مرتبہ نبی پاک ﷺ پہ یہ درود بھیجے گا تو اس کا حشر آپ ﷺ کے ساتھ ہی ہوگا اور آپ ﷺ اس کا ہاتھ پکڑ کے جنت میں لے جائیں گے۔ درود شریف مندرجہ ذیل ہے۔

" صَلَوَاتُ اللہِ وَمَلَآئِکَتِہٖ وَ اَنْبِیَآءِہٖ وَ رُسُلِہٖ وَ جَمِیْعِ خَلْقِہٖ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ عَلَیْہِ وَ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ"

ابونعیم نے اپنی کتاب الحلیہ میں لکھا ہے کہ ابراہیم بن ادھم جمعہ کی صبح دعا مانگا کرتے اور اس دعا میں یہ درود پڑھا کرتے تھے کہ

"صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَرُسُلِہٖ اَجْمَعِیْنَ اٰمِیْنَ رَبَّ الْعَالَمِیْنَ اَللّٰھُمَّ اَوْرِدْنَا حَوْضَہٗ وَاَسْقِنَا بِکَاْسِہٖ مَشْرَبًا رَّوِیًّا سَآئِغًا ھَنِیْئًا لَّا نَظْمَأُ اَبَدًا وَّ احْشُرْنَا فِیْ زُمْرَتِہٖ غَیْرَ خَزَایَا وَ لَا نَاکِثِیْنَ وَلَا مُرْتَابِیْنَ وَلَا مَقْبُوْضِیْنَ وَلَا مَغْضُوْبَ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ"

اس کتاب کو پڑھنے والے جب تمہیں درود کی عظمت اور برکت معلوم ہوگئی ہے تو اب نبی پاک ﷺ پہ صبح و شام درود شریف پڑھا کر مگر جمعہ کے دن زیادہ پڑھا کرتا کہ تو اس کے نور سے بہتر طریقے مستفیذ ہو سکے اور تجھے عزت و افتخار حاصل ہو۔

## ہفتے اور اتوار کے دن نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف بھیجنا

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہفتے کے دن مجھ پہ کثرت سے درود پڑھا کرو کہ اس دن یہودی اپنے قیدیوں کو یاد کرتے ہیں۔ پس جس نے مجھ پہ اس دن سو بار درود بھیجا اس نے اپنے آپ کو جہنم سے آزاد کروا لیا، اس کے لئے شفاعت واجب ہوگئی اور قیامت کے دن جس کے لئے میں پسند کروں گا اس کے لئے شفاعت ہوگی۔ اور اتوار کے دن تم پہ رومیوں کی مخالفت ضروری ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ کس چیز میں ان کی مخالفت؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کہ اس دن وہ اپنے کنیسوں میں جاتے ہیں، صلیبوں کی پوجا کرتے ہیں اور مجھ کو برا بھلا کہتے ہیں۔ پس جو اتوار کے دن صبح کی نماز پڑھے اور اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہوئے بیٹھا رہے یہاں تک کہ سورج بلند ہو جائے پھر اللہ تعالیٰ کی توفیق کے مطابق دو رکعت نماز ادا کرے پھر مجھ پہ سات بار درود بھیجے اور پھر اپنے والدین اور مومنوں کے لئے مغفرت کی دعا کرے تو اس کی اور اس کے لئے والدین کی مغفرت کر دی جائے گی۔ اور اگر وہ کوئی اور دعا مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی قبول کرے گا۔

دوسرے الفاظ میں اس طرح بھی روایت کی گئی ہے کہ جس نے اتوار کی رات بیس رکعتیں پڑھیں اور ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ ایک بار، سورۃ اخلاص پچاس بار، معوذتین ایک بار پڑھا اور پھر اپنے والدین کے لئے سو مرتبہ مغفرت طلب کی اور مجھ پر سو مرتبہ درود پڑھا اور اپنی قوت اور طاقت سے برات کی اور اللہ تعالیٰ کی پناہ لی اور یہ کلمات پڑھے تو اس کو اتنے لوگوں کا ثواب ہوگا جتنے لوگوں نے اللہ سے بیٹے مانگے اور جتنوں نے نہیں مانگے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو امن والوں کا ساتھی بنائے گا اور اللہ تعالیٰ پر اس انبیاء کے ساتھ جنت میں داخل کرنا حق ہے۔ امام قرطبی نے اپنی کتاب **الصلوٰۃ النبویۃ** میں اسی طرح ذکر کیا اور اس کی نسبت امام حسن بصری کی **السراج الواضع** کی طرف کی لیکن میں کہتا ہوں کہ اس حدیث میں موضوع ہونے کی نشانیاں ہیں۔

## سوموار اور منگل کی رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنا

اس مقام کو ابو موسیٰ مدینی نے **وظائف اللیالی والایام** اور امام اغزالی نے **الاحیا** میں ذکر کیا مگر سند ذکر نہیں کی۔ اعمش حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ سوموار کی رات چار رکعت نماز اس طرح پڑھے گا کہ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ ایک دفعہ، پہلی رکعت میں سورۃ اخلاص گیارہ بار دوسری میں اکیس بار، تیسری میں تیس بار چوتھی میں چالیس بار پڑھے پھر سلام پھیرے پھر سورۃ اخلاص پچھتر بار پڑھے گا اپنے لئے اور والدین کے لئے استغفار کرے اور پچھتر بار درود شریف بھیجے پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت مانگے۔ تو اللہ تعالیٰ پہ حق ہے کہ جو وہ مانگے گا اللہ تعالیٰ اسے عطاء کرے گا۔ اس کو نماز حاجت بھی کہتے ہیں۔ مدینی نے اپنی کتاب میں جعفر بن محمد عن ابیہ عن جابر کے طریق سے ایسی سند سے روایت کیا ہے کہ جس میں ایک راوی پر جھوٹ کی تہمت ہے۔ روایت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو بندہ منگل کی رات عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد وتر سے پہلے چار رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ سورۃ الفاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورۃ اخلاص، ایک مرتبہ معوذتین پڑھے جب نماز سے فارغ ہو تو پچاس مرتبہ استغفار کرے اور پچاس مرتبہ درود پڑھے۔ تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے اس طرح اٹھائے گا کہ اس کا چہرہ روشن ہوگا۔ اور بھی بہت سا ثواب ذکر کیا۔

## خطبوں میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف بھیجنا

مثلاً جمعۃ المبارک، عیدین، استسقاء اور کسوفین وغیرہ کی خطبات۔ خطبہ کے صحیح ہونے کیلئے درود شریف شرط ہے یا نہیں؟۔ اس

بارے میں اختلاف ہے امام شافعی اور امام محمد کے نزدیک درود شریف کے بغیر خطبہ صحیح نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک کا کہنا ہے کہ درود کے بغیر خطبہ صحیح ہے۔ امام احمد کا ایک قول یہ بھی ہے۔ دوسرے خطبہ میں اس کے واجب ہونے کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام شافعی دونوں خطبوں میں درود کے واجب ہونے کے قائل ہیں جس کی دلیل انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ اور اس فرمان کی جو تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فرمان "جب بھی اللہ کا ذکر ہوگا تو ساتھ ہی ان کا ذکر بھی ہوگا" اور حضرت قتادہ کے قول سے بھی لی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت میں نبی پاک ﷺ کے ذکر کو بلند فرمایا ہے لہٰذا کوئی خطیب متشہد اور نماز پڑھنے والا ایسا نہیں ہے مگر اس کے کلام کا آغاز اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ سے ہوتا ہے۔ اس استدلال میں نظر ہے کیونکہ اس ذکر سے مراد آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی ہے۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کی توحید کے ساتھ اس کے رسول کے گواہی دی چکا تو پھر یہ خطبہ میں قطعاً واجب بلکہ اس کا سب سے بڑا رکن ہے۔ لیکن خطبہ میں نبی پاک ﷺ پر درود پڑھنے کی مشروعیت اس روایت سے لی گئی ہے جو عون بن ابی جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میرے والد (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مددگار تھے اور وہ منبر کے نیچے کھڑے ہوتے تھے انہوں) نے مجھے بتایا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے، اللہ کی حمد وثناء پڑھی، نبی پاک ﷺ پر درود بھیجا اور فرمایا کہ نبی پاک ﷺ کے بعد اس امت کے بہترین شخص ابوبکر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بعد حضرت عمر فاروق علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جہاں چاہتا ہے بھلائی فرماتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ نماز کے خطبے اور درود کے بعد یہ دعا مانگتے تھے کہ اے اللہ میرے نزدیک ایمان کو محبوب بنا اور اس کو ہمارے دلوں میں مزین کر اور کفر وفسوق اور نافرمانی سے ہماری نفرت ہوجائے۔ یہ لوگ پکے ارادے والے ہیں۔ اے اللہ ہماری طاقت، ہماری سماعت، ہماری بیویاں، ہمارے دل اور ہماری اولاد کو ہمارے لئے باعث برکت بنا۔ اس روایت کو نمیری اور محمد بن حسن بن صفر اسدی نے تخریج کیا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ وہ منبر پر کھڑے ہوئے اور مختصر طور پر اللہ کی حمد وثنا کی، نبی پاک ﷺ پر درود بھیجا، لوگوں کو وعظ ونصیحت کی، انہیں نیکی کا حکم دیا اور برائی سے منع فرمایا۔ اس روایت کو دارقطنی نے ابن لہیعہ کے طریق سے تخریج کیا۔ ابواسحاق (السبیعی) سے مروی ہے کہ انہوں نے لوگوں کو دیکھا کہ جب امام خطبہ دیتا تو لوگ اس کی طرف متوجہ ہوتے اور اونگھ نہیں رہے ہوتے تھے۔ ان کا خطبہ صرف قصص اور درود شریف پر مشتمل ہوتا تھا۔ اس روایت کو قاضی اسماعیل نے تخریج کیا۔

ضبہ بن محصن سے روایت ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب خطبہ دیتے تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے، نبی پاک ﷺ پر درود پڑھتے اور حضرت عمر کیلئے دعا خیر فرمایا کرتے تھے۔ جب انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا کی تو ضبہ نے اس پر حیرانگی کا اظہار کی کہ ابوبکر سے پہلے حضرت عمر پر دعا کیوں کی؟۔ جب یہ بات حضرت عمر کو پتہ چلی تو انہوں نے ضبہ سے کہا کہ تم حقیقت کے زیادہ موافق اور ٹھیک راستے پر ہو۔ میں کہتا ہوں کہ ابن قیم نے کہا ہے کہ یہ روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ خطبوں میں درود بھیجنا صحابہ کا مشہور ومعروف امر ہے۔ مگر درود شریف کے خطبہ میں واجب ہونے کے متعلق اس طرح کی کوئی دلیل نہیں کہ جس کی طرف رجوع کیا جاسکے۔

میں نے مجد لغوی کی مصنف میں پڑھا ہے کہ ممکن ہے کہ اس سلسلہ میں امام شافعی نے خلفاء راشدین اور بعد والے لوگوں پر اعتماد کیا ہو۔ کیونکہ ان میں سے کسی سے بھی ایسا خطبہ نقل نہیں کیا گیا کہ جس میں انہوں نے حمد اور درود پہلے نہ پڑھا ہو۔ سلف صالحین اس خطبے کو البتیراء کا نام دیتے ہیں جو خطبہ نبی پاک ﷺ پر درود پڑھنے کے بغیر ہو۔ ہمارے اصحاب فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ پر درود شریف واجب خطبوں اور مستحب خطبوں میں بھی رکن ہے مثلاً عیدین اور کسوفین کے خطبے۔ حج کے خطبہ میں اس کے شرط ہونے پر کوئی تعرض نہیں۔

عبداللہ بن عبدالحکیم فرماتے ہیں کہ ایک امیر نے جمعہ والے دن ہم سے خطاب کیا مگر وہ درود شریف پڑھنا بھول گیا۔ جب خطبہ ختم ہوا تو لوگ چاروں طرف سے چیخنے چلانے لگے۔ پھر وہ مصلیٰ کی طرف بڑھا، نماز مکمل کی اس کے بعد دوبارہ منبر پر چڑھا اور کہا اے لوگو! کسی وقت بھی شیطان ابن آدم کو فریب میں مبتلا کرنے سے باز نہیں رہتا۔ اس دن بھی وہ ہم پر ایسا ہی حملہ کرنے والا تھا کہ اس نے ہمیں درود شریف پڑھنے سے غافل کر دیا۔ اب تم اس شیطان کو ذلیل و رسوا کرنے کیلئے نبی پاک ﷺ پر اس طرح درود پڑھو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَثِیْرًا کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْہِ۔ اس روایت کو ابن بشکوال نے ذکر کیا ہے۔

## نماز عید کی تکبیرات میں نبی پاک ﷺ پر درود شریف پڑھنا

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن ولید بن عقبہ عید کی نماز سے پہلے حضرت ابن مسعود، ابوموسیٰ اور حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس آئے اور فرمایا عید قریب آ رہی ہے۔ اس میں تکبیریں کس طرح پڑھنی ہیں؟۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ابتداء میں ایک تکبیر پڑھنا اس سے نماز شروع ہوگی، اس میں اللہ کی حمد کرنا، نبی پاک ﷺ پر درود بھیجنا اور دعا مانگنا، پھر دوسری تکبیر کہنا اس میں بھی ایسا ہی کرنا پھر جب اگلی تکبیر کہو تو اس میں بھی ویسا ہی کرنا اس کے بعد قرأت کرنا اور تکبیر کہہ کر رکوع کرنا۔ پھر دوسری رکعت کیلئے کھڑے ہو جانا۔ اس میں بھی پہلے قرأت کرنا، اس کے بعد تکبیر کہنا اور اس میں بھی پہلی رکعت ہی طرح کرنا۔ پھر تیسری تکبیر میں بھی ایسے ہی کہنا پھر رکوع کرنا یہ سن کر حضرت حزیفہ اور ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ابوعبدالرحمن نے ٹھیک کہا ہے۔ اس روایت کو قاضی اسماعیل نے ذکر کیا اس کی سند صحیح ہے۔

ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب العیں میں حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث بیان کی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ایک تکبیر کہنا جس کے ساتھ تو نماز میں داخل ہو جائے، اللہ کی حمد کرنا، نبی پاک ﷺ پر درود پڑھنا، دعا مانگنا اور پھر تکبیر کہنا۔ امام ابوحنیفہ اور امام احمد نے اس سے یہ دلیل لی ہے۔ امام ابوحنیفہ ہر رکعت میں صرف تین زائد تکبیروں کے قائل ہیں جبکہ امام شافعی اور امام احمد تکبیروں کے درمیان اللہ کی حمد اور نبی پاک ﷺ پر درود پڑھنے کے لئے اسی حدیث کو دلیل بناتے ہیں۔ امام مالک نے اس کو دلیل کے طور پر نہیں لیا۔ امام ابوحنیفہ بغیر کسی ذکر کے اکٹھی تین تکبیریں کہنے میں اس کے ساتھ موافقت رکھتے ہیں۔ ابن ابی الدنیا اپنی کتاب العید میں حضرت عطاء سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا نماز عید میں ہر دو تکبیروں کے درمیان سکوت میں اللہ کی حمد کرے اور نبی پاک ﷺ پر درود شریف بھیجے۔

## نماز جنازہ میں نبی پاک ﷺ پر درود شریف پڑھنا

نماز جنازہ میں دوسری تکبیر کے بعد درود شریف پڑھنے میں کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ اختلاف اس میں ہے کہ آیا نماز جنازہ درود پر موقوف ہے یا نہیں؟۔ امام شافعی اور امام احمد کا مذہب یہ ہے کہ نماز جنازہ میں درود پڑھنا امام اور مقتدی دونوں پر واجب ہے اور اس کے بغیر نماز جنازہ صحیح نہیں۔ صحابہ کرام کی ایک جماعت سے یہ مروی ہے جس کا ذکر میں آگے کروں گا۔ امام مالک اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ واجب نہیں ہے۔ امام شافعی کے بعد کا مذہب یہ بھی ہے کہ نماز جنازہ میں درود پڑھنا مستحب ہے جیسا کہ تشہد میں۔ نماز جنازہ میں اس کے مشروع ہونے پر دلیل حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف سے مروی ہے کہ انہیں اس چیز کا پتہ ہے کہ صحابہ کرام میں سے کسی نے نماز جنازہ کا سنت طریقہ اس طرح بتایا تھا کہ امام تکبیر کہے، اس کے بعد سورۃ الفاتحہ پڑھے، نبی پاک ﷺ پر درود پڑھے اور پھر میت کے لئے خالص دعا کرے پھر

کوئی چیز پڑھے بغیر سلام پھیر دے۔اس کو قاضی اسماعیل اور امام شافعی نے روایت کیا یہ الفاظ امام شافعی کے روایت کے ہیں۔بیہقی نے ان کے طریق سے اور الحاکم نے بھی روایت کی ہے۔مطرف کی وجہ سے امام شافعی کی روایت ضعیف ہے۔مگر بیہقی نے **المعرفه** میں اسی حدیث کی ہم معنیٰ حدیث روایت کی ہے جس کی سند عبد اللہ بن ابی زیاد رصافی عن زہری کے طریق سے ہے۔اس سند نے ان کی روایت کو تقویت دی ہے۔

بیہقی نے سنن میں یونس عن ابی شھاب الزہری کے طریق سے روایت کی کہ ابوامامہ بن سہل بن حنیف (کبار انصار اور علماء میں سے تھے اور ان لوگوں کی اولاد میں سے تھے جو بارگاہ رسالت میں حاضر رہتے تھے) نے مجھے خبر دی کہ انہیں کئی صحابہ نے نماز جنازہ کا طریقہ اس طرح بتایا کہ امام تکبیر کہے اور پھر نبی پاک ﷺ پر درود پڑھے۔تینوں تکبیروں میں میت کیلئے خالص دعا کرے۔ جب دعا ختم ہو تو آہستہ سے سلام پھیر دے۔امام زہری فرماتے ہیں کہ جب وہ مجھے نماز جنازہ کا طریقہ بتا رہے تھے تو وہاں سعید بن مسیب بھی سن رہے تھے مگر انہوں نے کوئی اعتراض نہ کیا۔امام زہری کہتے ہیں کہ جو نماز جنازہ کا طریقہ مجھے ابوامامہ نے بتایا وہی طریقہ میں نے محمد بن سوید کو بتایا۔سوید نے کہا میں نے ضحاک بن قیس کو نماز جنازہ کے متعلق حبیب بن مسلمہ سے روایت کرتے ہوئے یہ سنا ہے کہ انہوں نے بھی اسی طرح بتایا جس طرح ابو امامہ نے بیان کیا۔

قاضی اسماعیل نے کتاب الصلوٰہ میں اسی حدیث کو اپنی سند سے معمر عن زہری سے روایت کیا کہ انہوں نے ابوامامہ سے سنا کہ وہ یہ طریقہ سعید بن مسیب کو بتا رہے تھے کہ پہلے سورۃ الفاتحہ پڑھو پھر نبی پاک ﷺ پر درود بھیجو پھر میت کے لئے دعا کرو حتیٰ کہ فارغ ہو جاؤ۔ یہ تمام چیزیں ایک مرتبہ پڑھو پھر سلام پھیر دو۔اس روایت کو الجارود نے **المنتقی** میں اور نمیری نے بھی روایت کیا ہے۔دونوں نے یہ روایت عبد الرزاق عن معمر کے طریق سے کی۔اس کی سند میں ایسے بندے بھی ہیں جن سے بخاری اور مسلم میں بھی احادیث تخریج کی گئی ہیں۔دارقطنی نے کہا کہ اس حدیث میں عبد الواحد بن زیاد کو وہم ہوا ہے کہ اس نے اس سند کی روایت اس طرع کی عن معمر عن زہری عن سہل عن سعد۔ تخلص الصلاۃ کا مطلب یہ ہے کہ وہ تینوں تکبیریں بلند آواز سے کہیں۔بیہقی کے ہاں یہ روایت ابوامامہ بن سہل بن حنیف عن عبید بن سباق کے طریق سے مروی ہے۔فرماتے ہیں کہ ہمیں سہل بن حنیف نے نماز جناہ پڑھایا پہلی تکبیر کے بعد سورۃ الفاتحہ پڑھی میں ان کے پیچھے کھڑا سن رہا تھا پھر دوسری تکبیر کہی جب ایک تکبیر باقی رہ گئی تو نماز کی طرح تشہد کیا پھر تکبیر پڑھی اور پھر پیچھے تشریف لے آئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نماز جنازہ کے متعلق پوچھا تو میں نے کہا اللہ کی قسم میں تجھے خبر دیتا ہوں۔ابتداء میں تکبیر پڑھنا، پھر نبی پاک ﷺ پر درود پڑھا اور پھر یہ دعا مانگ

"اَللّٰھُمَّ اِنَّ عَبْدَكَ فُلَانًا کَانَ لَا یُشْرِكُ بِكَ شَیْئًا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ اِنْ کَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِیْ اِحْسَانِہٖ وَ اِنْ کَانَ مُسِیْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْہُ سَیِّاٰتِہٖ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَہٗ"

"اے اللہ تو جانتا ہے کہ تیرا فلاں بندہ تیرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا اگر وہ محسن تھا تو اس کے احسان میں اضافہ کر اور اگر مجرم تھا تو اس کو معاف کر اے اللہ! ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ کر اور نہ اس کے بعد گمراہ کر"

بیہقی نے اپنی سنن میں اسی طرح تخریج کیا ہے۔مالک اور قاضی اسماعیل نے انہی کے طریق سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ان سے نماز جنازہ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں نماز جنازہ کے پیچھے چلتا ہوں۔ جب اسے زمین پر رکھ دیا جاتا ہے تو تکبیر کہتا ہوں پھر نبی پاک ﷺ پر درود پڑھتا ہوں اس کے بعد یہ دعا مانگتا ہوں،

"اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ عَبْدُكَ وَ ابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اُمَّتِكَ كَانَ يَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَ رَسُوْلُكَ وَ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِيْ اِحْسَانِهٖ وَ اِنْ كَانَ مُسِيْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ"

''اے اللہ یہ تیرا بندہ اور تیرے بندے اور تیری بندی کا بیٹا ہے۔ اور یہ اس چیز کی شہادت دیتا تھا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد تیرے بندے اور رسول ہیں۔ اور تو ہی اسے بہتر جانتا ہے۔ اگر وہ محسن تھا تو اس کے احسان میں اضافہ کر اور اگر مجرم تھا تو اس کو معاف کر۔ اے اللہ! ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ کر اور نہ اس کے بعد ہمیں آزمائش میں ڈال''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابواء کے مقام پہ نماز جنازہ اس طرح پڑھایا کہ پہلے تکبیر کہی، پھر بلند آواز سے سورة فاتحہ پڑھی، نبی پاک ﷺ پہ درود پڑھا پھر یہ دعا پڑھی کہ اے اللہ یہ تیرا بندا اور تیرے بندے اور تیری بندی کا بیٹا ہے۔ یہ اس چیز کی شہادت دیتا تھا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد تیرے بندے اور رسول ہیں اب یہ تیری رحمت کا محتاج ہے تو اسے پاکیزہ کر۔ اگر یہ گنا گار تھا تو معاف کر دے۔ اے اللہ! ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ کرنا اور اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کرنا۔ اس کے بعد تکبیریں پڑھیں اور واپس آئے اور فرمایا اے لوگو! میں نے یہ نماز نہیں پڑھی مگر تمہیں یہ بتانے کیلئے کہ یہی سنت طریقہ ہے۔ اس کو بیہقی نے ذکر کیا ہے مگر اس کی سند میں ضعف ہے۔

ابن سمعون نے تاسع امالی میں سعید مقبری عن اخیہ عباد کے طریقہ سے روایت کی کہ میں نے ایک جنازہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ پڑھا۔ انہوں نے سورة الفاتحہ پڑھی پھر نبی پاک ﷺ پر درود پڑھا پھر میت کیلئے خوب اچھے طریقے سے دعا کی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ میں نے بلند آواز سے قرأت اس لئے کی تھی تا کہ تمہیں طریقہ معلوم ہو جائے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ کبھی جنازہ پر آتے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے تھے کہ اے لوگو! میں نے نبی پاک ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ہر سو آدمی بہترین امت میں شمار ہوتے ہیں۔ جب کسی میت کے لئے سو آدمی جمع ہو جائیں اور اس کے لئے دعا کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے اس میت کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ تم لوگ اپنے بھائی کے لئے شفاعت والے بن کر آئے ہو پس دعا میں خوب کوشش کیا کرو۔ پھر قبلہ شریف کی طرف منہ کرتے اگر مرد ہوتا تو کندھے کے برابر اگر عورت ہوتی تو میت کے وسط کے برابر کھڑے ہوتے اور پھر اس طرح دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! یہ تیرا بندہ اور تیرے بندے کا بیٹا ہے۔ تو نے اسے پیدا کیا، اسلام کی طرف ہدایت دی اور اب اس کی روح قبض کی اور تو ہی اس کے ظاہر و باطن کو جانتا ہے۔ ہم اس کے لئے شفاعت کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہم تیرے جوار میں پناہ طلب کرتے ہیں۔ تو وفادار اور رحم کرنے والا ہے۔ اس کو قبر کے فتنے اور جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھ۔ اگر یہ محسن تھا تو اس کے احسان میں اضافہ اور اگر مجرم تھا تو اس کے خطائیں معاف فرما۔ اے اللہ! اس کی قبر میں نور پیدا کر اور اس کو نبی پاک ﷺ کی معیت عطا کر۔ جب بھی تکبیر کہتے اسی طرح پڑھتے تھے۔ جب آخری تکبیر ہوتی تو بھی اسی طرح کہتے اور اس کے بعد اس طرح درود شریف پڑھتے تھے،

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَ بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ" اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اَسْلَافِنَا اَفْرَاطِنَا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمَاتِ وَ

الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ"

پھر پیچھے تشریف لے آتے اور یہ طریقہ ہر مجلس میں سکھاتے تھے ان سے سوال کیا گیا کہ کیا نبی پاک ﷺ میت دفن کرنے بعد قبر پر رکتے تھے اور کوئی دعا مانگا کرتے تھے؟۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ میت کو دفنانے کے بعد قبر پر ٹھہرتے اور یہ دعا مانگا کرتے تھے،

" اَللّٰهُمَّ نَزَلَ بِكَ صَاحِبُنَا وَ خَلَفَ الدُّنْيَا وَرَآءَ ظَهْرِهٖ وَ نِعْمَ الْمَنْزُوْلُ بِهٖ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ عِنْدَ الْمَسْئَلَةِ وَلَا تَسْاَلْهُ فِىْ قَبْرِهٖ مَالَا طَاقَةَ بِهٖ اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ لَهٗ فِىْ قَبْرِهٖ وَالْحِقْهُ بِنَبِيِّهٖ"

" اے اللہ! ہمارا دوست اب تیرا مہمان ہے اس نے دنیا پیچھے چھوڑ دی ہے اور تو اچھا میزبان ہے۔ اے اللہ! قبر میں سوال کے وقت اسے ثابت قدم رکھنا اور اس سے کوئی ایسا سوال نہ کرنا جس کے جواب کی اس میں طاقت نہ ہو۔ اے اللہ! اس کی قبر کو منور کر دے اور اس کو اپنے نبی کی معیت عطاء فرما "

ابوذر ہروی اور نمیری نے ان کے طریق سے تخریج کی۔ مسائل عبداللّٰہ میں ان کے باپ سے روایت ہے کہ وہ نبی پاک ﷺ پر درود پڑھتے تھے۔ اور مقرب فرشتوں پر بھی درود پڑھتے تھے قاضی اسماعیل فرماتے ہیں کہ وہ اس طرح پڑھتے تھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مَلَآئِكَتِكَ الْمُقَرَّبِيْنَ وَ اَنْبِيَائِكَ وَ الْمُرْسَلِيْنَ وَ اَهْلِ طَاعَتِكَ اَجْمَعِيْنَ مِنْ اَهْلِ السَّمٰوَاتِ وَ الْاَرَضِيْنَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ"۔ نماز جنازہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ پہلے تکبیر کہو پھر ام القرآن یعنی فاتحہ پڑھو پھر نبی پاک ﷺ پت درود پڑھو پھر یہ دعا مانگو،

" اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ فُلَان" اَنْتَ خَلَقْتَهٗ اِنْ تُعَاقِبْهُ فَبِذَنْبِهٖ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهٗ فَاَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ اَللّٰهُمَّ صَعِّدْ رُوْحَهٗ فِى السَّمَآءِ وَ وَسِّعْ عَنْ جَسَدِهٖ فِى الْاَرْضِ اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ لَهٗ فِىْ قَبْرِهٖ وَ افْسَحْ لَهٗ فِى الْجَنَّةِ وَ اَخْلِفْهُ فِىْ اَهْلِهٖ اَللّٰهُمَّ لَا تُضِلَّنَا بَعْدَهٗ وَلَا تَحْرِمْنَآ اَجْرَهٗ وَ اغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ"

طبرانی نے اس کی تخریج "الدعاء" میں کی ہے۔ ام الحسن فرماتی ہیں کہ انہیں ایک متنازعہ میت پر بلایا گیا تو ام سلمہ نے انہیں کہا کہ جب تو وہاں پہنچے تو اس طرح کہنا اَلسَّلَامُ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اس کو بھی طبرانی نے الدعا میں روایت کیا ہے اسی طرح طبرانی سے ایک اور روایت بکر بن عبداللہ مزنی نے بھی کی ہے کہ جب تم میت کی آنکھیں بند کرو تو بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ پڑھا کرو۔

## میت کو قبر میں اتارتے وقت درود شریف پڑھنا

بعض علما نے ذکر کیا ہے کہ میت کو قبر میں اتارتے وقت نبی پاک ﷺ پر درود شریف پڑھا جائے اور اس حدیث کو دلیل بنایا ہے جو ابوداؤد اور ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ جب آپ ﷺ میت کو قبر میں اتارتے تو اس طرح فرمایا کرتے تھے بِسْمِ اللّٰهِ وَ عَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

## ماہ رجب میں درود شریف پڑھنا

اس کے متعلق کوئی صحیح روایت نہیں ملتی۔ ابن جوزی نے الموضوعات میں حضرت انس سے روایت کی ہے کہ جو پہلی جمعرات کا روضہ رکھے شام اور عشاء کے درمیان بارہ رکعت نماز پڑھے۔ جب نماز سے فارغ ہو جائے تو مجھ پر درود شریف پڑھے اور پھر اللہ تعالیٰ سے سوال

کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت ضرور پوری کرے گا۔ اس کے علاوہ بہت ثواب کا ذکر ہے۔ درود شریف یہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ۔ اسی کتاب میں انہوں نے حضرت انس سے مرفوع روایت کی ہے کہ جس نے نصف رجب کی رات چودہ رکعت نماز پڑھی اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد مجھ پر درود پڑھا۔ (اس کے بعد حدیث ذکر کی جس میں بہت ثواب کا ذکر ہے)۔ بیہقی نے بھی حضرت انس سے ہی روایت کیا ہے کہ جس نے تین رجب کی رات بارہ رکعت نماز پڑھی پھر تسبیح وتہلیل کی اور پھر سو مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا تو آخر میں وہ دنیا اور آخرت کی جو چیز مانگے گا اللہ تعالیٰ اس کو قبول کرے گا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ احادیث اور ان کی طرح اور احادیث وارد نہیں ہوئیں مگر ان کے ضعف پر تنبیہ کیلئے۔

## ماہ شعبان المعظم میں درود شریف پڑھنا

ابن ابی الصیف الیمنی الفقیہ نے اپنی کتاب فضل شعبان میں ایک باب قائم کیا ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ حضرت جعفر صادق سے مروی ہے کہ جو بندہ شعبان میں ہر روز سات سو مرتبہ درود شریف پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر ایک فرشتے کو مقرر کر دے گا تا کہ وہ اس درود کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچائے۔ اس سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک روح خوش ہوتی ہے پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ اس بندے کیلئے استغفار کرو۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ طاؤس یمانی سے مروی ہے کہ میں نے حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نصف شعبان کی رات کا پوچھا تو نہوں نے فرمایا کہ میں اس رات کے تین حصے کرتا ہوں پہلے حصے میں اپنے نانا جان پر درود پڑھتا ہوں اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی پیروی کرتے ہوئے کہ اس نے فرمایا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا دوسرے حصے میں اللہ تعالیٰ کے فرمان مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ پر عمل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیسرے حصے میں وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ پر عمل کرنے کیلئے رکوع اور سجود کرتا ہوں۔ میں نے پوچھا ایسا کرنے کا کیا ثواب ہے؟۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مَنْ اَحْيٰى لَيْلَةَ الصَّكِّ كُتِبَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ یعنی ان لوگوں میں جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ کہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مجھے اس کی اصل پر آگاہی نہیں ہے تا کہ اعتماد کر سکوں۔

## اعمال حج، قبر کی زیارت اور اس سے متعلقہ امور میں درود شریف پڑھنا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے مکہ مکرمہ میں لوگوں سے خطاب کیا جس میں انہوں نے یہ بتایا کہ جب تم میں سے کوئی حج کرنے کے لئے آئے تو بیت اللہ کے چکر لگائے پھر مقام ابراہیم میں دو رکعت نماز پڑھے پھر صفا سے ابتدا کرے بیت اللہ شریف کی طرف منہ کر کے سات تکبیریں کہے۔ ہر دو تکبیروں میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھے اور پھر اپنے لئے دعا مانگے پھر مروہ پر بھی اسی طرح کرے۔ بیہقی قاضی اسماعیل اور ابو ہروی نے تخریج کی ہے کہ اس کی سند قوی ہے ہمارے شیخ نے اس کو صحیح کہا ہے۔

سعید بن منصور کے پاس بھی اسی طرح کی ایک حدیث ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صفا پر تکبیر کہتے اور پھر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ "کا ورد کرتے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھتے اور دعا مانگتے۔ دعا اور قیام کو طویل کرتے اور مروہ پر بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔ اس حدیث کو قاضی اسماعیل نے روایت کیا۔ قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تلبیہ سے فارغ ہو کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا آدمی کے لئے مستحب ہے۔ حضرت عبد

اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حجرِ اسود کے استسلام کا ارادہ کرتے تو اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِكَ وَ تَصْدِیْقًا بِكِتَابِكَ وَ اتِّبَاعَ سُنَّةِ نَبِیِّكَ کہتے تھے۔ اس کے بعد نبی پاک ﷺ پر درود وصلوٰۃ وسلام بھیجتے تھے۔ اس حدیث کو طبرانی اور ابوذہری نے اور ان کے طریق سے نمیری نے تخریج کیا۔

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جو عرفہ کی شام موقف میں ٹھہرتا ہے اور سو مرتبہ سورۃ الفاتحہ پڑھتا ہے پھر سو بار یہ درود شریف پڑھے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ وَ بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ" اور پھر سو بار یہ کلمات پڑھے۔ کلمات مندرجہ ذیل ہیں۔

"اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَ هُوَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ"

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! میرے اس بندے کی کیا جزا ہے کہ جس نے میری تسبیح وتہلیل کی، میری حمد وثناء کی اور میرے نبی پاک ﷺ پہ درود پڑھا۔ اے فرشتو! تم گواہ رہنا کہ میں نے اس کو معاف کر دیا ہے۔ اس کی شفاعت اپنی ذات کے لئے قبول کر لی ہے۔ اگر میرا یہ بندہ تمام اہل موقف کے لئے بھی شفاعت کرتا تو میں اس کی شفاعت قبول کر لیتا۔ اس حدیث کو دیلمی نے مسند الفردوس میں ذکر کیا ہے۔ بیہقی نے اس حدیث کو شعب الایمان اور فضائل الاوقات میں ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ جو بندہ موقف میں عرفہ کی شام ٹھہرتا ہے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے سو مرتبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" پڑھتا ہے اور پھر سو بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" پڑھتا ہے اور سو بار یہ درود شریف پڑھتا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے فرشتو! اس بندے کی کیا جزا ہے کہ جس نے میری تسبیح کی، میری عظمت اور تعریف کی، میری حمد وثناء کی اور میرے نبی پاک ﷺ پہ درود پڑھا؟ تم گواہ بن جاؤ کہ میں نے اس کو معاف کر دیا اور اس کی اپنے بارے میں شفاعت کو قبول فرمالیا۔ اور اگر یہ مجھ سے اہل موقف کی شفاعت بھی کرتا تو میں ان کے حق میں اس کی شفاعت کو بھی قبول کر لیتا۔ امام بیہقی الشعب میں فرماتے ہیں کہ اس کا متن غریب ہے۔ اس کی سند میں کوئی ایسا راوی نہیں کہ جس پہ وضع کی نسبت ہو۔ اس کے سارے راوی ثقہ ہیں۔ امام بیہقی نے عبد اللہ بن محمد کے نام کو درست کہا ہے۔

حضرت علی بن ابو طالب اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ عرفہ کے دن موقف میں کوئی عمل اس دعا سے بڑھ کر افضل نہیں ہے۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ اس دعا کے پڑھنے والے کی طرف نظر فرمائے گا جب وقوفِ عرفہ کرے تو کعبہ کی طرف منہ کر کے دعا کرنے والے کی طرح ہاتھ پھیلا کر تین مرتبہ تلبیہ، تین مرتبہ تکبیر اور سو مرتبہ یہ کلمات پڑھے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ اور پھر سو مرتبہ یہ کلمات پڑھے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" وَ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا۔ پھر تین مرتبہ یہ کلمات پڑھ کر شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ پھر تین مرتبہ الحمد پڑھے۔ ہر مرتبہ بسم اللہ سے شروع کرے اور آمین پر ختم کرے۔ اس کے بعد سو بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" پڑھے پھر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھے۔ اس کے بعد نبی پاک ﷺ پر یہ درود شریف پڑھے صَلَّی اللّٰهُ وَ مَلَآئِكَتُهٗ عَلَی النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ۔ پھر اپنے لئے، اپنے والدین، رشتے داروں، مومن بھائیوں اور بہنوں کیلئے بھی دعا مانگے۔ جب دعا سے فارغ ہو تو تین مرتبہ اپنا پہلا کلام دہرائے۔ شام تک کوئی قول وفعل نہ کرے تو شام کے وقت اللہ تعالیٰ اس بندے کی وجہ سے فرشتوں میں فخر کرتا ہے۔ اور کہتا ہے دیکھو میرے اس بندے نے

میری حمد کی، میری تہلیل کی، میری پسندیدہ سورۃ کی تلاوت کی اور میرے نبی پر درود بھیجا۔ میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس کے عمل کو قبول اور اس کے ثواب کو واجب کر دیا ہے۔ اور جس کے لئے یہ شفاعت کرے گا اس کے حق میں اس کی شفاعت قبول کروں گا۔ اگر یہ اہل موقف کی شفاعت کرے گا تو میں اس کی شفاعت کو قبول کروں گا۔ اس کو ابو یوسف الخصاص نے الفوائد، ان کے طریق سے ابن جوزی نے الموضوعات، حافظ طبری نے الاحکام میں اور ابو منصور نے جامع الدعا الصحیح میں تخریج کیا۔ میں کہتا ہوں یہ عجیب ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جو مرد و عورت عرفہ کی رات ان دس کلمات کو سو مرتبہ پڑھے گا تو وہ جو مانگے اللہ اس کو عطا کرے گا سوائے قطع تعلقی کرنے والے کے،

" سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ عَرْشُهٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْاَرْضِ مَوْطِئُهٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْبَحْرِ سَبِیْلُهٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی النَّارِ سُلْطَانُهٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْجَنَّةِ رَحْمَتُهٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْقُبُوْرِ قَضَآءُهٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْهَوَآءِ رُوْحُهٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمَآءَ سُبْحَانَ الَّذِیْ وَضَعَ الْاَرْضِیْنَ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَاَ مِنْهُ اِلَّا اِلَیْهِ"

بیہقی نے اس حدیث کی تخریج الفضائل میں کی اور کہا ہے کہ بعض علماء نے اس کو روایت کیا اور اس کا نام بھی لکھا۔ اس میں یہ زیادتی بھی ہے کہ اس نے وضو کیا ہوا ہو اور جب دعا سے فارغ ہو تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور پھر حاجت طلب کرے۔ امام زین العابدین سے روایت کیا گیا (مگر مجھے اس کی سند پر آگاہی نہیں) ہے کہ انہوں نے الباب اور الحجر کے درمیان مقام ملتزم میں نماز پڑھی اور پھر یہ دعا مانگی،

" اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰدَمَ بَدِیْعِ فِطْرَتِكَ وَبِكْرِ حُجَّتِكَ وَلِسَانِ قُدْرَتِكَ وَالْخَلِیْفَةِ فِیْ بَسِیْطَتِكَ وَعَبْدِكَ وَمُسْتَعِیْذِ بِذِمَّتِكَ مِنْ مَّتِیْنِ عُقُوْبَتِكَ وَسَاخِبِ شَعْرِ رَأْسِهٖ تَذَلُّلًا فِیْ حَرَمِكَ بِعِزَّتِكَ مَنْشَأً مِّنَ التُّرَابِ فَنَطَقَ اِعْرَابًا بِوَحْدَانِیَّتِكَ وَاَوَّلِ مُجْتَبٰی لِلتَّوْبَةِ بِرَحْمَتِكَ وَصَلِّ اِبْنَهُ الْخَاصَّ مِنْ صَفْوَتِكَ الْعَابِدِ الْمَاْمُوْنِ عَلٰی مَكْنُوْنِ سَرِیْرَتِكَ بِمَآ اَوْلَیْتَهٗ مِنْ نِّعْمَتِكَ وَمَعُوْنَتِكَ وَعَلٰی مَنْ بَیْنَهُمَا مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالْمُكَرَّمِیْنَ وَاَسْاَلُكَ اللّٰهُمَّ حَاجَتِیَ الَّتِیْ بَیْنِیْ وَبَیْنَكَ لَا یَعْلَمُهَا اَحَدٌ دُوْنَكَ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا"

" اے اللہ اس آدم پہ درود نازل کر جو تیری فطرت کی بدیع، تیری حجت کی ابتداء، تیری قدرت کی زبان، تیری زمین میں خلیفہ، تیرا مقرب بندہ، تیرے ذمہ سے تیرے عذاب سے پناہ مانگنے والا، تیری عزت کی خاطر اپنے بالوں کو تیرے حرم کی زمین پہ رکھنے والا ہے اور جو زمین سے پیدا کیا گیا، جس نے تیری وحدانیت کو صاف بیان کیا اور جس نے تیری رحمت کے وسیلے سے توبہ کی اور درود بھیج ان کے بیٹے پر جو عابد ہیں اور تیرے رازوں کو محفوظ کرنے والے ہیں اور جن کو تو نے اپنی نعمت اور معونت کا والی بنایا ہے اور درود بھیج ان پر جو انبیا، صدیقین اور مکرمین میں سے ہیں۔ اے اللہ میں تجھ سے اپنی حاجت طلب کرتا ہوں جس کو تیرے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ کا درود ہو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، آپ کی آل پر اور آپ کے اصحاب پر اور خوب خوب سلام ہو"

امام نووی نے الاذکار میں اس کو ملتزم کی دعاؤں میں لکھا ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ حضرت عبد اللہ بن ابو بکر فرماتے ہیں کہ ہم خیف میں تھے اور ہمارے ساتھ عبد اللہ بن عتبہ بھی تھے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی، نبی

پاک ﷺ پر درود بھیجا، دعائیں مانگیں، اٹھے اور کھڑے ہوئے اور ہمیں نماز پڑھائی۔ عبداللہ بن دینار فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ نبی پاک ﷺ کی قبر انور پر کھڑے ہو کر درود پڑھ رہے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے دعا مانگ رہے تھے۔ اس کی تخریج قاضی اسماعیل نے کی اور ان کے علاوہ محدثین نے امام مالک کے طریق سے روایت کی۔

قاضی اسماعیل کی روایت ان الفاظ کے ساتھ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر جب بھی سفر سے واپس آتے، مسجد میں داخل ہوتے اور یوں سلام عرض کرتے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ اَلسَّلَامُ عَلٰى عُمَرَ۔ اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھتے۔ ایک روایت اس طرح ہے کہ جب سفر سے آتے تو مسجد میں دو رکعت نماز پڑھتے پھر نبی پاک ﷺ کی قبر کے پاس آتے اپنا دائیں ہاتھ نبی پاک ﷺ کی قبر پر رکھتے جب کہ اس وقت ان کی پیٹھ قبلہ کی طرف ہوتی تھی۔ اس کے بعد نبی پاک ﷺ پر سلام پیش کرتے اور پھر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر پر سلام پیش کرتے۔ مالک کے الفاظ اس طرح ہیں کہ ابن عمر جب بھی سفر کا ارادہ کرتے یا سفر سے واپس آتے تو پہلے نبی پاک ﷺ کی قبر مبارک پر حاضر ہوتے، آپ ﷺ پر درود پڑھتے، دعا مانگتے اور پھر چلے جاتے۔ اسی طرح ایک جگہ یہ الفاظ ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر سفر سے واپس آتے تو پہلے نبی پاک کی قبر پر آتے، درود پڑھتے مگر قبر کو نہ چھوتے، پھر ابوبکر پر سلام عرض کرتے اور پھر اپنے باپ پر سلام پیش کرتے تھے۔ اس کو ابن ابی دنیا نے تخریج کیا اور ان کے طریقہ سے بیہقی نے الشعب میں عبداللہ بن منیب بن عبداللہ بن ابی امامہ عن ابی کی سند سے تخریج کیا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ نبی پاک ﷺ کی قبر پر آئے، وہاں ٹھہرے اور ہاتھوں کو اتنا بلند کیا کہ مجھے لگا کہ وہ نماز پڑھنے لگے ہیں۔ پھر نبی پاک ﷺ پر سلام پیش کیا اور واپس چلے گئے۔

یزید بن ابی سعید المدنی مولیٰ المھدی فرماتے ہیں کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو الوداع کیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے تجھ سے ایک کام ہے۔ میں نے کہا اے امیر المومنین آپ کو مجھ سے کیا کام ہے؟۔ تو انہوں نے کہا میرا خیال ہے کہ جب تم مدینے شریف حاضر ہو گے تو نبی پاک ﷺ کی قبر انور کی زیارت کرو گے تو جب حاضر ہونا تو آپ ﷺ کو میری طرف سے سلام پیش کرنا۔

## نبی پاک ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کے آداب

حاتم بن مردان فرماتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز شام سے مدینے کی طرف ایک قاصد بھیجا کرتے تھے تاکہ وہ ان کی طرف سے نبی پاک ﷺ کی خدمت میں سلام پیش کرے۔ اس کی تخریج بیہقی نے الشعب میں کی ہے۔ نبی پاک ﷺ کی قبر کی زیارت کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ جب اس کی نظر مدینہ شریف کے معاہد، حرم، کھجوروں اور مکانوں پر پڑے تو کثرت سے صلوٰۃ وسلام پڑھے۔ مدینہ منورہ کے میدانوں کی تعظیم مدینہ طیبہ کی منازل اور گھاس والی زمینوں کی عزت کرے کیونکہ یہ جگہ وحی اور نزول قرآن سے آباد ہوئی، حضرت جبرائیل علیہ السلام یہاں کثرت سے آتے جاتے تھے، اس زمین پر سید البشر تشریف رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا دین اور نبی پاک ﷺ کی جتنی بھی سنتیں کثرت سے پھیلی ہیں وہ یہیں سے پھیلی ہیں یہی جگہ فضیلتوں اور خیرات کی مشاہد اور براہین اور معجزات کی معاہد ہے۔ یہ عظمت اپنے ذہن میں رکھے تاکہ دل آپ ﷺ کی عظمت جلال اور محبت سے لبریز ہو جائے اس طرح آپ ﷺ کی تعظیم کرکے گویا ان کے سامنے ہے۔ اور یہ یقین رکھے کہ آپ ﷺ اس کے سلام کو سن رہے ہیں اور مصیبتوں میں اس کے مددگار ہیں یہ چیزیں اس لئے بھی مدنظر رکھے تاکہ لوگوں سے جھگڑنے، نامناسب کاموں اور غیر موزوں کلام سے بچ سکے۔

بعض متاخرین نے کہا ہے کہ مدینے کے مسافر کو چاہیے کہ جب اس کا گزر ایسی جگہ سے ہو جہاں نبی پاک ﷺ کا نزول ہوا ہو یا

آپ نے تشریف رکھی ہو تو نبی پاک ﷺ پر درود وسلام پیش کرے اور ان جگہوں سے پیار ومحبت کا اظہار کرے۔ کیونکہ امام بخاری نے عبد اللہ مولیٰ اسماء کی اس حدیث کی تخریج کی ہے کہ جب حضرت اسماء رضی اللہ عنہا حجون سے گزریں تو انہوں نے کہا صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ لَقَدْ نَزَلْنَا مَعَهٗ هٰهُنَا وَنَحْنُ خِفَافُ الْحَقَآئِبِ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے رسول پاک پر درود بھیجے ہم یہاں نبی پاک ﷺ کے ساتھ اترے تھے اور ہمارے پاس ہلکی قسم کے تھیلے تھے۔ اور جب مسجد نبوی میں داخل ہو تو دعا ماثورہ پڑھے اور زیارت کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ روضہ شریف میں بھی دو رکعت نماز پڑھے پھر قبلہ شریف کی طرف سے سر کی جانب سے حاضر ہو۔ پورے چار ہاتھ دور کھڑا ہو۔ قندیل اور مسمار جو دیواروں میں لگا ہوا ہے سر کو ان کے برابر رکھے یہ مسمار چاندی کا ہے جو سامنے لگا ہے قبر شریف کی جو دیوار سامنے ہو اس کے نیچے والے حصے کی طرف دیکھتا ہوا کھڑا ہو۔ خشوع وخضوع اور جلال کا مقام ہے اس لئے نگاہیں جھکا کر رکھے اور سلام پڑھے۔ سلام مندرجہ ذیل ہے۔

"اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خِیْرَةَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا قَآئِدَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا بَشِیْرُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَذِیْرُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ وَ عَلٰی اٰلِ بَیْتِكَ الطَّاهِرِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ وَ عَلٰی اَزْوَاجِكَ الطَّاهِرَاتِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ وَعَلٰی اَصْحَابِكَ اَجْمَعِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ وَ عَلٰی سَآئِرِ الْاَنْبِیَآءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ وَ سَآئِرِ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفْضَلَ مَا جَزَا نَبِیًّا عَنْ قَوْمِهٖ وَرَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِهٖ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُوْنَ وَ كُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ الْغٰفِلُوْنَ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ فِی الْاَوَّلِیْنَ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ فِی الْاٰخِرِیْنَ اَفْضَلَ وَ اَكْمَلَ وَاَطْیَبَ مَا صَلّٰی عَلٰی اَحَدٍ مِّنَ الْخَلْقِ اَجْمَعِیْنَ كَمَا اسْتَنْقَذْنَا بِكَ مِنَ الضَّلَالَةِ وَبَصَّرَنَا بِكَ مِنَ الْعَمٰی وَالْجِهَالَةِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّكَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَمِیْنُهٗ وَخِیَرَتُهٗ مِنْ خَلْقِهٖ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَ اَدَّیْتَ الْاَمَانَةَ وَ نَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَ جَاهَدْتَّ فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ اَللّٰهُمَّ اٰتِهٖ نِهَایَةَ مَا یَنْبَغِیْ اَنْ یَّاْمَلَهُ الْاٰمِلُوْنَ"

اس کے بعد اپنے لئے، تمام مومن مردوں کیلئے، تمام مومن عورتوں کیلئے دعا مانگے پھر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سلام پیش کرے پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اور سوال کرے کہ اللہ نبی پاک ﷺ کی مدد کرنے اور آپ ﷺ کے حقوق ادا کرنے پر بہتر اجر عطا فرمائے۔ یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ قبر شریف کے پاس صلوٰۃ السلام پڑھنا نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

الباجی فرماتے ہیں کہ صلوٰۃ سے دعا کرے لیکن سلام کے لفظ سے دعا کرنا ظاہر ہے۔ المجد الغوی نے فرمایا کہ سلام کو فضیلت حاصل ہے کیونکہ نبی پاک ﷺ کا اپنا ارشاد ہے مَا مِنْ مُسْلِمٍ یُسَلِّمُ عَلٰی عِنْدَ قَبْرِیْ۔ میں کہتا ہوں کہ پیچھے ابن فدیک کا ایک قول گزر چکا ہے کہ میں نے ایک عالم سے سنا کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ جو بھی نبی پاک ﷺ کے قبر کے سرہانے کھڑا ہو، درود والی آیت تلاوت کی اور ستر مرتبہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ یَا مُحَمَّدُ کہا تو ایک فرشتہ اسے کہتا ہے اے فلاں! اللہ تعالیٰ تجھ پر درود بھیجے اور تیری کوئی ضرورت باقی نہ بچے۔ اس قول کی تخریج بیہقی نے ابن ابی الدنیا کے طریق سے کی۔ جب واپس آنے کا ارادہ کرے تو قبر شریف کو پہلے کی طرح صلوٰۃ وسلام پڑھ کر الوداع کرے، قبر شریف کی طرف جھکے اور یوں عرض کرے

"صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اَفۡضَلَ صَلَاۃً صَلَّاھَا عَلٰی اَحَدٍ مِّنَ النَّبِیِّیۡنَ وَ رَفَعَ دَرَجَتَہٗ فِیۡ عِلِّیِّیۡنَ وَ اٰتَاہُ الۡوَسِیۡلَۃَ وَ الۡمَقَامَ الۡمَحۡمُوۡدَ وَ الشَّفَاعَۃَ الۡعُظۡمٰی کَمَا جَعَلَہٗ رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ وَ ھَنَّاہُ بِمَآ اَعۡطَاہُ وَ زَادَہٗ فِیۡ مَا مَنَحَہٗ وَ اَوۡلَادَہٗ وَ تَابَعَ مَوَاھِبَہٗ وَ عَطَایَاہُ وَ اَسۡعَدَنَا بِشَفَاعَتِہٖ یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ وَ کَافَاہُ عَنَّا وَجَازَاہُ وَ اَجۡزَلَ مَثُوۡبَتَہٗ وَرَفَعَ دَرَجَتَہٗ بِمَآ اَدَّاہُ اِلَیۡنَا مِنۡ رِّسَالَتِہٖ وَ اَفَاضَ عَلَیۡنَا مِنۡ نَّصِیۡحَتِہٖ وَعَلَّمَنَاہُ اَنَّہٗ قَرِیۡبٌ مُّجِیۡبٌ"

## ذبح کے وقت درود شریف پڑھنا

امام شافعی فرماتے ہیں کہ ذبح کے وقت درود پڑھنا مستحسن ہے۔ وہ فرماتے ہیں ذبح کے وقت بسم اللہ کے علاوہ مزید ذکر کرنا بہتر ہے، ذبح کے وقت بسم اللہ کے ساتھ درود پڑھنے کو میں ناپسند نہیں کرتا بلکہ بسم اللہ کے ساتھ درود پڑھنے کو محبوب سمجھتا ہوں اور میں ہر حال میں درود شریف کو پسند کرتا ہوں کیونکہ رسول پاک ﷺ کا ذکر ایمان باللہ اور اللہ کی عبادت ہے۔ درود شریف پڑھنے والا عبادت کا اجر پاتا ہے۔ انہوں نے عبدالرحمن بن عوف کا ذکر کیا ہے اور دوسرے باب میں حدیث ذکر کر کے اس کی تشریح میں بہت کلام کیا ہے۔ اس مسئلے میں احناف ان کے ساتھ اختلاف کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک ذبح کے وقت درود پڑھنا مکروہ ہے۔ جیسا کہ صاحب المحیط میں مذکور ہے اور مکروہ ہونے کی یہ وجہ بتائی ہے کہ بسم اللہ کے ساتھ درود شریف پڑھنے سے غیر اللہ کا وہم لازمی آتا ہے۔

ابن حبیب المالکی نے بھی ذبح کے وقت نبی پاک ﷺ کے ذکر کو مکروہ کہا ہے۔ اصبغ نے ابن قاسم سے روایت کیا کہ دو جگہیں ایسی ہیں کہ جہاں پر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا ذکر نہیں کرنا چاہیے (۱) ذبح کے وقت (۲) چھینک کے وقت۔ ان دونوں جگہوں میں اللہ کے نام کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا ذکر نہ کریں۔ اگر کسی نے اللہ کے ذکر کے بعد صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہہ دیا تو اس کا ذبیحہ ہی نہیں ہوگا۔ اشہب فرماتے ہیں کہ ذبح کے وقت نبی پاک ﷺ پر درود پڑھنا سنت کے طور پر مناسب نہیں ہے۔ اصحاب کا اس میں اختلاف ہے۔ قاضی اور اس کے اصحاب کے نزدیک مکروہ ہے۔ ابوالخطاب نے رؤس المسائل میں حکایت کیا ہے کہ پڑھ لے مگر امام شافعی کے قول کی طرح مستحب نہیں ہے۔ جنہوں نے مکروہ کہا ان کی دلیل ابو محمد کی وہ روایت ہے جو انہوں نے معاذ بن جبل سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دو جگہوں پر میرا کوئی حصہ نہیں ہے (۱) چھینک کے وقت (۲) ذبح کے وقت۔ الحلیمی نے فرمایا کہ ذبح کے وقت درود شریف پڑھنا اسی طرح قرب الٰہی کا باعث ہے جس طرح نماز میں۔ یہ شرک نہیں ہے کیونکہ بِسۡمِ اللّٰہِ وَاِسۡمِ رَسُوۡلِہٖ نہیں کہا جاتا بلکہ بِسۡمِ اللّٰہِ وَصَلَّی عَلٰی رَسُوۡلِہٖ یا پھر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبۡدِكَ وَرَسُوۡلِكَ کہا جاتا ہے۔

## بیع کے وقت درود شریف پڑھنا

الاردبیلی نے اپنی کتاب الانوار میں لکھا ہے کہ اگر خریدنے والا بِسۡمِ اللّٰہِ وَ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ الصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوۡلِ اللّٰہِ کہہ کر کہے کہ میں نے بیع قبول کیا تو یہ ٹھیک ہے کیونکہ نقصان دہ چیز وہ ہوتی ہے جو عقد کے مصلحت، تقاضوں اور مستحبات میں سے نہ ہو۔ میں کہتا ہوں کہ اگرچہ بیع کے وقت درود شریف پڑھنا بہتر ہے مگر اس موقع پر درود شریف کے مستحب ہونے پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔

## وصیت لکھتے وقت درود شریف پڑھنا

وصیت لکھتے وقت درود شریف پڑھنے پر متاخرین کیلئے دلیل وہ حدیث ہے جو ابن زبیر نے حسن بن دینار عن حسن بصری سے روایت

کی کہ جب حضرت ابوبکر صدیق کی وفات کا وقت آیا تو انہوں فرمایا کہ میری نصیحت لکھوتو کاتب نے عنوان کے طور پر لکھا هٰذَا مَا اَوْصٰی بِهٖ اَبُوْ بَكْرٍ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ تو حضرت ابوبکر نے فرمایا موت کے وقت ایسی کنیت نہیں ہے۔ اس کو مٹاؤ اور لکھو کہ هٰذَا مَا اَوْصٰی بِهٖ نَفِيْعُ الْحَبَشِيُّ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ اور وہ شہادت دیتا ہے کہ اللہ عزوجل اس کا رب محمد ﷺ اس کے نبی، اسلام اس کا دین اور کعبہ اس کا قبلہ اور وہ اللہ تعالیٰ سے اس چیز کی امید رکھتا ہے جس کی امید توحید کا اعتراف والوں اور اس کی ربوبیت کا اقرار کرنے والوں کو ہے۔ آخر تک اس کی وصیت کا ذکر کیا۔ میں کہتا ہوں کہ ایسی جگہ پر درود شریف پڑھنا اچھا ہے لیکن اس پر کوئی شہادت نہیں ہے۔

## خطبہ نکاح کے وقت درود شریف پڑھنا

اس کے بارے میں امام نووی نے لکھا ہے کہ کسی سے رشتہ طلب کرنے والا اپنی بات کے آغاز میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرے، نبی پاک ﷺ پر درود پڑھے اور پھر کلمہ شہادت پڑھ کر کہے کہ میں تمہاری فلاں بچی کا رشتہ مانگنے آیا ہوں یا فلاں کی فلاں بیٹی کا رشتہ مانگنے آیا ہوں۔ امام نووی نے اس پر کوئی دلیل پیش نہیں کی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ کی تفسیر میں منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کی تعریف کی، ان کی بخشش فرمائی اور فرشتوں کو ان کی مغفرت کا حکم دیا اور يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ کی تفسیر میں منقول ہے کہ اپنی نمازوں، مساجد، ہر جگہ اور عورتوں سے نکاح کے نبی پاک ﷺ پہ درود بھیجو۔ اس کو قاضی اسماعیل نے ضعیف سند کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

ابوبکر بن حفظ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو نکاح کی دعوت دی جاتی تھی تو فرماتے تھے کہ اے لوگوں ہم پر بھیڑ نہ کرو سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں اور اس کے بعد یہ درود شریف پڑھتے صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ پھر کہتے فلاح شخص تم سے رشتہ طلب کرنے آیا ہے اگر تم قبول کرو تو الحمد اللہ اور اگر انکار کرو تو سبحان اللہ۔ العتبی اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیز نے اپنے خاندان کی عورت کے نکاح میں ہم سے یہ خطاب کیا،

" اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ذِي الْعِزَّةِ وَ الْكِبْرِيَآءِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْاَنْبِيَآءِ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ الرَّغْبَةَ مِنْكَ دَعَتْكَ اِلَيْنَا وَرَغْبَةً مِنَّا فِيْكَ اِجَابَتَكَ وَقَدْ اَحْسَنَ ظَنًّا بِكَ مَنْ اَوْ دَعَكَ كَرِيْمَتَهٗ وَ اخْتَارَكَ لِحُرْمَتِهٖ وَ قَدْ زَوَّجْنَاكَ عَلٰى مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ مِنْ اِمْسَاكٍ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٍ بِاِحْسَانٍ۔ ایک اعرابی نے خطبہ میں اس طرح پڑھا " اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَمَا حَمِدْتَّهٗ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا قُلْتَهٗ كُلَّ مَا وَصَفْتُ غَيْرَ مَجْهُوْلٍ حَبْلُكَ مَوْصُوْلٌ " وَّ فَرْضُكَ مَقْبُوْلٌ " هَاتِ يَا غُلَامُ بَشَّرْتُكَ فَقَامَ مُهَنِّيًا لَهُمْ فَقَالَ بِالثَّبَاتِ وَ الْبَيَاتِ وَ الْبَنِيْنَ لَا الْبَنَاتِ وَ الرِّضَآءِ حَتَّى الْمَمَاتِ "

## صبح وشام اور سوتے وقت نبی پاک ﷺ پہ درود شریف پڑھنا

جس شخص کو نیند کم آتی ہو اسے درود شریف کا وظیفہ پڑھنا چاہیے۔ ابوالدرداء کی حدیث اس بارے میں دوسرے باب میں ذکر ہو چکی ہے۔ اور صبح اور مغرب کے وقت درود شریف کی روایت (جو حضرت علی رجی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ) بھی اسی باب آپ پڑھ چکے ہیں۔ یہ تمام اس ضمن میں دلیل کے طور پر پیش کی جاسکتی ہیں۔ حضرت ابی القرصافہ رضی اللہ عنہ (جن کا تعلق بنی کنانہ اور جن کا نام جندرہ بن خیشنہ ہے اور انہیں صحبت کا شرف بھی حاصل ہے) فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ سے سنا کہ جو شخص سونے کیلئے بستر پر آئے سورۃ الملک پڑھے

اور پھر چار مرتبہ یہ دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اس پر دو فرشتے مقرر کر دیتا ہے جو نبی پاک ﷺ کے پاس آتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ فلاں بندہ آپ کو سلام عرض کر رہا ہے تو میں (نبی پاک ﷺ) کہتا ہوں کہ اس پر میری طرف سے بھی سلامتی اللہ کی رحمت اور برکت ہو۔ دعا یہ ہے

"اَللّٰھُمَّ رَبَّ الْحِلِّ وَالْحَرَامِ وَرَبَّ الرُّکْنِ وَ الْمَقَامِ وَرَبَّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ بِحَقِّ کُلِّ اٰیَۃٍ اَنْزَلْتَہٗ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ بَلِّغْ رُوْحَ مُحَمَّدٍ تَحِیَّۃً وَّ سَلَامًا"

اس حدیث کو ابو الشیخ نے روایت کیا اور ان کی طریق سے دیلمی نے مسند فردوس میں جب کہ الضیاء نے المختارۃ میں روایت کیا اور کہا کہ اس حدیث کو ہم اسی طریق سے جانتے ہیں۔ اس کے بعض راویوں پر کلام کیا گیا ہے لہذا یہ غریب ہے۔ ابن قیم نے ابو جعفر کے قول سے اس کو معروف لکھا ہے۔ ابن بشکوال نے عبدوس الراضی سے روایت کیا ہے جیسا کہ مقدمے میں گزر چکا ہے کہ جس شخص کو نیند کم آتی ہو تو جب وہ سونے کا ارادہ کرے تو صلوٰۃ و سلام والی آیت کی تلاوت کرے۔ اس کے علاوہ یہ بھی حضور ﷺ سے مروی ہے (جس کی اصل پر مجھے آگاہی نہیں) کہ جس نے صبح کے وقت درود شریف پڑھا شام ہونے سے پہلے اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے اور جس نے شام کے وقت درود پڑھا اس کے گناہ صبح ہونے سے پہلے معاف کر دیے جائیں گے۔

## سفر کرنے اور سواری پر سوار ہونے کے وقت درود شریف پڑھنا

علامہ نووی اپنی کتاب الاذکار کے باب مسافر کے اذکار میں لکھتے ہیں کہ مسافر اپنی دعا کی ابتدا اور اختتام اللہ تعالیٰ کی حمد اور درود شریف کے ساتھ کرے لیکن اس پر کوئی خاص دلیل پیش نہیں کی۔ حضرت ابو الدرداء سے مروی ہے کہ نبی پاک نے یہ فرمایا کہ اگر کوئی بندہ سواری پر سوار ہوتے وقت یہ کہتا ہے کہ اللہ کے نام سے شروع جس کی برکت سے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی اس کی ذات ہر عیب سے پاک ہے اس کا کوئی ہم نام نہیں پاک ہے وہ ذات جس نے سواری کو ہمارے تابع کیا اور ہم اس کو تسخیر کرنے پر قادر نہ تھے اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور سلامتی ہو حضرت محمد ﷺ پر تو یہ سن کر سواری کہتی ہے اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے تو نے میری پُشت سے بوجھ ہلکا کر دیا تو نے اپنے رب کی اطاعت کی اور اپنے نفس پر احسان کیا اللہ تعالیٰ تیری لئے سفر میں برکت ڈالے اور تیری حاجت کو پورا کرے۔ اس کی تخریج طبرانی نے الدعا میں کی ہے۔

## بازار یا کسی دعوت کی طرف جاتے ہوئے درود شریف پڑھنا

حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ ہر دستر خوان اور ختنہ کی محفل (ایک روایت میں ختنہ کے بجائے جنازہ کا لفظ آیا ہے) اور جنازہ وغیرہ سے اٹھتے تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے، نبی پاک ﷺ پر درود پڑھتے اور دعا مانگتے تھے۔ اگر بازار کی طرف جاتے تو کسی غیر معروف جگہ پر بیٹھتے، اللہ کی حمد کرتے، نبی پاک ﷺ پر درود پڑھتے اور دعائیں مانگتے تھے۔ ابن ابی حاتم، ابن ابی شیبہ اور نمیری نے اس کی تخریج کی۔

## گھر میں داخل ہوتے وقت نبی پاک ﷺ پر درود پڑھنا

حضرت سہل بن سعد کی حدیث اس کی دلیل بن سکتی ہے جو کہ دوسرے باب میں گزر چکی ہے۔ حضرت عمرو بن دینار فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اگر گھر میں کوئی بندہ بھی موجود نہ ہو تو اس طرح کہے،

"اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَ بَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللہِ الصّٰلِحِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلٰی

اَهْلِ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

میں کہتا ہوں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مطابق یہاں بیوت سے مراد مسجدیں ہیں۔ النخعی فرماتے ہیں کہ اگر مسجد میں کوئی بھی موجود نہ ہو تو ایسے کہا کرو اَلسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اور اسی طرح اگر گھر میں کوئی موجود نہ ہو تو یوں کہا کرو اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ۔

## خطوط اور بسم اللہ کے بعد درود شریف پڑھنا

یہ خلفائے راشدین کی سنت ہے جس کا حکم انہیں نبی پاک ﷺ نے خود دیا تھا۔ حافظ ابوربی بن سالم الکلائی اپنی کتاب الاکتفاء میں واکدی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک عامل طریفہ بن حاجز کو لکھا کہ

"بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ اَبِيْ بَكْرٍ خَلِيْفَةِ رَسُوْلِ اللهِ اِلٰى طَرِيْفَةَ بْنِ حَاجِزٍ سَلَامٌ" عَلَيْكَ فَاِنِّيْ اَحْمَدُ اِلَيْكَ الَّذِيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَاَسْئَلُهٗ اَنْ يُّصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ"

بنو ہاشم کی ولایت سے لے کر آج تک زمین کے اطراف میں امت کا یہی عمل ہے اور کسی نے اس سے انکار نہیں کیا اور کچھ لوگ تو اپنی کتابوں پر مہر بھی درود شریف کے ساتھ لگاتے ہیں۔ من صل علی فی کتاب اور اس جیسی دوسری حدیثوں کے تحت کتابوں میں درود شریف کا ذکر آگے آئے گا۔ میں نے التاریخ المظفری میں پڑھا ہے کہ ہارون رشید وہ بندہ ہے جس نے خطوں میں درود شریف لکھنے کی ابتدا کی۔ یہ بات پہلی بات کے خلاف ہے مگر اس کی تاویل کی جائے گی۔

## دکھ اور تکلیف کے وقت درود شریف پڑھنا

نبی پاک ﷺ سے مروی ہے (اس کی اصل مجھے معلوم نہیں) کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جسے کوئی مشکل پیش آئے اسے مجھے پر کثرت سے درود شریف پڑھنا چاہیے کیونکہ مجھ پر درود شریف پڑھنا عقدوں کو حل اور مصیبتوں کو دور کرنے والا ہے۔ طبرانی نے الدعا میں محمد بن جعفر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کی سند کے ساتھ ایک روایت کی کہ جب میرے والد کو کوئی تکلیف پہنچتی تو میں وضو کرتا، دو رکعت نماز پڑھتا اور اس کے بعد یہ دعا مانگتا،

"اَللّٰهُمَّ اَنْتَ ثِقَتِيْ فِيْ كُلِّ كَرْبٍ وَّ اَنْتَ رَجَائِيْ فِيْ كُلِّ شِدَّةٍ وَّ اَنْتَ لِيْ فِيْ كُلِّ اَمْرٍ نَزَلَ بِيْ ثِقَةٌ وَّ عِدَّةٌ فَكَمْ مِّنْ كَرْبٍ قَدْ تَضْعُفُ عَنْهُ الْفُؤَادُ تَقُلُّ فِيْهِ الْحِيْلَةُ يَرْغَبُ عَنْهُ الصَّدِيْقُ وَ يَشْمُتُ بِهِ الْعَدُوُّ اَنْزَلْتُهٗ بِكَ وَ شَكَوْتُهٗ اِلَيْكَ فَفَرَّجْتَهٗ وَ كَشَفْتَهٗ فَاَنْتَ صَاحِبُ كُلِّ حَاجَةٍ وَّوَلِيُّ كُلِّ نِعْمَةٍ وَّاَنْتَ الَّذِيْ حَفِظْتَ الْغُلَامَ بِصَلَاحِ اَبَوَيْهِ فَاحْفَظْنِيْ بِمَا حَفِظْتَهٗ بِهٖ وَلَا تَجْعَلْنِيْ فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ۔ اَللّٰهُمَّ وَ اَسْاَلُكَ بِكُلِّ اِسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ وَ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ وَ اَسْاَلُكَ بِالْاِسْمِ الْاَعْظَمِ الَّذِيْ اِذَا سُئِلْتَ بِهٖ كَانَ حَقًّا عَلَيْكَ اَنْ تُجِيْبَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ اَسْاَلُكَ اَنْ تَقْضِيَ حَاجَتِيْ"

"اے اللہ تو ہر تکلیف میں میرا بھروسہ، ہر سختی میں میری امید، ہر تکلیف اور ہر معاملہ میں تو ہی میرا بھروسہ اور وعدہ ہے۔ ایسی تکلیفیں آئیں کہ جن میں دل ٹوٹ گئے، حیلے عاجز آ گئے، دوست منہ موڑ گئے، دشمن خوش ہوئے مگر میں نے تجھ پر ان

تکلیفوں کو پیش کیا تو تم نے ان کو دور کر دیا۔تو ہر حاجت کا مالک اور ہر نعمت کا والی ہے۔تو نے والدین کی نیکی کی وجہ سے بچے کی حفاظت کی۔میری حفاظت بھی فرما جس کے ساتھ تو نے اس کی حفاظت فرمائی اور مجھے ظالموں کیلئے آزمائش نہ بنا۔ اے اللہ! میں تجھ سے اس عظیم نام سے سوال کرتا ہوں جو تو نے اپنی کتاب میں ذکر کیا، اپنی مخلوق میں کسی کو سکھایا جس کو تو نے اپنے علم غیب کے ساتھ خاص کیا ہوا ہے۔اے اللہ! میں تجھ سے اس اسم اعظم کے صدقے سے سوال کرتا ہوں کہ جس کے ساتھ سوال کیا جائے تو اس کا قبول کرنا تجھ پر حق ہو جاتا ہے اور نبی پاک ﷺ اور ان کی آل پر درود شریف بھیجنے کا سوال کرتا ہوں پس تو میری ضرورت کو پورا فرما''۔اس کے بعد اپنی حاجت کا سوال کیا کرتے تھے۔

## فقر وحاجت کے لاحق ہونے اور ڈوبتے وقت نبی پاک ﷺ پہ درود شریف پڑھنا

اس سے متعلق دو احادیث دوسرے باب میں گزر چکی ہیں جو کہ حضرت سمرہ اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنھما سے مروی ہیں۔اور غرق ہوتے وقت نبی پاک ﷺ پہ درود پڑھنے کے متعلق حضرت فاکہانی نے اپنی کتاب الفجر المنیر میں لکھا ہے کہ مجھے شیخ صالح موسیٰ بن ضریر نے بتایا کہ سمندر میں ایک کشتی پہ سوار تھے کہ ایک سخت ہوا چل پڑی جس کا نام اقلابیہ ہے۔اس سے کم لوگ ہی محفوظ رہتے ہیں۔میں اس وقت سویا ہوا تھا کہ خواب میں نبی پاک ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم کشتی میں سوار سب لوگوں کو بتا دو وہ ہزار بار یہ درود شریف پڑھیں،

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَاةً تُنَجِّيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَهْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَ تَقْضِىْ بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْحَاجَاتِ وَ تُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ اَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَ تُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ فِى الْحَيَاتِ وَ الْمَمَاتِ"

''اے اللہ ہمارے نبی پہ ایسا درود بھیج کہ جس کی وجہ سے تو تمام خوفوں اور آفتوں سے نجات دے، اس کی برکت سے ہماری حاجات کو پورا کر دے، اس کی وجہ سے ہمیں گناہوں سے پاک کر دے، اس کی وجہ سے ہمارے درجات بلند فرما اور اس کی وجہ سے زندگی اور موت میں تمام اچھے درجوں کی انتہا عطا فرما''

فرماتے ہیں کہ جب میں بیدار ہوا تو تمام لوگوں کو یہ خواب سنایا۔ابھی ہم نے اس کو تقریباً تین سو بار ہی پڑھا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری مصیبت کو دور کر دیا۔اور اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ پہ درود کی وجہ سے ہوا کو روک دیا۔المجد اللغوی نے بھی یہ واقعہ اپنی سند کے ساتھ اسی طرح ذکر کیا۔اس کے بعد وہ حسن بن علی اسوانی سے نقل کرتے ہیں کہ جو بندہ کسی مہم، مصیبت یا تکلیف کے وقت اس درود کو ہزار بار پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف کو دور کر دے گا اور اس کی امید کو پورا کر دے گا۔

## طاعون کے وقت نبی پاک ﷺ پہ درود شریف پڑھنا

ابن ابی حجلہ نے ابن خطیب یبروز سے نقل کیا کہ ان کو ایک نیک شخص نے بتایا کہ طاعون کے وقت نبی پاک ﷺ پہ کثرت سے درود پڑھنا طاعون کو دور کر دیتا ہے۔ابن حجلہ نے اس روایت کو قبول کیا اور وہ ہر وقت یہ درود پڑھا کرتے تھے،

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَاةً تَعْصِمُنَا بِهَا مِنَ الْاَهْوَالِ وَ الْاٰفَاتِ وَ تُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّئَاتِ"

لیکن انہوں نے اصل مسئلہ پانچ اعتبار سے استدلال کیا ہے۔ (۱) حدیث کے مطابق درود شریف پڑھنا ہر مہم کے لئے کافی ہے۔ (۲) ''الجمل المسر وق'' کے قصے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گزر چکا ہے کہ تو نے دنیا اور آخرت کے عذاب سے نجات پائی۔ (۳) جیسا کہ آگے آئے گا کہ درود اللہ کی رحمت ہے۔ طاعون اگرچہ مومنوں کے لیے شہادت کا باعث ہے مگر در حقیقت یہ عذاب ہے۔ رحمت اور عذاب دو ضدیں جمع نہیں ہوسکتیں۔ (۴) حدیث میں ہے کہ قیامت کی ہولنا کیوں سے سب سے مامون وہ ہوگا جو دنیا میں مجھ پہ کثرت سے درود شریف پڑھا کرتا تھا۔ تو اگر درود قیامت کی ہولنا کیوں کو دور کرسکتا ہے تو طاعون کو بدرجہ اولیٰ دور کرسکتا ہے۔ (۵) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ طاعون اور دجال مدینہ میں داخل نہیں ہوسکتے۔ پس اس کا سبب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت ہے۔ لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود بھیجنا طاعون کو درو کرنے والا ہے۔ میرے نزدیک پہلی دلیل مستند اور جید ہے باقیوں میں وہ بات نہیں۔ الشیخ شہاب الدین بن حجلہ نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ جب محلہ میں طاعون بڑھ گیا تو ایک نیک بندے نے خواب میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ پس اس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو یہ دعا پڑھنے کا حکم دیا،

''اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنَا الطَّعْنِ وَ الطَّاعُوْنِ وَ عَظِیْمِ الْبَلَآءِ فِی النَّفْسِ وَالْمَالِ وَالْاَهْلِ وَالْوَلَدِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ مِمَّا نَخَافُ وَ نَحْذَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ عَدَدَ ذُنُوْبِنَا حَتّٰی تُغْفَرَ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَ صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُمَّ كَمَا شَفَعْتَ نَبِیَّکَ فِیْنَا فَاَمْهَلْتَنَا وَ عَمَرْتَ بِنَا مَنَازِلَنَا فَلَا تُهْلِكْنَا بِذُنُوْبِنَا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ''

''اے اللہ! ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں طعن و طاعون، نفس و مال اور اولاد کی بڑی مصیبت سے۔ اللہ سب سے بڑا ہے، اس سے بھی جس سے ہم خوف اور ڈر محسوس کرتے ہیں۔ اللہ بہت بڑا ہے ہمارے گناہوں کی تعداد سے اور اسی لیے وہ بخشے جاتے ہیں۔ اللہ بہت بڑا ہے۔ اور درود بھیج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہ اور آپ کی آل پہ اور سلامتی نازل فرما۔ اللہ بہت بڑا ہے۔ اے اللہ! جس طرح تو نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہمارے حق میں قبول کی، ہمیں مہلت دی اور ہمارے گھروں کو ہم سے آباد کیا پس اسی طرح ہمیں ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہلاک نہ کرنا اے ارحم الراحمین!

شیخ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہونے سے، بہت دور ہے۔ اس وجہ سے کہ یہ اس چیز کے خلاف ہے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی امت کے مانگی۔ پس یہ تصور کیسے کیا جاسکتا ہے کہ آپ نے لوگوں کو اس سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہو کہ جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کے لیے مانگا ہو۔

## دعا کے آغاز، ابتداء اور اختتام پہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم درود شریف پڑھنا

اس بات پہ علماء کا اجماع ہے کہ دعا کی ابتداء میں اللہ کی حمد وثنا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود پڑھنا مستحب ہے۔ اسی طرح دعا کا اختتام بھی حمد وصلوٰۃ پہ کرے۔ الاقلیبی کہتے ہیں کہ جب تو اپنے معبود سے سوال کرے تو پہلے اللہ کی حمد وثنا کر، اپنے پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود بھیج، درود کو اپنی دعا کی ابتدا، وسط اور اختتام میں ضرور پڑھنا اور نبی پاک کی تعریف کرتے وقت نفائس مفاخرہ کا ذکر کرنا۔ اس طریقے سے تو مستجاب الدعوات بن جائے گا اور اللہ اور تیرے درمیان پردہ ہٹ جائے گا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے قدح راکب (مسافر کا پیالا) کی طرح نہ سمجھو۔ پوچھا

گیا یارسول اللہ! وہ کیا ہے؟۔تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ مسافر جب اپنی ضرورت سے فارغ ہو جاتا ہے تو اپنے پیالے کو پانی سے بھرتا ہے۔اگر اس کو اس کی ضرورت ہو تو وضو کرتا ہے یا پھر پی لیتا ہے۔اور اگر اس کو ضرورت نہ ہو اس انڈیل دیتا ہے۔پس تم میرا ذکر دعا کے شروع، درمیان اور اختتام پہ کیا کرو۔اس حدیث کو عبد بن حمید اور البزار نے اپنی اپنی صحیح ،عبدالرزاق نے اپنی جامع ،ابن ابی عاصم نے الصلاۃ، التیمی نے الترغیب، طبرانی، بیہقی نے الشعب اور الضیا جبکہ ان کے طریق سے دیلمی نے بھی روایت کیا ہے۔ان تمام لوگوں نے اس حدیث کو موسیٰ بن عبیدہ الربدی کے طریق سے روایت کیا ہے۔مگر موسیٰ نام کا یہ راوی ضعیف ہے اور یہ حدیث غریب ہے۔اسی حدیث کو سفیان بن عیینہ نے اپنی جامع میں یعقوب بن زید بن طلحہ کے طریق سے روایت کیا ہے اور اسی طریق کو نبی پاک ﷺ تک پہنچایا کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا لَا تَجْعَلُوْنِیْ كَقَدَحِ الرَّاكِبِ اِجْعَلُوْنِیْ اَوَّلَ دُعَآئِكُمْ وَ اَوْسَطَهٗ وَ اٰخِرَهٗ کہ مجھے قدح راکب کی طرح نہ جانو بلکہ اپنی دعاؤں کے آغاز، درمیان اور آخر میں میرا ذکر (درود) کیا کرو۔اس کی سند مرسل یا پھر معضل ہے۔لیکن اگر یعقوب نے موسیٰ کے علاوہ کسی اور سے روایت کی ہے تو پھر اس کی روایت سے قوی ہوگی۔

القدح: قاف اور دال پہ زبر ہے جبکہ ''ح'' مہملہ ہے۔ہروی اور ان کی اتباع کرتے ہوئے ابن اثیر نے لکھا ہے کہ اس سے نبی پاک ﷺ کی مراد یہ ہے کہ میرا ذکر موخر نہ کرو۔کیونکہ مسافر اپنے پیالے کو سواری کے آخر میں لٹکایا کرتا ہے۔اس طرح وہ اس پیالے کو پیچھا کرتا ہے۔حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: كما نيط خلف الراكب القدح الفرد: کہ جیسے سوار کے پیچھے اکیلا پیالا لٹکا یا گیا ہو۔ اهراق: بعض روایات میں ہراق آیا ہے۔اس صورت میں "ھاء" ہمزہ کا بدل ہوگی۔اراق الماء، یریقه، هراقه، یهرقه، هراقه (ھاء کی زبر کے ساتھ) پڑھا جاتا ہے۔اسی طرح اهرقت الماء، اهريقه اهراقاً بھی پڑھا جاتا ہے۔یعنی بدل اور مبدل کو جمع کیا جاتا ہے۔

حضرت فضالہ بن عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جب بھی کوئی دعا مانگے تو اول اللہ کی حمد و ثنا کرے، اس کے بعد نبی پاک ﷺ پہ درود پڑھے اور اس کے بعد جو چاہے دعا مانگے۔اسی باب میں تشہد میں نبی پاک ﷺ پہ درود پڑھنے کا بیان گزر چکا ہے۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب تم میں سے کوئی اللہ سے سوال کرنے کا ارادہ کرے تو پہلے اس کی اس طرح حمد کرے کہ جس کا وہ اہل ہے پھر نبی پاک ﷺ پہ درود بھیجے اور اس کے بعد دعا مانگے تو اس طرح وہ اپنے کامیاب ہوگا اور مقصد کو پانے کے قابل ہوگا۔اس حدیث کو عبدالرزاق نے ذکر کیا اور ان کے طریق سے طبرانی نے الکبیر میں روایت کیا۔اس کے تمام راوی صحیح ہیں۔یہ حدیث دیگر الفاظ کے ساتھ پہلے بھی مذکور ہو چکی ہے۔

عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دعا محجوب رہتی ہے یہاں تک کہ اس کے شروع میں اللہ کی حمد اور نبی پاک ﷺ پہ درود پڑھا جائے اور دعا مانگے تو اس کی دعا قبول ہوگی۔اس کو نسائی، اور ابوالقاسم، ابن بشکوال اور ان کے طریق سے عمر بن عمر حمصی کی روایت کیا۔

اسی طرح حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر دعا اس وقت تک محجوب ہے کہ جب تک نبی پاک ﷺ پہ درود نہ پڑھ لیا جائے۔دیلمی نے مسند الفردوس میں اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا مجھ پہ درود پڑھنا تمہاری دعاؤں کے لئے ڈھال ہے۔اسی طرح حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے بتایا گیا کہ دعا زمین اور آسمان کے درمیان ہی رہتی ہے اور اس سے

اوپر نہیں جاتی یہاں تک کہ نبی پاک ﷺ پہ درود شریف پڑھ لیا جائے۔ اس حدیث کو اسحاق بن راہویہ نے روایت کیا ہے۔ ترمذی میں یہ اسحاق کے طریق سے ہے۔ ابن بشکوال کی روایت میں اَلدُّعَاءُ مَوْقُوْف" بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْض کے الفاظ ہیں اور باقی حدیث اسی طرح ہے۔ اس کی سند میں ایک غیر معروف راوی ہے جس کی تخریج الواحدی اور ان کے طریق سے عبدالقادر الرہاوی نے اربعین میں کی ہے۔ اس کی سند میں بھی ایک غیر معروف راوی موجود ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ظاہر ہے کہ اس پہ مرفوع کا حکم لگے گا کیونکہ اس قسم کی بات رائے سے نہیں کی جاتی۔ اس کی تصریح اصول اور حدیث کے آئمہ نے کی ہے۔ حضرت فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بھی مرفوع ہونے پہ دلالت کرتی ہے کیونکہ اس میں بھی یہی الفاظ موجود ہیں۔

الدیلمی نے یہی حدیث ان الفاظ کے ساتھ ذکر کی ہے کہ

"اَلدُّعَاءُ یُحْجَبُ عَنِ السَّمَآءِ وَلَا یَصْعَدُ مِنْهُ اِلَی السَّمَآءِ مِنَ الدُّعَاءِ شَیْءٌ" حَتّٰی یُصَلِّیَ عَلَی النَّبِیِّ فَاِذَا صَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَعِدَ اِلَی السَّمَآءِ"

''دعا آسمان سے دور رہتی ہے اور آسمان کی طرف بلند نہیں ہوتی یہاں تک کہ نبی پاک ﷺ پہ درود پڑھا جائے۔ پس جب ان پہ درود پڑھ لیا جاتا ہے تو وہ آسمان کی طرف بلند ہو جاتی ہے''

شفاء میں ہے کہ دعا اور نماز زمین اور آسمان کے درمیان معلق رہتی ہیں یہاں تک کہ نبی پاک ﷺ پہ درود شریف پڑھ لیا جائے۔ اسی طرح نبی پاک ﷺ کی ایک اور روایت ہے جس کی سند پہ مجھے آگاہی نہیں ہے کہ اَلدُّعَآءُ بَیْنَ الصَّلَاتَیْنِ لَا یُرَدُّ دو درودوں کے درمیان والی دعا کبھی رد نہیں ہوتی۔ لیکن اس حدیث کا جو مفہوم ابوسلیمان الدارانی سے ہم نے روایت کیا ہے وہ حاجت کے وقت نبی پاک ﷺ پہ درود پڑھنے کے باب میں آئے گا۔ الباجی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک روایت ذکر کی ہے۔ اس کی سند پہ بھی آگاہی نہیں ہے۔ روایت یہ ہے کہ جب تو دعا کرنے لگے تو نبی پاک ﷺ پہ درود بھیج کیونکہ درود مقبول ہے اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے یہ بات بعید ہے کہ کچھ دعا قبول کرلے اور کچھ رد کر دے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر دعا اور اللہ کے درمیان ایک پردہ ہوتا ہے یہاں تک کہ نبی پاک ﷺ پہ درود پڑھا جائے۔ جب درود پڑھ لیا جاتا ہے تو وہ پردہ پھٹ جاتا ہے اور دعا داخل ہو جاتی ہے۔ اور درود نہ پڑھا جائے تو دعا لوٹ آتی ہے۔ اس کو بیہقی نے الشعب میں جبکہ قاسم تیمی اور ابن بشکوال وغیرہ نے حارث الاعور کی روایت سے منقول کیا جس کو جمہور نے ضعیف کہا ہے۔ احمد بن صالح سے اس کی توثیق بھی مروی ہے۔ اسی حدیث کو طبرانی نے الاوسط اور بیہقی نے الشعب میں عن حارث وعاصم کلاھما عن علی کی سند سے روایت کیا ہے۔ طبرانی نے بھی اس کو اپنے طریق سے ذکر کیا ہے۔ الہروی نے ذم الکلام میں روایت کیا ہے۔ ابوالشیخ نے بھی جبکہ ان کے طریق سے دیلمی نے بھی روایت کیا ہے۔ البیہقی نے الشعب اور ابن بشکوال نے بھی روایت کی ہے۔ ان تمام نے اختصار کے ساتھ موقوف روایت کی ہے کہ ہر دعا محجوب رہتی ہے یہاں تک کہ نبی پاک ﷺ اور ان کی آل پہ درود پڑھ لیا جائے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع روایت ہے (اس کی سند پہ مجھے آگاہی نہیں ہے مگر اس کا آخری حصہ معروف ہے) کہ میں تمام لوگوں سے پہلے نکلوں گا جب لوگ قبروں سے نکالے جائیں گے۔ جب لوگ اکٹھے ہوں گے تو میں ان کا قائد ہوں گا۔ اور جب وہ خاموش ہوں گے تو میں ان کا خطیب ہوں گا۔ اور جب ان کو روکا جائے گا تو میں ان کا شفیع ہوں گا۔ اور جب وہ مایوس ہوں گے تو میں ان کو بشارت دینے والا ہوں گا۔ اس دن لواء کریم میرے ہاتھ میں ہو گا۔ اس دن جنتوں کی چابیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ میں تمام انسانوں سے بڑھ کر اللہ

کے ہاں مکرم ہوں گا اور مجھے اس بات پہ فخر نہیں ہے۔ ہزار خادم میرے آگے پیچھے اس طرح پھر رہے ہوں گے گویا کہ وہ چھپے ہوئے موتی ہیں۔ (اس کے بعد فرمایا)

"مَا مِنْ دُعَآءٍ اِلَّا بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَآءِ حِجَاب" حَتّٰى يُصَلِّيَ عَلَيَّ فَاِذَا صَلّٰى عَلَيَّ اِنْخَرَقَ الْحِجَابُ وَ صَعِدَ الدُّعَآءُ"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ان کی دعا حنش نے روایت کی ہے۔ اس دعا میں اِسْتَجِبْ دُعَائِی کے بعد یہ لکھا ہے کہ پھر نبی پاک ﷺ پہ اس طرح درود بھیجے اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ نَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ اَفْضَلَ مَا صَلَّيْتَ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ اَجْمَعِيْنَ تو درود بھیجے نبی پاک ﷺ پہ جو تیرے بندے، تیرے رسول اور تیرے نبی ہیں۔ ایسا درود جو ہر اس درود سے افضل ہے جو تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی پہ بھی بھیجا۔ یہ الشفاء میں بھی مذکور ہے۔ پوری حدیث حاجت کے وقت درود شریف پڑھنے کے باب میں آئے گی۔ اسی طرح حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرماتے ہیں کہ جس دعا میں نبی پاک ﷺ درود نہ پڑھا جائے وہ زمین اور آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے۔ اس کو قاضی اسماعیل نے روایت کیا ہے۔

ہم نے ابن عطا سے روایت کیا ہے کہ ہر دعا کے ارکان، پر، اسباب اور اوقات ہوتے ہیں۔ اگر اس کے ارکان پائے جائیں گے تو وہ طاقت والی بن جائے گی۔ اور اگر اس کو پر مل جائیں تو وہ آسمان کی طرف اڑ جاتی ہے۔ اور اس کو اپنا وقت مل جائے تو کامیاب ہو جاتی ہے۔ اور اگر اس کو اسباب مل جائیں تو وہ فلاح پا جاتی ہے۔ حضور قلب، سوز و گداز، خشوع، دل کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ جوڑنا جبکہ اسباب دنیا سے موڑنا دعا کے ارکان ہیں۔ اور صدق وخلوص اس پر ہیں۔ اس کا وقت سحری ہے۔ اور نبی پاک ﷺ پہ درود پڑھنا اس کے اسباب ہیں۔

## کانوں سے آواز نکلتے وقت نبی پاک ﷺ پہ درود شریف پڑھنا

حضرت ابورافع مولیٰ نبی پاک ﷺ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا ذکر کہ جب کسی کے کانوں سے آوازیں آنے لگیں تو اسے چاہیے کہ مجھ پہ درود بھیجے اور یہ کہے اَللّٰهُ وَبِخَيْرٍ مَنْ ذَكَرَنِيْ اس کو طبرانی، ابن عدی جبکہ ابن السنی نے الیوم و اللیلۃ میں اور الخرائطی نے المکارم میں ذکر کیا ہے۔ ان کے علاوہ ابن ابی عاصم، ابوموسیٰ مدینی اور ابن بشکوال نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کی سند ضعیف ہے۔ بعض کی روایت میں ذَكَرَ اللّٰهُ مَنْ ذَكَرَنِيْ بِخَيْرٍ کے الفاظ ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ابن خذیمہ نے اس حدیث کو اپنی تخریج میں صحیح کہا ہے۔ اس کی اسناد غریب ہیں اور اس کے ثبوت میں نظر ہے۔ ابن السنی نے الہیثم بن خیثم اور ابن بشکوال نے ابی سعید کے طریق سے روایت کی ہے کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کا پاؤں سن ہو گیا تو ایک آدمی نے کہا جو آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ عزیز ہے اس کو یاد کرو تو انہوں نے کہا یا مُحَمَّدُ ﷺ۔ اور اس کا پاؤں سن ہونا ختم ہو گیا۔ ابن السنی حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریق سے اس طرح روایت کیا کہ ایک دفعہ ہم لوگ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس تھے کہ ایک آدمی کا پاؤں سن ہو گیا تو انہوں نے کہا کہ اپنے محبوب ترین بندے کو یاد کرو۔ یہ سن کر اس بندے کہا محمد ﷺ۔

امام بخاری نے اپنی کتاب الادب المفرد میں عبدالرحمن بن سعد کے طریق سے ایسے نقل کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا تو ایک بندے نے کہا کہ اپنے سب سے پیارے کو یاد کرو تو انہوں نے کہا یا مُحَمَّدُ ﷺ۔

## چھینک کے وقت نبی پاک ﷺ پہ درود شریف بھیجنا

حضرت ابو سعید خضری رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کو چھینک آئی اور اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ مَا کَانَ مِنْ حَالٍ وَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اَھْلِ بَیْتٖ کہا تو اللہ تعالیٰ اس کی ناک کے بائیں بانسے سے ایک پرندہ نکالتا ہے جو اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتا ہے۔ اس کو دیلمی نے مسند الفردوس میں نقل کیا ہے۔ اس کی سند ضعیف ہے۔ ابن بشکوال نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے جو اسی طرح ہے۔ اس کے بعد باقی الفاظ اس طرح ہیں کہ وہ پرندہ مکھی سے بڑا اگر مکڑی سے چھوٹا ہوتا ہے جو عرش کے نیچے پھڑ پھڑاتا ہے اور اپنے کہنے والے کے لیے دعائے مغفرت کرتا ہے۔ اس کی سند کے متعلق المجد اللغوی نے کہا کہ کوئی حرج نہیں ہے مگر اس کی سند میں ایک راوی یزید بن ابی زیاد ہے جو زیادہ تر محدثین کے نزدیک ضعیف ہے لیکن مسلم نے اس کی متابع تخریج کی ہے۔ حضرت نافع رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس ایک بندہ بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے چھینک ماری تو اس سے کہا کہ تو نے بخل سے کام لیا ہے کیونکہ تو نے نہ تو اللہ کی حمد کی اور نہ ہی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود بھیجا۔ اس کی تخریج بیہقی اور ابو موسیٰ مدینی نے کی ہے۔ تقی بن مخلد نے اس کو اپنی مسند میں جبکہ انہی کے طریق سے ابن بشکوال نے بھی روایت کی مگر ان کی سند ضعیف ہے کیونکہ یہ روایت ضحاک بن قیس سے ہے۔ ایک شخص حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اس کو چھینک آئی تو اس نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور پھر خاموش ہو گیا۔ یہ دیکھ کر آپ نے اس سے کہا کہ تو نے سلام پڑھ کر اس کو مکمل کیوں نہیں کیا؟ لیکن حضرت نافع کی روایت اس روایت کی نفی کرتی ہے۔ اس کے الفاظ اس طرح ہیں کہ ایک بندے نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے چھینک ماری اور کہا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ: تو آپ نے کہا کہ میں بھی یہی کہتا ہوں مگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم نہیں دیا تھا کہ اگر چھینک آئے تو اس طرح کہیں۔ بلکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا تھا کہ اگر چھینک آئے تو اس طرح کہا کرو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے مگر اس کی سند ضعیف ہے۔ جبکہ ترمذی نے بھی اس کو ذکر کیا اور یہ غریب ہے۔

ابو موسیٰ مدینی اور علماء کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ چھینک کے وقت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود بھیجنا مستحب ہے۔ مگر دوسرے علماء کا ان سے اختلاف ہے۔ ان کے نزدیک چھینک کے وقت درود پڑھنا مستحب نہیں ہے کیونکہ یہ صرف حمد کا مقام ہے۔ ہر مقام کے لیے ایک ذکر مخصوص ہوتا ہے کوئی دوسرا ذکر اس کے قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ اسی وجہ سے رکوع یا سجدے میں درود بھیجنا مشروع نہیں ہے۔ انہوں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کو بھی دلیل بنایا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تین مقامات پہ میرا ذکر نہ کرو۔ چھینک، ذبح اور تعجب کے وقت۔ الدیلمی نے مسند الفردوس میں حاکم کے طریق سے اور البیہقی نے السنن الکبری میں الحاکم سے صحابی کے ذکر کے بغیر روایت کی ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی متہم بالکذب ہے اور صحیح نہیں ہے۔

المخلص کے چوتھے فائدہ میں نہشل عن الضحاک عن ابن عباس کے طریق سے مروی ہے کہ دو جگہوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر نہیں کرنا چاہیے چھینک کے وقت اور ذبح کے وقت۔ یہ حدیث بھی صحیح نہیں ہے۔ علماء کرام نے ان مقامات کو ذکر کیا ہے کہ جہاں صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہیے ان میں سے چند مقامات یہ ہیں۔ کھانے، پینے، جماع کرتے وقت اور چھینک مارتے وقت۔ اور اسے طرح وہ باقی مقامات کے جہاں درود پڑھنا سنت نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ میں نے تو اسی طرح پڑھا ہے۔ مگر بعض مقامات میں غور و فکر کی ضرورت ہے جیسا کہ سحنون نے تعجب کے وقت درود کو ناپسند کیا ہے کہ اس وقت درود شریف نہ پڑھے مگر ثواب کی نیت سے پڑھا جا سکتا ہے۔ حلیمی فرماتے ہیں تعجب کرنے والا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے جب سُبْحَانَ اللّٰہِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے یہ مکروہ نہیں ہے۔ ہاں اگر ناپسندیدہ یا پسندیدہ عمل کے لحاظ سے درود پڑھے تو مجھے اس پر خدشہ ہے اور اگر اسے معلوم بھی ہے کہ اس نے یہ درود تعجب کے طور پر پڑھا ہے اور اس سے اجتناب نہ کیا تو اس نے کفر کیا

ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس فتویٰ میں نظر ہے یہ تو نووی کا کہنا ہے۔

## کسی چیز کو بھول جانے کے وقت درود شریف پڑھنا

حضرت انس فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تمہیں کوئی چیز بھول جائے تو مجھ پر درود پڑھو اللہ نے چاہا تو تمہیں یاد آجائے گی۔ اس حدیث کو ابو موسیٰ مدینی نے تخریج کیا مگر اس کی سند ضعیف ہے۔ حضرت عثمان بن ابی حرب الباہلی سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی بندہ کسی بات کا ارادہ کرے اور بھول جائے تو اسے چاہیے تو مجھ پر درود پڑھے۔ یہ درود اس بات کی جگہ ہوگا مجھے یقین ہے کہ اس کو وہ بات یاد آجائے گی۔ اس حدیث کی تخریج دیلمی نے کی مگر اس کی بھی سند ضعیف ہے۔ ابن بشکوال نے بھی اس کو ذکر کیا مگر اس کی ابتدا میں یہ الفاظ زیادہ ہیں۔ اس کے علاوہ باقی حدیث اسی طرح ہے یعنی جس نے کسی کام کا اردہ کیا اور اس نے مشاورت کی تو اللہ تعالیٰ اس کی رہنمائی کرے گا۔

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں یعنی جسے بھولنے کا خوف وہ کثرت سے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے۔ اس حدیث کو ابن بشکوال نے ذکر کیا مگر اس کی سند منقطع ہے۔ اگر کسی چیز کو اچھا سمجھے تو اس وقت نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنا مستحسن ہے یا نہیں؟ اس کو ابن ابی حجلہ اور عقبہ نے جائز کہا ہے اور شیخ الشیوخ بحماۃ کا کتنا پیارا قول ہے جو انہوں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کرتے ہوئے ایک قصیدے میں ذکر کیا،

غُصْنٌ نَقِيٌّ حَلَّ عُقْدَ صَبْرِيْ — بِلِيْنِ خُضْرٍ يَكَادُ يَعْقُدُ

وہ پاکیزہ ٹہنی ہے کہ جس کی کمر کی نرمی نے گرہ کھول دی

فَمَنْ رَّاٰى ذَاكَ الْوِشَاحَ مِنْهُ — حَقٌّ لَهٗ اَنْ يُصَلِّيْ عَلٰى مُحَمَّدٍ

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پہ درود پڑھنا اس بندے پہ حق ہے جو اس کی بنی ہوئی کمان دیکھے

## مولی کھانے اور گدھے کے ہینگتے وقت درود شریف پڑھنا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مولی کھائے اور یہ چاہے کہ منہ سے بو نہ آئے تو اسے چاہیے کہ پہلے لقمے پہ مجھے یاد کرے۔ اس حدیث کو دیلمی نے اپنی مسند میں ذکر کیا۔ یہ حدیث صحیح نہیں مگر جو روایت مجاشع بن عمرو عن ابی بکر بن حفص عن سعید بن المسیب سے مروی ہے اور اس کے مشابہ ہے کہ جب مولی کھائے پھر اس کی تفسیر یہ بیان کی تا کہ اس کے منہ سے بو نہ آئے تو اسے پہلے لقمے کے وقت نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرنا چاہیے۔ طبرانی نے ابو رافع کی مرفوع روایت ذکر کی ہے کہ گدھا اس وقت ہینگتا ہے جب وہ شیطان کو یا پھر اس کی مثل کو دیکھ لے لہذا جب وہ ہینگے تو اللہ کا ذکر کرو اور مجھ پر درود بھیجو۔ قاضی عیاض کا فرمان ہے کہ تعوذ کا فائدہ یہ ہوگا کہ وہ شیطان اور اس کے وسوسہ کے شر سے ڈرے اور اس سے بچنے کیلئے اللہ کی پناہ مانگے۔

## گناہ کے بعد نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف بھیجنا

جب گناہ کر لے اور اس کے کفارے کا ارادہ کرے تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے۔ اس کے متعلق حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے کہ صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّ الصَّلَاةَ كَفَّارَةٌ لَّكُمْ یعنی مجھ پہ درود پڑھو یہ تمہارے گناہوں کا کفارہ ثابت ہوگا۔ اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّ الصَّلَاةَ زَكٰوةٌ لَّكُمْ" یعنی مجھ پہ درود

بھیجو یہ تمہارے گناہوں کو مٹا دے گا۔ اس حدیث کو ابن ابی شیبہ اور ابوالشیخ نے روایت کیا ہے جو دوسرے باب میں یہ حدیث گزر چکی ہے۔

ابن قیم کا کہنا ہے کہ اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا زکوۃ ہے اور زکوۃ کا مطلب نمو، برکت اور طہارت ہے۔ اس سے پہلی حدیث میں درود کو کفارہ کہا گیا جس کا مطلب گناہ مٹانا ہے۔ ان دونوں حدیثوں کو ملایا جائے تو یہ مطلب نکلتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود بھیجا جائے تو نفس پاک ہوتا ہے، اس کے کمالات میں اضافہ اور بڑھوتری ہوتی ہے اور نفس کا کمال انہیں دو چیزوں میں ہوتا ہے۔ تو یہ بات معلوم ہوگئی کہ نفس کو اس وقت تک کمال حاصل نہیں ہوسکتا جب تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ بھیجا جائے کیونکہ درود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور متابعت کی نشانی ہے اور تمام مخلوق سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقدم جاننے کے لوازمات سے ہے۔

## حاجت کے وقت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا

اس کے متعلق حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث "الصلوۃ عقب الصبح و المغرب" میں گزر چکی ہے اور حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی دوسرے باب میں گزر چکی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا رات یا دن کے وقت بارہ رکعت نماز پڑھو ہر دو رکعتوں کے درمیان تشہد کرو جب آخری تشہد میں بیٹھو تو اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرو پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو پھر تکبیر کہہ کر سجدہ کرو اور پھر سجدے میں سات مرتبہ سورۃ الفاتحہ سات مرتبہ آیت الکرسی اور دس مرتبہ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" اور پھر مندرجہ ذیل دعا مانگو،

"اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِكَ وَ مُنْتَهَى الرَّحْمَةِ مِنْ كِتَابِكَ وَ اِسْمِكَ الْاَعْظَمِ وَ جَدِّكَ الْاَعْلٰى وَ كَلِمَاتِكَ التَّآمَّةِ"

اس کے بعد اپنی حاجت طلب کرو پھر سجدہ سے سر اٹھاؤ دائیں بائیں سلام پھیرو۔ اس نماز کا طریقہ بیوقوف اور احمق کو نہ سکھانا کہ وہ بھی اس کے ساتھ حاجت طلب کریں گے اور وہ قبول ہو جائے گی۔ اس کو الحاکم نے المایہ میں اور ان کے طریق سے بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث کے بہت سے راویوں کا کہنا ہے کہ انہوں نے اس کا تجربہ کیا ہے اور اس کو سچ پایا ہے۔ اس کی سند ضعیف ہے۔ حافظ ابوالفرج نے اپنی کتاب میں اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ میں کہتا ہوں اس کی صحیح ترین سند ھشیم بن ابی ساسان عن ابن جریج ہے۔

بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِكَ کے بارے میں حافظ ابومدینی کا کہنا ہے کہ یہ ایسے ہی ہے جیسے کہا جاتا ہے عقدت ھذا الامر بفلان یعنی میں نے اس کے ساتھ پختہ معاملہ کیا ہے کیونکہ وہ امین طاقتور اور عالم ہے۔ پس امانت، قوت اور علم اس کے ساتھ معاملہ کرنے کا سبب ہے۔ پس اس کا مطلب یہ ہوگا کہ میں ان اسباب کے تحت تجھ سے سوال کرتا ہوں جن کی وجہ سے تو نے خود اس کی تعریف عرشِ عظیم عرش کریم اور عرش مجید کے لقب سے پائی ہے۔ مُنْتَهَى الرَّحْمَةِ مِنْ كِتَابِكَ سے مراد وہ آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت اور اس کی اپنے بندوں پر مہربانیوں کا ذکر ہے۔ یا پھر اس سے مراد وہ آیات ہیں جو اپنے پڑھنے والوں اور عمل کرنے والوں کیلئے رحمت کا باعث ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا ذکر اسی طرح پسند کیا ہے لہذا وہ مخلوق سے بھی اسی طرح کا ذکر پسند کرتا ہے۔ اس بارے میں اور بہت سی حدیث ہیں۔

## نماز حاجت

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا جس کی اللہ تعالیٰ یا کسی انسان سے کوئی حاجت ہو تو اسے چاہیے کہ اچھی طرح وضو کرے اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و

ثناء بیان کرے اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اس کے بعد یہ دعا مانگے،

"لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَسْاَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِكَ وَ الْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ"

اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ عبد الرزاق طبسی نے اپنی کتاب الصلاۃ میں ابو بکر شافعی کے طریق سے روایت کیا۔ امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث غریب ہے۔ اور اس کی سند میں بھی مقال ہے۔ ابن جوزی نے بھی اپنی کتاب الموضوعات میں ذکر کیا لیکن اس میں نظر ہے کیونکہ حاکم نے اس حدیث کو روایت کرتے ہوئے کہا فائد کوفی کا شمار تابعین میں ہے اور میں نے اس کے جانشینوں کی ایک پوری جماعت کو دیکھ رکھا ہے۔ لہذا اس کی حدیث مستقیم ہے لیکن شیخین نے اس کی تخریج نہیں کی۔ میں نے اس کی حدیث شاہد کے طور پر ذکر کی ہے۔ جبکہ ابن ابی کا کہنا ہے کہ ضعف کے باوجود اس کی حدیث ذکر کی جائے گی کہ حدیث انس میں بھی یہ چیز آئی ہے۔ بہر حال یہ حدیث بہت ہی زیادہ ضعیف ہے لہذا اس کو فضائل میں تو قبول کیا جاسکتا ہے لیکن اگر موضوع حدیث ہو تو ذکر بھی نہیں کی جائے گی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اگر کسی کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ حاجت ہو تو اسے چاہیے اچھی طرح وضو کرے اور پھر دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ اور آیت الکرسی جبکہ دوسری رکعت میں امن الرسول سے لے کر سورۃ کے آخر تک پڑھے پھر تشہد میں بیٹھے سلام پھیرے اور اس کے بعد مندرجہ ذیل دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کر دے گا،

"اَللّٰهُمَّ يَا مُؤْنِسَ كُلِّ وَحِيْدٍ يَا صَاحِبَ كُلِّ فَرِيْدٍ يَا قَرِيْبًا غَيْرَ بَعِيْدٍ يَا شَاهِدًا غَيْرَ غَآئِبٍ يَا غَالِبًا غَيْرَ مَغْلُوْبٍ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ يَا بَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَسْاَلُكَ بِاسْمِكَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الْحَيِّ الْقَيُّوْمِ الَّذِيْ عَنَتْ لَهُ الْوُجُوْهُ وَخَشَعَتْ لَهُ الْاَصْوَاتُ وَ وَجِلَتِ الْقُلُوْبُ مِنْ خَشْيَتِهٖ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْ تَفْعَلَ بِيْ كَذَا"

''اے اللہ! ہر تنہا کے غم خوار اور ہر نفیس چیز کے مالک، جو قریب ہے دور نہیں، جو موجود ہے غائب نہیں جو غالب ہے مغلوب نہیں۔ اے زندہ اے قیوم اے بزرگی اور بخشش والے اے زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے! میں تجھ سے تیرے رحیم رحمن حی قیوم نام کے واسطہ سے سوال کرتا ہوں کہ جس کے سامنے چہرے جھک گئے آوازیں نیچی ہو گئیں اور دل کانپنے لگے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی اولاد پر درود بھیج اور میرے ساتھ یہ معاملہ فرما''

اس حدیث کو دیلمی نے اپنی مسند جبکہ ابو قاسم تیمی نے ترغیب میں تخریج کیا۔ عبد الرزاق طبسی نے ضعیف سند کے ساتھ اس طرح روایت کیا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ایمن کو فرمایا کہ جب تجھے کوئی مشکل پیش آئے اور تو اس سے نجات پانا چاہے تو دو رکعت نماز پڑھنا ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ دس دس بار پڑھنا جب بھی تو ان میں سے کوئی بھی کلمہ پڑھے گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ میرے لئے ہے اور میں نے اس قبول کیا جب تو اس سے فارغ ہو جائے اور تشہد کر کے سلام پھیرے تو پہلے سجدہ میں یہ کہنا،

"يَآ اَللّٰهُ اَنْتَ اللّٰهُ لَا غَيْرُكَ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَام صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الْاَخْيَارِ وَ اقْضِ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ يَا رَحْمٰنُ وَ اجْعَلِ الْخَيْرَ فِيْ ذَالِكَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ"

''اے اللہ! تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ اے جلال اور اکرام والے! نبی پاک ﷺ اور ان کی پاکیزہ آل پر درود بھیج اور میری یہ ضرورت پوری کر اور میرے لئے اس میں بھلائی رکھ دے بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے''

جب بندہ آسانی کے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو اگر اس پر کبھی کوئی تکلیف آجائے تو فرشتے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں اس کے لئے سفارش کرو اور اس کی دعا پر آمین کہو لہذا اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت دور کرتا اور اس کی حاجت پوری فرما دیتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو اللہ تعالیٰ سے حاجت ہو تو وہ بدھ جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھے۔ جب جمعہ کا دن آئے، صاف ستھرا ہو کر مسجد جائے، تھوڑا بہت صدقہ کرے اور جب نماز پڑھ لے تو یہ دعا مانگے،

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡاَلُكَ بِاسۡمِكَ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ الَّذِیۡ لَآ اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ عَالِمُ الۡغَیۡبِ وَ الشَّھَادَةِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَسۡاَلُكَ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ الَّذِیۡ عَنَتۡ لَهُ الۡوُجُوۡهُ وَخَشَعَتۡ لَهُ الۡاَبۡصَارُ وَ وَجِلَتِ الۡقُلُوۡبُ مِنۡ خَشۡیَتِهٖ اَنۡ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَنۡ تَقۡضِیَ حَاجَتِیۡ"

اس کے بعد اپنی حاجت کو ظاہر کرے اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرے گا۔ مزید فرمایا کہ احمقوں کے یہ دعا نہ سکھانا تا کہ وہ اس کے ذریعے گناہ اور قطع رحمی کا سوال نہ کریں۔ نمیری اور ابوموسیٰ نے اس طرح موقوف روایت کی ہے۔ ابوامامہ بن سہل بن حنیف سے مروی ہے کہ ایک بندہ حضرت عثمان غنی کے پاس کسی کام کیلئے آتا تھا مگر وہ اس کی طرف توجہ نہیں فرماتے تھے۔ ایک دفعہ وہ شخص عثمان بن حنیف سے ملا اور اس بات کی شکایت کی تو انہوں نے اس سے کہا کہ لوٹا اٹھاؤ، وضو کرو، مسجد میں جاؤ اور دو رکعت نماز ادا کر کے اس طرح دعا مانگو "اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡاَلُكَ وَ اَتَوَجَّهُ اِلَیۡكَ بِنَبِیِّكَ نَبِیِّ الرَّحۡمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیۡ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّكَ فَتُقۡضٰی لِیۡ حَاجَتِیۡ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف تیرے نبی کے وسیلہ سے متوجہ ہوں اور اے نبی! میں آپ کے وسیلہ سے آپ کے رب کی طرف متوجہ ہوں تا کہ میری یہ ضرورت پوری ہو جائے۔ اس کے بعد اپنی حاجت کا ذکر کرنا اور پھر ان کے پاس اپنی ضرورت پیش کرنا۔ وہ شخص چلا گیا اور حضرت عثمان بن حنیف کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کیا۔ اس کے بعد جب وہ شخص حضرت عثمان غنی کے دروازے پر آیا تو دربان نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کو حضرت عثمان غنی کے پاس لے آیا۔ آپ نے اس کو اپنے پاس بٹھایا اور کہا اب بتا کیا کام ہے؟۔ اس نے اپنا کام بتایا تو حضرت عثمان غنی نے اسے پورا کر دیا اور کہا کہ پہلے میں نے تمہاری ضرورت کو جانا ہی نہیں تھا۔ آئندہ جو بھی کام ہو بتا دینا فارغ ہو کر وہ بندہ دوبارہ حضرت عثمان بن حنیف سے ملا اور کہا اللہ تعالیٰ تمہیں اجر دے پہلے وہ میری طرف توجہ نہیں کرتے تھے مگر اب کہ تو نے کلام فرمائی۔ حضرت عثمان بن حنیف نے اس بندے سے کہا کہ نہ تو میں نے ان سے کوئی بات کی ہے اور نہ ہی انہوں نے مجھ سے کوئی بات کی ہے۔ لیکن میں نے دیکھا تھا کہ ایک نابینا نبی پاک ﷺ کے پاس آیا اور اپنی بینائی ختم ہونے کی شکایت کی تو نبی پاک ﷺ نے اس سے فرمایا کہ لوٹا لاؤ، وضو کرو، مسجد جاؤ، دو رکعت نماز پڑھو اور یہ دعا مانگو،

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡاَلُكَ وَ اَتَوَجَّهُ اِلَیۡكَ بِنَبِیِّكَ نَبِیِّ الرَّحۡمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیۡ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّیۡ فَیُجۡلِیۡ لِیۡ عَنۡ بَصَرِیۡ اَللّٰھُمَّ شَفِّعۡهُ فِیَّ وَ شَفِّعۡنِیۡ فِیۡ نَفۡسِیۡ"

حضرت عثمان بن حنیف فرماتے ہیں۔ کہ ابھی ہم آپس میں گفتگو ہی کر رہے تھے کہ وہ آدمی نبی پاک ﷺ کے فرمان پر عمل کر کے واپس آ گیا اور ایسے لگتا تھا جیسے اسے نابینے پن کی بیماری تھی ہی نہیں۔ اس حدیث کو بیہقی نے دلائل میں ابی امامہ عن عمہ عثمان بن حنیف سے تخریج کیا اور اسی طرح نمیری، نسائی نے عمل الیوم واللیلۃ میں، ابن ماجہ اور ترمذی نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ امام ترمذی کا فرمان ہے کہ یہ حدیث

حسن صحیح غریب ہے۔اس حدیث کوابن خذیمہ اور الحاکم نے بھی روایت کیا ہے۔حاکم کا کہنا ہے کہ یہ بخاری اور مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔ان تمام نے اس حدیث کو عمارہ بن خزیمہ بن ثابت عن عثمان بن حنیف کی سند سے روایت کیا ہے۔بعض محدثین کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں کہ ایک مرتبہ ایک نابینا شخص نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوااور عرض کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے عافیت دے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو میں اس کو مؤخر کردوں اور یہی تیرے لئے بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو میں تیرے لئے دعا بھی کر دیتا ہوں۔اس نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے لئے دعا فرمائیے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ خوب اچھی طرح وضو کرو پھر دو رکعت نماز پڑھ کر اس طرح دعا کرو،

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسۡاَلُكَ وَ اَتَوَجَّهُ اِلَيۡكَ بِنَبِيِّكَ نَبِيِّ الرَّحۡمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّیۡ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّیۡ فِیۡ حَاجَتِیۡ هٰذِهٖ فَيَقۡضِيۡهَا لِیۡ اَللّٰهُمَّ شَفِّعۡهُ فِیَّ وَشَفِّعۡنِیۡ فِيۡهِ"

اور بعض کے الفاظ یہ ہیں کہ حضرت عثمان سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک نابینے کو اپنی نابینائی کی شکایت کرتے ہوئے سنا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا کہ لوٹا اٹھاؤ، اچھی طرح وضو کرواور دو رکعت نماز پڑھواور پھر اس طرح دعا مانگو،

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسۡاَلُكَ وَ اَتَوَجَّهُ اِلَيۡكَ بِنَبِيِّكَ نَبِيِّ الرَّحۡمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّیۡ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّیۡ فَيُجۡلِیۡ لِیۡ عَنۡ بَصَرِیۡ اَللّٰهُمَّ شَفِّعۡهُ فِیَّ وَشَفِّعۡنِیۡ فِیۡ نَفۡسِیۡ"

حضرت عثمان بن حنیف فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم ابھی ہم اس جگہ سے اٹھے بھی نہیں تھے کہ وہ بندہ دوبارہ وہاں آیا اور ایسے لگ رہا تھا کہ کبھی وہ اندھا ہی نہ ہو۔میں کہتا ہوں کہ یہ قصہ کتاب کے موضوع کے مطابق نہیں ہے حضرت سلمان دارانی سے مروی ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت بیان کرنا چاہے تو پہلے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے اور پھر دعا مانگے اور آخر میں پھر درود بھیجے۔اللہ تعالیٰ درود کو قبول کرتا ہے اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے کرم کے مناسب نہیں کہ وہ دو درودوں کے درمیان موجود دعا کو رد کر دے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرنا چاہو تو پہلے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو پھر اس سے اپنی حاجت طلب کرواور اس کے بعد دوبارہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھو۔اللہ تعالیٰ درود کو قبول کرتا ہے اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے کرم کے مناسب نہیں ہے کہ وہ درودوں کے موجود دعا کو رد کر دے۔نمیری نے اس کی تخریج دونوں طرح سے کی ہے۔الاحیاء میں مرفوع روایت اس طرح ہے کہ جب تم اللہ تعالیٰ سے حاجت مانگو تو ابتدا میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو کیونکہ یہ بات اللہ تعالیٰ کے کرم کے مناسب نہیں ہے کہ اس سے دو حاجتوں کا سوال کی جائے تو وہ ان میں سے ایک کو قبول کر لے اور ایک کو رد کر دے۔مجھے اس کی سند پر آگاہی نہیں ہے۔ابوالدرداء سے ان کا اپنا ہی ایک قول مروی ہے کہ حضرت حسن بصری سے مروی ہے کہ یہ دعا خوشحالی لانے اور تکلیف دور کرنے لئے ہے،

"يَا حَابِسَ يَدِ اِبۡرَاهِيۡمَ عَنۡ ذِبۡحِ اِبۡنِهٖ وَ هُمَا يَتَنَاجِيَانِ اللُّطۡفَ يَا اَبَتِ يَا بُنَیَّ يَا مُقَيِّضَ الرَّكۡبِ لِيُوۡسُفَ فِی الۡبَلَدِ الۡقَفۡرِ غِيَابَةَ الۡجُبِّ وَ جَاعِلَهٗ بَعۡدَ الۡعُبُوۡدِيَّةِ نَبِيًّا مَالِكًا يَا مَنۡ سَمِعَ الۡهَمۡسَ مِنۡ ذِی النُّوۡنِ فِیۡ ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ ظُلۡمَةِ قَعۡرِ الۡبَحۡرِ وَ ظُلۡمَةِ اللَّيۡلِ وَ ظُلۡمَةِ بَطۡنِ الۡحُوۡتِ يَا رَادَّ حُزۡنَ يَعۡقُوۡبَ يَا رَاحِمَ دَاوٗدَ يَا كَاشِفَ ضُرِّ اَيُّوۡبَ يَا مُجِيۡبَ دَعۡوَةِ الۡمُضۡطَرِّيۡنَ يَا كَاشِفَ غَمِّ الۡمَهۡمُوۡمِيۡنَ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ اَسۡاَلُكَ اَنۡ تَفۡعَلَ بِیۡ كَذَا"

"اے حضرت ابراہیم کے ہاتھ اپنے بیٹے سے روکنے والے جب کہ وہ پیار و محبت سے سرگوشیاں کر رہے تھے اے ابا

جان اے بیٹا، اے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں نکالنے اور غلامی کے بعد بادشاہ بنانے کیلئے قافلے کو روکنے والے، اے حضرت یونس علیہ السلام کی آواز کو تین تاریکیوں سے سن لینے والے یعنی سمندر کی تاریکی رات کی تاریکی اور مچھلی کے پیٹ کی تاریکی، اے حضرت یعقوب علیہ السلام کے غم کو دور کرنے والے، اے حضرت ایوب کے تکلیف کو دور کرنے والے، اے پریشان لوگوں کی دعاؤں کی دور کرنے، والے، اے غمگین کے غم کو دور کرنے والے! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوران کی اولاد پر درود بھیج میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میری اس دعا کو پورا کردے"

اس روایت کو دینوری نے المجالس میں روایت کیا ہے۔ ربی حاجب المنصور فرماتے ہیں کہ جب ابو جعفر المنصور کی خلافت کا دور آیا تو اس نے مجھے حکم دیا کہ امام جعفر صادق کو میرے پاس بلاؤ اور تھوڑی دیر بعد مجھے کہنے لگا کہ کیا میں نے تجھے یہ نہیں کہا تھا کہ اس کو میرے پاس بھیجو؟ اللہ کی قسم اگر تم اسے میرے پاس نہ لائے تو میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ میرے پاس اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ لہذا میں امام جعفر صادق کے پاس گیا اور پیغام دیا کہ امیر المومنین آپ کو بلا رہے ہیں۔ آپ میرے ساتھ ہی چل پڑے۔ جب ہم دروازے کے قریب پہنچے تو امام جعفر صادق کچھ پڑھتے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔ اس کو سلام دیا مگر اس نے جواب نہ دیا۔ آپ رک گئے۔ خلیفہ نے انہیں بیٹھنے کو بھی نہیں کہا۔ امام جعفر صادق نے اس کو کہا کہ تم کو ہمارا والی بنایا گیا ہے اور تو ہم پہ زیادتی کر رہا ہے۔ میں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ظالم کے لئے قیامت کے دن ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا جس سے وہ پہچانا جائے گا۔ پھر انہوں نے اپنی سند سے بیان فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک منادی عرش سے نداء دے گا کہ وہ بندہ کھڑا ہو جائے جس کا کوئی اجر اللہ کے ذمہ کرم میں ہے۔ پس کوئی کھڑا نہیں ہو گا سوائے اس کے کہ جس نے اپنے بھائی کو معاف کیا ہو گا۔ حتیٰ کہ خلیفہ منصور کے جذبات ٹھنڈے پڑ گئے تو اس نے کہا اے ابا عبداللہ! بیٹھ جاؤ پھر اس نے خوشبو کی ایک شیشی منگوائی اور اپنے ہاتھوں پر اتنی خوشبو لگائی کہ خوشبو کے قطرے اس کی انگلیوں سے ٹپکنے لگے۔ پھر اس نے امام جعفر صادق سے کہا کہ اللہ کی امان میں واپس لوٹ جاؤ۔ اور مجھے کہا کہ تحفے لے کر ان کے ساتھ جاؤ اور انہیں بہت زیادہ عطا کرو۔ ربی فرماتے ہیں کہ جب میں باہر نکلا تو میں نے کہا اے امام جعفر صادق! کیا آپ میری محبت کو جانتے ہی؟۔ انہوں نے جواب دیا جی ہاں تم مجھ سے محبت کرتے ہو۔ میرے باپ نے اپنے باپ سے اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کر کے مجھے بتایا ہے کہ قوم کا خادم انہی میں سے ہوتا ہے۔ میں نے کہا کہ اے امام جعفر ابو صادق! جو میں نے دیکھا اور سنا وہ آپ نے نہ دیکھا اور نہ ہی سنا۔ جب آپ خلیفہ کے پاس آئے تھے تو اپنے ہونٹوں کو حرکت دے رہے تھے جو آپ نے اپنے پاک اباؤ اجداد سے نقل کیا ہو گا۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں میرے باپ نے مجھے اپنی سند سے فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب کوئی مشکل آتی تھی تو آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

"اَللّٰهُمَّ احْرُسْنِيْ بِعَيْنِكَ الَّتِيْ لَا تَنَامُ وَاكْنِفْنِيْ بِرُكْنِكَ الَّتِيْ لَا يُرَامُ وَارْحَمْنِيْ بِقُدْرَتِكَ عَلَيَّ فَلَا اَهْلِكُ وَاَنْتَ رَجَائِيْ فَكَمْ مِنْ نِّعْمَةٍ اَنْعَمْتَ بِهَا عَلَيَّ قَلَّ لَكَ بِهَا شُكْرِيْ وَكَمْ مِنْ بَلِيَّةٍ ابْتَلَيْتَنِيْ بِهَا قَلَّ لَكَ بِهَا صَبْرِيْ فَيَا مَنْ قَلَّ عِنْدَ نِعْمَتِهٖ شُكْرِيْ فَلَمْ يَحْرِمْنِيْ وَيَا مَنْ قَلَّ عِنْدَ بَلِيَّتِهٖ صَبْرِيْ فَلَمْ يَخْذُلْنِيْ وَيَا مَنْ رَّاٰنِيْ عَلَى الْخَطَايَا فَلَمْ يُفْضِحْنِيْ يَا ذَا الْمَعْرُوْفِ الَّذِيْ لَا يَنْقَضِيْ اَبَدًا وَّيَا ذَا النَّعْمَاءِ الَّتِيْ لَا تُحْصٰى عَدَدًا اَسْاَلُكَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبِكَ اَدْرَأُ فِيْ نُحُوْرِ الْاَعْدَاءِ وَالْجَبَّارَةِ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى دِيْنِيْ بِالدُّنْيَا وَعَلٰى اٰخِرَتِيْ بِالتَّقْوٰى وَاحْفَظْنِيْ فِيْمَا غِبْتُ عَنْهُ وَلَا تَكِلْنِيْ

اِلٰى نَفْسِىْ فِيْمَا خَطَرْتَه، عَلَىَّ يَا مَنْ لَا تَضُرُّهُ الذُّنُوْبُ وَلَا يَنْقُصُه، اَلْعَفْوُ هَبْ لِىْ مَا لَا يَنْقُصُكَ وَاغْفِرْلِىْ مَا لَا يَضُرُّكَ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ اَسْاَلُكَ فَرَجًا قَرِيْبًا وَّصَبْرًا جَمِيْلًا وَّ رِزْقًا وَّاسِعًا وَّ الْعَافِيَةَ مِنَ الْبَلَايَا وَ شُكْرَ الْعَفِيَّةِ وَفِىْ رِوَايَةٍ وَّ اَسْاَلُكَ تَمَامَ الْعَافِيَةِ وَ اَسْاَلُكَ دَوَامَ الْعَافِيَةِ وَ اَسْاَلُكَ الشُّكْرَ عَلَى الْعَافِيَةِ وَ اَسْاَلُكَ الْغِنٰى عَنِ النَّاسِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ"

''اے اللہ! اپنی نہ سونے والی آنکھ سے میری حفاظت کر اور اس رکن سے مجھے ڈھانپ دے جس تک پہنچا نہیں جاتا۔ اپنی قدرت سے مجھ پر رحم فرما میں ہلاک نہیں ہوسکتا جب کہ تو میرا بھروسہ ہے۔تو نے نعمتوں کے ساتھ مجھ پر انعام کیا حالانکہ میں نے بہت کم شکر کیا کتنی ہی ایسی آزمائشیں ہیں کہ جن کے ساتھ تو نے مجھے آزمایا۔اے وہ ذات کہ جس نے نعمت پر شکر کی کمی کے باوجود مجھے محروم نہ کیا۔اے وہ ذات کہ جس نے آزمائش پر صبر کی کمی کے باوجود مجھے رسوا نہ کیا۔ اے کہ جس کی نیکی ختم نہیں ہوتی۔اے کہ جس کی نعمتوں کا شمار نہیں! تو درود بھیج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر اور میں تیری قدرت کے ساتھ دشمن کے سینے میں جبر وتشدد کا ہاتھ ڈالتا ہوں۔اے اللہ دین پر میری مدد فرما آخرت پر تقویٰ کے ساتھ میری مدد فرما اور اس چیز سے بھی میری حفاظت کر جس سے میں غیب ہوں اور مجھے اپنے نفس کے سپرد نہ فرما جس کا مجھے اپنے اوپر خطرہ ہے۔اے وہ پاک ذات کہ گناہ جس کو نقصان نہیں پہنچا سکتا اور جس کے درگزر میں کمی نہیں مجھے ایسی چیز عطا کر جو تیرے عفو میں کمی کی وجہ نہ بنے اور مجھے ڈھانپ لے ایسی چیز سے جو تجھے نقصان نہیں دیتی بیشک تو بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے۔میں تجھ سے جلد خوشحالی کا سوال کرتا ہوں۔ایک اور روایت میں ہے کہ اے اللہ! میں تجھ سے مکمل عافیت کا سوال کرتا ہوں، میں تجھ سے دائمی عافیت کا سوال کرتا ہوں، میں تجھ سے عافیت پر شکر کا سوال کرتا ہوں، میں لوگوں سے غنی ہونے کا سوال کرتا ہوں، مجھے نہ برائی سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی سوائے اس توفیق اور طاقت کے جو اس کی طرف سے ہے ''

اس روایت کو دیلمی نے مسند فردوس میں دو جگہوں پر ذکر کیا ہے اور اس کی سند بہت ہی زیادہ ضعیف ہے۔زمخشری نے ربیع الابرار میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک شخص عبدالملک سے اتنا خوف زدہ تھا کہ اسے کہیں سکون نہیں آتا تھا۔پریشانی کے عالم میں ایک دفعہ اسے غیب سے آواز آئی تو یہ سات کلمے کیوں نہیں پڑھتا؟۔اس نے کہا وہ سات کلمات کون سے ہیں؟۔ہاتف غیبی نے آواز دی مندرجہ ذیل ہیں،

" سُبْحَانَ الْوَاحِدِ الَّذِىْ لَيْسَ غَيْرُهٗ اِلٰه" سُبْحَانَ الدَّآئِمِ الَّذِىْ لَا نَفَاذَ لَه، سُبْحَانَ الْقَدِيْمِ الَّذِىْ لَا بَدْءَ لَه، سُبْحَانَ الَّذِىْ يُحْيِىْ وَ يُمِيْتُ سُبْحَانَ الَّذِىْ عَلِمَ كُلَّ شَيْءٍ بِغَيْرِ تَعْلِيْمٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْاَلُكَ بِحَقِّ هٰؤُلَآءِ الْكَلِمَاتِ وَ حُرْمَتِهِنَّ اَنْ تُصَلِّىَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اَنْ تَفْعَلَ بِىْ كَذَا"

''پاک ہے وہ واحد ذات جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔پاک ہے وہ دائم ذات جس کا کوئی اختتام نہیں۔پاک ہے وہ قدیم ذات جس کی کوئی ابتدا نہیں۔ پاک ہے وہ ذات جو زندگی اور موت دینے والی ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس کو بغیر سکھلائے ہر چیز کا علم ہے۔اے اللہ! میں تجھ سے ان کلمات اور ان کی عزت کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں کہ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج اور میری یہ ضرورت پوری کر دے''

اس شخص نے جونہی یہ کلمات کہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں امن ڈال دیا اور جب وہ بندہ عبد الملک کو ملا تو اس نے بھی اسے امان دی اور صلہ رحمی کا سلوک کیا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جو بندہ قرآن کریم کی سو آیتوں کی تلاوت کرے پھر ہاتھ اٹھا کر یہ کلمات پڑھے اور پھر اس کے بعد دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کو قبول کرے گا،

"سُبْحَانَ اللّٰہِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ تَعَالٰی سُبْحَانَہٗ، وَ ھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ سُبْحَانَہٗ فِیْ سَمٰوَاتِہٖ وَ عَرْضِہٖ وَ سُبْحَانَہٗ فِی الْاَرَضِیْنَ السُّفْلٰی وَ سُبْحَانَہٗ فَوْقَ عَرْشِہِ الْعَظِیْمِ سُبْحَانَہٗ وَ بِحَمْدِہٖ حَمْدًا لَّا یَنْفَدُ وَلَا یُبْلٰی حَمْدًا یَّبْلُغُ رِضَاہُ وَلَا یَبْلُغُ مُنْتَھَاہُ حَمْدًا لَّا یُحْصٰی عَدَدُہٗ وَ لَا یَنْتَھِیْ عَدَدُہٗ وَلَا تُدْرَکُ صِفَتُہٗ سُبْحَانَہٗ مَآ اَحْصٰی قَلَمُہٗ وَ مِدَادُ کَلِمَاتِہٖ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ وَاحِدًا فَرْدًا صَمَدًا الَّمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَہٗ کُفُوًا اَحَدٌ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا جَلِیْلًا عَظِیْمًا عَلِیْمًا قَاھِرًا جَبَّارًا اَھْلَ الْکِبْرِیَآءِ وَ الْعُلَآءِ وَالْاٰلَآءِ وَ النَّعْمَآءِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَللّٰھُمَّ خَلَقْتَنِیْ وَلَمْ اَکُ شَیْئًا مَّذْکُوْرًا وَّ جَعَلْتَنِیْ ذَکَرًا سَوِیًّا فَلَکَ الْحَمْدُ وَ جَعَلْتَنِیْ لَآ اُحِبُّ تَعْجِیْلَ شَیْءٍ اَخَّرْتَہٗ وَلَا تَاْخِیْرَ شَیْءٍ عَجَّلْتَہٗ فَاَسْاَلُکَ مِنَ الْخَیْرِ کُلِّہٖ عَاجِلِہٖ وَ اٰجِلِہٖ مَا عَلِمْتُ مِنْہُ وَ مَا لَمْ اَعْلَمْ اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِسَمْعِیْ وَ بَصَرِیْ فَاجْعَلْھُمَا الْوَارِثَ مِنِّیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُکَ وَ ابْنُ اَمَتِکَ مَاضٍ فِیَّ حُکْمُکَ عَدْلٌ عَلَیَّ قَضَآئُکَ اَسْاَلُکَ بِکُلِّ اسْمٍ ھُوَ لَکَ سَمَّیْتَ بِہٖ نَفْسَکَ اَوْ اَنْزَلْتَہٗ فِیْ شَیْءٍ مِنْ کُتُبِکَ اَوْ عَلَّمْتَہٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِکَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِہٖ فِیْ عِلْمِ الْحَدِیْثِ عِنْدَکَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ نُوْرَ صَدْرِیْ وَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ وَ جِلَآءَ حُزْنِیْ وَ ذِھَابَ ھَمِّیْ"

''اللہ پاک ہے۔ پاک ہے وہ جو علیم اور عظیم ہے۔ وہ زمین و آسمان، زمینوں کے نیچے اور عرش پہ بھی پاک ہے۔ اور میں اس کی ایسی حمد کرتا ہوں کہ کبھی ختم نہ ہو اور نہ ہی پرانی ہو ایسی حمد جو اس کی رضا کو پہنچے مگر اس کی انتہا کو نہ پہنچے ایسی حمد کہ جس کا نہ شمار ہو سکے نہ اس کی معیاد ختم ہو اور نہ ہی اس کی صفت کا ادراک ہو سکے وہ اتنا پاک ہے جتنا اس کے قلم اور کلمات کی سیاہی نے شمار کیا۔ سوائے اس کے کوئی معبود نہیں وہی عدل و انصاف کرنے والا ہے۔ سوائے اس کے کوئی معبود نہیں جو عزت والا اور حکمت والا ہے واحد ہے فرد ہے بے نیاز ہے نہ پیدا کیا ہے اور نہ ہی پیدا کیا گیا ہے اس کا کوئی ہمسر نہیں۔ اللہ بہت بڑا ہے، بزرگ ہے، عظیم ہے علیم ہے قاہر ہے عالم ہے ٹوٹے دلوں کو جوڑنے والے ہے کبر والا ہے بلندیوں والا اور نعمتوں والا ہے۔ سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں۔ اے اللہ! تو نے مجھے پیدا کیا حالانکہ میں کچھ بھی نہ تھا۔ ساری ہمت تیری لئے ہے کہ تو نے مجھے معتدل مرد بنایا ساری حمد تیرے لئے ہے کہ تو نے مجھے انسان بنایا۔ میں اس کی جلدی نہیں چاہتا جس کو تو نے مؤخر کیا ہے اور اس چیز میں تاخیر نہیں چاہتا جس کو تو نے معجّل کیا ہے۔ میں تجھ سے معجّل اور موجل تمام بھلائیوں کا سوال کرتا ہوں جن کو میں جانتا ہوں اور جن کو میں نہیں جانتا۔ اے اللہ! مجھے میری آنکھوں اور میری کانوں سے لطف اندوز فرما اور ان دونوں کو مجھ سے وارث بنا۔ اے اللہ! میں تیرا بندہ اور تیری بندی کا بیٹا ہوں۔ تیرا ہر فیصلہ میرے حق میں صحیح اور تیرا ہر حکم مجھ میں نافذ ہے۔ اے اللہ! میں تجھے ہر اس نام کہ جس کو تو نے اپنے لئے رکھا اس کو کتابوں میں نازل کیا، مخلوق میں کسی کو بتایا یا اپنے غائب کے خزانے میں رکھا ہے کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں کہ

حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیج اور قرآن پاک کو میرے سینے کا نور میرے دل کی بہار میرے غم کا ازالہ اور پریشانی کو دور کرنے کا آلہ بنا''

اس کو نمیری نے روایت کیا اور انہوں نے عبداللہ بن عباس سے یہ بھی روایت کیا ہے کہ بندہ جب اس دعا کو مانگنے کا ارادہ کرے تو اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز اچھے طریقے سے پڑھے اور پھر یہ دعا مانگے،

" اَللّٰھُمَّ اَسْاَلُكَ بِاِسْمِكَ اللهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّاھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ۔ اَلْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ بِاِسْمِكَ اللهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُھَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ بِاِسْمِكَ اللهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّاھُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّھَادَةِ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ بِاِسْمِكَ اللهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّاھُوَ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی بِاِسْمِكَ الَّذِیْ ھُوَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْحَیُّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ ذُو الطَّوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ وَ اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ ذُو الْحَوْلِ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْقَدِیْمِ ذُو الْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ بِاِسْمِكَ اللهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ الْاَوَّلُ الْاٰخِرُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ ذُو الْمَعَارِجِ وَالْقَوِیُّ بِعِزِّ اِسْمِكَ الَّذِیْ تُنْشِرُ بِهِ الْمَوْتٰی تُحْیِیْ بِهٖ تُنْبِتُ الشَّجَرَ بِهٖ وَ تُرْسِلُ بِهِ الْمَطَرَ وَ تَقُوْمُ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ بِعِزِّ اسْمِكَ اللهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ لَا یَمَسُّ بِاِسْمِ اللهِ نَصَبٌ" وَّلَا لُغُوْبٌ" تَعَالٰی اِسْمُ اللهِ وَ لِاِقْتِرَابِ عِلْمِهٖ وَ لِثُبَاتِ اِسْمِ اللهِ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی الَّذِیْ ھٰذِهِ الْاَسْمَاءُ مِنْهُ وَ ھُوَ مِنْھَا الَّذِیْ لَا یُدْرِكُ وَلَا یَنَالُ وَلَا یُحْصٰی اِسْتَجِبْ لِدُعَآئِیْ وَ قُلْ لَهٗ یَآ اَللهُ کُنْ فَیَکُوْنُ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُوْلِكَ اَفْضَلَ مَا صَلَّیْتَ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ اَجْمَعِیْنَ اٰمِیْن"

عبدالرزاق طبسی ایک سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں جو حضرت عبداللہ بن عباس تک پہنچتی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جسے اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت ہو تو وہ ایسی جگہ چلا جائے جہاں اسے کوئی دیکھنے والا نہ ہو پھر اچھی طرح وضو کرے پھر چار رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص دس بار دوسری میں بیس بار تیسری میں تیس بار اور چوتھی میں چالیس بار پڑھے۔ جب نماز سے فارغ ہو تو پچاس مرتبہ سورۃ اخلاص ستر مرتبہ درود شریف اور ستر مرتبہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھے۔ اگر اس پر قرض ہوگا تو اللہ اس کو اتار دے گا، اگر مسافر ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کو گھر لوٹائے گا اور اگر اس پر بادلوں کی مقدار برابر بھی گناہ ہوں گے اور وہ معافی مانگے گا تو اللہ تعالیٰ اسے معاف کردے گا اور اگر اس کا بیٹا نہیں ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسے بیٹا دے گا۔ اگر دعا کرے گا تو اللہ تعالیٰ قبول کرے گا اور اگر نہیں مانگے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوگا۔ فرمایا کہ یہ دعا احمقوں کو نہ سکھانا ورنہ وہ اپنے فسق پر اس کے ساتھ مدد مانگیں گے۔ وہیب بن الورد سے مروی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک دعا ایسی بھی ہے جو کبھی رد نہیں ہوتی۔ وہ یہ ہے کہ بندہ بارہ رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ رکعت میں سورۃ الفاتحہ آیت الکرسی اور سورۃ اخلاص پڑھے جب نماز سے فارغ ہو تو سجدے میں جا کر یہ کلمات پڑھے،

"سُبْحَانَ الَّذِیْ بَسَطَ الْعِزَّ وَ قَالَ بِهٖ سُبْحَانَ الَّذِیْ تَعْطِفُ بِالْمَجْدِ وَ تَکَرَّمَ بِهٖ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَحْصٰی کُلَّ شَیْءٍ بِعِلْمِهٖ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَا یَنْبَغِی التَّسْبِیْحُ اِلَّا لَهٗ سُبْحَانَ ذِی الْمَنِّ وَالْفَضْلِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزِّ وَ التَّکَرُّمِ سُبْحَانَ ذِی الطَّوْلِ اَسْاَلُكَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِكَ وَ مُنْتَھَی الرَّحْمَةِ مِنْ کِتَابِكَ وَ

بِأَسْمِكَ الْعَظِيْمِ الْاَعْظَمِ وَ جَدِّكَ الْاَعْلٰى وَ كَلِمَاتِكَ التَّآمَّاتِ كُلِّهَا الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ"

تم جو دعا مانگے گا وہ قبول ہوگی بشرطیکہ اس میں معصیت نہ ہو۔ وہیب یہ بھی کہتے ہیں کہ مجھے یہ بھی خبر ہے کہ کہا گیا کہ احمقوں کو یہ کلمات کبھی نہ سکھانا کیونکہ وہ ان کلمات کے ساتھ اللہ کی نافرمانی پر تقویت پائیں گے۔ الطبسی نے اس روایت کو دونوں سندوں سے روایت کیا۔ النمیری نے الاعلام میں اور ابن بشکوال نے بھی یہ روایت کیا ہے۔ الطبسی نے مقاتل بن حیان سے روایت کی کہ جو بندہ چاہتا ہے کہ اللہ اس کی مصیبت دور کرے، اس کے غم دور کرے، اس کے اس کی امید کو پورا کرے، اس کی حاجت اور قرض کو پورا کرے، اس کے سینے کو کھول دے اور اس کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرے پس وہ چار رکعت نماز پڑھے جب چاہے پڑھے لیکن آدھی رات یا چاشت کے وقت پڑھنا افضل ہے۔ پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ یٰسین، دوسری میں الم تنزیل السجدہ، تیسری میں الدخان اور چوتھی میں سورۃ الملک پڑھے۔ نماز سے فارغ ہو کر قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھ جائے او یہ دعا سو بار پڑھے،

"سُبْحَانَ الَّذِيْ بَسَطَ الْعِزَّ وَ قَالَ بِهٖ سُبْحَانَ الَّذِيْ تَعَطَّفَ بِالْمَجْدِ وَ تَكَرَّمَ بِهٖ سُبْحَانَ الَّذِيْ اَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ بِعِلْمِهٖ سُبْحَانَ الَّذِيْ لَا يَنْبَغِي التَّسْبِيْحُ اِلَّا لَهٗ سُبْحَانَ ذِي الْمَنِّ وَ الْفَضْلِ سُبْحَانَ ذِي الْعِزِّ وَ التَّكَرُّمِ سُبْحَانَ ذِي الطَّوْلِ اَسْاَلُكَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِكَ وَ مُنْتَهَى الرَّحْمَةِ مِنْ كِتَابِكَ وَ بِأَسْمِكَ الْعَظِيْمِ الْاَعْظَمِ وَ جَدِّكَ الْاَعْلٰى وَ كَلِمَاتِكَ التَّآمَّاتِ كُلِّهَا الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ"

اس دوران کسی سے بات چیت نہ کرے۔ جب تشہد سے فارغ ہو تو سجدہ میں نبی پاک ﷺ اور آپ کے اہل بیت پر کئی مرتبہ درود بھیجے۔ اور پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کا سوال کرے۔ ان شاء اللہ اس دعا کا اثر دیکھ لے گا۔

## تمام احوال میں نبی پاک ﷺ پر درود بھیجنا

ابن ابی شیبہ نے اپنی کتاب المصنف میں ابو وائل سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ جب بھی کسی محفل میں یا دستر خوان پہ تشریف لاتے تو اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے اور نبی پاک ﷺ پہ درود بھیجتے تھے۔ اور بازار میں کسی غیر معروف جگہ پہ بیٹھتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد اور نبی پاک ﷺ پہ درود شریف بھیجتے تھے۔ یہ روایت پہلے بھی گزر چکی ہے۔ شیخ ابو حفص سمرقندی نے اپنے استاذ کی باتوں میں ذکر کیا جو انہوں نے اپنے والد سے نقل کی ہیں کہ میں نے ایک شخص کو حرم میں دیکھا جو صفا، مروہ اور ہر جگہ کثرت سے نبی پاک ﷺ پہ درود پڑھ رہا تھا۔ تو میں نے اس سے کہا کہ ہر جگہ کا ایک الگ ورد ہوتا ہے۔ تو نہ نفل پڑھتا ہے نہ دعا کرتا ہے۔ سوائے درود کے تو کوئی کام نہیں کرتا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟۔ اس شخص نے مجھے جواب دیا کہ میں اپنے والد کے ساتھ حج کرنے کے لیے خراسان سے نکلا۔ جب ہم کوفہ پہنچے تو میرے والد بیمار ہو گئے اور اسی بیماری میں وہ فوت ہو گئے۔ جب وہ فوت ہو گئے تو میں نے ان کا چہرہ کپڑے سے ڈھانپ دیا۔ پھر میں تھوڑا دور چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد واپس آیا تو دیکھا کہ والد کا چہرہ گدھے کی طرح ہو گیا تھا۔ یہ دیکھ کر میں بہت پریشان ہو گیا۔ میں نے سوچا کہ لوگوں کے سامنے اس کا اظہار کیسے کروں گا؟۔ میں غمگین ہو کر بیٹھ گیا اور بیٹھے بیٹھے مجھے نیند آ گئی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخصیت میرے والد کے پاس آئی۔ ان کے چہرے سے کپڑا ہٹایا، دیکھا اور پھر دوبارہ کپڑا واپس ڈال دیا اور پھر مجھ سے کہا کہ پریشان کیوں ہو؟۔ میں نے کہا کہ کیوں نہ ہوں جبکہ میرے

والد کا یہ حال ہو گیا ہے۔ تو انہوں نے کہا تمہیں خوشخبری ہو کہ اللہ تعالی نے تمہارے والد کی یہ تکلیف دور کر دی ہے۔ جب میں نے کپڑا ہٹا کے دیکھا تو والد کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ میں نے اس شخص سے پوچھا کہ آپ کون ہیں کہ آپ کی تشریف آوری اتنی مبارک ہے؟۔ اس شخص نے جواب دیا کہ نبی پاک ﷺ ہوں۔ جب انہوں تعارف کرایا تو میں بہت خوش ہوا۔ میں نے آپ ﷺ کی چادر کو پکڑا اور اس کو ہاتھ پہ لپیٹ لیا۔ میں نے پوچھا کہ کیا آپ مجھے اس واقعہ کی خبر نہ دیں گے؟۔ انہوں نے فرمایا کہ تمہارا والد سود کھاتا تھا اور اللہ کا وعدہ ہے کہ جو سود کھائے گا اللہ اس کی شکل کو دنیا یا آخرت میں گدھے کی طرح بنا دے گا۔ تمہارے والد میں یہ اچھی بات بھی تھی کہ ہر رات سونے سے پہلے مجھ پہ سو بار درود پڑھتا تھا۔ جب سود کھانے کی وجہ سے اس کی شکل گدھے کی طرح بن گئی تو میرے پاس وہ فرشتہ آیا جو مجھ پہ امت کے اعمال پیش کرتا ہے۔ اس نے مجھے تمہارے والد کی حالت کے بارے میں بتایا۔ لہذا میں نے اللہ کی بارگاہ میں اس کے لیے سفارش کی تو اللہ تعالی نے اس کے حق میں میری سفارش کو قبول کیا۔ وہ شخص کہتا ہے کہ اس کے بعد میں بیدار ہو گیا۔ جب میں نے والد کے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ میں نے اللہ تعالی کی حمد اور اس کا شکر ادا کیا۔ اس کے بعد میں نے والد کی تجہیز و تکفین کی۔ کفن دفن سے فارغ ہونے کے بعد تھوڑی دیر کے لیے قبر پہ بیٹھ گیا۔ میں سونے اور جاگنے کی درمیانی حالت میں تھا کہ ہاتف غیبی نے آواز دی کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے والد پہ اتنی عنایت کیوں ہوئی ہے؟۔ میں نے کہا کہ نہیں۔ تو اس نے جواب دیا کہ اس کی وجہ اس کا نبی پاک ﷺ درود شریف پڑھنا تھا۔ تو اس وقت میں نے قسم اٹھائی کہ کسی بھی حالت میں درود پڑھنا ترک نہ کروں گا۔

اسی طرح کا ایک واقعہ ابن بشکوال نے عبدالواحد بن زید سے روایت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ میں حج کے ارادے سے نکلا تو میں نے ایک شخص کو دیکھا جو اٹھتے بیٹھتے آتے جاتے ہر وقت نبی پاک ﷺ پہ درود پڑھتا رہتا تھا۔ میں نے اس سے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ کچھ سال پہلے میں مکے کا ارادہ کر کے گھر سے نکلا۔ میرے والد بھی میرے ساتھ تھے۔ واپس جاتے ہوئے ہم نے ایک جگہ تھوڑا سا قیلولہ کیا۔ میں سویا ہوا تھا کہ آنے والے مجھ سے کہا کہ اٹھو اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد کو موت دے دی ہے اور اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا ہے۔ میں پریشانی کے عالم میں اٹھا اور والد کے چہرے سے کپڑا اٹھایا تو وہ فوت ہو چکے تھے اور ان کا چہرہ بھی سیاہ ہو چکا تھا۔ اس سے مجھ پہ رعب طاری ہو گیا۔ اسی غم کی حالت میں مجھے دوبارہ نیند آ گئی۔ میں نے دیکھا کہ وہاں چار آدمی ہاتھوں میں گرز لیے ہوئے آ گئے۔ ایک سر کی طرف، دوسرا پاؤں کی جانب، تیسرا دائیں طرف اور چوتھا بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ اس کے فوراً بعد وہاں ایک بہت خوبصورت شخص آیا جس نے سفید کپڑے پہن رکھے۔ اس نے ان چار بندوں کو کہا ہٹ جاؤ۔ پھر میرے والد کے چہرے سے کپڑا اٹھایا اور اپنا ہاتھ ان کے چہرے پہ پھیرا۔ اس کے بعد وہ میرے پاس آئے اور کہا کہ اٹھو اللہ تعالی نے تمہارے والد کے چہرے کو سفید کر دیا ہے۔ میں اس شخص سے پوچھا کہ میرے ماں باپ آپ پہ قربان! آپ کون ہیں؟۔ تو انہوں نے کہا میں محمد مصطفی ﷺ ہوں۔ میں نے اپنے والد کے چہرے سے کپڑا اٹھایا تو ان کا چہرہ سفید ہو چکا تھا۔ میں نے اس کو درست کر کے دفن کر دیا۔

اس طرح کی ایک روایت حضرت سفیان ثوری نے بیان کی ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ میں نے ایک حاجی کو دیکھا جو کثرت سے نبی پاک ﷺ پہ درود بھیجتا تھا۔ میں اس سے کہا کہ یہ جگہ تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے ساتھ خاص ہے۔ تو اس نے کہا کہ میں شہر میں تھا کہ میرا بھائی فوت ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کا چہرہ کالا ہو گیا تھا۔ مجھے ایسا لگا کہ جیسے سارا گھر ہی تاریک ہو گیا ہے۔ میں پریشان ہو گیا۔ اتنے میں وہاں ایک ایسا شخص آیا جس کا چہرہ سورج کی طرح روشن تھا۔ اس نے میرے بھائی کے چہرے سے کپڑا اٹھایا اور اس پہ ہاتھ پھیرا تو اس سیاہی دور ہو گئی۔ اور اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمکنے لگا۔ یہ دیکھ کر میں بہت خوش ہو گیا۔ میں نے اس بندے سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟

۔اللہ تعالیٰ آپ کو اس حسن سلوک کی وجہ سے بہتر جزا دے۔تو اس شخص نے جواب دیا کہ میں وہ فرشتہ ہوں جو ہر اس شخص پر مقرر کیا جاتا ہے جو نبی پاک ﷺ پہ کثرت سے درود پڑھتا ہے۔اور میں اس کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتا ہوں۔تیرا بھائی نبی پاک ﷺ پہ کثرت سے درود بھیجتا تھا۔اس کو تکلیف آئی اور اس کا منہ کالا ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے کثرت سے درود شریف پڑھنے کی وجہ سے اس کے

چہرے کی سیاہی کو دور کر دیا اور اس کو چمک عطا فرمائی۔

ابو نعیم اور ابن بشکوال نے حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ میں حج پہ تھا۔وہاں ایک نوجوان آیا جو ہر قدم پہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کا ورد کرتا تھا۔تو میں نے اس سے سوال کیا کہ کیا تو یہ سمجھ کے پڑھ رہا ہے؟۔اس نے جواب دیا کہ ہاں اور پھر مجھ سے پوچھا کہ تم کون ہو؟۔میں نے کہا کہ میں سفیان ثوری ہوں۔اس نے پوچھا عراقی؟۔میں نے جواب دیا کہ ہاں۔پھر پوچھا تم اللہ کی معرفت رکھتے ہو؟۔میں نے کہا ہاں۔پھر پوچھا تم نے اسے کس طرح پہچانا؟۔میں نے کہا کہ رات کے ایک حصے کو دن میں داخل کرتا ہے اور رحم مادر میں بچے کی تصویر بناتا ہے۔اس نے کہا اے سفیان! تم نے اس کی معرفت اس طرح حاصل نہیں کی جس طرح اس کا حق تھا۔پھر میں نے اس سے پوچھا کہ تم اسے کس طرح جانتے ہو؟۔اس نے جواب دیا کہ اس طرح کہ جب میں نے ارادہ کیا اس نے میرے ارادے کو فسخ کر دیا اور میں نے عزم کیا اس نے میرے عزم کو توڑ دیا۔پس میں نے جان لیا کہ ایک رب ہے جو میرے ہر کام کی تدبیر کرتا ہے۔پھر میں نے پوچھا کہ تم یہ درود کثرت سے کیوں پڑھ رہے ہو؟۔اس نے کہا کہ میں حج کر رہا تھا۔میری امی بھی میرے ساتھ تھیں۔امی جان نے مجھ سے کہا کہ ان کو کعبہ شریف کے اندر لے جاؤں۔جب میں ان کو اندر لے کے گیا تو وہ گر گئیں۔جس سے ان کا پیٹ پھول گیا اور ان کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔میں پریشان ہو کے ان کے پاس ہی بیٹھ گیا، آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا اے میرے رب! کیا تو اس کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتا ہے جو تیرے گھر آتا ہے؟۔اچانک تہامہ کی طرف سے بادل اٹھا۔پھر سفید لباس میں ملبوس ایک بندہ وہاں آ گیا۔وہ کعبہ کے اندر داخل ہوا اور اپنا ہاتھ میری امی جان کے چہرے پہ پھیرا تو ان کا چہرہ سفید ہو گیا۔اس کے بعد اس شخص نے اپنا ہاتھ امی جان کے پیٹ پہ پھیرا تو وہ بھی سفید ہو گیا اور ان کو مرض سے آرام آ گیا۔جب وہ بندہ جانے لگا تو میں نے اس کا دامن پکڑ لیا اور کہا کہ میری تکلیف کو دور کرنے والے آپ کون ہیں؟۔اس شخص سے جواب دیا کہ میں تمہارا نبی محمد ﷺ ہوں۔میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی نصیحت فرمائیے۔تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ قدم رکھتے وقت اور اٹھاتے وقت نبی پاک اور ان کی آل پہ درود پڑھتے رہنا۔

جس نے بھی آپ ﷺ کی شفاعت کا دامن تھاما اور آپ پہ درود کو وسیلہ بنایا تو اس کی مراد پوری ہو گئی اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔علماء نے اس پہ کافی ساری کتابیں لکھی ہیں۔حضرت عثمان بن حنیف کی حدیث بھی اسی متعلق ہے۔امتداد زمانہ کے باوجود آپ ﷺ کا درود شریف باقی رہنے والے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے۔بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ آپ کا وسیلہ لینے والوں کی قبولیتیں ان کے کثیر توسلات کی وجہ سے بہت سے معجزات کو ضمن میں لیے ہوئے ہیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔آپ کے معجزات شمار کرنے کی کسی میں مجال نہیں ہے۔جتنا بھی کسی لکھا وہ کم ہے۔بعض نے ان معجزات کو شمار کیا تو وہ ہزار تک پہنچے۔لیکن اللہ کی قسم اگر باریک بینی سے کام لیتے تو اس سے کئی ہزار زیادہ پاتے۔تمہارے لئے اس مہاجرہ عورت کا قصہ کافی ہے کہ اس کا بچہ فوت ہو گیا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے بچے کو زندہ کر دیا جب اس نے نبی پاک ﷺ کا وسیلہ پکڑا۔حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی احادیث بھی اسی عنوان کے تحت آتی ہیں کہ جہاں آپ نے فرمایا کہ درود تمہارے ہر غم کو کافی اور گناہ کو مٹانے والا ہے۔

## اس کا نبی پاک پہ درود شریف بھیجنا جس پہ تہمت لگائی گئی ہو حالانکہ وہ بری ہو

حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ کچھ لوگ ایک بندے کو لے کر نبی پاک ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ اس بندے نے ان کی اونٹنی چوری کی ہے۔ نبی پاک ﷺ اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ اس شخص نے یہ درود شریف پڑھنا شروع کر دیا۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا تَبْقٰی مِنْ صَلَاتِكَ شَیْءٌ" "وَّ سَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا تَبْقٰی مِنْ سَلَامِكَ شَیْءٌ" "وَّبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا تَبْقٰی مِنْ بَرَكَاتِكَ شَیْءٌ"

جب اس بندے نے یہ درود پڑھا تو اونٹ بول پڑا کہ یا محمد! یہ بندہ میری چوری سے بری ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا اس شخص کو میرے پاس کون لائے گا؟ یہ سن کر مسجد میں موجود ستر بندے اس کی طرف دوڑ پڑے اور اس کو لے کے نبی پاک ﷺ کے پاس آئے۔ نبی پاک ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تو نے واپس جاتے ہوئے کیا پڑھا تھا؟ اس نے جو پڑھا تھا وہ آپ ﷺ کو بتا دیا تو نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ فرشتوں نے مدینہ پاک کی گلیوں کو بھر دیا ہے۔ اتنا کہ وہ تیرے اور میرے درمیان حائل ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد مزید فرمایا کہ تو پل صراط پہ اس طرح آئے گا کہ تیرا چہرہ چاند کی طرح چمکتا ہوگا۔

اس روایت کو دیلمی نے ذکر کیا ہے مگر یہ صحیح نہیں ہے۔ کچھ نے اس کی نسبت الدر المنظم کے مصنف کی طرف کی کہ انہوں نے المولد المعظم میں اس کو ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ کچھ لوگوں نے گواہی دی کہ اس بندے نے چوری کی ہے۔ اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا گیا۔ چوری ہونے والا جانور (اونٹ) بول پڑا کہ اس کا ہاتھ مت کاٹو۔ اس بندے سے پوچھا گیا کہ تیری نجات کیسے ہوئی ہے؟ اس بندے نے جواب دیا کہ ہر روز نبی پاک ﷺ پہ سو بار درود شریف بھیجنے کی وجہ سے۔ اس کو نبی پاک ﷺ نے خبر دی کہ تو دنیا اور آخرت میں عذاب سے نجات پا گیا ہے۔ ابن بشکوال نے بھی اس واقعہ کو سند کے بغیر ذکر کیا ہے۔

## مسلمان بھائیوں سے ملتے وقت نبی پاک ﷺ پہ درود شریف بھیجنا

حضرت انس سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دو بندے جو اللہ کی رضا کے لیے آپس میں محبت کرتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے دو مسلمانوں میں ایک دوسرے کا استقبال نہیں کرتا۔ جبکہ اور روایت میں ہے کہ دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں، باہم مصافحہ کرتے ہیں اور نبی پاک ﷺ پہ درود بھیجتے ہیں تو اللہ تعالی ان کے جدا ہونے سے پہلے ان کے پہلے اور بعد میں ہونے والے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ اس حدیث کو حسن بن سفیان اور ابو یعلیٰ نے اپنی اپنی مسند میں اور ابن حبان نے الضعفاء میں رشید العطار اور ابن بشکوال نے بھی بقی بن مخلد کے طریق سے روایت کیا ہے۔ ان کے الفاظ اس طرح ہیں۔

" مَا مِنْ مُسْلِمَیْنِ یَلْتَقِیَانِ فَیُصَافِحُ اَحَدُھُمَا یُصَلِّیَانِ عَلَی النَّبِیِّ اِلَّا لَمْ یَبْرَحَا حَتّٰی یُغْفَرَ لَھُمَا ذُنُوْبُھُمَا مَا تَقَدَّمَ مِنْھَا وَمَا تَاَخَّرَ"

اسی طرح ابو نعیم کے طریق سے بھی دو طرح یہی روایت مروی ہے۔ اس کے لفظ یہ ہیں۔

"مَا مِنْ مُّتَحَابَّیْنِ یَسْتَقْبِلُ اَحَدُھُمَا فَیُصَافِحُہٗ وَیُصَلِّیَانِ عَلَی النَّبِیِّ اِلَّا لَمْ یَبْرَحَا حَتّٰی یُغْفَرَ لَھُمَا ذُنُوْبُھُمَا مَا تَقَدَّمَ مِنْھَا وَمَا تَاَخَّرَ"

اس کے متعلق فرماتے کہ یہ غریب ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بہت ہی زیادہ ضعیف ہے۔ لیکن الفاکہانی نے بعض فقیروں سے روایت

کیا ہے کہ اس نے خبر دی ہے کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ کیا آپ نے مَا مِنْ عَبْدَيْنِ مُتَحَابَّيْنِ فِي اللهِ يَلْتَقِيَانِ فَيُصَافِحُ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فرمایا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کیا کہ اِلَّا لَمْ يَفْتَرِقَا حَتّٰى يُغْفَرَ لَهُمَا ذُنُوبُهُمَا مَا تَقَدَّمَ مِنْهَا وَمَا تَأَخَّرَ۔

## لوگوں کا جدا ہوتے وقت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود شریف پڑھنا

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے تو نبی پاک کی حدیث تیسرے باب میں گزر چکی ہے کہ اگر لوگ کسی جگہ اکٹھے ہوئے مگر اللہ کا ذکر اور درود پڑھے بغیر چلے گئے تو یہ محفل ان کے لیے حسرت ہی رہے گی۔ اسی طرح ایک اور حدیث بھی دوسرے باب میں گزری ہے کہ اپنی مجالس کو مجھ پہ درود پڑھ کر زینت بخشو۔ اس کا ذکر بھی ہو چکا۔

## ختم قران کے وقت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود شریف پڑھنا

اس کے بارے میں بھی آثار وارد ہیں کہ یہ دعا کا وقت ہے۔ اس وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے قران ختم کیا اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اس مقام پہ دعا کرنے کے بارے میں تاکید کی ہے۔ قبولیت بھی اس کا حق ہے۔ پس یہ مقام درود پاک کا بھی محل مؤکد ہے۔

## دعا میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود شریف بھیجنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور عرض کی یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پہ قربان مجھے قرآن یاد نہیں رہتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابوالحسن! میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھا دوں کہ جن کی برکت سے اللہ تم کو نفع دے، اپنے یاد کیے ہوئے سے نفع اٹھائے اور جو تو یاد کرلے وہ تیرے سینے میں محفوظ رہے؟۔ حضرت علی نے عرض کی جی یارسول اللہ!۔ آپ نے فرمایا اگر ہو سکے تو جمعہ کی رات کے آخری تیسرے حصے میں اٹھنا کہ اس میں قبولیت کی گھڑیاں ہوتی ہیں۔ اس وقت نہیں اٹھ سکتے تو رات درمیانی حصے میں اٹھنا اور اس وقت بھی استطاعت نہیں تو پہلے حصہ میں اٹھنا اور چار رکعت نماز پڑھنا۔ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورت یاسین دوسری میں حم الدخان تیسری میں الم تنزیل السجدۃ اور چوتھی میں سورت الملک پڑھنا۔ جب تشہد کرلو تو خوب اچھے طریقے سے اللہ کی حمد کرنا، مجھ پہ درود پڑھنا، مومن مردوں اور عورتوں کیلیے دعا کرنا جو ایمان میں سبقت لے گئے، استغفار کرنا اور اس کے بعد یہ دعا پڑھنا،

"اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِيْ اَبَدًا مَآ اَبْقَيْتَنِيْ وَ ارْحَمْنِيْ اَنْ اَتَكَلَّفَ مَا لَا يَعْنِيْنِيْ وَ ارْزُقْنِيْ حُسْنَ النَّظَرِ فِيْمَا يُرْضِيْكَ عَنِّيْ اَللّٰهُمَّ بَدِيْعَ السَّمٰوَاتِ وَ الْاَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَ الْعِزَّةِ الَّتِيْ لَا تُرَامُ اَسْاَلُكَ يَآ اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَ نُوْرِ وَجْهِكَ اَنْ تُلْزِمَ قَلْبِيْ حِفْظَ كِتَابِكَ كَمَا عَلَّمْتَنِيْ وَارْزُقْنِيْ اَنْ اَتْلُوَهٗ عَلَى النَّحْوِ الَّذِيْ يُرْضِيْكَ عَنِّيْ اَللّٰهُمَّ بَدِيْعَ السَّمٰوَاتِ وَ الْاَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَ الْعِزَّةِ الَّتِيْ لَا تُرَامُ اَسْاَلُكَ يَآ اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَ نُوْرِ وَجْهِكَ اَنْ تُنَوِّرَ بِكِتَابِكَ بَصَرِيْ وَاَنْ تُطْلِقَ بِهٖ لِسَانِيْ وَاَنْ تُفَرِّجَ بِهٖ عَنْ قَلْبِيْ وَاَنْ تَشْرَحَ بِهٖ صَدْرِيْ وَاَنْ تَغْسِلَ بِهٖ بَدَنِيْ فَاِنَّهٗ لَا يُعِيْنُنِيْ عَلَى الْحَقِّ اِلَّا غَيْرُكَ وَلَا يُؤْتِيْهِ اِلَّآ اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ

الْعَظِیْمِ"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو مزید فرمایا کہ اگر تم یہ وظیفہ تین پانچ یا سات جمعے کرو گے تو تمہاری دعا قبول ہوگی۔ مجھے میرے پیدا کرنے والی ذات کی قسم یہ مومن سے کبھی خطا نہیں کرتی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے کہ حضرت علی پانچ یا سات جمعوں بعد دوبارہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اس سے پہلے میں چار آیات یاد کرتا تھا مگر دل میں دہراتا تھا تو بھول جاتا تھا۔ مگر آج میں نے چالیس آیات یاد کی ہیں اور جب ان کو دہراتا ہوں تو ایسا لگتا ہے جیسے کتاب میرے سامنے ہے۔ پہلے جب حدیث سنتا تھا تو یاد نہیں رہتی تھیں مگر آج میں احادیث سنتا ہوں اور جب ان کو دہراتا ہوں تو ایک لفظ بھی نہیں بھولتا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا اے ابوالحسن! رب کعبہ کی قسم تو مومن ہے۔

اس کو ترمذی نے اپنی جامع میں ذکر کیا ہے اور کہا کہ یہ غریب ہے۔ حاکم نے اپنی صحیح میں ذکر کرتے کہا کہ بخاری اور مسلم کی شرائط پہ صحیح ہے۔ ذہبی نے اس کو منکر کہا اور فرمایا کہ یہ شاذ ہے اور یہ خدشہ ہے کہ موضوع نہ ہو۔ اللہ کی قسم مجھے اس کی سند کی جودت نے حیران کر دیا۔ ایک اور جگہ کہا کہ اس کے موضوع ہونے کا پکا یقین ہے۔ ایک جگہ کہا کہ اس کا باطن باطل ہے۔ ابن الجوزی نے اس کو الموضوعات میں ذکر کیا اور اس کو موضوع کہا۔ طبرانی نے اس کو الدعا اور الکبیر میں ذکر کیا۔ ابن جوزی نے بھی اسی طریق سے نقل کیا۔ المنذری لکھتے ہیں اس کی سند جید مگر متن انتہائی غریب ہے۔ حماد بن کثیر لکھتے ہیں اس کے متن مین غرابت بلکہ نکارت ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں سوائے عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ عَنْ عَطَآءٍ کے کوئی علت نہیں ہے۔ ہمارے شیخ نے بھی یہی لکھا ہے۔ مجھے کئی لوگوں نے بتایا ہے کہ اس کو آزمایا ہے اور حق پایا ہے۔

## مجلس سے اٹھتے وقت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود بھیجنا

حضرت عثمان بن عمر فرماتے کہ میں نے حضرت سفیان ثوری کو کئی بار دیکھا کہ جب وہ مجلس سے اٹھنے کا ارادہ کرتے تھے تو صَلَّی اللّٰہُ وَمَلآئِکَتُہٗ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَنْبِیَآءِ اللّٰہِ وَمَلآئِکَتِہٖ کہتے تھے۔

## ہر جگہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود شریف پڑھنا

اس عنوان کے تحت حضرت ابوہریرہ کی فرشتوں کے چکر والی حدیث آتی ہے جو دوسرے باب میں گزر چکی ہے۔ ابوسعید القاضی نے اس کی اپنی کتاب الفوائد میں تخریج کی ہے۔ اس کی اصل مسلم میں ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ اشعار کہنے والے شاعر کو بخشے۔

رُوْحُ الْمَجَالِسِ ذِکْرُہ وَ حَدِیْثُہٗ　　　وَ ھُدًی لِکُلِ مُلَذَّذٍ حَیْرَان

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر اور احادیث ہی مجالس کی روح ہیں اور یہ ہر پریشان حال کے لیے ہدایت ہیں

وَاِذَا دَخَلَ بِذِکْرِہٖ فِیْ مَجْلَسٍ　　　فَاُولٰئِکَ الْاَمْوَاتُ فِی الْحَیَانِ

اگر کوئی محفل ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر سے خالی ہو تو وہ لوگ زندوں میں مردوں کی طرح ہیں

## کلام کی ابتداء میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود شریف بھیجنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر وہ کام جس کا آغاز اللہ کے ذکر اور مجھ پہ درود سے نہ ہو وہ برکت سے خالی اور محروم رہتا ہے۔ اس کو دیلمی نے مسند الفردوس میں، الحاملی نے الارشاد میں، انہی کے طریق سے الرباعی نے الاربعین میں

اور ابو موسیٰ المدینی نے بھی ذکر کیا۔ اس کی سند ضعیف ہے۔ ابی مندہ کے دوسرے فائدے میں ہے کہ جو بھی کام اللہ تعالیٰ کے ذکر اور مجھ پہ درود سے خالی ہو وہ ہر قسم کی برکت سے خالی رہتا ہے۔ یہ مشہور حدیث ہے مگر اس کے لفظ اور ہیں۔ امام شافعی کا فرمان ہے کہ ہر بندہ اپنے خطبے اور اپنے ہر مطلوب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد اور نبی پاک ﷺ پہ درود بھیجے۔

## آپ کے ذکر کے وقت درود شریف بھیجنا

اس کے متعلق دوسرے اور تیسرے باب میں احادیث گزر چکی ہیں۔ اور اسی کا حکم مقدمہ میں بیان ہو چکا ہے۔ قاضی عیاض نے ابن ابراہیم سے نقل کیا ہے کہ اگر کوئی آپ کا ذکر کرے یا کسی اور سے سنے تو اس پہ واجب ہے کہ خشوع وخضوع کا اظہار کرے، اپنی حرکات سے رک جائے، آپ ﷺ کی ہیبت اور جلال کو اس طرح مدنظر رکھے گویا آپ ﷺ سامنے تشریف فرما ہیں اور اس طرح ادب کرے جس طرح ہمارے اسلاف نے ہمیں سکھایا ہے۔ ہمارے بزرگوں کا یہی طریقہ رہا ہے۔ حضرت امام مالک کے سامنے جب بھی آپ ﷺ کا ذکر ہوتا تھا تو ان کا رنگ بدل جاتا، اور اتنے خشوع وخضوع کا اظہار کرتے تھے کہ اہل محفل پہ گراں گزرتا تھا۔ ایک دن اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جو کچھ میں دیکھتا ہوں اگر تم بھی دیکھ لیتے تو پھر تعجب کا اظہار نہ کرتے۔

میں نے محمد بن منکدر کو دیکھا آپ سید القراء تھے۔ ان سے جب بھی کسی حدیث کے متعلق پوچھا جاتا تھا تو اتنا روتے تھے کہ ہمیں ان پہ رحم آجاتا۔ اسی طرح میں نے جعفر بن محمد کو بھی دیکھا جو بہت زیادہ خوش مزاج اور مسکرانے والے تھے مگر جب ان کے سامنے نبی پاک ﷺ کا ذکر ہوتا تھا تو ان کا رنگ زرد ہو جاتا تھا۔ وہ ہمیشہ باوضو حدیث بیان کرتے تھے۔ اسی طرح عبدالرحمن بن قاسم نبی پاک ﷺ کا ذکر کرتے تو ان کا رنگ ایسے ہو جاتا تھا جیسے خون نکل گیا ہو اور زبان خشک ہوگئی ہو۔ ان سب کے ساتھ یہ نبی پاک ﷺ کی عظمت کی وجہ سے تھا۔ میں عامر بن عبداللہ بن زبیر کے پاس آتا تھا جب ان کے سامنے نبی پاک ﷺ کا ذکر ہوتا تھا تو وہ اتنا روتے تھے کہ ان کے آنسو خشک ہو جاتے تھے۔ امام زہری کو میں نے دیکھا کہ وہ بہت ہی زیادہ خوشگوار طبیعت کے مالک تھے مگر جب ان کے سامنے نبی پاک ﷺ کا ذکر ہوتا تھا تو جیسے انہوں نے تجھے پہچانا ہی نہ ہو اور تم نے انہیں نہ پہچانا ہو۔ میں صفوان بن سلیم کے جاتا تھا جو بہت عبادت گزار تھے۔ ان کے سامنے جب بھی نبی پاک ﷺ کا ذکر ہوتا تھا وہ اتنا روتے تھے کہ لوگ ان کو چھوڑ کے چلے جاتے تھے۔ ہم ایوب سختیانی کے پاس جاتے تھے۔ ان کے سامنے جب بھی نبی پاک ﷺ کا ذکر ہوتا تھا تو وہ اتنا روتے تھے کہ ہمیں ان پہ رحم آنے لگتا تھا۔ جب تو نے یہ جان لیا تو اب تجھ پہ واجب ہے کہ نبی پاک ﷺ کے ذکر کے وقت خشوع وخضوع کرے، ان کی عزت وادب کا خیال کرے اور مواظبت سے ان پہ درود بھیجے۔

## نشر علم، وعظ اور حدیث لکھتے وقت درود شریف پڑھنا

جس کو نبی پاک ﷺ کی طرف سے یہ فریضہ ملا ہے وہ اپنے کلام کی ابتداء میں اللہ کی حمد وثنا، اس کی وحدانیت کا اعتراف اور بندوں پہ اس کے حقوق کی تعریف کرے۔ پھر نبی پاک ﷺ پہ درود پڑھے اور آپ ﷺ کی بزرگی وثناء کرے پھر کلام کا اختتام بھی نبی پاک ﷺ پہ درود شریف کے ساتھ کرے۔

ابن الصلاح کا فرمان ہے کہ اس بات کو یقینی بنائے کہ آپ ﷺ کے ذکر کے وقت آپ ﷺ پہ درود وسلام پیش کرے۔ اور اگر آپ کا ذکر بار بار ہوتا ہے تو بار بار دورد پڑھنے سے نہ اکتائے۔ یہ ان عظیم فوائد میں سے ہے جن کی طرف طلبہ حدیث اور حاملین حدیث جلدی کرتے ہیں۔ اور جو اس سے غافل رہتا ہے وہ اس عظیم سعادت سے محروم رہتا ہے۔ دورد کے ایک دعا ہونے میں کوئی کلام نہیں اور نہ اس کی

روایت پہ کوئی کلام ہے۔ یہ اصل ہے لہذا اس میں کوتاہی نہ کر۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ذکر کے وقت بھی اس کی حمد وثناء کا حکم ہے۔ حضرت منصور بن عمار کو خواب میں دیکھا گیا تو ان سے پوچھا گیا کہ اللہ پاک نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟۔ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کہا کہ تو لوگوں کو دنیا سے دور کرتا تھا مگر خود اس کی طرف راغب تھا۔ میں نے کہا بات تو ٹھیک ہے مگر میری کوئی محفل ایسی نہ تھی کہ میں نے جس میں پہلے تیری حمد وثناء، پھر نبی پاک ﷺ پہ درود اور تیرے بندوں کو نصیحت نہ کی ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو نے سچ کہا۔ پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ میرے آسمانوں میں اس کے لیے کرسی رکھو تا کہ یہ میرے فرشتوں کے سامنے بھی میری حمد اسی طرح بیان کرے جس طرح دنیا میں میرے بندوں کے سامنے کرتا تھا۔ اس روایت کو ابن بشکوال نے ابوالقاسم قشیری کے طریق سے تخریج کیا ہے۔ پس پاک ہے اللہ جو بزرگی والا ہے۔ کرنے والا ہے۔ اس کا جس کا اس نے ارادہ کیا اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور درود شریف ہو نبی پاک ﷺ اور ان کی آل پہ۔

امام نووی اپنی کتاب الاذکار میں لکھتے ہیں کہ حدیث یا اس طرح کی دوسری کتاب پڑھنے والے پہ مستحب ہے کہ وہ نبی پاک ﷺ کے ذکر کے وقت بلند آواز سے درود پڑھے مگر آواز بلند کرنے میں فحش مبالغہ نہ کرے۔ خطیب بغدادی اور کچھ دوسرے علماء نے آواز بلند کرنے پہ نص قائم کی ہے۔ اسی طرح ہمارے اصحاب اور دوسرے علماء نے لکھا ہے کہ تلبیہ کے وقت درود شریف بھیجنے میں آواز بلند کرنا مستحب ہے۔ اس سے متعلق حدیث مسلسل دوسرے باب میں گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اور باقی تمام اہل مجلس کی مغفرت فرمادی کہ وہ نبی پاک ﷺ پہ بلند آواز سے درود پڑھا کرتے تھے۔ جبکہ کچھ علماء بلند آواز سے نبی پاک ﷺ درود بھیجنا مناسب نہیں جانتے کیونکہ اس سے سماعت حدیث کا خدشہ ہے۔ اگر یہ خدشہ نہ ہو تو بلند آواز سے پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔ حضور ﷺ کی تعظیم جس طرح ان کی زندگی میں لازمی تھی اسی طرح آپ کے وصال کے بعد آج بھی لازم ہے۔ محمد بن یحییٰ کرمانی فرماتے ہیں کہ ایک دفع ہم ابوعلی بن شاذان کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ ایک نوجوان آیا جس کو ہم نہیں جانتے تھے۔ اس نے ہمیں سلام کیا اور پوچھا کہ ابوعلی بن شاذان کون ہیں؟ ہم نے ان کی طرف اشارہ کیا۔ تو وہ نوجوان کہنے لگا کہ مجھے نبی پاک ﷺ نے حکم دیا ہے کہ علی بن شاذان کی مسجد کا پوچھنا اور جب ان سے ملاقات ہو تو ان کو میرا سلام کہنا۔ اتنا کہ کر وہ نوجوان واپس چلا گیا اور ابوعلی رونے لگے اور فرمایا کہ میں اس عزت کا مستحق کہاں مگر ہاں میں نبی پاک ﷺ کی حدیث پڑھتا ہوں اور جب بھی آپ کا نام آتا ہے تو آپ ﷺ پہ درود شریف پڑھتا ہوں۔ حضرت کرمانی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ابوعلی دو یا تین مہینے زندہ رہے اور پھر اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اس روایت کو بھی ابن بشکوال نے ذکر کیا ہے۔

ابوقاسم تیمی اپنی کتاب الترغیب میں ابوالحسن الحرانی کے واسطے سے لکھا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ جو بندہ بھی ابوعروبہ پہ حدیث کی تلاوت کرتا تو وہ نبی پاک ﷺ پہ درود شریف بھیجتے تھے اور اس کو بتاتے تھے کہ حدیث کا دنیا میں یہ فائدہ ہے کہ اس سے کثرت سے درود شریف بھیجنے کا موقع ملتا ہے اور آخرت میں اس کی برکت سے جنت کی نعمتیں حاصل ہوں گی۔ ان شاء اللہ۔ ہم نے وکیع بن الجراح سے ابن بشکوال کے طریق سے روایت کیا ہے کہ اگر حدیث میں نبی پاک ﷺ پہ درود پڑھنا نہ ہوتا تو میں کسی حدیث کو بیان ہی نہ کرتا۔ ایک روایت ہے کہ فرمایا اگر حدیث تسبیح سے افضل نہ ہوتی تو حدیث کبھی بیان ہی نہ کرتا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ نماز حدیث سے افضل ہے تو میں حدیث روایت نہ کرتا۔ ابوالحسن نہاوندی کے طریق سے ابوالقاسم روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت خضر علیہ السلام سے ملا اور کہا کہ سب سے افضل عمل نبی پاک ﷺ کی اتباع اور درود بھیجنا ہے۔ تو حضرت خضر نے فرمایا کہ سب سے بہتر درود یہ ہے جو حدیث بیان کرتے وقت اور اس کو لکھتے وقت بھیجا جاتا ہے کیونکہ اس وقت زبان سے پڑھا جاتا ہے اور کتابوں میں لکھا جاتا ہے۔ اس میں انتہائی رغبت ہوتی ہے۔ اور اس کو وسیع دل سے پڑھا جاتا ہے۔ جب علماء حدیث جمع ہوتے ہیں تو میں وہاں آتا ہوں۔

ابواحمد الزاہد فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کے بعد تمام علوم سے بابرکت، افضل اور دین و دنیا کے لیے نفع بخش حدیث کا علم ہے کیونکہ اس میں کثرت سے درود پاک پڑھا جاتا ہے۔ گویا یہ ایک باغیچے کی مانند ہے کہ جس میں ہر قسم کی بھلائی، نیکی اور فضلیت کو تو پالے گا۔ دوسرے باب کے آخر میں اس کا بیان گزر چکا ہے۔ ابن بشکوال نے ابومحمد عبداللہ بن احمد بن عثمان طیطلی کے بارے میں لکھا ہے کہ مناظرہ کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود پاک بھیجتے، دو یا تین حدیثیں بیان کرتے، وعظ و نصیحت کرتے اور پھر مسائل شروع کرتے تھے۔ ابونعیم نے اپنی الحلیۃ میں امام اوزاعی سے روایت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے لکھا کہ القصاص والوں کو حکم دو کہ تمہاری سب سے بڑی دعا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود مبارک ہونا چاہیے۔

## فتویٰ لکھتے وقت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود شریف پڑھنا

امام نووی اپنی کتاب روضہ من زوائد میں فرماتے ہیں کہ فتویٰ کا ارادہ کرے تو تعوذ، تسمیہ، حمد باری تعالیٰ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔ اور یہ بھی کہے کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ اور پھر یہ کہے کہ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَ یَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ وَ احْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ۔ امام نووی فرماتے ہیں کہ سائل دعا، حمد اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود بھول جاتا ہے تو مفتی خود اپنے خط سے فتویٰ کے آخر میں یہ چیزیں لکھ دے کہ علماء کی یہی عادت ہے۔

## آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لکھتے ہوئے درود شریف پڑھنا

جہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لکھتے ہوئے درود شریف پڑھنے، اس کے ثواب اور اس سے غافل رہنے کی مذمت کا تعلق ہے تو تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ تم جس زبان سے درود شریف پڑھتے ہو اسی طرح اپنی انگلیوں کے ساتھ بھی درود پاک لکھو جب بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام کتاب میں لکھو کہ تمہیں بہت ثواب ملے گا۔ اس فضیلت سے علماء آثار و اخبار اور سنت نے کامیابی پائی۔ اہل علم نے اس بات کو مستحب قرار دیا ہے کہ کاتب جب بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لکھے تو ساتھ درود شریف بھی لکھے۔ علماء کہتے ہیں کہ اشارے کے ساتھ درود شریف نہیں لکھنا چاہیے جس طرح کاہل، سست اور عام طلبہ لکھتے ہیں کہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بجائے صرف صلعم لکھ دیتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ کِتَابٍ لَّمْ تَزَلِ الْمَلَآئِکَۃُ تَسْتَغْفِرُوْنَہٗ مَا دَامَ اِسْمِیْ فِیْ ذَالِکَ الْکِتَابِ اگر کسی نے کتاب میں میرا نام لکھا تو جب تک وہ نام اس کتاب میں موجود ہے فرشتے اس بندے کے لئے مغفرت طلب کرتے رہیں گے۔ اس حدیث کو طبرانی نے اوسط، خطیب نے شرف اصحاب، ابن بشکوال اور ابوالشیخ نے الثواب، مستغفری نے الدعوات اور تیمی نے ضعیف سند کے ساتھ ترغیب میں نقل کیا جبکہ ابن جوزی نے اس کو موضوعات میں لکھا۔ ابن کثیر نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ بعض کتابوں میں لَمْ تَزَلِ الْمَلَآئِکَۃُ تَسْتَغْفِرُ لَہٗ کے الفاظ آئے ہیں جبکہ آخر میں اس طرح ہے کہ مَنْ کَتَبَ فِیْ کِتَابِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ تَزَلِ الْمَلَآئِکَۃُ تَسْتَغْفِرُ لَہٗ مَا دَامَ فِیْ کِتَابِہٖ۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مَنْ کَتَبَ عَنِّیْ عِلْمًا فَکَتَبَ مَعَہٗ صَلَوٰاتُ اللّٰہِ عَلَیَّ لَمْ تَزَلْ فِیْ آخِرِ مَّا قُرِیَ ذَالِکَ الْکِتَابُ۔ دارقطنی نے اس کی تخریج کی اور ان کے طریق نے ابن بشکوال اور اسی طرح ابن مندی اور ابن جوزی نے بھی۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ کِتَابٍ لَّمْ تَزَلِ الصَّلٰوۃُ جَارِیَۃً مَّا دَامَ اِسْمِیْ فِیْ ذَالِکَ الْکِتَابِ اس حدیث کی تخریج محمد بن حسن

ہاشمی اور ابو قاسم تیمی نے ترغیب میں کی ہے۔ اس حدیث میں ایک راوی پہ جھوٹ کی تہمت لگائی گئی ہے۔ ابن کثیر کا کہنا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث بھی صحیح نہیں ہے۔ ابن ذہبی نے اس کو موضوع قرار دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر کسی نے کتاب میں نبی پاک ﷺ پہ درود شریف پڑھا تو فرشتے صبح وشام اس وقت تک اس پہ رحمت بھیجتے رہیں گے جب آپ ﷺ کا نام اس کتاب میں موجود ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو علماء حدیث اپنی دواتوں کے ساتھ آئیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو کہے گا کہ تم اصحاب حدیث ہو۔ نبی پاک ﷺ پہ درود شریف لکھا کرتے تھے لہذا جنت کی راہ لو۔ طبرانی نے اس حدیث کی تخریج کی اور ان کے طریق سے ابن بشکوال نے۔ طاہر بن احمد نیشاپوری سے نقل ہے کہ انہوں نے کہا کہ اس حدیث کو طبرانی کے علاوہ کسی اور نے بیان نہیں کیا۔ میں کہتا ہوں کہ یہی حدیث ان کے طریق سے ہٹ کے مسند فردوس میں ہے جو ان الفاظ کے ساتھ مذکور ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو علماء حدیث اپنے ہاتھوں میں دواتیں اٹھائے ہوئے آئیں گے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمائے گا کہ وہ ان کو لے آئیں۔ پس وہ ان سے پوچھیں گا آپ کون لوگ ہیں؟۔ جواب دیں گے کہ ہم اہل حدیث ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان سے کہیں گے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ کہ نبی پاک ﷺ درود لکھنا تم پہ بڑا طویل ہوتا تھا۔ انہی الفاظ کے ساتھ نمیری نے بھی نقل کیا اور ایک جگہ ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ علماء حدیث اور اہل علم کا حشر کرے گا اور ان کے قلم کی سیاہی خوشبو کی طرح مہک رہی ہو گی۔ وہ اللہ کی بارگاہ میں کھڑے ہوں گے اور اللہ پاک ان سے کہے گا کہ نبی پاک ﷺ پہ درود شریف بھیجنا تم پہ طویل ہوا کرتا تھا۔ پس تم اس کی برکت سے جنت کی راہ لو۔ یہ حدیث ضعیف ہے اس کو ابوالفرج بن جوزی اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔

اسی طرح حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک صاحب حدیث کو درود شریف کا فائدہ تو ہوتا ہی ہے کہ وہ جب تک اس کتاب میں لکھا رہے گا اس پہ رحمت ہوتی رہے گی۔ اس کی تخریج خطیب اور ابن بشکوال نے کی اور خطیب کے ہاں بھی ایسا ہی ہے اور ان ہی کے طریق سے ابن بشکوال نے سفیان بن عیینہ سے بھی اسی طرح ذکر کیا کہ ہم سے صاحب خلقان کے خلف نے بیان کیا کہ میرا ایک دوست تھا جو میرے ساتھ ہی حدیث کا طالب علم تھا۔ وہ مر گیا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ اس نے گہرے سبز رنگ کے کپڑے پہن رکھے ہیں اور گھوم رہا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تو میرے ساتھ علم حدیث سیکھا کرتا تھا مگر اب میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں؟۔ اس نے مجھے بتایا کہ میں تمہارے ساتھ ہی حدیثیں لکھا کرتا تھا۔ جب بھی حدیث میں آپ ﷺ کا ذکر مبارک آتا تھا تو میں اس کے ساتھ ﷺ لکھا کرتا تھا تو جو کچھ تم دیکھ رہے ہو اس کے لئے درود شریف ہی مجھے کافی ہوگیا۔

نمیری نے بھی حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ علیہ سے اسی طرح روایت کیا ہے کہ میرا ایک بھائی تھا۔ وہ مر گیا تو میں نے اس کو خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟۔ اس نے جواب دیا کہ اس نے مجھے بخش دیا۔ میں نے پوچھا کس سبب سے؟۔ اس نے جواب دیا کہ میں احادیث لکھا کرتا تھا۔ جب بھی نبی پاک ﷺ کا ذکر آتا تھا تو میں ثواب کی غرض سے ﷺ لکھا کرتا تھا۔ اسی وجہ سے اللہ نے مجھے بخش دیا۔

جعفر الزعفرانی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے خالو سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا اے ابو علی! تم نے ہماری کتابوں میں نبی پاک ﷺ پہ ہمارے درود کو دیکھا۔ آج یہ کس طرح روشنی کر رہا ہے؟۔ اس کو ابن بشکوال نے روایت کیا۔ میں کہتا ہوں کہ خطیب نے اس بات کو اپنی کتاب الجامع لاخلاق الراوی و آداب

السامع میں ذکر کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی کتابوں میں بہت جگہ دیکھا ہے کہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بغیر درود شریف نہ لکھتے تھے۔ انہوں نے کہا مجھے یہ بھی پتا چلا ہے کہ وہ لفظاً بھی پڑھا کرتے تھے۔ نمیری نے ابن سنان سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے عباس عنبری اور علی بن مدینی کو کہتے ہوئے سنا کہ جب کبھی بھی ہم نے کوئی حدیث سنی ہم نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود شریف پڑھنا ترک نہ کیا۔ اور جب کبھی ہمیں جلدی ہوتی تھی تو درود پاک کی جگہ خالی چھوڑ دیتے اور بعد میں لکھ لیتے تھے۔

ابوالحسن میمونی کہتے ہیں کہ میں نے شیخ حسن بن عیینہ رحمہ اللہ کو مرنے کے بعد خواب میں اس طرح دیکھا کہ ان کے ہاتھوں کی انگلیوں پہ زعفران یا سنہرے رنگ میں کچھ لکھا ہوا تھا۔ میں نے ان سے اس کے بارے دریافت کیا اور کہا اے استاذ آپ کی انگلیوں پہ کیا لکھا ہوا ہے؟۔ انہوں نے کہا کہ میرے بچے یہ اس وجہ سے ہے کہ میں حدیث لکھتے وقت صلی اللہ علیہ وسلم لکھتا تھا۔ اس کو ابوالقاسم تیمی نے روایت کیا۔ اس کو ابوقاسم تیمی نے الترغیب میں لکھا ہے۔ بہت سے محدثین نے قاضی برہان الدین سے اور انہوں امام ابوعمر بن المرابط کے واسطے سے سماعاً بیان کیا کہ حافظ ابواحمد الدمیاطی نے ان کو شیخ علی بن عبدالکریم الدمشقی سے روایت کر کے بتایا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن امام زکی الدین رحمہ اللہ کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا جبکہ نیک بادشاہ پہنچ چکا تھا اور شہر کو اس کے لیے سجایا جا چکا تھا۔ انہوں نے کہا کہ تم سب لوگ سلطان سے خوش ہو؟۔ میں نے کہا جی ہاں لوگ بڑے خوش ہیں۔ تو انہوں کہا کہ ہم جنت میں داخل ہوئے اور ہم نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں کو بوسہ دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہیں خوشخبری ہو کہ جو بندہ بھی ہاتھ سے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ لکھتا ہے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ اس کی سند صحیح ہے۔ اس کے فضل سے ایسے ہی امید کی جاتی ہے۔

ابوسلیمان محمد بن حسین حرانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میرے پڑوس میں فضل نام کا ایک بندہ تھا جو بہت کثرت سے نماز روزے کا اہتمام کرتا تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ میں احادیث لکھا کرتا تھا مگر درود شریف نہیں پڑھتا تھا۔ ایک مرتبہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ جب تم حدیث لکھتے ہو یا اس کا ذکر کرتے ہو تو مجھ درود شریف کیوں نہیں پڑھتے؟۔ کافی عرصے بعد میں نے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوبارہ خواب میں دیکھا تو اب کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا درود مجھ تک پہنچتا ہے۔ لہذا جب تو درود پڑھے یا ذکر کرے تو صلی اللہ علیہ وسلم لکھا بھی کر اور پڑھا بھی کر۔ ابن خطیب نے اس کی تخریج کی اور ان کے طریق سے ابن بشکوال سے اور تیمی نے اس کو ترغیب میں نقل کیا۔ اور انہی سے روایت ہے کہ میں نے خواب میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ نے مجھ سے کہا جب تم میرا ذکر کرتے ہو مجھ پہ درود بھیجتے ہو مگر سلام نہیں بھیجتے وَسَلَّمَ چار لفظ ہیں اور ہر حرف کے بدلے میں دس نیکیاں ہیں۔

ابراہیم النفسی فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ایسے لگتا تھا کہ آپ مجھ سے ناراض ہیں۔ میں نے اپنا ہاتھ آپ کی طرف بڑھایا، آپ کے ہاتھوں کو چوما اور عرض کیا کہ میں اصحاب حدیث اور اہل سنت سے ہوں اور مسافر ہوں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا کہ تو مجھ پہ صلاۃ بھیجتا ہے مگر سلام کیوں نہیں؟۔ اس کے بعد میں جب بھی درود لکھتا تھا تو ساتھ ہی سلام بھی لکھتا تھا۔ محمد بن سلیمان یا عمر بن ابی سلیمان (پہلا نام زیادہ لیا جاتا ہے) فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟۔ کہنے لگے کہ اس نے مجھے بخش دیا۔ میں نے پوچھا کس وجہ سے؟۔ انہوں کہا کہ ہر حدیث کے ساتھ درود شریف لکھنے کی عادت کے باعث۔ الخطیب نے اس کو ذکر کیا اور ان کے طریق سے ابن بشکوال نے بھی تخریج کی۔

عبداللہ بن عمر بن میسرہ القواریری فرماتے ہیں کہ میرا ایک پڑوسی تھا جو کاتب تھا۔ اس کے مرنے کے بعد میں نے اس کو خواب میں دیکھا (یا کہا کہ کسی نے اس کو خواب میں دیکھا) اور سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟۔ اس نے کہ معاف کر دیا۔ پوچھا گیا

کس عمل سے؟۔ اس نے کہا کہ اس وجہ سے کہ میں جب بھی نبی پاک کا نام لکھتا تھا تو ﷺ لکھتا تھا۔ اس کو بھی ابن بشکوال نے روایت کیا ہے۔ جعفر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوزرعہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں تو ان سے پوچھا کہ آپ کو یہ مرتبہ کیسے ملا؟۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے ایک لاکھ حدیثیں اپنے ہاتھ سے لکھیں اور جب بھی نبی پاک ﷺ کا نام آتا تھا تو میں ان کا ذکر (یعنی درود) پڑھتا۔ اور آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جس نے ایک بار مجھ پہ درود بھیجا اللہ اس پہ دس بار رحمت کرتا ہے۔ اس روایت کو ابن عساکر نے ذکر کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عبدالحکیم فرماتے ہیں کہ میں نے امام شافعی کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟۔ انہوں نے کہا کہ رحم فرمایا اور مجھ کو معاف کر دیا اور اس طرح جنت کی طرف لے جایا گیا جس طرح دلہن کو لے جایا جاتا ہے اور مجھ پہ اسی طرح پتیاں نچھاور کی گئیں جس طرح دلہن پہ کی جاتی ہیں۔ میں نے پوچھا آپ نے اس مقام کو کیسے پایا؟۔ انہوں نے کہا اس درود کی وجہ سے جو میں نے اپنی کتاب الرسالة میں لکھا ہے۔ میں نے کہا وہ درود کس طرح ہے؟۔ آپ نے جواب دے کہ اس طرح صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَعَدَدَ مَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ "۔ اس کو النمیری، ابن بشکوال اور ابن سدی نے طحاوی کے طریق سے نقل کیا ہے۔ البرادی نے المنامات میں ذکر کیا۔ ابن مسدی نے المزنی کے حوالے اس نقل کیا کہ میں نے امام شافعی کو خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک فرمایا؟ تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس درود کی وجہ سے معاف کر دیا جو میں نے اپنی کتاب الرسالة میں لکھا تھا صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَعَدَدَ مَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ۔

بیہقی نے المناقب اور تیمی نے الترغیب میں ابوالحسن شافعی سے نقل کیا کہ میں نے خواب میں نبی پاک ﷺ کو دیکھا اور پوچھا یارسول اللہ! اس درود کی وجہ شافعی کو آپ کی طرف سے کیا جزا ملی ہے؟۔ آپ ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا کہ اس کو حساب کے لیے روکا نہیں جائے گا۔ ہم نے اس کو ابن صلاح سے روایت کیا جو ابوالمظفر سمعانی سے بطریق ابوالحسن یحییٰ بن حسین لیا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو خواب میں دیکھا اور عرض کی یارسول اللہ! شافعی آپ کے چچا کے بیٹے بنتے ہیں۔ آپ نے ان کو کس چیز کے ساتھ خاص کیا ہے یا کیا نفع دیا ہے؟۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے کہا ہے کہ اس کا محاسبہ نہ کیا جائے۔ میں نے پھر کہا کہ آپ نے ان کی یہ سفارش کیوں کی؟۔ آپ نے جواب دیا کہ اس نے مجھ پہ ایک ایسا درود بھیجا ہے جو کسی اور نے نہیں بھیجا۔ میں نے عرض کی کہ وہ درود کون سا ہے؟۔ آپ نے فرمایا یہ ہے صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَعَدَدَ مَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ۔

بیہقی نے بھی اس طرح ذکر کیا ہے کہ امام شافعی کو خواب میں دیکھا گیا اور پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟۔ انہوں نے کہا کہ معاف کر دیا گیا۔ پوچھا گیا کس سبب سے؟۔ کہا کہ ان پانچ کلمات کی وجہ سے جن کے ساتھ میں نبی پاک ﷺ پہ درود بھیجتا تھا،

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ ۔ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ ۔ بِعَدَدِ مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَآ اَمَرْتَ اَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ اَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَصِلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا تَنْبَغِي الصَّلَاةُ عَلَيْهِ"

نمیری، ابن بشکوال اور ان کے طریق سے ابن مسدی نے خطیب عن عبداللہ بن صالح سے روایت کیا کہ ایک صاحب حدیث کو خواب میں دیکھا گیا تو اس سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ انہوں نے کہا معاف کر دیا۔ پوچھا گیا کس سبب سے؟۔

جواب دیا اس لیے کہ میں اپنی کتابوں میں نبی پاک پہ درود لکھا کرتا تھا۔ ابن بشکوال نے اسماعیل بن علی بن المثنیٰ عن ابیہ کی سند سے روایت کیا کہ ایک صاحب حدیث کو خواب میں دیکھا گیا تو اس سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ انہوں نے کہا معاف کر دیا۔ پوچھا گیا کس سبب سے؟ تو اس نے کہا کہ دو انگلیوں سے کثرت سے ﷺ لکھنے کی وجہ سے۔

عبداللہ بن مروزی فرماتے ہیں کہ میں اور میرے والد صاحب رات کو حدیثوں کا تقابل کیا کرتے تھے۔ جس جگہ ہم تقابل کیا کرتے تھے وہاں نور کا ایک ستون نظر آیا جو آسمان تک بلند تھا۔ پوچھا گیا یہ کیسا نور ہے؟ تو کہا گیا کہ تقابل کے وقت جو درود پڑھا جاتا ہے یہ اسی کا نور ہے۔ اس کو خطیب اور ان کے طریق سے ابن بشکوال نے تخریج کیا۔ ابواسحاق ابراہیم بن دارمی (جو کہ نہشل کے نام سے مشہور ہیں) فرماتے ہیں کہ میں حدیث کی تخریج کے وقت قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا لکھا کرتا تھا۔ ایک بار میں نے نبی پاک ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ گویا آپ ﷺ نے ایک کتاب ہاتھ میں پکڑی ہوئی ہے جو میں لکھا کرتا تھا۔ آپ نے اس کو ملاحظہ کیا اور کہا یہ بہت عمدہ ہے۔ الحسن بن رشیق کو وفات کے بعد اچھی حالت میں دیکھا گیا تو ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو یہ مقام کیسے ملا؟۔ انہوں نے جواب دیا کہ نبی پاک ﷺ پہ کثرت سے درود بھیجنے کی وجہ سے۔ اس کو ابن بشکوال نے روایت کیا۔ حافظ ابوموسیٰ مدینی نے اپنی کتاب میں محدثین کی جماعت کا ذکر کیا کہ مرنے کے بعد ان کو خواب میں دیکھا گیا تو انہوں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہر حدیث میں نبی پاک ﷺ پہ درود لکھنے کی وجہ سے بخش دیا۔ ابوالعباس الخیاط ایک بار ابومحمد رشیق کی محفل میں بیٹھے تو شیخ نے ان کی عزت کی اور کہا کہ شیخ کے سامنے پیش کرنے کو کچھ ہے؟ آپ نے فرمایا لو پڑھو۔ اس کے بعد میں نے خواب میں نبی پاک ﷺ کو دیکھا تو آپ ﷺ نے مجھے کہا کہ رشیق کی مجلس میں جایا کرو کہ وہاں اتنی اتنی بار درود پاک پڑھا جاتا ہے۔

حضرت حسن بن موسیٰ الحضرمی (جو کہ ابن عجینہ کے نام مشہور ہیں) فرماتے ہیں کہ میں جب بھی حدیث لکھتا تھا تو نبی پاک ﷺ پہ درود لکھنا چھوڑ دیتا تھا۔ میرا مقصد ہوتا تھا کہ جلدی لکھ لوں۔ ایک بار نبی پاک ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم مجھ پہ اس طرح درود کیوں نہیں بھیجتے جس طرح ابو عمر طبرانی بھیجتا ہے؟۔ میں بیدار ہو گیا اور مجھ پہ خوف طاری ہو گیا تھا۔ میں نے قسم کھائی کہ آئندہ جب بھی حدیث لکھوں گا تو ﷺ ضرور لکھوں گا۔

ابوعلی حسن بن علی عطار فرماتے ہیں کہ ابوطاہر المخلص نے کچھ اجزاء خود لکھ کے بھیجے۔ میں نے دیکھا کہ انہوں نے جب بھی نبی پاک ﷺ کا نام لکھا تھا تو ساتھ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا بھی کثرت سے لکھا ہوا تھا۔ تو میں نے ان سے کہا کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو؟۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ میری جوانی کا دور تھا۔ میں حدیث لکھتا تھا مگر درود پاک نہ لکھتا تھا۔ ایک بار میں نے نبی پاک ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ میں آپ ﷺ کی متوجہ ہوا جبکہ نبی پاک ﷺ بھی مجھے دیکھ رہے تھے۔ میں آپ ﷺ کو سلام کیا مگر آپ ﷺ نے چہرہ مبارک پھیر لیا۔ میں دوسری طرف سے گھوم کے گیا تو آپ ﷺ نے اس طرف سے بھی چہرہ مبارک پھیر لیا۔ اس کے بعد میں تیسری مرتبہ آپ ﷺ کے سامنے آیا اور عرض کی یا رسول اللہ! آپ مجھ سے چہرہ انور کیوں پھیر لیتے ہیں؟۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ اس لیے کہ تو جب اپنی کتاب میں میرا ذکر کرتا ہے تو مجھ پہ درود نہیں بھیجتا۔ پس اس وقت سے جب بھی نبی پاک ﷺ کا ذکر آتا ہے تو میں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا لازمی لکھتا ہوں۔ حمزہ الکنانی فرماتے ہیں کہ میں جب بھی حدیث لکھتا تھا تو صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ بھی لکھتا تھا۔ میں نے خواب میں نبی پاک ﷺ کو دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ تو مجھ پہ مکمل درود کیوں نہیں بھیجتا؟۔ پس اس کے بعد میں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ کے ساتھ وَسَلَّمَ ضرور لکھتا ہوں۔ اس کو ابن صلاح اور رشید العطار نے روایت کیا ہے۔ الذہبی نے حمزہ کے تعارف میں ان کی تاریخ سے نقل ابن مندہ

سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ان سے: اما تختم الصلوٰۃ علی فی کتابك: کے الفاظ ذکر کیے ہیں۔ ابوزکریا یحیی بن مالک بن عائذ العائذی فرماتے ہیں کہ ہمارے ایک بصری دوست نے ہمیں بتایا کہ ہمارا ایک دوست حدیثیں لکھا کرتا تھا اور نبی پاک ﷺ کے نام کے ساتھ درود پاک نہیں لکھتا تھا اور ایسا وہ کاغذ بچانے کے لیے کنجوسی کی وجہ سے کرتا تھا۔ راوی کا کہنا ہے میں اس کو ملا تو دیکھا کہ اس کے ہاتھ پہ پھوڑا نکلا ہوا تھا۔

نمیری فرماتے ہیں کہ میں نے ابوجعفر احمد بن علی المقری سے سنا اور انہوں نے اپنے باپ سے سنا اور انہوں نے ابوعمر بن عبدالبر کی کتاب التمھید کا نسخہ لکھا ہوا دیکھا کہ جس کے کاتب نے نبی پاک ﷺ کے نام ساتھ لکھے ہوئے درود پاک قصداً مٹا دیا تھا۔ مگر جب اس کتاب کو بیچنے کے لیے بازار میں پیش کیا تو اس کی قیمت کم ہوگئی۔ اور اس طرح اس نے اس کو خسارے کے ساتھ بیچ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مرنے کے بعد اس کے نام کو مٹا دیا حالانکہ وہ علم کا ایک باب تھا۔ نمیری کہتے ہیں کہ میرے والد صاحب فرماتے ہیں کہ ایک عالم نے امام مالک کی کتاب المؤطا کا ایک نسخہ اپنے خط سے لکھا اور اس کو بہت خوشخطی سے لکھا مگر جہاں نبی پاک ﷺ کا نام تھا۔ وہاں پورا درود لکھنے کی بجائے صرف ''ص'' لکھ دیا۔ اس کے بعد وہ ایک رئیس کے پاس گیا کہ جو کتابوں کے چناؤ اور دفاتر کو خریدنے میں دلچسپی رکھتا تھا۔ اس نے بہت زیادہ قیمت کی امید پہ کتاب اس کے سامنے پیش کی۔ اس رئیس نے کتاب کی خوشخطی کی بہت تعریف کی اور اس کو بہت زیادہ قیمت دینے کا ارادہ کیا۔ پھر اچانک وہ رئیس اس کاتب کی درود پاک والی حرکت پہ آگاہ ہوگیا اور اس کو کتاب واپس کردی، قیمت سے اس کو محروم رکھا اور اپنے سے دور کردیا۔ اس کے بعد وہ شخص ہمیشہ افسوس کرتا تھا اور اپنی غلطی کا اقرار کرتا تھا۔ یہ اس کلام کا مفہوم ہے جو انہوں نے والد صاحب سے سنا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ہم جب بھی نبی پاک ﷺ کا نام گرامی لکھیں تو وہ ہمیں دورد پاک لکھنے اور پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيْرًا كَثِيْرًا۔ آمین

## خاتمہ

امام نووی اپنی کتاب الاذکار میں لکھتے ہیں کہ علماء حدیث اور فقہاء وغیرہ فرماتے ہیں کہ فضائل اعمال، ترغیب اور ترہیب میں ضعیف احادیث پہ عمل کرنا جائز ہے اور مستحب ہے بشرطیکہ وہ موضوع نہ ہو۔ مگر دوسرے احکام مثلاً حلال، حرام، بیع، نکاح اور طلاق وغیرہ میں صرف حدیث صحیح یا پھر حسن پہ عمل کیا جائے گا۔ مگر کسی چیز میں احتیاط ہو تو ضعیف حدیث پہ عمل کرنا مستحب ہے۔ مثلاً بعض بیوع اور نکاح وغیرہ کی کراہت سے متعلق حدیثیں وارد ہیں۔ اس لیے اجتناب کرنا مستحب ہے مگر واجب نہیں۔ ابوالعربی مالکی نے اختلاف کرتے ہوئے کہا ہے کہ ضعیف حدیث پہ مطلق عمل نہیں کیا جائے گا۔ میں نے اپنے شیخ سے بھی یہی سنا ہے کہ ضعیف حدیث پہ عمل کرنے کے لیے تین شرطیں ہیں۔ اول: اس پہ سب کا اتفاق ہے کہ وہ زیادہ ضعف سے متصف نہ ہو۔ دوئم: وہ اصل عام کے تحت مندرج ہو۔ اس شرط سے وہ خارج ہو جائے گی جس کی بالکل اصل نہ ہو۔ سوئم: اس پہ عمل کرتے وقت اس کے ثبوت کا اعتقاد نہ ہو تا کہ کہیں نبی پاک ﷺ کی طرف وہ بات منسوب نہ ہو جائے جو آپ ﷺ نے فرمائی ہی نہ ہو۔ آخری دو شرطیں ابن سلام اور ان کے دوست ابن دقیق العبد سے مروی ہیں جبکہ پہلی شرط العلائی نے نقل کی۔

میں کہتا ہوں کہ امام احمد سے منقول ہے کہ جب کوئی اور حدیث نہ ہو اور ضعیف کے معارض بھی کوئی حدیث نہ ہوتی تو آپ ضعیف حدیث پہ ہی عمل کرلیا کرتے تھے۔ آپ سے ہی مروی ہے کہ لوگوں کی رائے پہ عمل کرنے سے ضعیف حدیث پہ عمل کرنا زیادہ بہتر ہے۔ ابن

حزم سے منقول ہے کہ تمام احناف کا اجماع ہے کہ امام ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ ضعیف حدیث پہ عمل کرنا رائے اور قیاس پہ عمل کرنے سے بہتر ہے۔ امام احمد سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی ایسے شہر میں رہتا ہو جہاں ایک صاحب حدیث ایسا ہو جو صحیح اور سقیم میں تمیز نہ کر سکتا ہو جبکہ دوسرا صاحب الرائے ہو تو وہ بندہ کس سے مسئلہ پوچھے؟۔ انہوں نے جواب دیا کہ صاحب حدیث سے پوچھے صاحب الرائے سے نہ پوچھے۔ ابو عبداللہ بن مندہ نے ابوداؤد جو کہ صاحب سنن اور امام احمد کے شاگرد ہیں سے روایت کیا ہے کہ ان کے نزدیک ضعیف حدیث لوگوں کی رائے سے قوی ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ضعیف حدیث کے متعلق تین مذہب ہیں۔ اول یہ کہ اس پہ مطلقاً عمل نہیں کیا جائے گا۔ دوم یہ کہ اگر اس سے متعلق کوئی حدیث نہ ہو تو اس پہ مطلق عمل کیا جائے گا۔ سوم یہ کہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ فضائل اعمال میں اس پہ عمل کیا جائے گا مگر احکام والے معاملات میں نہیں جیسا کہ پہلے بھی گزر چکا ہے۔ واللہ الموفق

## موضوع حدیث کا حکم

موضوع حدیث پہ عمل کرنا کسی صورت جائز نہیں اور نہ ہی اس کی روایت جائز ہے لیکن اگر اس کی حقیقت بیان کر دے تو پھر جائز ہے جیسا کہ ہم نے اس تالیف (یعنی اس کتاب) میں کیا ہے۔ امام مسلم نے ایک روایت اپنی صحیح میں بیان کی ہے: مَنْ حَدَّثَ عَنِّیْ بِحَدِیْثٍ یُرٰی اَنَّہٗ کَذِبٌ فَھُوَ اَحَدُ الْکَاذِبِیْنَ: اگر کسی نے کوئی ایسی بات میری طرف منسوب کی جس کے متعلق اسے گمان تھا کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ راوی بھی ان جھوٹوں میں سے ہی ہے۔ یہاں یُرٰی کا استعمال یَظُنُّ کے معنی میں ہوا ہے۔ اور الکاذبین میں دو روایتیں ہیں۔ یا تو یہ تثنیہ کا صیغہ ہے یا پھر جمع کا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث ایک شدید وعید ہے اس بندے کے لیے ہے جو حدیث ایسی روایت کرتا جس کے متعلق اسے گمان ہو کہ یہ جھوٹ ہے چہ جائیکہ اسے یقین ہو۔ لہٰذا موضوع حدیث کو بیان نہ کرے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بیان کرنے والے کو واضع کے ساتھ شامل کیا ہے۔ امام مسلم اپنی صحیح مسلم کے مقدمے میں لکھتے ہیں کہ محدث پہ لازم ہے کہ صحیح و سقیم روایات اور ثقہ اور تہمت بالکذب شدہ راویوں کا فرق جانتا ہو تا کہ وہ کوئی ایسی روایت نہ کر دے جو ثقہ راویوں سے منقول نہ ہو اور صحیح بھی نہ ہو۔ بلکہ وہ صرف ایسی حدیث روایت کرے جس کے مخرج کی صحت اور اس کے راویوں کی ثقاہت کو جانتا ہے۔ ہر اس چیز کو ترک کر دے جو اہل بدعت اور اہل تہمت سے مروی ہے جو کہ معاندین سے ہیں۔ میرے نزدیک امام مسلم کا یہ کلام حدیث شریف کے کلام کے مطابق ہے۔ ابن الصلاح نے روایت حدیث کی ضعیف کو اس وقت جائز کہا جب وہ باطن میں صدق کا احتمال رکھتی ہو۔ انہوں نے موضوع روایت کے عدم جواز کے بعد لکھا ہے کہ موضوع حدیث کو روایت کرنا جائز نہیں ہے مگر ضعیف احادیث کو روایت کرنا جائز ہے جو باطن میں صدق کا احتمال رکھتی ہوں۔ لیکن کیا اس احتمال میں یہ شرط ہے کہ اس حیثیت میں بھی اتنی قوی ہوں کہ کذب کے احتمال سے بھی قوی ہوں یا مساوی ہوں یا کوئی شرط نہیں ہے۔ ہمارے شیخ کا کہنا ہے کہ یہ محل نظر ہے۔ امام مسلم کا کلام ظاہر ہے اور مذکورہ حدیث کا مفہوم یہ ہے اس کا اعتبار اس وقت نہ ہو گا جب اس میں صدق کا احتمال ضعیف ہو۔ امام ترمذی کا کہنا ہے کہ میں نے ابو محمد عبدالرحمن دارمی سے حدیث سمرہ کا مفہوم کا پوچھتے ہوئے کہا کہ اگر کوئی شخص جانتا ہے کہ اسناد غلط ہیں اور پھر بھی روایت کرتا ہے تو کیا وہ اس وعید میں داخل ہے یا وہ داخل ہو گا جو مرسل روایت کرے بعض سند کے ساتھ یا سند کو تبدیل کرے؟۔ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں کیونکہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بندہ حدیث روایت کرے اور اس کو معلوم نہ ہو کہ اس کی اصل نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ یہ شخص اس وعید میں داخل ہو گا۔ اور کسی حدیث کے صحیح یا سقیم کا اعتبار اس کی سند کے اعتبار سے ہوتا ہے متن کے اعتبار سے نہیں۔

ابن الصلاح فرماتے ہیں کہ جب علماء کسی حدیث کوصحیح کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا کہ باقی تمام اوصاف کے ساتھ ساتھ اس کی سند بھی متصل ہے۔ اس میں یہ شرط نہیں کہ وہ نفس الامر میں بھی قطعی ہے۔ اسی طرح جب علماء کسی حدیث کوغیر صحیح کہتے ہیں تو یہ مطلب یہ نہیں ہوتا کہ وہ حقیقت میں بھی جھوٹی ہے کیونکہ بعض اوقات وہ صحیح بھی ہوتی ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کی سند مطلوبہ شرائط پہ پورا نہیں اترتی۔ امام نووی فرماتے ہیں کہ انسان کے لیے بہتر یہی ہے کہ اگر اس کے پاس فضائل اعمال سے متعلق کوئی روایت پہنچے تو تو اس پہ عمل کرے جس حد تک بھی ممکن ہو کیونکہ ایک متفق علیہ حدیث ہے کہ جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو جس حد تک ممکن ہو اس پہ عمل کرو۔ میں کہتا ہوں کہ ہم نے حسن بن عرفہ کے ایک جزو سے روایت کیا کہ اگر کسی کو اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم پہنچا پھر اس نے ثواب کی نیت سے اس پہ عمل کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو جزا عطا کرے گا اگر چہ وہ حکم اللہ تعالیٰ کا نہ بھی تھا۔ اس طرح مجھے یہ خبر پہنچی اس طریق سے بھی کہ مجھ سے روایت کیا امام ابوعبداللہ محمد بن احمد خلیلی نے، انہوں نے ابوالفتح سے، انہوں نے فرج بن صیقل سے، انہوں نے فرج بن کلیف سے، انہوں نے ابوالقاسم عمری سے، انہوں نے ابوالحسن بن مخلد سے اور انہوں نے ابوعلی حسن بن عرفہ سے۔ آگے وہی ذکر کیا۔ خالد اور فرات پہ جرح کی گئی ہے جبکہ ابورجاء غیر معروف ہے۔ اسی حدیث کو ابوالشیخ نے بشر بن عبید عن ابوالزبیر عن جابر کے طریق سے روایت کیا مگر اس میں بھی بشر متروک ہے۔ اسی کو کامل بن طلحہ نے بھی اپنی کتاب میں عباد بن عبدالصمد عن انس کی سند سے روایت کیا۔ اس میں بھی عباد بن عبدالصمد متروک ہے۔ اس پر استنکار کیا ہے۔ اسی طرح ابو یعلٰی نے بھی حضرت انس سے روایت کیا ہے۔ مگر اس کی سند بھی ضعیف ہے۔ روایت یہ ہے کہ: مَنْ بَلَّغَهُ عَنِ اللهِ فَضِيْلَةٌ" فَلَمْ يُصَدِّقْ بِهَا لَمْ يَنَلْهَا: اس کے شواہد ابن عباس، ابن عمر، ابن عمر اور ابو ہریرہ کی احادیث ہیں۔

## اس موضوع پہ لکھی گئی دیگر کتابوں کا بیان

اس موضوع پہ کافی علماء نے کتابیں تحریر کی ہیں مثلاً قاضی اسماعیل۔ ابوبکر بن ابی عاصم۔ ابوعبداللہ نمیری مالکی آپ کی کتاب کا نام فضل الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اس کے علاوہ ابومحمد بن جبیر بن محمد بن جبیر بن ہشام قرطبی جو ابن بشکوال کے شاگرد ہیں اور ثقہ، دین اور فضل کی صفات کے ساتھ متصف تھے اور ان کی وفات کا سال ۶۳۰ھ ہے۔ ابوعبداللہ بن قیم نے جلاء الافہام کے نام سے کتاب لکھی۔ التاج ابو حفص عمر بن علی فاکہانی مالکی کی کتاب کا نام الفجر المنیر الصلاۃ علی البشیر النذیر۔ ابوالقاسم بن احمد بن ابوقاسم قرشی مالکی تیونسی۔ احمد بن یحییٰ بن فضل اللہ کی کتاب کا نام فضل التسلیم علی النبی الکریم۔ ابوالعباس احمد بن معد بن عیسیٰ بن وکیل تجیبی اندلسی اقلیشی کی کتاب کا نام انوار المختار المختصۃ بفضل الصلاۃ علی النبی المختار۔ شہاب بن ابی حجلہ الشاعر الحنفی، ان کی کتاب کا نام دفع النقمۃ فی الصلاۃ علی نبی الرحمۃ۔ المجد الفیر وز آبادی صاحب القاموس وسفر العادۃ، ان کی کتاب کا نام الصلاۃ البشر فی الصلاۃ علی سید البشر۔ میں نے ان تمام کا مطالعہ کیا ہے۔ ابوالحسین بن فارس لغوی۔ ابن شیخ بن حیان الحافظ۔ حافظ ابن موسیٰ مدینی۔ حافظ ابوالقاسم بن بشکوال، ان کی کتاب کا نام القربۃ الی رب العالمین با الصلاۃ علی سید المرسلین۔ الضیاء ابوعبداللہ المقدسی صاحب المختار۔ ابواحمد دمیاطی۔ حافظ ابوالفتح بن سید الناس یعمری۔ حافظ محب الطبری۔ ابوعبداللہ محمد بن عبد الرحمن تجیبی الحافظ نزیل تلمسان فی اربعین حدیثاً لہ، ان کی وفات ۶۱۰ھ میں ہوئی۔ ان تمام لوگوں سے میں نے بالواسطہ نقل کیا ہے کیونکہ یہ میرے پاس نہیں تھیں، ان میں سے ہر ایک ایک بہترین کتابچے پہ مشتمل ہے۔ تیسری ان میں سے ہر ایک مفید ہے۔ اس کا حجم اسناد اور تکرار احادیث کی وجہ ضخیم ہے۔ چوتھی میں بغیر کسی نسبت کے غریب احادیث کا ذکر زیادہ ہے۔ میں نے کئی باتیں اس سے نقل کی ہیں اس بناء پہ کہ یہ ثقہ ہیں لیکن ظاہر حال یہ ہے کہ حدیث اس کی صنعت سے نہیں۔ پانچویں کتاب عظیم ہے مگر اس میں موضوع سے خارج باتیں بہت زیادہ ہیں

اور اس میں طویل کلام ہے جیسا کہ مصنف کی عادت ہے۔ چھٹی کتاب میں بارہ ابواب ہیں جن میں سے پانچ کا تعلق مضمون کے ساتھ، کچھ کا مناسک کتب اور بعض سیرت نبویہ سے مناسبت رکھتے ہیں۔ ساتویں کتاب میں باب کی آیت پہ بحث اور چند فوائد ذکر کیے گئے ہیں۔ آٹھویں کتاب مختصر ہے اور اس میں چالیس احادیث جمع ہیں۔ نویں کتاب کا سبب طاعون کا وقوع ہے جو درحقیقت طاعون کی وبا، اس کے اخبار اور اس کے اشعار کے ذکر میں ہے۔ مقدمہ میں اس کا مفہوم ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب کے تیسرے حصہ کے کچھ زیادہ ہے۔ دسویں کتاب ایک نفیس کتاب ہے مگر اس میں احادیث کے حکم میں مناقشات بھی ہیں جبکہ بغیر نسبت کے غریب احادیث بھی ہیں۔ اس کے علاوہ بھی کافی باتوں کے ذکر کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اس کا اختتام غار ثور کے ذکر پہ ہے کیونکہ اس کی تصنیف کا سبب بھی بقول مصنف وہی ہے۔

الغرض ان سب سے بہتر اور مفید پانچویں کتاب ہے۔ اس کتاب کا مسودہ لکھنے کے بعد مجھے ایک رئیس المحدثین کا پتا چلا جن کے حفظ واتقان کا اشارہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی کثرت فرمائے۔ اس کتاب کا نام الرقم المعلم تھا۔ میں نے اس میں ایسے مقامات کا ذکر پایا ہے کہ جہاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود بھیجا جاتا ہے اور یہ ایک پورا باب تھا۔ سوائے دو تین جگہ کے کہیں اپنا مقصد نہ پایا۔ اس میں فقہاء کا کلام زیادہ تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کے مصنف کو جزا عطا فرمائے۔ مجھے دین اور علم کے اعتبار سے ایک ثقہ آدمی نے خبر دی۔ اللہ تعالیٰ اس کو ہمارے لیے باعث نفع بنائے۔ وہ اس عنوان کی ایک بہت بڑی کتاب ہے جو ابن جملہ کی ملکیت ہے۔

اس بات کو کرنے کا مقصد یہ تھا کہ میری اس کتاب کو پڑھنے والا جان لے ان باتوں کو جن تک میری رسائی تھی اور جن تک نہیں تھی تا کہ جو چیزیں نہیں ہیں اگر ان تک اس کو رسائی ہوتی ہے تو ان کو بہترین طریقے سے درج کر دے۔ اور اگر کوئی چیز زائد ملے تو اس کو غور وفکر کے بعد ملحق کرے تا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ وہی چیز لکھ دے جو پہلے ہی موجود ہو۔ جب میری یہ کتاب عالم اسلام میں پھیل گئی تو محدث مکہ اور حافظ مکہ نے میری طرف ابن بشکوال کی کتاب کا ایک نسخہ بھیجا جو دو جلدوں میں تھا اور اسی کی سند کے ساتھ تھا۔ میں نے اپنی ضرورت کی باتیں اس سے لے کر اس کے ساتھ ملحق کر دیں۔ اس کے بعد ابن فارس کی کتاب کا پتا چلا جو صرف چار ورقوں پہ مشتمل تھا۔ اس کا زیادہ تر حصہ پہلے باب کی لمبی حدیث کے ورود اور اس کی شرح کے متعلق تھا۔ اسی طرح میں نے شیخ ابوعبداللہ محمد بن موسیٰ بن نعمان کی الفوائد المدنیۃ فی الصلاۃ علی خیر البریۃ نامی کتاب بھی دیکھی۔ میں نے اس سے بھی فائدہ حاصل کیا۔ یہ تمام کتابیں وہ ہیں جن کا مطالعہ میں نے اس تالیف میں کیا۔

اس کے علاوہ صحاح ستہ اور وہ کتابیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا مندرجہ ذیل ہیں۔ بخاری شریف۔ مسلم شریف۔ ابوداؤد۔ ترمذی شریف۔ نسائی شریف۔ ابن ماجہ۔ موطا امام مالک۔ مسند شافعی۔ مسند امام احمد۔ یہ تمام اعلیٰ مسانید ہیں۔ امام طحاوی کی شرح معانی الآثار۔ ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اور ابوعوانہ کی صحاح۔ بیہقی، دارقطنی اور سعید بن منصور کی سنن۔ ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق کی مصنف۔ دارمی کی جامع۔ دیلمی کی مسند فردوس۔ دینوری کی مجالسہ۔ ابن زنجویہ اور ابن شاہین، تیمی اور منذری کی ترغیب۔ قصری، حلیمی اور بیہقی کی شعب الایمان۔ قاضی عیاض کی شفا۔ بیہقی کی خلافیات اور دعوات۔ طبرانی کی دعوات۔ ابن حاتم اور ابن کثیر کی تفسیر۔ ہمارے شیخ کی تخریج الرافع۔ ابن جوزی کی موضوعات اور احادیث واہیہ۔ ہیثمی کی مجمع الزوائد۔ مسند امام احمد۔ مسند بزار۔ مسند ابویعلی۔ المطالب العالیہ فی زوائد المسانید الثمانیہ یعنی مسند عدنی، حمیدی، طیالسی، مسدد، ابن منیع، ابن ابی شیبہ، حارث اور عبد۔ اس میں ایسی حدیثیں بھی ہیں جو ان مسانید سے زائد ہیں اور ان پہ ہمارے شیخ کو مکمل آگاہی نہ ہوئی مثلاً اسحاق بن راہویہ، حسن بن سفیان، محمد بن ہشام سدوسی، محمد بن ہارون رویانی، ہیثم بن کلیب وغیرہ۔ (اس کے علاوہ کتابوں میں) طبری کی تہذیب الآثار۔ ہیثمی کی ترتیب الاحادیث الحلیہ، العیلانیات، الخلعیات، فوائد اور دارقطنی۔ ضیاء کی المختارۃ۔ معمری کی عمل الیوم واللیلۃ اور ابی نعیم اور ابن السنی کی۔ نووی کی الاذکار۔ ہمارے شیخ نے اس کی نامکمل تخریج۔ امام

بخاری کی الادب المفرد اور امام بیہقی کی۔عبدالرزاق کی الصلاۃ۔مزی کی الاطراف اور ہمارے شیخ کی۔

شرح حدیث میں سے ہمارے شیخ کی شرح بخاری۔شیخ سے مراد ابوالفضل بن حجر ہیں۔اس کتاب میں جہاں بھی: شیخنا (ہمارے شیخ): کا لفظ آئے تو اس سے مراد ابن حجر ہوں گے۔نووی کی شرح مسلم اور زواوی اور موجود شرح ابوداؤد۔خطابی کی معالم سنن۔منذری کی حاشیہ سنن اور جو اس پہ ابن قیم نے لکھا۔ابن عربی کی شرح ترمذی۔اور اسی کی شرح الموجود جو ابوالفضل بن عراقی نے لکھی۔دمیری کی شرح ابن ماجہ۔مغلطائی کی کثیر الاعوان والموجود۔اگر یہ مکمل ہوتی تو بہت مفید ہوتی۔علامہ برہان الدین کی شرح شفاء۔یہ تہذیب کی محتاج ہے۔ہمارے کچھ محققین نے اس کو مختصر کیا اور پھر اس کے بعد طلبہ نے اس کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔اللہ تعالیٰ اس کو نافع بنائے۔کتب غریبہ میں سے ابن اثیر کی النہایہ اور جوہری کی الصحاح۔

کتب فقہ میں سے زرکشی کی مواضع من الخادم، ابن قدامہ کی شرح ابن حاجب اور سروجی کی شرح ھدایہ وغیرہ شامل ہیں۔اور اسماء رجال کی کتابوں میں تہذیب التہذیب اور لسان المیز ان ہمارے شیخ کی اور ان کی کتاب تعجیل المنفعہ۔ابن حبان کی ثقات۔ابن ابی حاتم کی الجرح والتعدیل۔ابی احمد بن عدی کی الکامل۔تاریخ کی کتابوں سے خطیب، ذہبی وغیرہ کی تاریخ۔علل کی کتابوں سے دارقطنی کی علل اور ابن ابی حاتم اور خلال کی۔ان کے علاوہ کئی کتابیں، اجزاء، فوائد، مشیخات اور معاجم ہیں کہ جن کے ذکر سے کلام طویل ہو جائے گا۔ایک شاعر کا کیا ہی خوب صورت شعر ہے۔

صَلَّى الْإِلٰهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ　　　وَ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ الرُّشَّدَ

اللہ تعالیٰ درود بھیجے نبی پاک اور آپ کی پاک اور طیب آل پہ

وَ الْآلَ وَ الْأَبْرَارَ إِعْدَادَ الْحَصٰى　　　وَ الرَّمْلَ وَ الْقَطْرَ الَّذِيْ لَمْ يُعَدَّ

اور نیک لوگوں پہ بھی ریت کے ذرات اور بارش کے قطروں کی مقدار برابر کہ جن کا شمار ممکن نہیں

اسی کی ذات سے مدد اور اسی پہ توکل ہے۔اور میں اسی سے صراط مستقیم اور نبی پاک ﷺ پہ کثرت سے درود شریف پڑھنے کی توفیق طلب کرتا ہوں۔اس کتاب کے مصنف کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب سے اس کو مستفیذ کرے اور نبی پاک ﷺ کی سنتوں کی نشر و اشاعت میں اس کی مدد فرمائے۔اللہ تعالیٰ کی حمد و عنایت سے یہ کتاب ابوالخیر محمد بن عبدالرحمن مصری شافعی ابزی کے دست مبارک پہ ماہ رمضان المبارک ۸۶۰ھ میں مکمل ہوئی مگر وہ حصہ جو بعد میں اس کے ساتھ ملحق کیا گیا۔اللہ تعالیٰ اس کے تصنیف کرنے والے کو اس میں نفع دے اور اس کو، اس کے والدین اور اس کے چاہنے والوں کو اجر جزیل اور ثواب جمیل عطا فرمائے اور قیامت کے دن جب حساب ہو تو اس کو اپنے کرم اور عطا سے معاف فرمائے۔پس بے شک وہ کریم اور وہاب ہے۔

آمین

بجاہِ سیّد المرسلین

صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم

یا صاحب الجمال و یا سید البشر

من وجہک المنیر لقد نور القمر

لا یمکن الثناء کما کان حقہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
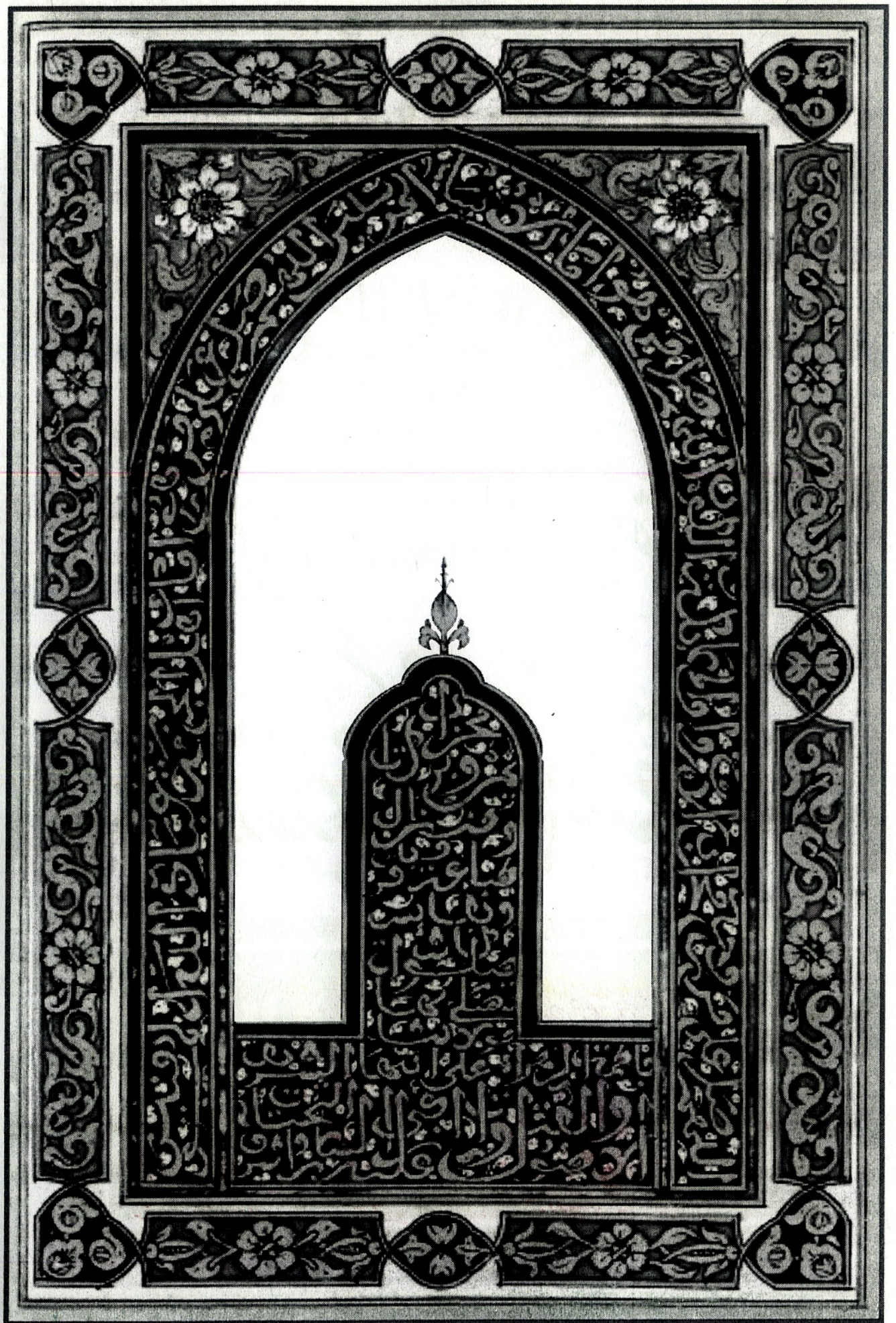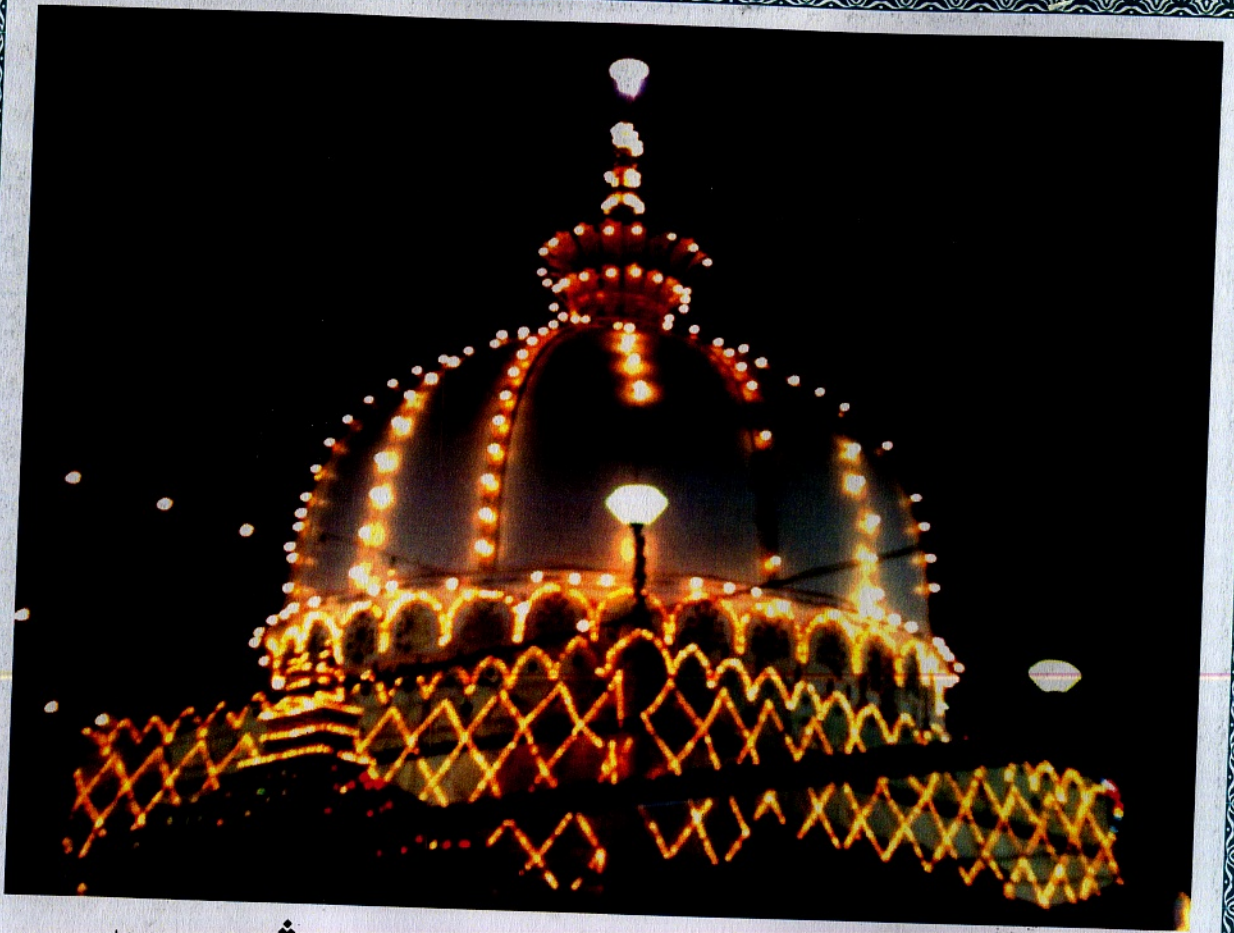
مزارِ پُر انوار نائب رسول ﷺ فی الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ
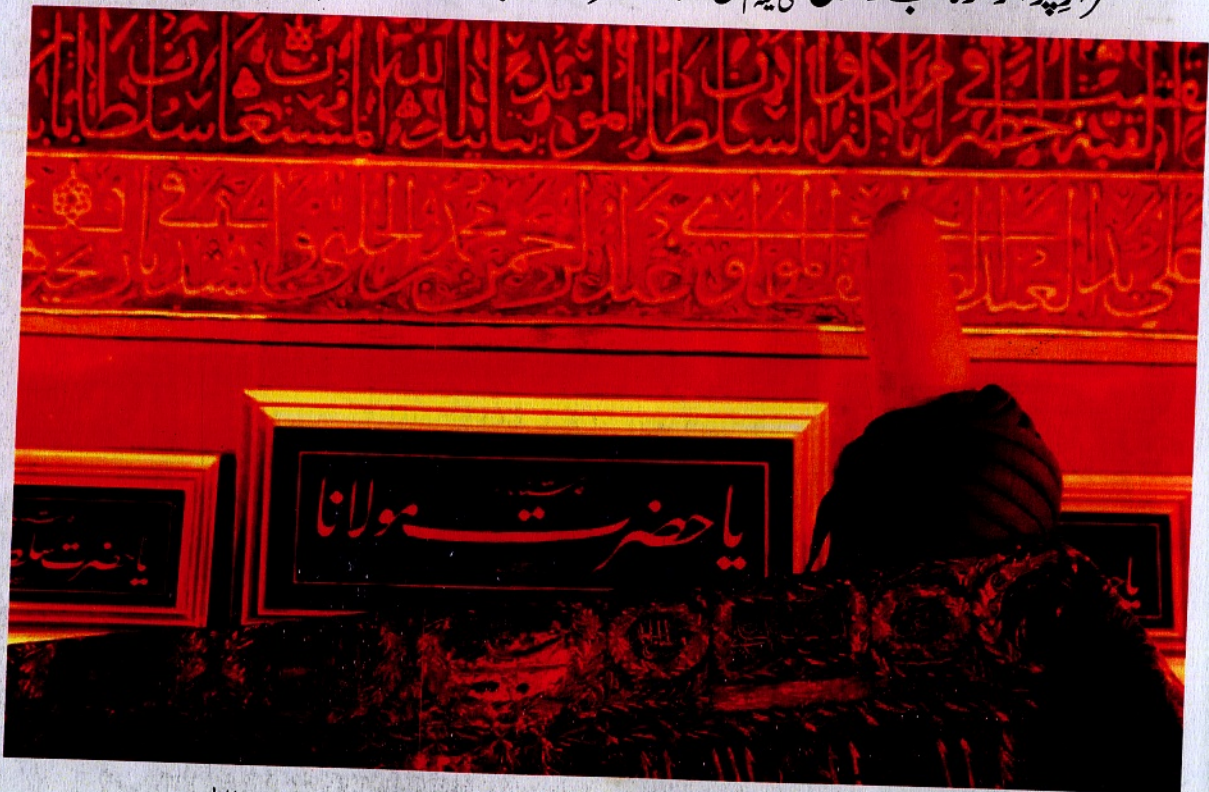
مزارِ مبارک قافلہ سالارِ عشق حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ

# دُرودِ سِرّ

اَللّٰھُمَّ

صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ

الَّذِیْ ھُوَ

سِرُّ اللّٰہِ الْاَعْظَمِ

حَیْثُ قَالَ فِیْ شَأْنِہٖ

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ

وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ

دورانِ تکمیلِ انسائیکلوپیڈیا ہٰذا، دُرود وسلام کا مذکورہ بالا صیغہ محمد ذیشان انجم قادری پر القاء ہوا۔

(دُرود وسلام کے اِسرار ورموز کے حصول کیلئے اِس دُرودِ پاک کو کثرت سے پڑھا جائے)

# دُرودِ القائی

اَللّٰھُمَّ صَلِّ بِعَدَدِ اَنْتَ تُصَلِّیْ وَ عَدَدَ مَلَائِکَتِكَ یُصَلُّوْنَ
وَ عَدَدَ الْمُؤْمِنِیْنَ صَلُّوْا وَسَلَّمُوْا وَ سَیُصَلُّوْنَ وَ سَیُسَلِّمُوْنَ
عَلٰی حَبِیْبِكَ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا وَ شَفِیْعِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِہٖ
وَ اَصْحَابِہٖ وَاَوْلِیَائِہٖ وَ خُصُوْصًا عَلَی الْاَبَوَیْنِ الْکَرِیْمَیْنِ
لِسَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا خَیْرُ الْاَنَامِ وَ عَلٰی وَلَدِہٖ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ
سَیِّدِنَا اَلشَّیْخ عَبْدِالْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ وَ اَبَوَیْہِ الْکَرِیْمَیْنِ
وَ عَلٰی قُطْبِ الزَّمَانِ سَیِّدِنَا اَبُو الْحَسَنْ اَلشَّاذُلِیْ وَ عَلٰی
سِرِّ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مَوْلَانَا جَلَالُ الدِّیْنِ الرُّوْمِیْ وَ عَلٰی
سَیِّدِیْ وَ مُرْشِدِیْ وَ مَوْلَایَ اَلسَّیِّدِ تَیْسِیْرَ مُحَمَّدِ یُوْسُفَ
اَلْحَسَنِیْ اَلسَّمْھُوْدِیْ اَلْمَدَنِیْ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

درُود وسلام کا یہ صیغۂ مبارکہ بروز جمعۃ المبارک
28 ربیع الاوّل شریف 1432ھ بمطابق 4 مارچ2011ء
افتخار احمد حافظ قادری شاذلی نے ترتیب دیا اور
اُسے درُودِ القائی کے نام سے موسوم کیا۔

مؤرخہ 5 مئی 2013ء بر موقع عُرسِ مبارک حضرت صوفی غلام محمد قادری سعیدی شکوری رحمۃ اللہ علیہ (منعقدہ واہ ماڈل ٹاؤن، واہ کینٹ، پاکستان) سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ سعیدیہ جناب حضرت عبدالرشید جامی مدظلہ العالی نے خلیفہ عبدالوہاب سعیدی شکوری اور افتخار احمد حافظ قادری شاذلی کی موجودگی میں محمد ذیشان انجم قادری کو سلسلۂ قادریہ میں شرفِ اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔

بروز منگل مؤرخہ 17 ستمبر، 2013ء بمطابق 11 ذی القعدہ 1434ھ بر موقع محفلِ گیارہویں شریف حضور قبلہ باباجی امیر نواز چشتی نظامی نے سید رفاقت علی شاہ صاحب کو افتخار احمد حافظ قادری و دیگر شریکِ محفل حضرات کی موجودگی میں محمد حسین قادری شیرازی کی لائی ہوئی دستارِ مبارک کو محمد ذیشان انجم قادری کے سر پر سجانے کا حکم دیا اور یوں محمد ذیشان انجم قادری سلسلۂ چشتیہ نظامیہ کی سنہری لڑی میں پرو دیئے گئے۔

## قطعۂ تاریخ سالِ طباعت ''انسائیکلوپیڈیا درُود و سلام''

### ''فضیلتِ حبیبِ پاک'' صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

1435ھ

نا قبولِ بارگاہِ حق کبھی ہوتا نہیں
غور کے قابل ہے یہ تخصیص و تفریدِ **درُود**

خُود خُدا بھی اور کرتے ہیں فرشتے بھی یہ کام
اہلِ ایماں کو بھی ہے تلقین و تاکیدِ **درُود**

مؤمنوں کو حکم ہے قرآن میں **صلوا علیہ**
ہو زیادہ اور کیا تشریف و تمہیدِ **درُود**

بڑھ رہی ہے دن بدن توقیر و تقدیسِ **سلام**
اوج پر ہر روز ہے تحلیل و تمجیدِ **درُود**

اِس کی برکت سے عطا ہوتی ہے ہر غم سے نجات
مُشکلیں آسان ہوتی ہیں بہ تائیدِ **درُود**

ہے کشادہ اُس پہ ہر قفلِ درِ فوز و فلاح
جس کسی کی دسترس میں ہیں مطالیبِ **درُود**

دائمی لطفِ خدا و مصطفیٰ ﷺ پائے گا وہ
بھا گیا جس دیدہ ور کو حُسنِ جاویدِ **درُود**

خوش مقدر، کیا سعات مند ہے **ذیشان** بھی
جس نے پھیلائی ہے یہ خوشبوئے جاویدِ **درُود**

مژدۂ بخشش ہے **حافظ افتخار احمد** تجھے
خوب و دِل آویز کی ہے تو نے **تسوید درُود**

اِس کی تکرارِ ''**ادب**'' سے یوں کہی تاریخِ چاپ
7+7=14
نورِ چشمِ عاشقاں ''**تنویرِ خورشید درُود**''
2000+14=2014

---

''غُبارِ راہِ طیبہ'' محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری
1435ھ